تخریج روحانی خزائن
حضرت مسیح موعود و مہدی معہود
علیہ الصلوٰۃ والسلام
مرزا غلام احمد قادیانی
جلد 1
ahmadimuslim.de
ahmadimuslim.de

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
1	3	بموجب فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے کوئی اور بڑا عمل صالح نہیں کہ انسان اپنی طاقتوں کو ان کاموں میں خرچ کرے کہ جن سے عباد الٰہی کو سعادت اخروی حاصل ہو			ⓘ
2	4	تا اختتام کتاب فراہمی چندہ اور بہم رسانی خریداروں میں اور بھی سعی فرماتے رہیں گے	والا نامہ سیدنا وزیر صاحب ممدوح الاوصاف		
3	55	سانچ کو آنچ نہیں۔	مقولہ	مقولہ نمبر 420 محبوب الامثال از منشی محبوب عالم	
4	55	اخبار سفیر ہنداور نور افشاں اور رسالہ وِدیا پرکاشک میں ہمارے نام طرح طرح کے اعلان چھپوائے ہیں جن میں وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ضرور ہم ردّ اس کتاب کی لکھیں گے	اخبار سفیر ہند اور نور افشاں اور رسالہ وِدیا پرکاشک		ⓘ
5	56	بعض نے اس کو خالق ہونے سے ہی جواب دے رکھا ہے		ستیارتھ پرکاش باب 8 ص295	
6	56	بعض ایک کے تین بنائے بیٹھے ہیں		یوحنا باب 5 آیت 7	
7	56	کسی نے اس کو ناصرہ میں لا ڈالا		متی باب 2 آیت 23	
8	56	اور کوئی اُس کو اجودھیا کی طرف کھینچ لایا ہے۔		متی باب 2 آیت 1	
9	62	مسجد بنوانے اور بہشت میں بنا بنایا گھر لینے کا لالچ پیدا ہوجاتا ہے		(1) جامع ترمذی باب ماجاء فی فضل بنیان المسجد حدیث نمبر 318 ابن ماجہ حدیث نمبر 736	
10	68 69	ابھی کلکتہ میں جو پادری ھیکر صاحب نے بیان کیا ہے۔۔۔ جو پچاس سال سے پہلے تمام ہندوستان میں کرسٹان شدہ لوگوں کی تعداد صرف ستائیس ہزار تھی اس پچاس سال میں یہ کارروائی ہوئی جو ستائیس ہزار سے پانچ لاکھ تک شمار عیسائیوں کا پہنچ گیا ہے			ⓘ
11	72	پہلا اُصول اس فرقہ کا یہی ہے جو پرمیشر		ستیارتھ پرکاش باب 8	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ	روحوں اور اجسام کا خالق نہیں بلکہ یہ سب چیزیں پرمیشر کی طرح قدیم اور انادی اور اپنے وجود کی آپ ہی پرمیشر ہیں		ص295	
12	71 72	آریہ سماج والے خدا کے خالق ہونے سے منکر ہیں		ستیارتھ پرکاش باب 8 ص295	
13	77	برہمو سماج والے کسی الہامی کتاب کے پابند نہیں		برامہ دھرم کے بنیادی اصول و عقائد ترجمہ از برامہ دھرم کامت اور بشواس مصنفہ رام نرائن گپتا۔ص5	
14	83	کوئی خود اسی کو مچھ اور کچھ کا جنم دے رہا ہے		شریمد بھگوت گیتا ص231	
15	94حاشیہ	حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے جتنے نبی آئے وہ سب چور اور ڈاکو تھے		یوحنا باب10 آیت8	
16	94حاشیہ	حضرت مسیح علیہ السلام نے یہ بھی روا نہ رکھا کہ کوئی ان کو نیک آدمی بھی کہے		متی باب19 آیات17،16	
17	94	آریہ انبیاء کا ادب سے نام لینا بھی ایک پاپ سمجھتے ہیں		ستیارتھ پرکاش ص638،632	
18	94	آریہ وید کو خدا کا کلام کہتے ہیں		رگوید آدی بھاش بھومکا۔ص28	
19	97حاشیہ6	عیسائیوں نے حضرت مسیح کو خدا ہی بنا رکھا ہے		1 کرنتھیوں باب16 آیت 23	
20	97حاشیہ6	نبوت میں سب نبیوں سے افضل اور اعلیٰ سمجھتے ہیں		متی باب14 آیت5 یوحنا باب10 آیت8	
21	97	سچی رسالت اور پیغمبری صرف برہمنوں کی وراثت ہے اور انہیں کے بزرگوں کی جاگیر ہے		منو سمرتی ادھیائے 1 اشلوک 99۔93	
22	96 97	آریوں کے دلوں میں یہ خیال سمایا ہوا ہے کہ بجز آریہ دیس کے اور جتنے ملکوں میں نبی اور رسول آئے۔۔۔۔وہ سب نعوذ باللہ جھوٹے اور مفتری تھے		ستیارتھ پرکاش صفحہ632	
23	98 حاشیہ8	کوئی کہتا ہے کہ اگنی اور وایو اور سورج کو یہ الہام ہوا تھا۔		رگوید آدی بھاش بھومکا مصنفہ سوامی دیانند سرسوتی ص29	
24	98	کسی کا یہ دعویٰ ہے کہ برہما کے چار مکھ سے یہ چاروں		The message of	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج ومکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ 8	وید نکلے تھے		Vedas p.XXIII	
25	98 حاشیہ 8	کسی کی یہ رائے ہے کہ یہ الگ الگ رشیوں کے اپنے ہی بچن ہیں۔		وید ارتھ پرکاش صفحہ 22-26	
26	99	بموجب خوش عقیدہ آریہ صاحبوں کے وہ تین یا چار بھی خدا تعالیٰ کے ارادہ اور مصلحت خاص سے منصب نبوت پر مامور نہیں ہوئے بلکہ خود کسی نامعلوم جنم کے نیک عملوں کے باعث سے اس عہدہ پانے کے مستحق ہوگئے		رگوید آدی بھاش بھومکا مصنفہ سوامی دیانند سرسوتی ص 31	
27	99 حاشیہ 8	اب بھی وید کے جدا جدا منتروں پر جدا جدا رشیوں کے نام لکھے ہوئے پائے جاتے ہیں		The hymns of the Rigveda Book 1 Hymn no. 24 Verse 13 and Hymn no 52 verse 1	
28	99 حاشیہ 8	اتھروَن وید کی نسبت اکثر محقق پنڈتوں کا اتفاق ہے کہ وہ ایک جعلی وید یا براہمن پستک ہے جو پیچھے سے ویدوں کے ساتھ ملایا گیا ہے		Logmans History of India the Publishers United Ltd. p 21	
29	99 حاشیہ 8	رگ وید۔۔۔ صرف رگ اور یجر اور سام وید کا ذکر ہے اور اتھروَن وید کا نام تک درج نہیں	رگ وید	رگوید آدھی بھاشیہ صفحہ 10	
30	99 حاشیہ 8	یجر وید کے 26 ادھیائے میں صاف لکھا ہے کہ وید صرف تین ہیں	یجر وید ادھیائے 26	یجر وید ادھیائے 36 منتر 1	
31	99 حاشیہ 8	سام وید میں ویدوں کا تین ہونا ہی بیان ہے	سام وید		
32	99 حاشیہ 8	منو جی اپنی پستک کے ساتویں ادھیائے بیالیسویں اشلوک میں تین وید ہی تسلیم کرتے ہیں۔	منوسمرتی ادھائے 7 اشلوک 42	منوسمرتی ادھائے 7 اشلوک 44	
33	99 حاشیہ 8	جوگ بششٹ میں جو ہندوؤں میں بڑی متبرک کتاب شمار کی جاتی ہے اور ان تعلیمات کا مجموعہ ہے جو خاص راجہ رام چندر جی کو ان کے بزرگ استاد نے دی تھیں۔ چاروں ویدوں کی نسبت ایسا صاف بیان کیا ہے کہ بس فیصلہ ہی کردیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف	یوگ بششٹ		ⓘ

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
		اتھرون وید کے وید ہونے میں بحث نہیں۔ بلکہ سارے ویدوں کا یہی حال ہے اور کوئی ان میں سے ایسا نہیں جو تغیر اور تبدل اور کمی اور بیشی سے خالی ہو۔			
34	100	تکلم کی صفت صرف وید کے زمانہ تک رہی پھر باطل ہوگئی اور پرمیشر ہمیشہ کے لئے کلام کرنے اور الہام بھیجنے سے عاجز ہوگیا یہ اعتقاد آریہ قوم کا ہے		کلیات آریہ مسافر ص۔347	
35	102	آریوں کا عقیدہ ہمالیہ پہاڑ سے پرے کوئی ملک نہیں	پستکوں اور شاشتروں		
36	104	پنڈت دیانند صاحب پر بڑا افسوس ہے جو وہ توریت اور انجیل اور قرآن شریف کی نسبت اپنے بعض رسالوں اور نیز اپنے وید بھاش کے بھومکا میں سخت سخت الفاظ استعمال میں لائے ہیں	وید بھاشن	ستیارتھ پرکاش صفحہ 622، 618، 682، 673، 672، 685،649	
37	104	وید کی وہ تاویلیں جو کبھی کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ آئی تھیں وہ کرتے جاتے ہیں۔ اور پھر ان بے بنیاد خیالات کو چھپوا کر لوگوں سے اپنی رُسوائی کراتے ہیں۔ اور اگرچہ سارے ہندوستان کے پنڈت شور مچا رہے ہیں		ستیارتھ پرکاش ص۔100	
38	105۔104	پنڈت دیانند ان صدہا دیوتوں کو جو وید کے متفرق معبود ہیں صرف ایک ہی خدا بنانا چاہتے ہیں کہ تا وید کے الہامی ہونے میں کچھ فرق نہ آجائے		رگوید آدی بھاش بھومکا مصنفہ سوامی دیانند سرسوتی ص60 ترجمہ از لکشمن آریو پدیشک	
39	109	وطن سے نکالے گئے		صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب ہجرۃ النبی و اصحابہ حدیث نمبر3905	
40	109	قتل کے لئے تعاقب کئے گئے		صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب ہجرۃ النبی و اصحابہ حدیث نمبر3906	
41	109	بارہا زہر دی گئی		صحیح بخاری باب الشاۃ التی سمت النبی حدیث نمبر4249	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
42	112	مسیحی عقائد میں کئی چیزوں نے خدا کا منصب لے لیا تھا۔		Encyclopedia of Religion and Ethics Vol XI P. 792	
43	112	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ میں مبعوث ہوئے تھے کہ جب تمام دنیا میں شرک اور گمراہی اور مخلوق پرستی پھیل چکی تھی۔۔۔ بقول پادری بورٹ صاحب اور کئی فاضل انگریزوں کے ان دنوں میں عیسائی مذہب سے زیادہ اور کوئی مذہب خراب نہ تھا		Muhammad and the Quran by John Devon Port P.3 میزان الحق باب 3 فصل 5 صفحہ 342	
44	114 حاشیہ 10	یہ بات تواریخ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت میں یہ آفت غالب ہورہی تھی کہ دنیا کی تمام قوموں نے سیدھا راستہ توحید اور اخلاص اور حق پرستی کا چھوڑ دیا تھا		السیرہ النبویہ الجزء الاوّل تالیف دکتور علی محمد الصلابی صفحہ 15-18	
45	114 حاشیہ 10	یہ بات خود مخالفین کے اقرار سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت میں یہ آفت غالب ہورہی تھی کہ دنیا کی تمام قوموں نے سیدھا راستہ توحید اور اخلاص اور حق پرستی کا چھوڑ دیا تھا		Muhammad and the Quran by Jhon Devon Port P. 3 میزان الحق باب 3 فصل 5	
46		دوسرے تمام پیغمبروں کی تکذیب (ہندو)		ستیارتھ پرکاش ص 638، 632	
47	116	جتنے ہندو ہیں سب مخلوق پرستی میں ڈوبے ہوئے نظر آوینگے کوئی مورتوں کے آگے ہاتھ جوڑنے والا		Encyclopedia of Religion and Ethics Vol 2 P. 800	
48	116	جتنے ہندو ہیں سب مخلوق پرستی میں ڈوبے ہوئے نظر آوینگے کوئی کرشن جی کا بھجن گانے والا		پوران درشن مصنفہ اوتار درشن سناتن دھرم جیون رسید کرشن وغیرہ ص: 177، 175	
48a	117	انجیل کے ماننے والے موحد کو ناجی ہی نہیں سمجھتے		اعمال باب 4 آیت 10 تا 11	
49	117 حاشیہ 10	انجیل میں صرف یہودیوں کی بدچلنی کا ذکر ہے	انجیل	متی باب 12 آیت 39-40	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
50	118 حاشیہ 10	پادری فنڈر صاحب مصنف میزان الحق اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ فی الحقیقت اس زمانہ کے عیسائی کہ جب دین اسلام شروع ہوا تھا۔ سخت سخت بدعتوں میں گرفتار تھے اور انجیل پر سے ان کا عمل جاتا رہا تھا اور پھر بعد اس کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرکے لکھتے ہیں کہ یہی باعث تھا جو خدا نے ان کو دین پھیلانے سے نہ روکا۔	میزان الحق	میزان الحق باب 3 فصل 5 صفحہ 342	
51	137	الدین النصیحۃ		مسلم کتاب الایمان باب بیان ان الدین النصیحۃ	
52	138	ہمارے والد مرحوم نے۔۔۔ 50 گھوڑے اپنی جیب سے خرید کر۔۔۔ سرکار کو بطور مدد فراہم کئے۔		The Punjab Chiefs by Sir. Lepel H. Griffin Vol 2 P 41	
53	138	ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے۔۔۔ اپنی ایک مشہور تصنیف میں اس دعویٰ پر بہت اصرار کیا ہے کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے دلی خیر خواہ نہیں ہیں۔		The Indian Musalmans by W.W Hunter P 9-10	
54	142	وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اصْطَنَعَ اِلَیْکُمْ مَعْرُوْفًا فَجَازُوْہُ فَاِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ مُجَازَاتِہٖ فَادْعُوْا لَہٗ حَتّٰی یَعْلَمَ اَنَّکُمْ قَدْ شَکَرْتُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ یُحِبُّ الشَّاکِرِیْنَ۔		المعجم الاوسط الجزء الاوّل باب الالف من اسم احمد صفحہ 48 حافظ طبرانی مکتبۃ المعارف الریاض طبع اوّل 1975ء	
55	150	اس جگہ پر بعض نادان (جن کو عمیق فکر کرنے کی عادت نہیں) یہ وسوسہ پیش کرتے ہیں کہ بلاشبہ حروف اور الفاظ مفردہ خدا کی کلام اور انسانوں کی کلام میں مشترک ہیں			ⓘ
56	155 حاشیہ 11	تمام حکماء اس بات کے قائل ہیں کہ زمین و آسمان پر نظر ڈالنے سے وجود باری کی نسبت شہادت واقعہ حاصل نہیں ہوتی صرف ایک شہادت قیاسی حاصل ہوتی ہے جس کا مفہوم فقط اس قدر ہے کہ ایک صانع کا وجود چاہیئے		Encyclopedia Britanica Vol. 22 P48-50	
57	157	بعض خدا کے مدبر بالارادہ و خالق ہونے سے انکاری		تاریخ فلسفہ مصنہ الفرڈویبر	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ 11	رہے		ترجمہ از ڈاکٹر عبد الحکیم خان صفحہ 284 مطبع جامع عثمانیہ حیدر آباد دکن ایڈیشن 1928ء	
58	157 حاشیہ 11	بعض اسکے ساتھ ہیولی کے لے بیٹھے		تاریخ فلسفہ مصنہ الفرڈویبر ترجمہ از ڈاکٹر عبد الحکیم خان صفحہ 282	
59	157 حاشیہ 11	بعض نے جمیع ارواح کو خدا کی قدامت میں بھائی بندوں کی طرح حصہ دار ٹھہرایا		ستیارتھ پرکاش صفحہ 336	
60	157 حاشیہ 11	بعض نے ارواح انسانیہ کی بقا کو اور دار جزا سزا کو تسلیم نہ کیا		De Anima by J.A. Smith 412B	
61	157 حاشیہ 11	بعض نے خدا کے عالم بالجزئیات ہونے سے منہ پھیر لیا			ⓘ
62	157 حاشیہ 11	بعض بتوں پر ہی قربانیاں چڑھاتے رہے اور مصنوعی دیوتوں آگے ہاتھ جوڑتے رہے		حزقی ایل باب 23 آیت 37 زبور باب 106 آیت 19	
63	157 حاشیہ 11	بہتیرے بڑے بڑے حکیم خداوند تعالیٰ کے وجود سے ہی منکر رہے۔		تاریخ فلسفہ مصنفہ الفرڈ ویبر ترجمہ از ڈاکٹر عبد الحکیم خان صفحہ 390	
64	161	برہمو سماج والوں کا وسوسہ الہام کی نسبت یہ ثابت ہے کہ وہ عند العقل ضروری نہیں۔۔۔		مکتوبات احمد جلد اوّل صفحہ 26-27	
65	164 حاشیہ 11	افلاطون اور اسکی توابع کو خدا کی خالقیت سے منکر بنایا۔		Encyclopedia of Religion and Ethics Vol 6 P60	
66	164 حاشیہ 11	کس نے جالینوس کو روحوں کے باقی رہنے اور جزا سزا کے بارہ میں شک میں ڈال دیا			ⓘ
67	164 حاشیہ 11	کس نے تمام حکیموں کو خدا کے عالم بالجزئیات ہونے سے انکاری رکھا؟			ⓘ
68	164 حاشیہ 11	کس نے مورتوں کے آگے مرغوں اور دوسرے حیوانات کو ذبح کروایا		حزقی ایل باب 23 آیت 37 زبور باب 106 آیت 19	
69	166	اگرچہ بت پرست اس بات کے تو قائل ہیں کہ		Encyclopedia of	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ 11	خدا نے ہمارے دیوتاؤں کو بڑی بڑی طاقتیں دے رکھی ہیں۔اور وہ کچھ نذر نیاز لے کر اپنے پوجاریوں کو مرادیں دے دیا کرتے ہیں		Religion and Ethics Vol 7, Page 112-149	
70	166 حاشیہ 11	بت پرست لوگ اور اور چیزوں کو صرف اپنی نسبت محسن اور منعم قرار دیتے ہیں		Encyclopedia of Religion and Ethics Vol 7, Page 133	
71	166 حاشیہ 11	جو لوگ الہام سے انکاری ہیں۔ وہ بھی بت پرستوں کی طرح خدا کی صفتوں سے مخلوق کا متصف ہونا اعتقاد رکھتے ہیں اور اُس قادر مطلق کی طاقتوں کا بندوں میں پایا جانا مانتے ہیں۔ کیونکہ ان کا یہ خیال ہے کہ ہم نے اپنی ہی عقل کے زور سے خدا کا پتہ لگایا ہے		برامہ دھرم کے بنیادی اصول و عقائد از برامہ دھرم کا مت اور بشواس مصنفہ رام نرائن گپتا صفحہ 135	
72	177 حاشیہ 11	وسوسۂ دوم:۔اگر یہ بھی قبول کرلیں کہ معرفت کی تکمیل کے لئے ایک ایسے الہام کی ضرورت ہے جو کامل اور بے نظیر ہو تب بھی لازم نہیں آتا کہ خداوند تعالیٰ نے ضرور وہ الہام نازل کیا ہے			ⓘ
73	179 حاشیہ 11	وسوسہ سوم۔ اگر مجرد عقل کے ذریعہ سے معرفت تام و یقین تام میسر نہ ہو تب بھی کسی قدر معرفت تو حاصل ہوتی ہے وہی نجات کے لئے کافی ہے۔			ⓘ
74	179 حاشیہ 11	بالخصوص وہ طریقۂ خداشناسی جس کو برہمو سماج والوں کی عقل عجیب نے بہ تبعیت بعض یورپ کے فلاسفروں کے پسند کیا ہے۔			ⓘ
75	179 حاشیہ 11	(برہمو سماج) کا عقیدہ خدا کے وجود کا پتہ لگ جانا خدا کی طرف سے نہیں ہے بلکہ یہ ایک اتفاقی امر ہے کہ عقلمندوں کی کوششوں سے ظہور میں آیا۔۔۔ جو رفتہ رفتہ لوگوں کو آپ ہی خیال آیا کہ کوئی معبود مقرر کریں		برامہ دھرم کے بنیادی اصول و عقائد از برامہ دھرم کا مت اور بشواس مصنفہ رام نرائن گپتا صفحہ 135	
76	181	اگر تکمیل معرفت الہامی کتاب پر ہی موقوف			ⓘ

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ 11	ہے تو اس صورت میں بہتر یہ تھا کہ تمام بنی آدم کو الہام ہوتا تا سب لوگ براہ راست مرتبہ کمال معرفت تک پہنچ جاتے اور ربانی فیض کو بلاواسطہ حاصل کر لیتے۔ کسی دوسرے کی حاجت نہ ہوتی۔ کیونکہ اگر الہام فی نفسہ ایک جائز الوقوع امر ہے تو پھر ہر یک انسان کا ملہم ہونا جائز ہے اور اگر نہیں تو پھر کسی فرد کا بھی ملہم ہونا جائز نہیں۔			
77	183 حاشیہ 11	عیسائیوں کا قول ہے کہ صرف مسیح کو خدا جاننے سے انسان کی فطرت منقلب ہو جاتی ہے		رومیوں باب 3 آیت 22 تا 26	
78	184 حاشیہ 11	اس قدیم رائے کو ڈاکٹروں نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ ان کا بھی یہ قول ہے کہ چوروں اور ڈاکوؤں کی کھوپریوں کو جب غور سے دیکھا گیا تو ان کی وضع ترکیب ایسی پائی گئی جو اسی فرقہ فاسد الخیال سے مخصوص ہے۔			ⓘ
79	184 حاشیہ 11	بعض یونانیوں نے اس سے بھی کچھ بڑھ کر لکھا ہے۔ بعض گردن اور آنکھ اور پیشانی اور ناک اور دوسرے کئی اعضاء سے بھی اندرونی حالات کا استنباط کرتے ہیں۔			ⓘ
80	188 حاشیہ 11	خیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام		صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلًا۔ حدیث 3353۔ دار السلام ریاض طبع ثانی 1999ء	
81	190 حاشیہ 11	عیسائیوں کا یہ خیال ہے کہ انبیاء کے لئے جو وحی اللہ کے منزل علیہ ہیں تقدس اور تنزہ اور عصمت اور کمال محبت الٰہیہ حاصل نہیں۔		یوحنا باب 10 آیت 8	
82	193 حاشیہ 11	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں جلال اور غضب تھا		خروج باب 32 آیت 19	
83	193	حضرت مسیح علیہ السلام کے مزاج میں حلم اور		متی باب 5 آیت 39	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ 11	نرمی تھی۔			
84	194 حاشیہ 11	لفظ عظیم محاورۂ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جس کو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو۔		لسان العرب زیر مادہ عظم	
85	194 حاشیہ 11	بعضوں نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے جس کی عظمت اس حد تک پہنچ جائے کہ حیطۂ ادراک سے باہر ہو۔		لسان العرب زیر مادہ عظم	
86	194 حاشیہ 11	خلق بفتح خاسے مراد صورت ظاہری ہے۔ خلق بضم خا سے مراد صورت باطنی یا خواص اندرونی ہیں		لسان العرب زیر مادہ خلق	
87	196 حاشیہ 11	عیسائی لوگ بھی نور کے فیضان کے لئے فطرتی نور کا شرط ہونا نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ جس دل پر نور وحی نازل ہو۔ اس کے لئے اپنی کسی خاصّہ اندرونی میں نورانیت کی حالت ضروری نہیں بلکہ اگر کوئی بجائے عقل سلیم کے کمال درجہ کا نادان اور سفیہ ہو اور بجائے صفت شجاعت کے کمال درجہ کا بزدل اور بجائے صفت سخاوت کے کمال درجہ کا بخیل اور بجائے صفت حمیت کے کمال درجہ کا بے غیرت اور بجائے صفت محبت الٰہیہ کے کمال درجہ کا محبِ دنیا اور بجائے صفت زہد و ورع و امانت کے بڑا بھارا چور اور ڈاکو اور بجائے صفت عفت و حیا کے کمال درجہ کا بے شرم اور شہوت پرست اور بجائے صفت قناعت کے کمال درجہ کا حریص اور لالچی۔		یوحنا باب 10 آیت 8	
88	197 حاشیہ 11	ایک مسیح کو باہر نکال کر دوسرے تمام انبیاء جن کی نبوت کو بھی وہ مانتے ہیں اور ان کی الہامی کتابوں کو بھی مقدس مقدس کرکے پکارتے ہیں وہ نعوذ باللہ بقول ان کے ایسے ہی تھے اور کمالات قدسیہ سے جو مستلزم عصمت و پاک دلی ہیں محروم تھے۔		یوحنا باب 10 آیت 8	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
89	198 حاشیہ 11	بعض برہمو سماج والے یہ وسوسہ پیش کیا کرتے ہیں کہ اگر کامل معرفت قرآن پر ہی موقوف ہے تو پھر خدا نے اس کو تمام ملکوں میں اور تمام معمورات قدیم و جدید میں کیوں شائع نہ کیا اور کیوں کروڑہا مخلوقات کو اپنی معرفت کاملہ اور اعتقاد صحیح سے محروم رکھا۔			ⓘ
90	211 حاشیہ 11	برہمو کا خدا کی نسبت اعتقاد کہ کبھی اس کو بولنے کی طاقت نہیں ہوئی		برامہ دھرم کے بنیادی اصول و عقائد ترجمہ از برامہ دھرم کا مت اور بشواس مصنفہ رام نرائن گپتا صفحہ 5	
91	214 حاشیہ 11	بڑے بڑے معاندوں سے لاثانی فضیلتوں کا اقرار کروایا		Muhammad and the Teachings of Quran by Jhon Davon Port. Page 47-48	
92	217 حاشیہ 11	اگر ایک درخت تازہ و سرسبز و خوشنما نظر آیا اسی کو اپنا معبود ٹھہرایا۔		Encyclopedia of Religion and Ethics Vol 6, Page 283	
93	217 حاشیہ 11	اگر کوئی آگ کا شعلہ زمین سے نکلتا پایا۔ اسی کی پوجا شروع کردی۔ اور جس چیز کو اپنی صورت یا خاصیت میں عجیب دیکھا یا ہولناک معلوم کیا وہی اپنا پرمیشر بنالیا۔ نہ پانی چھوڑا نہ ہوا نہ آگ نہ پتھر نہ چاند نہ سورج نہ پرند نہ چرند۔ یہاں تک کہ سانپوں کی بھی پوجا کی		A Dictionary of Hinduism by Stuart and James Stuely Page 198	
94	218 حاشیہ 11	یونانیوں نے۔۔۔ شرک کی نجاست کھائی		Encyclopedia of Religion and Ethics Vol IX, Page 223	
95	230 حاشیہ 11	انسان کو خدا کا ہم کلام تجویز کرنا ادب سے دور ہے۔ فانی کو ذاتِ ازلی ابدی سے کیا نسبت اور مشت خاک کو نورِ وجوب سے کیا مشابہت۔			ⓘ
96	231	اس بات سے برہمو سماج والوں کو بھی انکار		برامہ دھرم کے بنیادی اصول و	

کیفیت	تخریج و مکمل حوالہ	کتاب میں درج حوالہ	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار
	عقائد ترجمہ از برامہ دھرم کامت اور بشواس مصنفہ رام نرائن گپتا صفحہ 28		نہیں کہ انسان سلیم الفطرت کی روح خدا کی معرفت کی بھوکی اور پیاسی ہے۔	حاشیہ 11	
ⓘ			یہ اعتقاد کہ خدا آسمان سے اپنا کلام نازل کرتا ہے یہ بالکل درست نہیں کیونکہ قوانین نیچریہ اس کی تصدیق نہیں کرتے اور کوئی آواز اوپرسے نیچے کو آتی ہم کبھی نہیں سنتے۔ بلکہ الہام صرف ان خیالات کا نام ہے کہ جو فکر اور نظر کے استعمال سے عقلمند لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں وبس۔	232 حاشیہ 11	97
	لسان العرب زیر مادہ خلق		خلق تو خدا کے اس فعل سے مراد ہے کہ جب خدائے تعالیٰ عالم کی کسی چیز کو بتوسط اسباب پیدا کرکے بوجہ علت العلل ہونے کے اپنی طرف اس کو منسوب کرے۔اور امر وہ ہے جو بلاتوسط اسباب خالص خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہو	235 حاشیہ 11	98
	تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ و الالہام ابو عبد اللہ قصوری معروف بہ غلام علی ریاض ہند پریس 1298ھ صفحہ 45		مولوی ابوعبد اللہ صاحب قصوری کا ایک رسالہ۔۔۔ وہ شکی پر اس وہم میں ڈالتا ہے کہ گویا مولوی صاحب کو اولیاء اللہ کے الہام سے انکار ہے	241 حاشیہ در حاشیہ 1	99
	تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ و الالہام ابو عبد اللہ قصوری معروف بہ غلام علی ریاض ہند پریس 1298ھ صفحہ 45		الہام کی بابت لکھا ہے کہ الہام کے معنی لغت میں یہ ہیں۔ الہام چیزے در دل انداختن و آنچہ خدا اور دل انداز	241 حاشیہ 11	100
	(1)الجامع الاحکام القرآن صفحہ 363۔ الجزء السادس (2)روح المعانی المجلد الثالث زیر آیت و اذ اوحیت الی الحواریین (3)فتح البیان الجزء الرابع زیر		جابجا مفسروں نے وحی کے لفظ کو الہام ہی سے تعبیر کیا ہے	244 حاشیہ در حاشیہ 1	101

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
				آیت واذ اوحیت الی الحواریین	
102	245 حاشیہ در حاشیہ 1	اسلام کے لفظ۔۔۔ لغوی معنی تو صرف یہی ہیں۔ کسی کو کام سونپنا یا ترک مقابلہ اور فروگزاشت اور اطاعت		لسان العرب زیر مادہ سلم	
103	247 248	بعض اسلام کے مخالف یہ حجت پیش کرتے ہیں کہ اگرچہ عقلی طور پر یہی واجب معلوم ہوتا ہے کہ کلام خدا بے مثل چاہیئے۔ لیکن ایسا کلام کہاں ہے جس کا بے مثل ہونا کسی صریح دلیل سے ثابت ہو۔ اگر قرآن بے نظیر ہے تو اس کی بے نظیری کسی واضح دلیل سے ثابت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس کی بے مثل بلاغت۔۔۔ وہی شخص مطلع ہو سکتا ہے جسکی اصل زبان عربی ہو۔			ⓘ
104	257 حاشیہ در حاشیہ 1	یہی لوگ جن کا نام احادیث میں امثل آیا ہے		مسند احمد بن حنبل الجزء الاوّل حدیث نمبر 1481	
105	259-60 حاشیہ در حاشیہ 1	جو لوگ کہتے ہیں کہ اصلاً الہام اولیاء کو قطع اور یقین کی طرف راہ نہیں۔ وہ معرفت کامل سے سخت بے نصیب ہیں۔		تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ و الالہام ابو عبد اللہ قصوری معروف بہ غلام علی ریاض ہند پریس 1298ھ صفحہ 45	
106	285 حاشیہ در حاشیہ 1	بعض نجومی نومبر 1881ء کے مہینہ میں قیامت کا قائم ہونا سمجھ بیٹھے تھے		Mother Shipton Investigated by Villiom .H.Harrison Chapter one	
107	285 حاشیہ در حاشیہ 1	ایک پادری صاحب نے پیشگوئی کی ہے کہ اب تین برس کے اندر اندر حضرت مسیح آسمان سے پادریوں کی مدد کے لئے اتریں گے			ⓘ
108	285 حاشیہ در حاشیہ 1	ایک مرتبہ ہم نے منشور محمدی یا کسی اور اخبار میں پڑھا ہے کہ ایک بنگلور کے پادری نے بھی کچھ ایسا ہی وعدہ کیا تھا	منشور محمدی		ⓘ
109	286	حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ		سیرۃ لابن ہشام۔ صفحہ 740-	

کیفیت	تخریج و مکمل حوالہ	کتاب میں درج حوالہ	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار
	742 زرقانی شرح مواہب الجزء الثالث صفحہ 449		والوں اور دوسرے لوگوں پر بکلی فتح پاکر اور ان کو اپنی تلوار کے نیچے دیکھ کر پھر ان کا گناہ بخش دیا۔ اور صرف انہیں چند لوگوں کو سزا دی جن کو سزا دینے کے لئے حضرت احدیّت کی طرف سے قطعی حکم وارد ہو چکا تھا۔ اور بجز ان ازلی ملعونوں کے ہریک دشمن کا گناہ بخش دیا اور فتح پاکر سب کو لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہا	287 حاشیہ 11	
ⓘ			بعض کوتہ فکر لوگ یہ وسوسہ پیش کرتے ہیں کہ الہام میں یہ خرابی اور نقص ہے کہ وہ معرفت کامل تک پہنچنے سے کہ جو حیات ابدی اور سعادت دائمی کے حصول کا مدار علیہ ہے مانع اور مزاحم ہے اور تقریر اس اعتراض کی یوں کرتے ہیں کہ الہام خیالات کی ترقی کو روکتا ہے اور تحقیقات کے سلسلہ کو آگے چلنے سے بند کرتا ہے۔	93-292 حاشیہ 11	110
ⓘ			حضرت موسیٰ کے پیرو یہ کہتے ہیں کہ جب سے حضرت موسیٰ اس دنیا سے کوچ کر گئے تو ساتھ ہی ان کا عصا بھی کوچ کر گیا کہ جو سانپ بنا کرتا تھا	292 حاشیہ در حاشیہ 1	111
ⓘ			جو لوگ حضرت عیسیٰ کے اتباع کے مدعی ہیں۔ ان کا یہ بیان ہے کہ جب حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھائے گئے تو ساتھ ہی ان کے وہ برکت بھی اٹھائی گئی جس سے حضرت ممدوح مُردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ ہاں عیسائی یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے یاراں حواری بھی کچھ کچھ روحانی برکتوں کو ظاہر کیا کرتے تھے۔	292 حاشیہ در حاشیہ 1	112
	متی باب 3 آیت 16-17 رسولوں کے اعمال باب 2 آیت 3-4		پھر کسی عیسائی پر وہ کبوتر نازل نہ ہوا کہ جو اول حضرت مسیح پر نازل ہو کر پھر آگ کے شعلوں کا بہروپ بدل کر حواریوں پر نازل ہوا تھا۔	292 حاشیہ در حاشیہ 1	113
	مکتوبات احمد جلد اوّل صفحہ 27		برہمو کہتے ہیں کہ الہام میں یہ خرابی اور نقص ہے کہ	292	114

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ 11	وہ معرفت کامل تک پہنچنے سے مانع اور مزاحم ہے			
115	294 حاشیہ در حاشیہ 1	بلعم بن بعور کو خدا نے الہام میں لا تدع علیھم کہا۔ یعنے یہ کہ موسیٰ اور اس کے لشکر پر بددعا مت کر۔ اس نے برخلاف امر الٰہی کے حضرت موسیٰ کے لشکر پر بددعا کرنے کا ارادہ کیا آخر اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ خدا نے اس کو اپنی جناب سے رد کردیا اور اس کو کتے سے تشبیہ دی		تفسیر خازن زیر آیت لو شئنا لرفعناہ بھا۔۔۔	
116	297 حاشیہ در حاشیہ 2	ایک پادری صاحب نے ۳۔ مارچ ۱۸۸۲ء کے پرچہ نور افشاں میں یہ سوال پیش کردیا ہے کہ حیات ابدی کی نسبت کتاب مقدس میں کیا نہ تھا کہ قرآن یا صاحب قرآن لائے۔ اور قرآن کن کن امروں اور تعلیمات میں انجیل پر فوقیت رکھتا ہے۔ تا یہ ثابت ہو کہ انجیل کے اترنے کے بعد قرآن کے نازل ہونے کی بھی ضرورت تھی	۳۔ مارچ ۱۸۸۲ء نور افشاں		ⓘ
117	298 حاشیہ در حاشیہ 2	رسالہ عبدالمسیح ابن اسحق الکندی اسی غرض سے افترا کیا گیا ہے کہ تا انجیل کی ناقص اور آلودہ تعلیم کو سادہ لوحوں کی نظر میں کسی طرح قابل تعریف ٹھہرایا جائے اور قرآنی تعلیم پر بے جا الزامات لگائے جائیں۔	رسالہ عبد اللہ المسیح ابن اسحاق الکندی	رسالہ عبد اللہ بن اسماعیل الھاشمی الی عبد المسیح الاسحاق الکندی صفحہ 130-131 و 146-147	
118	300 حاشیہ در حاشیہ 2	میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں۔ پر تم ان کی برداشت نہیں کرسکتے لیکن جب وہ یعنے روح الحق آوے گا تو وہ تمہیں تمام صداقت کا راستہ بتلاوے گا۔	یوحنا باب 16 آیت 12-13	یوحنا باب 16 آیت 12-13	
119	306 حاشیہ در حاشیہ 11	دوسری الہامی کتابیں کہ جو محرف اور مبدل ہیں ان میں نامعقول اور محال باتوں پر جمے رہنے کی تاکید پائی جاتی ہے جیسی عیسائیوں کی انجیل شریف۔			ⓘ
120	306 حاشیہ 11	گویا وہ ایک عاجز بچہ ہوکر ناپاک غذا کھاتا رہا اور ناپاک جسم سے مجسم ہوا اور ناپاک راہ سے		متی باب 1 آیت 19	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
		نکلا اور دارالفنا میں آیا اور طرح طرح کے دکھ اٹھا کر آخر بڑی بدبختی اور بدنصیبی اور ناکامی کی حالت میں ایلی ایلی کرتا مر گیا۔			
121		ایلی ایلی	انجیل	متی باب 27 آیت 46	
122	307 حاشیہ 11	پادری پوت صاحب لکھتے ہیں کہ یہ عقیدہ تثلیث کا عیسائیوں نے افلاطون سے اخذ کیا ہے۔		Muhammad and the Quran by John Davon Port. Page 75	
123	307-309 حاشیہ در حاشیہ 2	ایک مسیحی متکلم صاحب یعنے وہی صاحب نامہ نگار نور افشاں اپنا دوسرا بہروپ بدل کر سی سوال کے نیچے فرماتے ہیں۔ اب تو وہ متکلم دینوی امور میں مستغرق ہے ورنہ یہ ثابت کر دکھاتا کہ قرآن کہاں کہاں سے لیا گیا۔			ⓘ
124	309 310	انجیل کے متعلق یہود کا خیال		The Jewish Encyclopedia Vol IX Page 249 Undertopic The Sayings of Jesus	
125	316	الحکمۃ ضالۃ المومن		جامع ترمذی حدیث 2686	
126	317	رگ وید کے پہلے حصہ سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ وید کے زمانہ میں گائے کا گوشت عام طور پر بازاروں میں بکتا تھا اور آریہ لوگ بخوشی خاطر اس کو کھاتے تھے۔	رگ وید	The Hymns of the Rigveda. Book 1 Hymn no 61 Verse 12	
127	317	ایک بڑے محقق یعنے آنریبل مونٹ اسٹورٹ الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی نے واقعات آریہ قوم میں ہندوؤں کے مستند پستکوں کی رو سے ایک کتاب بنائی ہے جس کا نام تاریخ ہندوستان ہے اس کے صفحہ نواسی میں منو کے مجموعہ کی نسبت صاحب موصوف لکھتے	تاریخ ہندوستان صفحہ 89	History of India Honourable Mount Stuart Enfention Page 79	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
		ہیں کہ اس میں بڑے بڑے تیوہاروں میں بیل کا گوشت کھانے کے لئے برہمنوں کو تاکید کی گئی ہے			
128	318	ایک اَورکتاب انہیں دنوں میں ایک پنڈت صاحب نے بمقام کلکتہ چھپوائی ہے جس میں لکھا ہے کہ وید کے زمانہ میں گائے کا کھانا ہندوؤں کے لئے دینی فرائض میں سے تھا			ⓘ
129	318	مہابھارت کے پرب تیرھویں میں بھی صاف تصریح ہے کہ گوشت گائے کا نہ صرف حلال اور طیب بلکہ اس کا اپنے پتروں کے لئے برہمنوں کو کھلانا تمام جانوروں میں سے اولیٰ اور بہتر ہے	مہابھارت پرب 13	مہابھارت منظوم صفحہ 441	
130	318	پنڈت صاحب موصوف نے بھی کسی اپنی کتاب میں گائے کا حرام یا پلید ہونا نہیں لکھانہ وید کے رو سے اس کی حرمت اور ممانعت ذبح کو ثابت کیا بلکہ بنظر ارزانی دودھ اور گھی کے اسرواج کی بنیاد بیان کی۔اور بعض ضرورت کے موقعوں میں گائو کشی کو مناسب بھی سمجھا جیسا کہ ان کی ستیارتھ پرکاش اور وید بھاش سے ظاہر ہے۔	ستیارتھ پرکاش وید بھاش	ستیارتھ پرکاش مصنفہ سوامی دیانند سرسوتی طبع 1943ء صفحہ 265	
131	321	نواب لفٹیننٹ گورنر پنجاب سر چارلس ایچیسن صاحب نے گرجاگھر کی بنیاد رکھتےوقت فرمایا۔۔۔ چند روز میں یہ ملک دینداری اور راستبازی میں بخوبی ترقی پائے گا۔لیکن تجربہ اور مشاہدہ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ بہت ہی کم ترقی ہوئی۔اور انہوں نےایک ہندوسے اپنی ملاقات کاذکرکیا۔		The Mission by Rev. Clark. Page 79-80	
132	322	بمبئی کے سابق گورنر سر رچرڈ ٹیمپل صاحب نے مسلمانوں کی نسبت ایک مضمون لکھا ہے چنانچہ وہ ولایت کے ایک اخبار ایوننگ سٹینڈرڈ نامی میں چھپ کر اردو اخباروں میں بھی شائع	Evening Standard		ⓘ

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
		ہو گیا ہے۔۔۔ہندو مذہب ڈوبا ہوا ہے			
133	323 حاشیہ 2	تمام یہودی اب تک باصرار تمام یہ کہتے ہیں کہ مسیح نے انجیل کو ہمارے نبیوں کی کتب مقدسہ سے چرا کر بنالیا ہے		The Jewish Encyclopedia Vol IX Page 249 Undertopic The Sayings of Jesus	
134	324 حاشیہ در حاشیہ 2	دیانند پنڈت بھی اپنی تالیفات میں شور مچا رہا ہے کہ توریت ہمارے پستکوں سے کانٹ چھانٹ کر بنائی گئی ہے اب تک ہون وغیرہ کی رسم وید کی طرح پائی جاتی ہے		ستیارتھ پرکاش سملاس تیرہواں صفحہ 623	
135	324 حاشیہ 11	برہمو کے خیال میں ایسی کوئی کتاب نہیں ایسا انسان نہیں جس میں غلطی کا امکان نہ ہو		برہم دھرم کے بنیادی اصول و عقائد ترجمہ از برہم دھرم کا مت اور بشواس مصنفہ رام نرائن گپتا صفحہ 5	
136	324 حاشیہ 11	برہمو کا خیال ہے کہ محالات میں سے ہے کہ کوئی کتاب علم دین میں صحیح مسائل کا مجموعہ ہو		برہم دھرم کے بنیادی اصول و عقائد ترجمہ از برہم دھرم کا مت اور بشواس مصنفہ رام نرائن گپتا صفحہ 142	
137	325 حاشیہ 11	بلکہ انہوں نے تو علانیہ یہ رائے ظاہر کر دی ہے کہ گو کوئی کتاب ایسی ہو کہ جو سراسر خدا کی ہستی کی قائل اور اس کو واحد لاشریک اور قادر اور خالق اور عالم الغیب اور حکیم اور رحمان اور دوسری صفات کاملہ سے یاد کرتی ہو۔ اور حدوث اور فنا اور تغیر اور تبدل اور شرکتِ غیر وغیرہ امور ناقصہ سے پاک اور برتر سمجھتی ہو۔ مگر تب بھی وہ کتاب ان کے نزدیک غلطی کے امکان سے خالی نہیں اور اس لائق نہیں کہ جو اس پر یقین کیا جائے۔ اور اسی وجہ سے یہ لوگ قرآن شریف سے بھی انکار کر رہے ہیں۔ اب دیکھو کہ ان کے دین و ایمان کا انہیں کے		برہم دھرم کے بنیادی اصول و عقائد ترجمہ از برہم دھرم کا مت اور بشواس مصنفہ رام نرائن گپتا صفحہ 5	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
		اقرار سے یہ خلاصہ نکلا کہ ان کے نزدیک خدا کی ہستی اور اُس کی وحدانیّت اور قادریت بھی امکان غلطی سے خالی نہیں!!			
138	328-329 حاشیہ 11	جیسا ایکؔ بزرگ نے کسی احمق کا قصہ لکھا ہے کہ وہ ایک جگہ گیہوں کی روٹی کی بہت سی تعریفیں کررہا تھا کہ وہ بہت ہی مزہ دار ہوتی ہے۔ اور جب پوچھا گیا کہ کیا تو نے بھی کبھی کھائی ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے کھائی تو کبھی نہیں پر میرے دادا جی بات کیا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ہم نے کسی کو کھاتے دیکھا ہے۔			ⓘ
139	330 حاشیہ 11	برہمو سماج والوں کا یک اور وہم بھی ہے کہ الہام ایک قید ہے۔ اور ہم ہر ایک قید سے آزاد ہیں		برہم دھرم کے بنیادی اصول و عقائد ترجمہ از برہم دھرم کا مت اور بشواس مصنفہ رام نرائن گپتا صفحہ 142	
140	331 حاشیہ 11	برہمو سماج والوں کا ایک اور مقولہ ہے۔۔۔ وہ یہ ہے کہ الہام کا تابع ہونا ایک حرکت خلاف وضع استقامت اور مبائن طریق فطرت ہے۔		برہم دھرم کے بنیادی اصول و عقائد ترجمہ از برہم دھرم کا مت اور بشواس مصنفہ رام نرائن گپتا صفحہ 142	
141	340 حاشیہ در حاشیہ 2	ایک اَور عیسائی صاحب 25 مئی 1882ء کے نور افشاں میں یہ سوال کرتے ہیں کہ کون کون سے علامات یا شرائط ہیں جن سے سچے اور جھوٹے نجات دہندہ میں تمیز کی جاسکے	نور افشاں		ⓘ
142	378 379 حاشیہ 11	پنڈت شیو نرائن صاحب اگنی ہوتری نے۔۔۔ ایک ریویو بھی لکھا ہے۔۔۔ ریوی میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ جس طریق سے کتب آسمانی کا الہامی ہونا مانا جاتا ہے وہ طریق عقلاً ممتنع اور محال ہے اور قوانین نیچریہ کے برخلاف ہونے کی وجہ سے ہرگز وہ طریق درست نہیں۔			ⓘ
143	389	پنڈت دیانند کا لکھنا کہ الہامی کتاب کسی انسان کے			ⓘ

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ 11	لئے اس کے ایمان کی بنیاد نہیں ہو سکتی کیونکہ الہامی کتاب کے تسلیم کرنے سے پہلے ضرور ہے کہ خدا پر ایمان قائم کر لیا جائے			
144	392 حاشیہ 11	پنڈت صاحب نے پرچہ دھرم جیون جنوری 1883 میں یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ دانش مند انسان ایسی کتاب تالیف کر سکتا ہے کہ جو کمالات میں مثل قرآن شریف کے یا اس سے بڑھ کر ہو	دھرم جیون جنوری 1883		ⓘ
145	394 حاشیہ در حاشیہ 3	لوقا کی انجیل میں تو خود لوقا اقرار کرتا ہے کہ جن لوگوں نے مسیح کو دیکھا تھا ان سے دریافت کر کے میں نے لکھا ہے	لوقا	لوقا باب 1 آیت 2	
146	394 حاشیہ در حاشیہ 3	مرقس کا مسیح کے شاگردوں میں سے ہونا ثابت نہیں		A Guide to the Gospels by W Graham. Page 182	
147	397 حاشیہ در حاشیہ 3	بدی کے عوض نیکی کرنا اور ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری گال بھی پھیر دینے کا حکم ہے		متی باب 5 آیت 39	
148	401 حاشیہ در حاشیہ 3	اہنسا پرمود دھرما		اہنسا دھرم پر بزدلی کا الزام از قلم بابو شب لال صفحہ 11	
149	402 حاشیہ در حاشیہ 3	ہندو سانپوں کو۔۔۔ دودھ پلاتے ہیں اور انکی پوجا کرتے ہیں۔۔۔ ناگ پوجا ہے		A Dictionary of Hinduism by Stuart and James Stuely Page 198	
150 (a)	414 حاشیہ 11	بسم اللہ اسلام میں سنت ٹھہر گئی ہے۔۔۔ اس آیت کو پڑھ لیتے ہیں۔		الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور الاجزء الاوّل لامام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی سیوطی صفحہ 31	
151	427 حاشیہ 11	کسی کام کے شروع کرنے میں استمداد الٰہی کی کیا حاجت ہے۔ (فلسفیوں کا مقولہ)			ⓘ
152	430	حضرت مسیح نے کہا کہ ابھی بہت سی باتیں قابل تعلیم		یوحنا باب 16 آیت 12-13	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ در حاشیہ 3	باقی ہیں۔۔۔ بمرتبہ کمال پہنچائے گا			
153	431 حاشیہ 11	ایک اعتراض بھی بسم اللہ کی بلاغت پر کیا ہے۔ ان معترضین میں سے ایک صاحب تو پادری عماد الدین نام ہیں۔ جس نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین میں اعتراض مندرجہ ذیل لکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ الرحمٰن الرحیم جو بسم اللہ میں واقع ہے یہ فصیح طرز پر نہیں۔ اگر رحیم الرحمٰن ہوتا تو یہ فصیح اور صحیح طرز تھی	ہدایت المسلمین		ⓘ
154	431 حاشیہ 11	دوسرے صاحب باوا نرائن سنگھ وکیل امرتسری ہیں۔۔۔ اپنے رسالے ودیا پرکاشک میں درج کر دیا ہے۔۔۔ وہ یہ ہے کہ الرحمٰن الرحیم جو بسم اللہ میں واقع ہے یہ فصیح طرز پر نہیں۔ اگر رحیم الرحمٰن ہوتا تو یہ فصیح اور صحیح طرز تھی۔ سو اب جاننا چاہئے کہ جو اعتراض بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بلاغت پر مذکورہ بالا لوگوں نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ الرحمن الرحیم جو بسم اللہ میں واقع ہے یہ فصیح طرز پر نہیں اگر رحیم الرحمن ہوتا تو یہ فصیح اور صحیح طرز تھی کیونکہ خدا کا نام رحمان باعتبار اس رحمت کے ہے کہ جو اکثر اور عام ہے اور رحیم کا لفظ بہ نسبت رحمان کے اس رحمت کے لئے آتا ہے کہ جو قلیل اور خاص ہے۔ اور بلاغت کا کام یہ ہے کہ قلت سے کثرت کی طرف انتقال ہو نہ یہ کہ کثرت سے قلت کی طرف۔	ودیا پرکاشک		ⓘ
155	432 حاشیہ در حاشیہ 3	توریت میں خواہ مخواہ اور ہر محل میں دانت کے عوض دانت نکالنا ضروری لکھا ہے	تورات	خروج باب 25 آیت 21	
156	432 حاشیہ در حاشیہ 3	انجیل میں یہ حکم کہ ہمیشہ اور ہر حالت میں لوگوں کے طمانچے کھانے چاہئیں	انجیل	متی باب 5 آیت 39	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
157	433 حاشیہ 11	یورپ کے اہل علم جو اسکے بزرگ اور پیش رو ہیں جنکا بورٹ صاحب وغیرہ انگریزوں نے ذکر کیا ہے وہ خود قرآن شریف کے اعلیٰ درجہ کی بلاغت کے قائل ہیں		Muhammad and the Teachings of Quran by Jhon Davon Port. Page 47-48	
158	433 حاشیہ 11	قرآن کی بلاغت پر سبع معلقہ کے شعراء جیسے اتفاق کر چکے ہیں		اسد الغابۃ جلد چہارم صفحہ 202	
159	435 حاشیہ 11	قرآن کے نازل ہونے سے سبع معلقہ اس کے مکہ کے دروازے پر سے اتارا گیا۔		شذرات من الشعراء العربی القدیم و الحدیث اعداد و تقدیم خالق داد ملک صفحہ 12	
160	435 حاشیہ	اور معلقہ مذکورہ کے شاعروں میں سے جو شاعر اس وقت بقید حیات تھا۔ وہ بلا توقف اس پر ایمان لائے۔		کتاب الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ صفحہ 326	
161	436 حاشیہ 11	عام ہندو اپنے دیوتاؤں کو کارخانہ ربوبیت میں شریک سمجھتے ہیں		Encyclopedia of Religion and Ethics Vol 6, Page 283	
162	437 حاشیہ 11	ہندوؤں کا پرمیشر ایسی ایسی جونوں میں (خنزیر وغیرہ) تولد پا کر ان تمام آلائشوں اور آلودگیوں سے ملوث ہوتا رہا ہے		Hindu Polytheism by Alain Danielon. P 165	
163	437 حاشیہ 11	اور آریہ سماج والے جو ان کے مہذب بھائی نکلے ہیں۔ جن کا یہ گمان ہے کہ وہ ٹھیک ٹھیک وید کی لکیر پر چلتے ہیں۔ وہ خدائے تعالیٰ کو خالقیت سے ہی جواب دیتے ہیں اور تمام روحوں کو اس کی ذات کامل کی طرح غیر مخلوق اور واجب الوجود اور موجود بوجود حقیقی قرار دیتے ہیں۔		ستیارتھ پرکاش باب 8 صفحہ 295	
164	439 440 حاشیہ 11	مرقس کے 8 باب 12 آیت میں اسکی عاجزانہ حالت کو اس طرح بیان کیا ہے کہ اس نے دل سے آہ کھینچ کر کہا کہ اس زمانہ کے لوگ کیوں نشان چاہتے ہیں۔۔۔ کوئی نشان نہ دیا جائے گا	مرقس باب 8 آیت 12	مرقس باب 8 آیت 12	
165	440 حاشیہ 11	مسیح کے مصلوب ہونے کے وقت بھی یہودیوں نے کہ اگر وہ اب ہمارے روبرو زندہ ہو جائے تو ہم ایمان		متی باب 27 آیت 42	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
		لائیں گے۔			
166 (A)	440 حاشیہ 11	بلکہ اسی زمانہ میں ایک حوض کے پانی سے بھی ایسے ہی عجائبات ظہور میں آتے تھے	یوحنا باب 5	یوحنا باب 5 آیت 2 تا 9	
166	440 حاشیہ 11	پھر اس نے اپنی جہالت اور بے علمی اور بے قدرتی اور نیز اپنے نیک نہ ہونے کا اپنی کتاب میں آپ ہی اقرار کر لیا		(1) متی باب 21 آیت 18-19 (2) مرقس باب 6 آیت 5 (3) متی باب 19 آیت 16-17	
167	441 حاشیہ 11	مسیح خود انجیلوں میں اقرار کرتا ہے کہ میں نہ نیک ہوں۔۔۔		متی باب 19 آیت 16-17	
168	441 حاشیہ 11	اور نہ عالم الغیب ہوں۔۔۔		متی باب 21 آیت 18-19	
169	441 حاشیہ 11	اور نہ ہی قادر ہوں۔۔۔		مرقس باب 6 آیت 5	
170	441 حاشیہ 11	گرفتاری سے پہلے کئی دفعہ رات کے وقت دعا۔۔۔		متی باب 26 آیت 39	
171	441 حاشیہ 11	شیطان سے آزمایا گیا۔۔		مرقس باب 1 آیت 3	
172	441 حاشیہ 11	مسیح نے کہا میں ایک بندہ عاجز ہوں۔		متی باب 20 آیت 8	
173	442 حاشیہ 11	ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وہ بھوک کے دکھ سے ایک انجیر کے نیچے گیا مگر چونکہ انجیر پھلوں سے خالی پڑی ہوئی تھی اس لئے محروم رہا		متی باب 21 آیت 18-19	
174	442 حاشیہ 11	اور کیا ممکن ہے کہ ایک ہی ماں یعنی مریم کے پیٹ میں سے پانچ بچے پیدا ہو کر ایک بچہ خدا کا بیٹا بلکہ خدا بن گیا		مرقس باب 6 آیت 3	
175	443 حاشیہ 11	عیسائی اور یہودی اپنی عجیب کتابوں کی رو سے سب خدا کے بیٹے ہی ہیں۔		زبور باب 82 آیت 6 2 کرنتھیوں باب 6 آیت 18	
176	443 حاشیہ 11	ایک کتاب کی رو سے یہود آپ ہی خدا ہیں۔		زبور باب 82 آیت 6 2 کرنتھیوں باب 6 آیت 18	
177	443	بلکہ ان کا بدھ کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ وہ			ⓘ

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ 11	مونہہ کے راستہ سے پیدا ہوا تھا			
178	443 حاشیہ 11	مریم کے بیٹے نے انجیلوں میں اقرار کر لیا ہے کہ میں نہ نیک ہوں۔۔۔		متی باب19 آیت16-17	
179	443 حاشیہ 11	نہ دانا مطلق ہوں		متی باب21 آیت18-19	
180	443 حاشیہ 11	نہ عالم الغیب ہوں۔		متی باب21 آیت18-19	
181	443 حاشیہ 11	نہ دعا کی قبولیت میرے ہاتھ میں ہے		متی باب26 آیت39	
182	443 حاشیہ 11	نہ قادر ہوں		مرقس باب6 آیت5	
183	443 حاشیہ 11	مسکین آدم ذات ہوں		متی باب20 آیت8	
184	443 حاشیہ 11	جو ایک مالک ربّ العالمین کا بھیجا ہوا ہوں		یوحنا باب12 آیت44	
185	443 444 حاشیہ 11	برہمو لوگ خدا تعالیٰ کے لئے گونگا اور غیر متکلم ہونا اور نطق پر ہرگز قادر نہ ہونا اور اپنے علوم کے القا اور الہام سے عاجز ہونا تجویز کرتے ہیں		برہم دھرم کے بنیادی اصول و عقائد ترجمہ از برہم دھرم کا مت اور بشواس مصنفہ رام نرائن گپتا صفحہ 5	
186	444 حاشیہ 11	برخلاف اس کے برہمو تو یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ایک مردے یا پتھر کی طرح کسی گوشہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ عقلمندوں نے آپ محنتیں کر کے اسکے وجود کا پتہ چلایا اور پھر اسکی خدائی کو دنیا میں مشہور کیا۔		برہم دھرم کے بنیادی اصول و عقائد ترجمہ از برہم دھرم کا مت اور بشواس مصنفہ رام نرائن گپتا صفحہ 135	
187	447 حاشیہ در حاشیہ 3	بعض عیسائی انجیل کو بطور نظیر پیش کرنے سے ناامید ہو کر فیضی کی موارد القلم پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فیضی کی یہ کتاب ساری بے نقط ہے اس لئے وہ بھی اپنی فصاحت بلاغت میں قرآن کی طرح بلکہ اس سے بہتر ہے			ⓘ
188	464 حاشیہ 11	بلکہ یہودی لوگ خدا تعالیٰ کو جسمانی اور مجسم قرار دے کر عالم جسمانی کی طرح اور اس کا ایک جز سمجھتے		خروج باب24 آیت10-11 The Jewish	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
		ہیں۔		Encyclopedia Vol 6 Page 9	
189	464 حاشیہ 11	پیدائش کے 32 باب میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ یعقوب سے تمام رات صبح تک کشتی لڑا گیا۔ اور اس پر غالب نہ ہوا۔	پیدائش باب32	پیدائش باب 32 آیت 24-28	
190	464 حاشیہ 11	بعض مردوں کو انہوں نے خدا کے بیٹے قرار دے رکھا ہے		استثناء باب14 آیت1	
191	465 حاشیہ 11	کسی جگہ عورتوں کو خدا کی بیٹیاں لکھا گیا ہے		2 کرنتھیوں باب6 آیت18	
192	465 حاشیہ 11	کسی جگہ بائیبل میں یہ بھی فرمایا ہے کہ تم سب خدا ہو	بائیبل	زبور باب82 آیت6 2 کرنتھیوں باب6 آیت18	
193	465 حاشیہ 11	یہاں تک کہ بعض یہود ہندوؤں کی طرح تناسخ کے بھی قائل تھے۔		Encyclopedia of Religion and Ethics Vol XII Page 435-436	
194	465 حاشیہ 11	بعض یہودی جزا سزا کے قطعاً منکر تھے		متی باب22 آیت23	
195	465 حاشیہ 11	بعض مجازات کو صرف دنیا میں محصور سمجھتے تھے		The Jewish Encyclopedia Vol v Page 376	
196	465 حاشیہ 11	بعض یہودی قیامت کے قائل نہ تھے		Encyclopedia of Religion and Ethics Vol XI Page 148	
197	465 حاشیہ 11	بعض۔۔۔مادہ اور روحوں کو قدیم اور غیر مخلوق خیال کرتے تھے		The Jewish Encyclopedia Vol XI Page 472. The Jewish Encyclopedia Vol VI Page 3	
198	465	بعض دہریوں کی طرح روح کو فانی سمجھتے تھے		The Jewish	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ 11			Cncyclopedia Vol XI Page 475	
199	465 حاشیہ 11	بعض خدائے تعالیٰ (کے متعلق کہتے تھے) رب العالمین اور مدبر بالارادہ نہیں ہے		The Jewish Encyclopedia Vol VI Page 4	
200	468 حاشیہ 11	عیسائیوں سے پہلے کئی عاجز بندے خدا قرار دیئے گئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے رام چندر خدا ہے		Hindu Polytheism by Alain Danielon. P 165	
201	468 حاشیہ 11	کوئی کہتا ہے نہیں کرشن کی خدائی اس سے قوی تر ہے۔			ⓘ
202	469 حاشیہ 11	اسی طرح کوئی بدھ کو کوئی کسی کو خدا ٹھہراتا ہے۔		The Encyclopedia of Religion and Ethics Vol VI Page 270	
203	469 حاشیہ 11	ان سادہ لوحوں نے بھی پہلے مشرکوں کی ریس کر کے ابن مریم کو بھی خدا اور خدا کا فرزند ٹھہرالیا۔		سورۃالتوبہ 30	
204	469-470 حاشیہ 11	ان میں سے جو آریہ ہیں وہ تو خدا تعالیٰ کو خالق ہی نہیں سمجھتے اور جو ان میں سے بت پرست ہیں وہ صفت ربوبیت کو اس سے رب العالمین سے خاص نہیں سمجھتے۔		ستیارتھ پرکاش باب 8 صفحہ 295	
205	470 حاشیہ 11	ہندو اور آریہ اپنے وید کی رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ رحمانیت کی صفت ہرگز خدا تعالیٰ میں نہیں پائی جاتی۔		ستیارتھ پرکاش مصنفہ سوامی دیانند سرسوتی باب 14 صفحہ 543	
206	470 حاشیہ 11	آریہ خدا تعالیٰ کو کامل طور پر رحیم بھی نہیں سمجھتے		ستیارتھ پرکاش مصنفہ سوامی دیانند سرسوتی باب 14 صفحہ 543	
207	471 حاشیہ 11	آپ لوگوں میں سے قرآن شریف ہی کے اترنے کے زمانے میں ایسے نیک شرست پادری بہت گزرے ہیں۔ جن کے آنسو قرآن شریف کو سن کر نہیں تھمتے تھے۔۔۔ اور جو فرقان مجید کو سن کر ٹھوڑیوں پر گر کر روتے تھے۔		سورۃ بنی اسرائیل آیت 110	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
208	475 حاشیہ در حاشیہ 3	گاڈ فری ہیگنس صاحب جیسے سرگرم عیسائی کو اپنی کتاب کی دفعہ 221 میں لکھنا پڑا کہ حقیقت میں جیسی عالی عبارتیں قرآن میں پائی جاتی ہیں اس سے زیادہ غالباً دنیا بھر میں نہیں مل سکتیں		Apology for Mohammad by Mr. Godfry Higgins. Page 231	
209	475 حاشیہ در حاشیہ 3	ایسا ہی بوٹ صاحب کو بمجبوری اپنی کتاب میں یہی گواہی دینی پڑی		Muhammad and the Teachings of Quran by Jhon Davon Port. Page 47-48	
210	475 476 حاشیہ در حاشیہ 3	آریہ سماج والے۔۔۔ بھی عیسائیوں کی طرح قرآن شریف کی بے نظیری سے انکار کر کے اپنے وید کی طرح فصاحت وبلاغت کو دعویٰ کرتے ہیں			ⓘ
211	477 حاشیہ در حاشیہ 3	رگ وید میں ایک جگہ آگ کو ایک دولتمند فرض کر لیا ہے جس کے پاس بہت سے جواہرات ہیں	رگ وید	The Hymns of the Rigveda. Book 1 Hymn no 31 Verse 9	
212	477 حاشیہ در حاشیہ 3	بعض جگہ اسکو ایک سپہ سالار مقرر کیا ہے جس کی کالی جھنڈی ہے اور دھوئیں کا جو آگ پر اٹھتا ہے ایک علم سیہ ٹھہرالیا ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1 Hymn no 94 Verse 10	
213	477 حاشیہ در حاشیہ 3	ایک جگہ اس حرارت کو جو بخارات مائی کو اٹھائی ہے چور مقرر کیا ہے۔ اور اسکا نام بلحاظ قوت ماسکہ ورترا رکھا ہے۔ اور بخارات کو گوین ٹھہرایا ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1 Hymn no 32 Verse 11	
214	477 478 حاشیہ در حاشیہ 3	اندر جس سے وید میں آسمان کا فضا اور خاص کر کے کرہ زمہریر مراد ہے۔ اس کو اس مثال میں قصاب سے تشبیہ دی ہے۔ اور لکھا ہے کہ جس طرح قصاب گائے کے گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے۔ اسی طرح اندر نے ورترا کے سر پر ایسا بجر مارا جو اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور پانی قطرہ قطرہ ہو کر بہ نکلا۔		The Hymns of the Rigveda. Book 1 Hymn no 61 Verse 12	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
215	479 حاشیہ در حاشیہ 3	رگوید سنتھا اشٹک اول سکت 61 کی یہ شرتی جس میں یہ لکھا ہے اے اندرورترا پر اپنا بجر چلا اور اسے ایسا ٹکڑے ٹکڑے کر جیسے بوچڑ گائے کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے۔	رگوید سنتھا اشٹک اول سکت 61	The Hymns of the Rigveda. Book 1 Hymn no 61 Verse 12	
216	479 480 حاشیہ در حاشیہ 3	جب اندرنے اپنے بجر سے ورترا کو دبایا۔ تو اس میں سے اس طرح پر پانی بہہ نکلا جیسے شیر دار گائے کا پستان دبانے سے دودھ بہ نکلتا ہے۔			ⓘ
217	481 حاشیہ در حاشیہ 3	اگنی اور وایو اور اندر وغیرہ کی تعریف میں صدہا منتر جنتر بنا ڈالے۔ اور ان چیزوں سے گوئیں اور گھوڑے اور بہت سا مال بھی مانگا۔		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 22 Verse 3. Hymn no. 96 Verse 6.8 Hymn no. 14 Verse 3. Hymn no. 16 Verse 9	
218	482 حاشیہ در حاشیہ 3	وید کے مضمون اسی کی طرف جھکے ہوئے ہیں۔۔۔ آگ کے آگے ہاتھ جوڑو		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 14 Verse 8	
219	482 حاشیہ در حاشیہ 3	اندر کے بھجن گاؤ		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 29 Verse 7	
220	482 حاشیہ در حاشیہ 3	سورج کے آگے ہاتھ جوڑو		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 22 Verse 5	
221	486 حاشیہ در حاشیہ 3	چونکہ محققین ہنود نے اپنشدوں کو ویدوں میں داخل نہیں سمجھا اور نہ اپنے پرمیشر کا کلام انکو قرار دیا ہے۔۔۔ بعض لوگوں کے اپنے خیالات ہیں جیسا کہ		ستیارتھ پرکاش مصنفہ سوامی دیانند سرسوتی باب 14 صفحہ 607 دیکھیں حوالہ نمبر 26	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
		پنڈت دیانند صاحب کی بھی یہی رائے ہے			
222	487 حاشیہ در حاشیہ 3	میں اگنی دیوتا کے جو ہوم کا بڑا اگرو کارکن اور دیوتاؤں کو نذریں پہنچانے والا اور بڑا ثروت والا ہے مہما کرتا ہوں۔۔۔ متوجہ کرے	رگوید سنتھا استک اول سکت سے 15 اسکتر گوید سنتھا استک اول سکت سے 15 سکت	The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no 1 Verse 1.2	
223	487 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اگنی جو کہ دو لکڑیوں کے باہم رگڑنے سے پیدا ہوئی ہے۔۔۔ اور تیری پرستش ہوتی ہے۔		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 13 Verse 1	
224	487 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اگنی آج ہماری خوش ذائقہ قربانی دیوتاؤں کو انکے کھانے کے واسطے پیش کر		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 13 Verse 2	
225	487 حاشیہ در حاشیہ 3	اے بے عیب اگنی تو منجملہ اور دیوتاؤں کے ایک ہوشیار دیوتا۔۔۔ تو ہی بخشنے والا ہے۔		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 31Verse 9	
226	487 حاشیہ در حاشیہ 3	اگنی کا مبارک نام لے کر پکارو جو کہ سب سے پہلا دیوتا ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 24 Verse 2	
227	487 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اگنی سرخ گھوڑوں کے سوامی ہمارے استت سے پرسن ہو۔ تنتیس دیوتاؤں کو یہاں لا		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 45 Verse 6	
228	487 488حاشیہ در حاشیہ 3	اے عاقل اگنی۔۔۔ ان کے کھانے کے لئے پیش کر		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 13 Verse 2	
229	488 حاشیہ در	اگنی دیوتا جو کہ ہمیشہ جوان رہتا ہے۔۔۔ گھر کی آگ سے روشن ہوا ہے۔		The Hymns of the Rigveda. Book 1.	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ 3			Hymn no. 58 Verse 1	
230	488 حاشیہ در حاشیہ	لازوال اگنی اپنی خوراک کو اپنی لاٹ سے ملا کر اور اسکو جلدی سے تناول کر کے خشک لکڑی پر چڑھ گئی ہے۔۔۔ گرجتا ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 58 Verse 2	
231	488 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اگنی۔۔۔ دیوتاؤں کو پہنچتا ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 1 Verse 4	
232	488 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اگنی جس قدر تیرے سے ہو سکے۔۔۔ واپس آویگا		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 1 Verse 6	
233	488 حاشیہ در حاشیہ 3	اگنی کے وسیلے سے۔۔۔ والی ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 1 Verse 3	
234	488 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اندر اے وایو یہ ارگ تمہارے واسطے چھڑکا گیا ہے ہمارے واسطے کھانا لیکر آو		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 2 Verse 4	
235	488 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اندر جسکی استت سب کرتے ہیں۔ ان سب کا اندر بھی مستحق ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 5 Verse 7-8	
236	488 حاشیہ در حاشیہ 3	جو لوگ اند کا دھیان کرتے ہیں۔۔۔ سب کی آرزو پوری ہوتی ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 8 Verse 6	
237	489 حاشیہ در حاشیہ 11	برہمو سماج والے ربوبیت کو روحانی۔۔۔ اور کامل نہیں سمجھتے		برامہ دھرم کے بنیادی اصول و عقائد ترجمہ از برامہ دھرم کا مت اور بشواس مصنفہ رام نرائن گپتا صفحہ 5	
238	489	اندر کا شکم سوم کارس کثرت سے پینے کے باعث		The Hymns of the	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ در حاشیہ 3	سمندر کی مانند ہوتا ہے۔۔۔ ہمیشہ ترستا ہے		Rigveda. Book 1. Hymn no. 8 Verse 7	
239	489 حاشیہ در حاشیہ 3	اندر سب دیوتاؤں سے طاقت میں زیادہ ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 100 Verse 4	
240	489 حاشیہ در حاشیہ 3	بڑے دیوتاؤں کو نمشکار چھوٹوں کو نمشکار ہم سب دیوتاؤں کی حتی المقدور پوجا کرتے ہیں		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 27 Verse 13	
241	489 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اندر کوسیکا رشی کے پتر جلد آور مجھ رشی کو بڑا مالدار کر		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 10 Verse 11	
242	489 حاشیہ در حاشیہ 3	تمام پرانوں کے شجرے میں لکھا ہے کہ کوسیکا کا بیٹا وشوامتر تھا۔۔۔ جس تپ کی جلدوں میں خود اندر ہی نے اسکے گھر جنم لے لیا اور آپ ہی اسکا بیٹا بن گیا		حوالہ نہیں ملا	ⓘ
243	489 حاشیہ در حاشیہ 3	اندر نے۔۔۔ متحرک ہواؤں کے ہمراہ۔۔۔ اور سورج اور پانی کو رہا کیا		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 100 Verse 18	
244	490-489 حاشیہ در حاشیہ 3	فرنگستانی مفسروں نے یہ معنی کئے ہیں کہ۔۔۔ آریوں کی تقسیم کر دی		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Page 130	
245	490 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اندر تیرے ہی سبب سے خوراک کی ہر جگہ کثرت ہے۔ اور وہ با آسانی دستیاب ہو سکتی ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 10 Verse 10	
246	490 حاشیہ در	اے بجر کے گھمانے والے چراگاہوں کو سرسبز کر دے اور بہت دولت عطا کر		The Hymns of the Rigveda. Book 1.	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ 3			Hymn no. 10 Verse 7	
247	490 حاشیہ در حاشیہ 3	ہم اندر کی طرف اسکی شفقت اور دولت اور کامل طاقت حاصل کرنے کے لئے رجوع ہوتے ہیں۔۔۔ رکشا کرنے کے قابل ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 10 Verse 6	
248	490 حاشیہ در حاشیہ 3	اے سورج اور چاند۔۔۔ بہتوں کو تمہارا ہی آسرا ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 2 Verse 9	
249	490 حاشیہ در حاشیہ 3	سورج کے نکلنے پر ستارے مع رات کے چوروں کی مانند بھاگ جاتے ہیں		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 50 Verse 2	
250	490 حاشیہ در حاشیہ 3	ہم سورج دیوتا کے پاس جاتے ہیں جو دیوتاؤں کے درمیان نہایت عمدہ دیوتا ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 50 Verse 10	
251	490 حاشیہ در حاشیہ 3	اے چاند ہمیں تہمت سے بچا۔۔۔ تیری قوت زیادہ ہو		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 91 Verse 15-16	
252	490 حاشیہ در حاشیہ 3	اے چاند۔۔۔ دلیر بہادروں کے ہمراہ آ		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 91 Verse 19	
253	490 حاشیہ در حاشیہ 3	اے چاند اور اگنی تم مرتبے میں برابر ہو۔۔۔ سردار ہی ہو		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 93 Verse 9	
254	491-490	میں جل دیوتا کو جس میں ہمارے مویشی پانی پیتے ہیں		The Hymns of the	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ در حاشیہ 3	بلاتاہوں۔۔۔اس ریت پر مہربان ہوں		Rigveda. Book 1. Hymn no. 23 Verse 17-18	
255	491 حاشیہ در حاشیہ 3	اے دھرتی دیوتا۔۔۔ہمیں بڑی خوشی دے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 22 Verse 15	
256	491 حاشیہ در حاشیہ 3	ایسا ہو کہ درونا دیوتا ہمارا خاص مہربان ہو جائے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 23 Verse 6 P:28	
257	491 حاشیہ در حاشیہ 3	ایسا ہو کہ مترا دیوتا ہماری نگہبانی کرے۔۔۔ دولت مند کر دیں		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 23 Verse 6 P:28	
258	491 حاشیہ در حاشیہ 3	اے نشتری دیوتا تو اور تیری بیوی یگ کے دیوتاؤں سے ہماری سفارش کرو		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 15 Verse 3 P:19	
259	491 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اگنی دیوتاؤں کو یہاں لا ان کو تین جگہ بٹھا۔۔۔ ہم پیالہ ہو		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 15 Verse 4 P:19	
260	491 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اگنی سرخ گھوڑوں کے سوامی۔۔۔ تنتیس دیوتاؤں کو یہاں لا		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 45 Verse 2	
261	491 حاشیہ در حاشیہ 3	ہم اگنی کے جو مذہبی رسوم میں روشن کی جاتی ہے پرستش کرتے ہیں		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 45 Verse	

کیفیت	تخریج و مکمل حوالہ	کتاب میں درج حوالہ	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار
	4				
	The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 45 Verse 7		عاقلوں نے اے اگنی تجھے دیوتاؤں کا بلانے والا۔۔۔ بہت مشہور پا کر اپنے یگوں میں رکھا ہے	491 حاشیہ در حاشیہ 3	262
	The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 58 Verse 4 P. 80		اگنی ہوا سے بھڑک کر اور مشتعل ہو کر بڑی بڑی لکڑیوں میں باآسانی گھس جاتی ہے	491 حاشیہ در حاشیہ 3	263
	The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 58 Verse 4 P. 80		اے اگنی جب تو سانڈھ کی طرح بن میں گھس جاتی ہے۔۔۔ جلا دیتی ہے	491 حاشیہ در حاشیہ 3	264
	The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 60 Verse 5 P. 82		میں اگنی کی جو ہر قسم کی دولت کا دینے والا ہے پوجا کرتا ہوں	491 حاشیہ در حاشیہ 3	265
	The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 66 Verse 3 P. 91		اگنی جس میں ایسی روشنی ہے جو کہ اور کو حاصل نہیں ہو سکتی۔۔۔ جیسے گھر کی زیبائش ہوتی ہے	491 حاشیہ در حاشیہ 3	266
	The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 67 Verse 1 P. 91		اگنی جو بن میں پیدا ہوا ہے اور انسان کا دوست ہے۔۔۔ وہ ہم پر مہربان ہو	492 حاشیہ در حاشیہ 3	267
	The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 71 Verse 2 P. 94		اے اگنی دیوتا تو خشک لکڑی کے رگڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔ تب تمام تیرے پوجاری پاک رسم ادا کرتے ہیں	492 حاشیہ در حاشیہ 3	268
	The Hymns of the		ایسا ہو کہ وہ اگنی جو رنگ برنگ روشنی کی مالک ہے اس	492	269

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ در حاشیہ 3	اپنے پوجاری کی خواہشوں کو غور سے سنے۔۔۔ جیسی عورتیں اپنے خاوندوں سے کرتی ہیں		Rigveda. Book 1. Hymn no. 71 Verse 1 P. 94	
270	492 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اگنی جب کہ پوجاری تجھے اپنے گھر میں روشن کرتا ہے اور تجھے بھوک لگاتا ہے جس کی وہ ہر روز خواہش رکھتا ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 71 Verse 6 P. 95	
271	492 حاشیہ در حاشیہ 3	تو اے اگنی دو طرح سے زیادہ ہو کر اسکی اوقات بسری کے لوازم زیادہ کرتی ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 71 Verse 6 P. 95	
272	492 حاشیہ در حاشیہ 3	ایسا ہو کہ قوت ہاضمہ کی اگنی جو خوراک سے تعلق رکھتی ہے۔۔۔ جوان اور فہیم لڑکا پیدا ہو		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 12 Verse 6	
273	492 حاشیہ در حاشیہ 3	ایسا ہو کہ اے اگنی تیرے دولتمند پوجاری بہت خوراک حاصل کریں۔۔۔ انکی عمر دراز ہو		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 74 Verse 5	
274	492 حاشیہ در حاشیہ 3	ایسا ہو کہ ہم لڑائیوں میں اپنے دشمنوں سے لوٹ حاصل کریں		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 74 Verse 5	
275	492 حاشیہ در حاشیہ 3	جل میں بوٹیاں ہیں اس واسطے اے برہمچاری جل کی تعریف کرنے میں مستعد ہو		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 23 Verse 19	
276	492 حاشیہ در حاشیہ 3	اے جل تمام بیماریوں کے کھونے والی بوٹیوں کو میرے بدن کے فائدے کے واسطے پکا۔		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 23 Verse	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
				21	
277	492 حاشیہ در حاشیہ 3	اندر کا ہتھیار اسکے مخالفوں پر پڑا۔۔۔ اسکو مار کر اپنی طبیعت خوش کی۔		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 57 Verse 5	
278	493 حاشیہ در حاشیہ 3	اے جنگل کے مالکو پسندیدہ صورت والو۔۔۔ اندر کے واسطے تیار کرو		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 28 Verse 8	
379	493 حاشیہ در حاشیہ 3	سوم کے رس کا بقیہ کرچھیوں میں لاؤ۔۔۔ گائے کی کھال کا بنا ہوا ہوتا ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 28 Verse 9	
280	493 حاشیہ در حاشیہ 3	اے سوم کی رس کے پینے والے اندر گو ہم مستحق نہ ہوں پر تو ہمیں ہزارہا عمدہ گوئیں اور گھوڑے دے کر مالامال کر		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 29 Verse 1	
281	493 حاشیہ در حاشیہ 3	اے خوبصورت اور طاقتور اندر خوراک کے مالک تیری شفقت ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ ہمیں ہزاروں عمدہ گھوڑے اور گائیں دے۔		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 29 Verse 2	
281	493 حاشیہ در حاشیہ 3	ہر ایک جو ہمیں گالی دیتا ہے غارت کر، ہر ایک جو ہمیں نقصان پہنچاتا ہے قتل کر اور ہمیں ہزاروں گھوڑے اور گوئیں دے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 29 Verse 7	
282	493 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اندر جو ہماری بہتری میں راضی ہوتا ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 30 Verse 5	
283	493	(اے اندر) ایسا کر کہ ہمیں خوراک بافراط ملے		The Hymns of the	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج وکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ در حاشیہ 3			Rigveda. Book 1. Hymn no. 30 Verse 13	
284	493 حاشیہ در حاشیہ 3	اور مضبوط اور بہت دودھ پینے والی گوئیں ہمارے ہاتھ آویں		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 29 Verse 3	
285	493 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اندر اور آگنی میں جو دولت کا خواہشمند ہوں ---میں نے یہ منتر--- تمہاری تعریف میں بنایا ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 109 Verse 1	
286	493 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اندر اور اگنی نعمتوں کو عطا کرنے والے خواہ پاتال لوگ سرت لوگ یا سرگ لوگ جہاں کہیں تم ہو وہاں سے یہاں آؤ اور ارگ پیو		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 108 Verse 9	
287	493 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اندر اور اگنی نعمتوں کے عطا کرنے والو--- وہاں سے یہاں آؤ اور کچلا ہوا ارگ پیو		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 108 Verse 10	
288	494 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اندر اور اگنی بجر گھمانے والو--- سمندر دیوتا دھرتی دیوی آسمان دیوتا یہ سب مل کر ہماری اس دعا پر متوجہ ہوں۔		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 109 Verse 8	
289	494 حاشیہ در حاشیہ 3	اے انسانوں پر مہربانی کرنے والے اندر تو بھی مخلوق ہی ہے--- سہارا دینے والا ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 102 Verse 8	
290	494 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اندر جو سب دیوتاؤں میں اول درجے کا دیوتا ہے--- ہمارے رتبہ کو لڑائیوں میں سب سے آگے رکھے۔		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 102 Verse	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج ومکمل حوالہ	کیفیت
				9	
291	494 حاشیہ در حاشیہ 3	تواے اندر فتح کرتا ہے۔۔۔ اپنی حفاظت کے لئے تیز کرتے ہیں		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 102 Verse 10	
292	494 حاشیہ در حاشیہ 3	ایسا ہو کہ اندر ہمارا ساتھی ہو اور ایسا ہو کہ ہم سیدھے راستے سے خوراک کثیر حاصل کریں		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 102 Verse 11	
293	495-494 حاشیہ در حاشیہ 3	ایسا ہو کہ متر ادیوتا ورن دیوتا ادتی ایوی سمندر دیوتا دھرتی دیوی اکاش دیوتا ہمارے واسطے خوراک کی حفاظت کریں		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 113 Verse 20	
294	495-494 حاشیہ در حاشیہ 3	ہم سوم کا ارگ اس کو جو بہت سی مہمات کا سر کرنے والا سب دیوتاؤں سے اچھا دیوتا ۔۔۔ طاقت والا بہادر اندر ہے جو دولت کا لحاظ کرتا ہے۔۔۔ جیسے رہزن مسافر سے چھین لیتا ہے اور اسے لگ کرنے والے کو دیتا ہے چھڑاتے ہیں		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 103 Verse 6	
295	495 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اندر تیری سب تعریف کرتے ہیں ایسی کرپا کہ اور لوگوں سے ہمیں نقصان نہ پہنچے تو بڑا طاقت والا ہے زیادتی وتعدی سے ہمیں محفوظ رکھ		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 5 Verse 10	
296	495-494 حاشیہ در حاشیہ 3	اے انسانوں تمہاری ہر روزہ زندگی کا باعث وہ اندر ہے جو صبح کی کرنوں کے ساتھ بے عقل کو عقل دیتا ہے اور بے شکل کو شکل عطا کرتا ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 6 Verse 3	
297	495 حاشیہ در حاشیہ 3	تونے اے اندر ہمراہی مروت دیوتا یعنی ہوا جو ہر چیز کو اڑا لے جاتی ہے۔۔۔ گوؤں کا کھوج لگایا جو غار میں چوروں نے چھپا رکھی ہیں		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 6 Verse 5	
298	495 حاشیہ در	ایسا ہو کہ اے مروت دیوتا تم دلیر اندر کے ہمراہ دونوں خوشی مناتے ہوئے اور یکساں شان وشوکت		The Hymns of the Rigveda. Book 1.	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ 3	کے ساتھ نمودار ہو		Hymn no. 6 Verse 7	
299	495 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اجیت اندر ایسی لڑائیوں میں ہماری حفاظت کر جہاں سے بہت لوٹ ہمارے ہاتھ آوے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 100 Verse 19	
300	495 حاشیہ در حاشیہ 3	ہم اندر کو جو ہمارے دشمنوں کو مقابلہ میں بجر کو گھماتا ہے اور جو ہمارا مددگار ہے بہت فارغ البالی اور بے شمار دولت حاصل کرنے کے لئے بلاتے ہیں		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 7 Verse 5	
301	495 حاشیہ در حاشیہ 3	اے مینہ کے برسانے والے تمام خواہشوں کے پورا کرنے والے اس بادل کو کھول دے تو ہمیشہ ہمارے درخواستیں قبول کرتا رہا ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 7 Verse 6	
302	496-495 حاشیہ در حاشیہ 3	مینہ کے برسانے والا طاقتور مالک اندر ہمیشہ درخواستیں قبول کرنے والا انسانوں کو اپنی طاقت عطا کرتا ہے جیسی سانڈھ گووں کی ریوڑ کی حفاظت کرتا ہے		Hymn no. 7 Verse 8	
303	496 حاشیہ در حاشیہ 3	ہم اے اندر جو کہ ہر جگہ انسانوں میں موجود ہے تجھے بلاتے ہیں ایسا ہو کہ تو صرف ہمارا ہی ہو جائے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 7 Verse 10	
304	496 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اندر تیری حمایت کا ہمارے پاس ایک ذاتی ہتھیار ہے جس کے وسیلہ سے ہم اپنے مخالفوں پر ظفریاب ہو سکتے ہیں		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 8 Verse 2	
305	496 حاشیہ در حاشیہ 3	اندر دیوتا بڑا طاقت والا اور عالی رتبہ ہے ایسا ہو کہ قدر و منزلت ہمیشہ بجلی بردار کے قبضہ میں رہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 8 Verse 5	
306	496 حاشیہ در حاشیہ 3	حقیقت میں اندر کے گانے کے لائق یا پڑھنے کے لائق تعریف بار بار کرنی چاہئے تا کہ وہ سوما کا رس پیوے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 8 Verse 10	
307	496	اے اندر دیوتا یہاں آؤ اور اقسام اقسام کے ارگوں		The Hymns of the	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ در حاشیہ 3	سے اور کھانوں سے سیر ہو کر اور قوت حاصل کر کے اپنے دشمنوں پر ظفریاب ہو		Rigveda. Book 1. Hymn no. 9 Verse 1	
308	496 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اندر نعمتوں کے بخشنے والے اور اپنے پوجاریوں کی رکشا کرنے والے میں نے تیری تعریف کی ہے جو تجھ تک پہنچ گئی ہے اور جس کو تونے منظور کیا ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 9 Verse 4	
309	496 حاشیہ در حاشیہ 3	اے متمول اندر اس رسم میں ہمیں دولت حاصل کرنے کے لئے دلیر کر کیونکہ ہم محنتی اور مشہور ہیں		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 9 Verse 6	
310	496 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اندر ہمیں بے اندازہ بے شمار اور لازوال دولت بخشی جو مویشی اور خوراک اور زندگانی کا چشمہ ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 9 Verse 7	
311	496 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اندر ہمیں نامور کر اور ایسی دولت دے جو ہزاروں طریقوں سے حاصل ہو اور وہ کھانے کی چیزیں جو کھیتوں سے چھکڑوں میں آتی ہے عطا کر		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 9 Verse 8	
312	497-496 حاشیہ در حاشیہ 3	ہم اندر کو اپنے مال کی حفاظت کے واسطے مدح کر کے بلاتے ہیں ایسا اندر جو دولت کا مالک ہے اور جس کی لوگ تعریف کرتے ہیں اور جو یگ کرنے کی جگہ آمدورفت رکھتا ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 9 Verse 9-10	
313	497-496 حاشیہ در حاشیہ 3	اے ستا کر تو اندر شام وید کے پڑھنے والے تیری استت کرتے ہیں رگوید کے پڑھنے والے تیری تعریف کرتے ہیں جو کہ تعریف کے لائق ہے اور برہمن تجھے بانس کی مانند بلند کرتے ہیں		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 10 Verse 1	
314	497 حاشیہ در حاشیہ 3	اندر نعمتیں بخشنے والا اپنے پوجاری کے مطلب سے واقف ہے جس نے پہاڑ کی چوٹیوں پر سوم کا پودہ لا کر بہت پرستش کی ہے اس واسطے اندر مروت کی فوج کے ہمراہ آتا ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 10 Verse 2	
315	497 حاشیہ در حاشیہ 3	اے سوم کی رس پینے والے اندر اپنے بڑے ایال والے مضبوط اور خوبصورت گھوڑوں کو جوت کر ہماری تعریفیں سننے کے لئے یہاں آ		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 10 Verse 3	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
316	497 حاشیہ در حاشیہ 3	اے باسو دیوتا ہماری اس پوجا میں آ کر شامل ہو۔ ہماری منتر اور تعریف اور دعاؤں کو قبول کر۔۔۔ اور بہت خوراک دے۔		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 10 Verse 4	
317	497 حاشیہ در حاشیہ 3	منتر جو کہ ترقی کا باعث ہے اندر کی مہما میں بار بار پڑھنا چاہئے جو کہ بہت سے دشمنوں کو پراگندہ کرنے والا ہے۔ ہمارے دوستوں سے شفقت سے بولے۔		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 10 Verse 5	
318	497 حاشیہ در حاشیہ 3	ہم اندر کی طرف اس کی شفقت اور دولت اور کامل طاقت حاصل کرنے کے لئے رجوع کرتے ہیں کیونکہ وہ طاقتور اندر دولت بخش کہ ہماری رکشا کرنے کے قابل ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 10 Verse 6	
319	497 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اندر جبکہ تو اپنے دشمنوں کو غارت کرتا ہے اس وقت آسمان اور زمین تجھے سہارا نہیں دے سکتے مینہ برسانا تیرے اختیار میں ہے ہمیں بڑی فیاضی سے گائیں عطا کر		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 10 Verse 8	
320	497 حاشیہ در حاشیہ 3	اے تعریف کے مستحق اندر ایسا ہو کہ ہم ہمیشہ تیری تعریف کرتے رہیں ایسا ہو کہ اس تعریف سے اے بڑی عمر والے تیری قوت زیادہ ہو اور ایسا ہو کہ ہماری تعریف پسند آوے تا کہ ہمیں خوشی حاصل ہو		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 10 Verse 12	
321	498 حاشیہ در حاشیہ 3	ہم اگنی کو جو دیوتاؤں کا پیغمبر اور ان کے بلانے والا اور بہت ثروت والا۔۔۔ منتخب کرتے ہیں		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 12 Verse 1	
322	498 حاشیہ در حاشیہ 3	اے روشنی اگنی ہم نے تجھے کبھی کا ہوم کر کے بلایا ہے ہمارے دشمنوں کو جلا دے جن کے محافظ ناپاک ارواح ہیں		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 12 Verse 5	
323	498 حاشیہ در	اس اگنی کے یگ میں تعریف کرو کہ جو بڑا عاقل صادق اور روشن ہے اور بیماری کھونے والا ہے		The Hymns of the Rigveda. Book 1.	

کیفیت	تخریج و مکمل حوالہ	کتاب میں درج حوالہ	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار
	Hymn no. 12 Verse 7			حاشیہ 3	
	The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 12 Verse 8		اے روشن اگنی دیوتاؤں کے پیغمبر اس نذریں پیش کرنے والے کی حفاظت کر جو کہ تیری پوجا کرتا ہے	498 حاشیہ در حاشیہ 3	324
	The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 12 Verse 9		اے صاف کرنے والے اس شخص پر مہربان ہو جو دیوتاؤں کے خوش کرنے کے واسطے اگنی کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے	498 حاشیہ در حاشیہ 3	325
	The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 12 Verse 10-11		اے روشن اور صاف کرنے والے اگنی ہمارے یگ اور ہمارے بھوگ میں دیوتاؤں کو لا، ہم نے تیری تعریف وہ منتر پڑھ کے کی ہے جو سب سے آخر تصنیف ہوا ہے۔۔۔ دولت جو اولاد کا چشمہ ہے عنایت فرما۔	498 حاشیہ در حاشیہ 3	326
	The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 12 Verse 4		اے اگنی دیوتا ہمارا بھوگ دیوتاؤں کو چھڑا اور ایسا ہو کہ نذریں دینے والے کو یعنی اگنی کو اس کے عوض میں علم نصیب ہو۔	498 حاشیہ در حاشیہ 3	327
	The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 14 Verse 1		اے اگنی معہ تمام دیوتاؤں کے سوم کا رس پینے ہماری پوجا میں آ اور نذر پیش کر	498 حاشیہ در حاشیہ 3	328
	The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 14 Verse 2		اے دانا اگنی کانوا یعنی رشی لوگ تجھے بلاتے ہیں اور تیرے گن گاتے ہیں	498 حاشیہ در حاشیہ 3	329
	The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 14 Verse		اے اگنی معہ دیوتاؤں کے آ	498 حاشیہ در حاشیہ 3	330

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج وکمل حوالہ	کیفیت
				2	
331	498 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اگنی نیک کاموں کے ترقی دینے والوں کو یعنی دیوتاؤں کو جنکی ہم پوجا کرے ہیں اس نذر میں معہ ان کی بیوں کے شریک کر		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 14 Verse 7	
332	499-498 حاشیہ در حاشیہ 3	اے روشن زبان والے انہیں سوم کارس پینے کو دے ان دیوتاؤں کو جنکی ہم پرستش اور تعریف کرتے ہیں سوم کارس ارگ چرچنی کے وقت پلا		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 14 Verse 8	
333	499 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اگنی دیوتا اپنی چالاک اور طاقتور گھوڑیاں جن کو بنام روہت نامزد کرتے ہیں اپنی رتھ میں جوت اور ان کے وسیلہ سے یہاں دیوتاؤں کولا		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 14 Verse 12	
334	499 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اگنی انعام کے دینے والے اور تو دیوتا کے ساتھ یگ میں حصہ لینے والے گھر کی آگ ہو کر پوجاری کی خاطر دیوتاؤں کی پرستش کر		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 15 Verse 12	
335	499 حاشیہ در حاشیہ 3	تجھے اے اگنی سوم کارس پینے سے بلایا ہے مروت کے ساتھ لے کر نہ کسی دیوتا کو اور نہ انسان کو اس یگ۔۔۔ تیرے واسطے اے طاقت والے حاصل ہو اے اگنی مروت کو ساتھ لے کر آ		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 19 Verse 1-2	
336	499 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اگنی دیوتاؤں کی خوبصورت رانیوں کو اور نواشتری کو سوم کارس پینے کے واسطے یہاں لا		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 22 Verse 9	
337	499 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اگنی ہمارے اس بھوگ کی اور ان نئے منتروں کے دیوتاؤں کو خبر کر		The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 27 Verse 4	
338	499	اے اگنی تو سب سے پہلا اینگر ارشی تھا۔۔۔ تیرے		The Hymns of the	

کیفیت	تخریج ومکمل حوالہ	کتاب میں درج حوالہ	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار
	Rigveda. Book 1. Hymn no. 31 Verse 1		ہی یگ میں عاقل فہیم اور روشن ہتھیار والی مروت پیدا ہوئی تھی	حاشیہ در حاشیہ 3	
	The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 31 Verse 2		اے اگنی تو جب سب سے پہلا اور سب اینگر دان کا سردار ہے دیوتاؤں کی پوجا کو تیرے ہی باعث سے برکت حاصل ہوتی ہے۔۔۔ اور انسانوں کے فائدہ کے واسطے نیک روپ دھارن کر رکھے ہیں	499 حاشیہ در حاشیہ 3	339
	The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 31 Verse 3		اے ہوا پر فوقیت رکھنے والے اگنی اپنے پوجاریوں کو روشنی دے تا کہ اس کو معلوم ہو کہ میری پوجا قبول ہوئی۔۔۔ تونے بزرگ دیوتاؤں کی پرستش کی ہے	499 حاشیہ در حاشیہ 3	340
	The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 31 Verse 14		تو اے اگنی خواہشوں کی پورا کرنے والی ہے اپنے پوجاریوں کی دولت کی زیادہ کرنے والی ہے	500 حاشیہ در حاشیہ 3	341
	The Hymns of the Rigveda. Book 1. Hymn no. 31 Verse 8		اے اگنی دولت کی خاطر ہم تیری پوجا کرتے ہیں اس ہوم کے کرنے والے کا نام کر دے۔۔۔ دھرتی آکاش اور تمام دیوتاؤں سمیت ہمیں بچا	500 حاشیہ در حاشیہ 3	342
	The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 31 verse 16 page 42		اے اگنی اس ہماری غلطی کو اور اس طریق کو جس میں ہم گمراہ ہوگئے معاف کر۔۔۔ ان لوگوں کی جو تجھ کو تیرے لائق ارگ دیتے ہیں حفاظت کرنے والی ہے۔	500 حاشیہ در حاشیہ 3	343
	The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 31 verse 17 page 42		اے پاک اگنی جو بھوگ لینے ہر طرف جاتی ہے یگ کے کمرہ میں جو تیرے روبرو ہے جا جیسے پہلے زمانہ میں منش انگرار اور تیاتی یعنی راجگان سلف جاتے تھے اور دیوتاؤں کو یہاں لا۔ اور انہیں پاک کشا پر بٹھا اور ان میں ایسا بلدان پیش کر جس سے وہ مشکور ہوں۔	500 حاشیہ در حاشیہ 3	344
	The Hymns of the		اے اگنی تو ہماری اس منتر سے جو ہم اپنی	500 حاشیہ در	345

کیفیت	تخریج و مکمل حوالہ	کتاب میں درج حوالہ	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار
	Rigved.Book 1.Hymn no 31 verse 18 page 42		لیاقت اور آگاہی کے موافق پڑھتے ہیں ترقی پا اور ہمیں دولتمند کر اور ہمیں نیک سمجھ دے اور بہت خوراک دے۔	حاشیہ 3	
	The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 36 verse 1 page 50		ہم منتر پڑھ کر طاقتور اگنی کو جس کی اور رشی بھی تعریف کرتے ہیں۔۔۔جو دیوتاؤں کے پرستار ہین مناتے ہیں۔	500 501 حاشیہ در حاشیہ 3	346
	The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 36 verse 2 page 50		آدمی اس اگنی کی طرف رجوع لاتے ہیں جو بل کے زیادہ کرنے والی ہے۔	501 حاشیہ در حاشیہ 3	347
	The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 36 verse 2 page 50		ہم اے اگنی نذریں چڑھا کر تیری پوجا کرتے ہیں۔ اے بہت خوراک دینے والے ہم پر آج مہربان ہو۔	501 حاشیہ در حاشیہ 3	348
	The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 36 verse 5 page 50		اے اگنی تو خوشی کی دینے والی دیوتاؤں کے بلانے والی اور ان کے پیغمبر اور انسان کی محافظ ہے وہ نیک اور دیرپا کام جو دیوتا کرتے ہیں سب تیرے میں جمع ہیں۔	501 حاشیہ در حاشیہ 3	349
	The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 36 verse 6 page 50		اے نوجوان اور نیک فال اگنی جو کچھ کہ ہم تجھ کو پیش کریں تو ہم پر مہربان ہوکر یا تو اب یا کسی اور وقت طاقتور دیوتاؤں کے پاس لے جا۔	501 حاشیہ در حاشیہ 3	350
	The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 36 verse 7 page 50		اے اگنی اس طور پر تیرا پوجاری تیری پوجا کرتا ہے اور تو اپنی روشنی سے آپ روشن ہے۔ آدمی بمدد سات کاروبار کرنے والے پروہتوں کی ہوم کرکر اس اگنی کو جو ان کے دشمنوں پر فتح یاب ہے روشن کرتے ہیں۔	501 حاشیہ در حاشیہ 3	351
	The Hymns of the Rigved.Book		اے اگنی جو کہ فنا کرنے والی ہے تو نے اور دوسرے دیوتاؤں نے مل کر ورترا کو قتل کیا	501 حاشیہ در	352

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج ومکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ 3	ہے۔دیوتاؤں نے دھرتی اور سرگ اور اکاس کو مخلوقات کے واسطے فراخ رہنے کی جگہ بنایا ہے ایسا ہو کہ دولت والا اگنی بروقت ضرورت کے کانوا پر اس طرح مہربان ہو جیسا کہ لڑائی میں گھوڑا مویشی کے واسطے ہنہناتا ہے۔اس اگنی کی کرنیں جس کو کانوا نے سورج سے زیادہ روشن کردیا ہے سرفرازی سے چمکتے ہیں ہم اس کی تعریفیں کرتے ہیں۔ہم اس کو بلند کرتے ہیں۔		1.Hymn no 36 verse 8 page 50	
353	501-502 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اگنی خوراک کے بخشنے والی ہماری خزانے پُر کردے کیونکہ دیوتاؤں کی دوستی تیرے ذریعہ سے حاصل ہوسکتی ہے تو طرح طرح کی خوراکوں کی مالک ہے ہمیں خوش کر کیونکہ تو بزرگ ہے۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 36 verse 12 page 51	
354	502 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اگنی ہماری حفاظت کے لئے سورج دیوتا کی مانند ہو۔سیدھی کھڑی ہوجا۔تو خوراک کی دینے والی ہے جس کے کارن ہم تجھے مرہم چھڑا کر بلاتے ہیں اور پروہت تجھے نذریں چڑھاتے ہیں۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 36 verse 13 page 51	
355	502 حاشیہ در حاشیہ 3	اے جوان اور چمکدار اگنی ہمیں ناپاک روحوں سے اور کینہ ور آدمی سے جو بخشش نہیں کرتا اور موذی جانوروں سے اور ان لوگوں سے جو ہمارے مارنے کی فکر میں ہیں بچا۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 36 verse 14 page 51	
356	502 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اگنی تجھے منونے انسان کی بہت سی نسلوں پر روشنی کرنے کے لئے روکا تھا'تو جو یگ کے لئے پیدا ہوئی ہے اور چڑھاوے سے سیر ہوتی ہے تو جس کو سب آدمی نمشکار کرتے ہیں روشن ہوگئی ہے۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 36 verse 19 page 52	
357	502 حاشیہ در حاشیہ 3	اگنی کے شعلے روشن طاقتور اور خوفناک ہیں ان کا اعتماد نہ کرنا چاہیئے وہ طاقتور ناپاک روحوں کو اور دیگر ہمارے مخالفوں کو ہمیشہ ضرور بالکل جلا		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 36 verse	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
		دیتے ہیں۔		20 page 52	
358	502 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اگنی جو امیر ہے اور جو کہ تمام مخلوقات کی فریاد رسی کرنے والی ہے صبح سے نذریں دینے والے کے پاس بہت قسم کی دولت معہ عمدہ گھر کے لا۔ آج یہاں دیوتاؤں کو اٹھتے ہی لا۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 44 verse 1 page 60	
359	502 حاشیہ در حاشیہ 3	آج ہم اگنی کو جو پیغمبر مکانوں کے دینے والی ہردلعزیز دھوئیں کے جھنڈے والی روشنی بخشنے والی اور علی الصباح جو پوجاری پوجا کرتا ہے اس کی حفاظت کرنے والی ہے منتخب کرتے ہیں۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 44 verse 3 page 60	
360	502 حاشیہ در حاشیہ 3	میں اگنی کے جو سب دیوتاؤں سے بہتر اور کم عمر کا دیوتا ہے انسان کا مہمان ہے جس کو سب بلاتے ہیں اور جو چڑھاوا چڑھانے والے کا رفیق ہے سب مخلوقات کو جانتا ہے۔ پرات کال مہما کرتاہوں۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 44 verse 4 page 61	
361	503 حاشیہ در حاشیہ 3	اے یگ کرنے والی اور سُرب گیانی اگنی سب آدمی تجھے روشن کرتے ہیں بہت لوگ بلاتے ہیں عاقل دیوتاؤں کو جلدی سے یہاں لا۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 44 verse 7 page 61	
362	503 حاشیہ در حاشیہ 3	تو نے اے اگنی انسانوں کے یگوں کی حفاظت کرنے والی ہے اور دیوتاؤں کی پیغمبر ہے۔ آج یہاں دیوتاؤں کو جو صبح اٹھتے ہیں اور سورج کا دھیان کرتے ہیں لا۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 44 verse 9 page 61	
363	503 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اسونوں دیوتاؤ تم صبح کے یگ کے واسطے جاگو۔ ایسا ہو کہ وہ دونوں دیوتا سوم کارس پینے کے لئے یہاں آویں۔ ہم دونوں اسونوں کو جو دونوں دیوتا ہیں اور نہایت اچھے رتھ بان ہیں اور ایک عمدہ گاڑی میں سوار ہوتے ہیں اور سرگ تک پہنچتے ہیں بلاتے ہیں۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 22 verse 1-2 page 25	
364	503 حاشیہ در	اے اسونوں دیوتاؤ ارگ چرچنی والے کے رہنے کی جگہ جہاں تم اپنی رَتھ میں سوار ہوکر		The Hymns of the Rigved.Book	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج ومکمل حوالہ	کیفیت
	حاشیہ 3	جاتے ہو تم سے دور نہیں ہے		1.Hymn no 22 verse 4 page 25	
365	503 حاشیہ در حاشیہ 3	میں سونے کے ہاتھ والے سورج کو اپنی حفاظت کے لئے بلاتا ہوں وہ پوجاریوں کا درجہ مقرر کرتا ہے		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 22 verse 5 page 25	
366	503 حاشیہ در حاشیہ 3	سورج کی جو پانی کا مددگار نہیں ہے ہماری حفاظت کے لئے تعریف کرو۔ ہم اس کی پوجا کرنے کے لئے آرزو رکھتے ہیں		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 22 verse 6-7 page 26	
367	503 حاشیہ در حاشیہ 3	دوستو بیٹھ جاؤ۔ درحقیقت ہم سورج کی تعریف کریں گے کیونکہ وہ درحقیقت دولت کا بخشنے والا ہے۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 22 verse 8page 26	
368	503 حاشیہ در حاشیہ 3	اے اسونوں دیوتاؤ اپنی چابک سے جو کہ تمہارے گھوڑوں کی جھاگوں سے تر ہے اور اس کی پچکار سے بڑی آواز ہوتی ہے سوم کے ارگ کو ہلادو۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 22 verse 3 page 25	
369	503 حاشیہ در حاشیہ 3	عاقل ہمیشہ سورج کے اس بڑے درجہ کا دھیان کرتے ہیں جب سے آنکھ آسمان کی سیر کرتی ہے		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 22 verse 20 page 27	
370	503-504 حاشیہ در حاشیہ 3	دانا آدمی جو کہ ہوشیار رہتے ہیں اور تعریف کرنے میں بڑے سرگرم ہیں۔ سورج کے اعلیٰ درجہ کی ہم تعریف کرتے ہیں		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 22 verse 21 page 27	
371	504 حاشیہ در حاشیہ 3	سرب گیانی سورج دیوتا کو اس کے گھوڑے بلندی پر لے جاتے ہیں تاکہ وہ تمام دنیا کو دکھائی دے۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 50 verse 1	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج ومکمل حوالہ	کیفیت
372	504 حاشیہ در حاشیہ3	تو اے سورج سب سے زیادہ چلتا ہے تو سب کو دکھائی دیتا ہے تو چشمہ روشنی کا ہے تو تمام آسمان پر چمکتا ہے۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 50 verse 4	
373	504 حاشیہ در حاشیہ3	تو اے سورج مارت دیوتا کے سامنے نکلتا ہے تو انسان کے روبرو نکلتا ہے اور تو اس طرح نکلتا ہے کہ تمام دیو لوگ تجھے دیکھ سکے۔ تو اس روشنی کے ساتھ نمودار ہوتا ہے جس کے ساتھ تو صاف کرنے والا برائی سے بچانے والا ہے۔تو فراخ آسمان کو دن اور رات کا اندازہ کرتا ہوا اور سب مخلوقات کو دیکھتا ہوا طے کرتا ہے		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 50 verse 5	
374	504 حاشیہ در حاشیہ3	تو اے سورج آرام دہندہ روشنی سے چمکتا ہوا نمودار ہوکر اور سب سے بلند آسمان پر چڑھ کر میرے دل کی بیماری اور میرے بدن کی زردی کھو دے۔روشنی کو تاریکی کے پرے دیکھ کر ہم سورج دیوتا کے پاس جاتے ہیں جو دیوتاؤں کے درمیان ایک چیدہ دیوتا ہے		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 50 verse 10-11	
375	504 حاشیہ در حاشیہ3	اے چاند دیوتا تو ہر دم کے کام کرنے سے نیکی کا کرنے والا ہے۔تو اپنی قوتوں کے باعث سے صاحب طاقت اور سرب بیاپی ہے۔ تو اپنی بخششوں کے باعث نعمتوں کا دینے والا اور اپنی بزرگی سے بزرگ ہے تو نے اے انسان کے رہنما ئیگ کے چڑھاؤں سے خوب پرورش پائی ہے۔ تیرے کام ورن راجہ کے مانند ہیں۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 91 verse 2 p:116	
376	504-505 حاشیہ در حاشیہ3	تیرا کلام اے چاند بڑا ہے۔ تو عزیز مترا دیوتا کی مانند سب کا صاف کرنے والا ہے۔تو اریمان دیوتا کی مانند سب کا بڑھانے والا ہے۔ چونکہ تیرے میں وہ سب کلیں ہیں جو تیرے سبب سے آسمان زمین پہاڑیوں اور پانی سب میں پرگت ہے۔ اس لئے اے چاند راجہ ہم سے		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 91 verse 3 p:116	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
		اچھی طرح پیش آ۔ اور بلا خفگی ہماری نذریں قبول کر۔			
377	505 حاشیہ در حاشیہ 3	تو اے چاند جو تعریف کا شائق اور پودوں کا گورو ہے ہماری جان ہے۔ اگر تو چاہے گا تو ہم نہیں مریں گے۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 91 verse 6 p:116	
378	505 حاشیہ در حاشیہ 3	تو اے چاند اس شخص کو جو تیری پوجا کرتا ہے خواہ وہ جوان ہو یا بوڑھا دولت دیتا ہے تاکہ وہ اس سے حظ اٹھاوے اور زندہ رہے۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 91 verse 7 p:116	
379	505 حاشیہ در حاشیہ 3	اے چاند راجا ہمیں اس سے جو نقصان پہنچانے کی فکر میں ہے محفوظ رکھ تجھ جیسے دیوتا کا دوست کبھی نہیں مرسکتا۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 91 verse 8 p:116	
380	505 حاشیہ در حاشیہ 3	اے چاند دیوتا ہماری ایسی مدد کر کر رکشا کر جس سے بھوگ لگانے والے کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ہماری اس بلدان کو اور تعریف کو قبول فرما کر اے چاند دیوتا ہمارے پاس آ اور ہماری رسم کا ترقی دینے والا ہو۔ چونکہ ہم منتروں سے واقف ہیں اس سبب سے ہم تیری تعریف کرکر تیرا رتبہ بڑھاتے ہیں۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 91 verse 10-11 p:116	
381	505 حاشیہ در حاشیہ 3	اے کر پاندھان چاند ادھر آ۔ اے دولت بخشنے والے ہماری کھونے والی دولت سے آگاہ خوراک کے بڑھانے والے چاند دیوتا ہمارا ایک لائق مددگار ہو۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 91 verse 12 p:116	
382	505 حاشیہ در حاشیہ 3	اے چاند دیوتا ہمارے دلوں میں ایسا خوش رہ جیسے مویشی سبزہ زاروں میں یا انسان اپنے گھروں میں خوش رہتا ہے۔		The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 91 verse 13 p:116	

کیفیت	تخریج ومکمل حوالہ	کتاب میں درج حوالہ	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار
	The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 91 verse 16 p:117		اے چاند دیوتا ایسا ہو کہ قوت تیرے میں ہر طرف سے آوے ہمارے واسطے خوراک مہیا کرنے میں سرگرم ہو۔	505 حاشیہ در حاشیہ 3	383
	The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 91 verse 17 p:117		اے خوش چاند دیوتا سب بیلوں کے ساتھ بڑھتا جا۔ ہمارا دوست ہو۔ خوراک کی طرف سے آسودہ حالی بخش تاہم پھلیں پھولیں۔	505-506 حاشیہ در حاشیہ 3	384
	The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 91 verse 20 p:117		چاند دیوتا اس شخص کو جو کہ نذریں چڑھاتا ہے۔ دودھ والی گائے چالاک گھوڑا اور ایک بیٹا جو کہ کاروبار میں ہوشیار خانگی تعلقات میں ہنرمند پوجا میں سرگرم مجلس میں لائق اور جو اپنے باپ کی عزت کا باعث ہو دیتا ہے۔	506 حاشیہ در حاشیہ 3	385
	The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 91 verse 21 p:117		ہم اے چاند دیوتا تجھے رن میں اٹل ہزاروں آدمیوں کے گروہوں میں لڑ کر فتح یاب ہونے والا۔ طاقت زائل نہ ہونے دینے والا۔ یگوں کے درمیان پیدا اور روشن مکان میں رہنے والا مشہور اور بہادر جان کر خوش ہوتے ہیں۔	506 حاشیہ در حاشیہ 3	386
	The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 91 verse 22 p:117		تو نے اے چاند دیوتا یہ پودے پانی کے اور گوویں پیدا کی ہیں۔ تو نے کشادہ آسمان کو پھیلایا ہے۔ تو نے تاریکی کو روشنی سے پراگندہ کردیا ہے۔	506 حاشیہ در حاشیہ 3	387
	The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 91 verse 23 p:117		اے طاقتور چاند دیوتا اپنی روشن دماغی کے ساتھ اپنی دولت کا ایک حصہ دے ایسا ہو کہ کوئی مخالف تجھے دِق نہ کرسکے۔ تو کسی دو برابر کے مخالفوں کی بہادری پر فوقیت رکھتا ہے ہمیں رن میں ہمارے دشمنوں سے بچا۔	506 حاشیہ در حاشیہ 3	388
	The Hymns of the Rigved.Book		سورج روشن صبح کے اس طرح ساتھ آتا ہے۔ جیسے مرد نوجوان خوبصورت عورت کے پیچھے	506 حاشیہ در	389

کیفیت	تخریج ومکمل حوالہ	کتاب میں درج حوالہ	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار
	1.Hymn no 115 verse 2 p:153		چلتا ہے۔ اس وقت دھرم آتما لوگ مقرری وقت کی رسموں کو کرتے ہیں اور مبارک سورج کو اچھے انعام کی خاطر پوجتے ہیں	حاشیہ3	
	The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 115 verse 3 p:153		سورج کی تیز رفتار ہمایون فال ہاتھ پاؤں کے مضبوط راستہ طے کرنے والے گھوڑے جن کی ہم نے پرستش کی ہے اور جو تعریف کئے جانے کے مستحق ہیں آسمان کی چوٹی پر پہنچ گئے ہیں اور جلد زمین اور آسمان کے گرد پھر آئے ہیں۔	507 حاشیہ در حاشیہ3	390
	The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 115 verse 4 p:153		ایسا دیوتا پن اور جلال سورج کا ہے کہ جب وہ غروب ہوجاتا ہے وہ پھیلی ہوئی روشنی کو جو ادھورے کام پر پھیلی ہوئی تھی اپنے میں چھپا لیتا ہے۔جب وہ اپنے گھوڑوں کو کھول دیتا ہے۔ اس وقت رات کی تاریکی سب پر چھا جاتی ہے۔	507 حاشیہ در حاشیہ3	391
	The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 115 verse 5 p:154		آفتاب مترا دیوتا اور ورن دیوتا کے سامنے اپنی روشن صورت آسمان کے درمیان ظاہر کرتا ہے اور اس کی کرنیں ایک تو اس کی بے حد روشن طاقت کو پھیلاتی ہیں اور دوسری جب وہ چلی جاتی ہیں تب رات کی تاریکی لاتی ہیں۔	507 حاشیہ در حاشیہ3	392
	The Hymns of the Rigved.Book 1.Hymn no 115 verse 6 p:154		آج دیوتاؤ سورج کے نکلتے ہی ہمیں نالائق باتوں سے بچاؤ۔ اور ایسا ہو کہ مترا دیوتا ورن دیوتا ادوتی دیوی سمندر دیوتا دھرتی دیوی اکاس دیوتا اس ہماری دعا کو متوجہ ہو کر سنیں۔	507 حاشیہ در حاشیہ3	393
	یوحنا باب5 آیت 2تا5	یوحنا باب 5آیت 2 تا5	جب ہم یوحنا کی انجیل کے پانچویں باب کی دوسری آیت سے پانچویں آیت تک دیکھتے ہیں تو اس میں یہ لکھا ہوا پاتے ہیں اور اور شلیم میں باب الضان کے پاس ایک حوض ہے جو عبرانی میں بیت حدا کہلاتا ہے اس کے پانچ اُسارے ہیں۔ ان میں ناتوانوں اور اندھوں اور لنگڑوں اور پژمردوں کی ایک بڑی بھیڑ پڑی	520-521-522	394

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
		تھی جو پانی... کے ہلنے کی منتظر تھی کیونکہ ایک فرشتہ بعض وقت اس حوض میں اتر کر پانی کو ہلاتا تھا اور پانی ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اس میں اترتا کیسی ہی بیماری میں کیوں نہ ہو اس سے چنگا ہوجاتا تھا اور وہاں ایک شخص تھا کہ جو اٹھتیس برس سے بیمار تھے یسوع نے جب اُسے پڑے ہوئے دیکھا اور جانا کہ وہ بڑی مدت سے اس حالت میں ہے تو اُس سے کہا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ چنگا ہوجائے بیمار نے اسے جواب دیا کہ اے خداوند مجھ پاس آدمی نہیں کہ جب پانی ہلے تو مجھے اس میں ڈال دے اور جب تک میں آپ سے آوں دوسرا مجھ سے پہلے اتر پڑتا ہے۔			
395	528 حاشیہ 11	برہمو سماج والے الہام کی روشنی سے مونہہ پھیر کر اپنی عقل کو ایک دیوی قرار دے بیٹھے ہیں جو کہ ان کے زعم باطل میں خدا تک پہنچانے میں اختیار کلّی رکھتی ہے		برامہ دھرم کے بنیادی اصول و عقائد از برامہ دھرم کامت اور بشواس مصنفہ رام نرائن گپتا ص128-127 مطبوعہ؟	
396	529 حاشیہ 11	برہمو سماج والے کہتے ہیں عقل عطیاتِ الٰہیہ سے ہے اور اسی غرض سے دی گئی ہے کہ تا انسان اپنی معاش اور مہمات میں اس کو استعمال میں لاوے۔			ⓘ
397	537-538 حاشیہ 11	عیسائی لوگ تو اپنی ہر روز کی دعا میں روٹی ہی مانگا کرتے ہیں		لوقا باب 11 آیت 3 مطبوعہ	
398	540 حاشیہ 11	بموجبِ اصول آریا سماج کے ہدایت طلب کرنا گنہگار کے لئے ناجائز ہے اور خدا اس کو ضرور سزا دے گا اور ہدایت پانا نہ پانا اس کے لئے برابر ہے۔		ستیارتھ پرکاش مصنفہ مہرشی سوامی دیانند سرسوتی۔ صفحہ 267 طبع 1939ء مطبوعہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب گورودت بھون لاہور	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
399	551 حاشیہ در حاشیہ 3	کئی مرتبہ یہودیوں نے مسیح سے کچھ معجزہ دیکھنا چاہا تو اس نے معجزہ دکھلانے سے صاف انکار کیا	مرقس کی انجیل آٹھ باب اور آیت12	مرقس کی انجیل آٹھ باب اور آیت12 مطبوعہ	
400	551 حاشیہ در حاشیہ 3	تب فریسی نکلے اور اس سے(یعنی مسیح سے) حجت کرکے اس کے امتحان کے لئے آسمان سے کوئی نشان چاہا اس نے اپنے دل میں آہ کھینچ کر کہا اس زمانہ کے لوگ کیوں نشان چاہتے ہیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان دیا نہ جائے گا۔	مرقس کی انجیل آٹھ باب اور آیت12	مرقس کی انجیل آٹھ باب اور آیت12 مطبوعہ	
401	552 حاشیہ در حاشیہ 3	یہودا اسکریوطی کی خراب نیت پر مسیح کا مطلع ہوجانا یہ اس کا ایک معجزہ ہی تھا		لوقا باب22 آیت23-22	
402	560 حاشیہ 11	برہمو صاحبوں میں سے ایک صاحب نے اس بارہ میں انہیں دنوں میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس میں صاحب موصوف خدا کی کتابوں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ان میں غضب کی صفت خدائے تعالیٰ کی طرف کیونکر منسوب کی گئی ہے۔			ⓘ
403	562 حاشیہ در حاشیہ 3	مولوی ابو عبداللہ غلام علی صاحب ... الہام اولیاء اللہ کی عظمت شان میں کچھ شک رکھتے تھے اور یہ شک ان کی بالمواجہ تقریر سے نہیں بلکہ ان کے رسالہ کی بعض عبارتوں سے مترشح ہوتا تھا		دیکھیں حوالہ نمبر28	
404	565 حاشیہ 11	کوئی یہ اعتراض کرتا ہے کہ خدا سب کو ہدایت کیوں نہیں دیتا	انوار حقیقت	ستیارتھ پرکاش یعنی رشی دیانند کی مقبول عام تصنیف کا لفظی سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ از چموپتی ۔ایم۔اے صفحہ 512,519 طبع 1943ء مطبوعہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج ومکمل حوالہ	کیفیت
				گورودت بھون لاہور	
405	565حاشیہ 11	کوئی یہ اعتراض کر رہا ہے کہ خداتعالیٰ میں صفت اضلال کیونکر پائی جاتی ہے		ستیارتھ پرکاش یعنی رشی دیانند کی مقبول عام تصنیف کا لفظی سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ از چموپتی ۔ایم۔اے صفحہ512,519 طبع1943ءمطبوعہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب گورودت بھون لاہور	
406	580	یہود اور عیسائی پہلی کتابوں میں اس آخری نبی کے آنے کی خود بشارتیں پڑھتے تھے		استثناء باب18 آیت15-22 یوحناباب16 آیت12,13	
407	580-581 حاشیہ11	اس سورۃ کانام ام الکتاب اور سورۃ الجامع ہے		الدر المنثور زیر تفسیر سورۃ الفاتحہ جلد اوّل صفحہ20 مطبوعہ	ⓘ
408	581	عیسائی اور یہود ندامت سے یہ کہتے تھے کہ شاید در پردہ کسی عیسائی یا یہودی عالم نے یہ قصے بتلا دئے ہوں گے		سورۃ النحل:104 سورۃ الفرقان:5	
409	581حاشیہ 11	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ جس نے سورۃ فاتحہ کو پڑھا گویا اس نے سارے قرآن کو پڑھ لیا	یہاں تک	الدر المنثور زیر تفسیر سورۃ الفاتحہ جلد اوّل صفحہ24	
410	590 حاشیہ در حاشیہ3	قاب عرب کے محاورہ میں کمان کے چلہ پر اطلاق پاتا ہے		لسان العرب جلد 11 امام علامہ ابن منظور دار احیاء التراث العربی بیروت 1988ء	
411	601 حاشیہ در حاشیہ3	علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل		مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ جلد 11 ص 241 کتاب المناقب باب مناقب علی بن ابی طالبؓ،	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
				مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان	
412	605 حاشیہ در حاشیہ 3	موسیٰ سارے لوگوں سے جو روئے زمین پر تھے زیادہ بردبار تھا۔	گنتی باب 12 آیت 3	گنتی باب 12 آیت 3	
413	606 حاشیہ در حاشیہ 3	عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورے میں اس چیز کے انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔۔۔ درخت عظیم ہے۔۔۔ اس درخت میں حاصل ہے		لفظ عظیم محاورئہ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جس کو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو۔	
414	606 حاشیہ در حاشیہ 3	زبور باب 45 میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں موجود ہے۔۔۔ خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا	زبور باب 45	زبور باب 45 آیت 7	
415	618 حاشیہ در حاشیہ 3	یعقوب نے وہ مرتبہ گرفتاری سے پایا جو دوسرے لوگ ترک ماسوا سے پاتے ہیں			
416	630 حاشیہ 11	مجوب مسلمان۔۔۔ الہامات حضرت احدیت کو محال خیال کرتے ہیں		تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ و الالہام ابو عبد اللہ قصوری معروف بہ غلام علی ریاض ہند پریس 1298ھ صفحہ 45	
417	636 حاشیہ 11	آریہ لوگ اسکو خالق اور رب العالمین نہیں سمجھتے۔۔۔ دنیا کے ذرے ذرے کو اسکا شریک ٹھہراتے ہیں اور صفت قدامت اور ہستی حقیقی میں اسکے برابر سمجھتے ہیں		ستیارتھ پرکاش باب 8 صفحہ 295	
418	647 حاشیہ 11	توریت کتاب استثناء باب 18 ہژدم آیت 20 بست دوم میں سچے نبی کی یہ نشانی لکھی ہے کہ اسکی نشانی پوری ہو جائے	استثناء باب 18 آیت 22	استثناء باب 18 آیت 22-15	
419	651 حاشیہ در حاشیہ 4	مولوی غلام علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری اور مولوی عبد العزیز صاحب اور بعض دوسرے مولوی صاحبان اس قسم کے الہام سے جو			ⓘ

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
		رسولوں کے وحی سے مشابہ ہے بااصرار تمام انکار کر رہے ہیں بلکہ اِن میں سے بعض مولوی صاحبان مجانین کے خیالات سے اُس کو منسوب کرتے ہیں۔ اور اُن کی اِس بارہ میں حجت یہ ہے کہ اگر یہ الہام حق اور صحیح ہے تو صحابہ جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اِس کے پانے کے لئے احق اور اَولیٰ تھے			
420	652 حاشیہ در حاشیہ4	امام ربانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی میں جو مکتوب پنجاہ اور یکم ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ غیر نبی بھی مکالمات مخاطبات حضرت احدیت سے مشرف ہو جاتا ہے اور ایسا شخص محدّث کے نام سے موسوم ہے	مکتوبات امام ربانی جلد 2 مکتوب 51	مکتوبات امام ربانی جلد 2 مکتوب 51 صفحہ 99 مطبوعہ نامی منشی نول کشور یہ طبع مرین مقبول جہان شد	
421	652-653 حاشیہ در حاشیہ4	ایسا ہی شیخ عبد القادر جیلانی صاحب نے فتوح الغیب کے کئی مقامات میں اسکی تشریح کی ہے	فتوح الغیب	فتوح الغیب معہ ترجمہ فارسی از عبد الحق دہلوی معروف شرح فارسی ص 21- 22- 62- 63- 68- 69 مطبوعہ ؟	
422	653-654 حاشیہ در حاشیہ4	حضرت عمر کا ساریہ کے لشکر کے خطرناک حالت سے با اعلام الٰہی مطلع ہو جانا جس کو بیہقی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے اور پھر انکی یہ آواز کہ یا ساریہ الجبل الجبل مدینہ میں بیٹھے ہوئے مونہہ سے نکلنا اور وہی آواز قدرت غیبی سے ساریہ اور اسکے لشکر کو دور دراز مسافت سے سنائی دینا۔	بیہقی	دلائل النبوۃ و معرفۃ احوال صاحب الشریعۃ لابی بکر احمد بن الحسین البیھقی۔ باب ما جاء فی اخبار النبیؐ بمحدثین کانوا فی الامم۔۔۔ فعمر ابن الخطابؓ جلد 6	
423	655 حاشیہ در حاشیہ4	صحیحین سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کے لئے بشارت دے چکے ہیں کہ اس امت میں بھی پہلی امتوں کی طرح محدث پیدا ہوں گے		سنن ابی داود کتاب الملاحم باب ما یذکر فی قرن المائۃ حدیث نمبر 4291 ص 768	
424	655 حاشیہ در حاشیہ4	ابن عباس کی قرأت میں آیا ہے کہ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث۔۔۔		تفسیر القرطبی تفسیر جامع الاحکام تفسیر سورۃ الحج آیت 52، جلد 12، صفحہ 79۔ داراحیاء التراث العربی بیروت	

نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	کتاب میں درج حوالہ	تخریج و مکمل حوالہ	کیفیت
				1985	
425	667-666	ایسے لوگ کہ جو ضرورت کتب الہیہ سے منکر ہیں جیسے برہمو سماج		برامہ دھرم کے بنیادی اصول و عقائد ترجمہ از برامہ دھرم کا مت اور بشواس مصنفہ رام نرائن گپتا صفحہ 5	
426	672	پائے استدلالیاں چوبین بود پائے چوبین سخت بے تمکین بود		مثنوی معنوی از جلال الدین مولوی محمد بن الحسین البلخی ثم الرومی صفحہ 108۔ ناشر انتشارات طلوع طبع ششم	

प्रथम

ستیارتھ پرکاش

مصنفہ

شری ۱۰۸ مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج

کا

مستند اردو ترجمہ

جسکو حسب تجویز

شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب

پنڈت رلیا رام جی آریہ سبھا سے لالہ آتمارام ایم جی

سابق منتری و اپدیشک سبھا کے

زیر نگرانی شریمان رائے پیرا رام وھیل جی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے

مرتب کیا

اور لالہ تولا رام سب اڈیٹر آریہ پتر لاہور کی نگرانی میں

طبع ہوا

۱۸۹۹ء

طبع اول ۲۰۰۰ جلد

قیمت

(جواب) نہیں۔ جیسے دن کے پہلے رات اور رات کے پہلے دن۔ نیز دن کے پیچھے رات اور رات کے پیچھے دن برابر چلا آتا ہے اسی طرح پیدائش کے پہلے پرلے اور پرلے کے پہلے پیدائش نیز پیدائش کے پیچھے پرلے اور پرلے کے بعد پیدائش ازلی زمانہ سے یہی دور چلا آتا ہے۔ اس کا شروع یا انتہا نہیں البتہ جیسے دن یا رات کا آغاز اور اختتام دیکھنے میں آتا ہے اُسی طرح پیدائش اور پرلے کا آغاز اور اختتام ہوتا ہے۔ کیونکہ جیسے پرمیشور، جیو اور دُنیا کی مادی علت تینوں ذات سے ازلی ہیں ویسے دنیا کی پیدائش۔ قیام۔ اور پرلے (فنا) پرواہ یعنی تسلسل سے ازلی ہیں۔ جیسے کبھی دریا کا بہاو نظر آتا ہے۔ کبھی سُوکھ جاتا ہے۔ کبھی نہیں نظر آتا۔ پھر برسات میں نظر آتا ہے اور موسم گرما میں غائب ہو جاتا ہے۔ اسی قسم کی باتوں کو تسلسل کیفیت میں جاننا چاہیئے۔ جیسے پرمیشور کے اوصاف۔ افعال۔ عادات ازلی ہیں۔ ویسے ہی اُس کے دنیا کی پیدائش۔ قیام۔ اور پرلے کرنا بھی ازلی ہیں۔ جیسے کبھی پرمیشور کے اوصاف۔ افعال۔ عادات کا آغاز اور اختتام نہیں۔ اسی طرح اُس کے کاموں کا بھی آغاز اور اختتام نہیں +

۴۴ سوال۔ پرمیشور نے بعض جیووں کو انسان کا جنم اور بعض جیووں کو شیر وغیرہ کا بےرحم جنم۔ اور بعض کو ہرن۔ گائے وغیرہ حیوانوں کا اور بعض کو درخت وغیرہ اور کیڑے مکوڑے پتنگ وغیرہ کے جنم دئے ہیں اس لئے پرمیشور طرفدار ٹھہرتا ہے +	ایشور کا جیو کو مختلف قالبوں میں پیدا کرنا قرین انصاف ہے۔

(جواب) طرفداری نہیں آتی کیونکہ اُن جیووں کے پچھلے جنم میں کئے ہوئے اعمال کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اگر اعمال کے بغیر جنم دیتا تو طرفداری عاید ہوتی +

۴۵ (سوال)۔ انسانوں کی ابتدائی پیدائش کس مقام پر ہوئی؟ (جواب) ترپی وشٹپ میں جس کو تبت کہتے ہیں + (سوال) شروع دنیا میں ایک ذات تھی یا بہت۔؟	پہلی آبادی کا تبت میں ہونا اور ذاتوں کی تقسیم

(جواب) ایک انسان کی ذات تھی بعد ازاں

"विजानीह्यार्यान्ये च दस्यवः"

یہ رگوید کا قول ہے۔

شریفوں کا نام آریہ عالم۔ دیو اور بدوں کا نام دسیو یعنی ڈاکو جاہل ہو جانے سے آریہ اور دسیو دو نام ہوگئے

"उत शूद्रे उतार्ये"

آریوں میں مذکورہ بالا طور سے براہمن۔ کھشتری۔ ویش اور شودر چار تقسیم ہوئیں۔ دُوِج

حوالہ نمبر **06**

پاکستان بائبل سوسائٹی

انار کلی - لاہور

براہین احمدیہ، روحانی خزائن ج 1 صفحہ 56

حوالہ نمبر **06**

کلامِ مقدس

کا

عہدِ عتیق و جدید

مغربی پاکستان کے اُسقف صاحبان

کی ہدایت و اجازت سے

بمطابقِ اصلی متن ترجمہ مصححہ

مطبوعہ

سوسائٹی آف سینٹ پال

روما ۱۹۵۸ء

حوالہ نمبر **06**

براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 56

اگر ہم ایک دوسرے سے محبّت رکھّیں تو خدا ہم میں رہتا ہے

۱۲ اور ہماری وہ محبّت جو اُس سے ہے ہم میں کامل ہو گئی ہے ۞

۱۳ ہم اِسی سے جانتے ہیں کہ ہم اُس میں رہتے ہیں اور وہ ہم میں۔ کیونکہ اُس نے اپنے رُوح میں سے ہمیں دیا ہے ۞

۱۴ اور ہم نے دیکھ لیا ہے اور گواہی دیتے ہیں کہ باپ نے بیٹے کو اِس لئے بھیجا ہے کہ دُنیا کا نجات دہندہ ہو ۞

۱۵ جو کوئی اِقرار کرے کہ یسُوع خُدا کا بیٹا ہے خدا اُس میں اور وہ خُدا میں رہتا ہے ۞

۱۶ اور جو محبّت خُدا کو ہم سے ہے۔ ہم نے اُسے پہچان لیا ہے اور سچ جان لیا ہے۔ خُدا محبّت ہے اور جو محبّت میں رہتا ہے وہ خُدا میں رہتا ہے اور خُدا اُس میں ۞

۱۷ اِس سے محبّت ہم میں کامل ہو گئی ہے کہ ہم عدالت کے دِن خاطر جمع ہوں کیوں کہ

[۱۸] جیسا وہ ہے۔ ویسے ہی ہم بھی اِس دُنیا میں ہیں ۞ محبّت میں ڈر نہیں ہوتا بلکہ کامل محبّت ڈر کو باہر نکال دیتی ہے کیونکہ ڈر میں سزا ہے مگر جو ڈرتا ہے اُس میں کامل محبّت نہیں ہوتی ۞

۱۹ پس ہم محبّت رکھتے ہیں کیونکہ اُس نے ہم سے پہلے محبّت رکھّی ۞

۲۰ اگر کوئی کہے کہ میں خُدا سے محبّت رکھتا ہُوں اور اپنے بھائی سے دُشمنی رکھتا ہو تو جھُوٹا ہے کیونکہ اگر وہ اپنے بھائی سے جس کو دیکھا ہے محبّت نہیں رکھتا تو خُدا سے جس کو نہیں دیکھا کیونکر محبّت رکھ سکتا ہے ۞

۲۱ اور ہم نے اُس سے یہ حُکم پایا ہے کہ جو کوئی خُدا سے محبّت رکھتا ہے وہ اپنے بھائی سے بھی محبّت رکھے ۞

باب ۵

۱ جو کوئی اِیمان لاتا ہے کہ یسُوع ہی المسیح ہے وہ خُدا سے پیدا ہُوا ہے اور جو کوئی والد سے محبّت رکھتا ہے وہ اُس کے مولود سے بھی محبّت رکھتا ہے ۞

۲ اِس سے ہم جانتے ہیں کہ ہم خُدا کے فرزندوں سے محبّت رکھتے ہیں۔ جب کہ ہم خُدا سے محبّت رکھتے اور اُسکے حکموں پر عمل کرتے ہیں ۞

۳ کیونکہ خُدا سے محبّت رکھنا یہ ہے کہ ہم اُس کے حُکموں پر عمل کریں اور اُس کے حُکم بھاری نہیں ۞

۴ کیونکہ جو کوئی خُدا سے پیدا ہُوا ہے وہ دُنیا پر غالب آتا ہے اور جس فتح سے ہم دُنیا پر غالب آ گئے ہیں وہ ہمارا اِیمان ہے ۞

۵ کون ہے جو دُنیا پر غالِب آنے والا ہے؟ سوا اُسکے جو اِیمان لاتا ہے کہ یسُوع خُدا کا بیٹا ہے ۞

۶ یہ وُہی ہے جو پانی اور خُون سے آیا یعنی یسُوع مسیح جو نہ فقط پانی سے بلکہ پانی اور خُون دونوں کے وسیلے سے آیا تھا۔ اور جو گواہی دیتا ہے وہ رُوح ہے کیونکہ رُوح سچّائی ہے ۞

۷ کیونکہ تین ہیں جو گواہی دیتے ہیں یعنی [آسمان پر باپ اور بیٹا اور رُوح القُدس اور یہ تینوں ایک ہی ہیں ۞

[۸] اور تین ہیں جو زمین پر گواہی دیتے ہیں] رُوح اور پانی اور خُون۔ اور یہ تینوں ایک ہی بات پر متفق ہیں ۞

۹ جب ہم آدمیوں کی گواہی قبُول کر لیتے ہیں۔ تو خُدا کی گواہی تو بڑھ کر ہے۔ کیونکہ خُدا کی گواہی یہ ہے کہ اُس نے اپنے بیٹے کے حق میں گواہی دی ہے ۞

۱۰ جو خُدا کے بیٹے پر اِیمان لاتا ہے وہ اپنے آپ میں گواہی رکھتا ہے جو خُدا پر اِیمان نہیں لاتا وہ اُس کو جھُوٹا ٹھہراتا ہے

باپ ۴: ۱۸ "محبت ڈر کو باہر نکالتی" کامل محبت ڈر کو باہر نکال دیتی ہے کیونکہ گناہ کو بالکل دُور کرتی ہے۔ پس جہاں گُناہ نہیں وہاں سزا کا ڈر بھی نہیں ہے لیکن وہ لوگ تھوڑے ہیں جو کامل محبت تک پہنچے ایسا کہ وہ تمام دل سے اور کمال خوشی سے خُدا کی ساری مرضی کو بجالائیں مگر جب تک کسی قدر ہم گُناہ کرتے اور کامل محبت سے دُور ہیں تو چاہئے کہ ہم خُدا کی عدالت سے ڈریں اور ڈرتے اور تھرتھراتے اپنی نجات کا کام کریں تو بھی جس میں محبت کامل ہے سزا سے نہیں بلکہ گناہ کرنے سے ڈرتا ہے۔ سزا کا ڈر غلام کا ڈر اور گُناہ کا ڈر فرزند کا ڈر کہلاتا ہے +

باب ۵: ۸ "ایک ہی بات پر متفق ہیں" یعنی وہ اپنی گواہی پر متفق ہیں +

براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 56

حوالہ نمبر 07

کتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انار کلی۔ لاہور

براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 56 حوالہ نمبر **07**

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

کو بھیجا کہ جا کر اُس بچے کی بابت ٹھیک ٹھیک دریافت کرو اور جب وہ ملے تو مجھے خبر دو تاکہ مَیں بھی آکر اُسے سجدہ کروں ۝ ۹ وہ بادشاہ کی بات سُنکر روانہ ہُوئے اور دیکھو جو ستارہ اُنہوں نے پُورب میں دیکھا تھا وہ اُنکے آگے آگے چلا۔ یہاں تک کہ اُس جگہ کے اُوپر جا کر ٹھہر گیا جہاں وہ بچہ تھا ۝ ۱۰ وہ ستارے کو دیکھکر نہایت خوش ہُوئے ۝ ۱۱ اور اُس گھر میں پہنچکر بچے کو اُسکی ماں مریم کے پاس دیکھا اور اُسکے آگے گِر کر سجدہ کیا اور اپنے ڈبے کھول کر سونا اور لُبان اور مُر اُسکو نذر کیا ۝ ۱۲ اور ہیرودیس کے پاس پھر نہ جانے کی ہدایت خواب میں پاکر دُوسری راہ سے اپنے مُلک کو روانہ ہُوئے ۝

۱۳ جب وہ روانہ ہو گئے تو دیکھو خداوند کے فرشتہ نے یُوسف کو خواب میں دِکھائی دیکر کہا اُٹھ۔ بچے اور اُسکی ماں کو ساتھ لیکر مصر کو بھاگ جا اور جب تک کہ مَیں تجھ سے نہ کہوں وہیں رہنا کیونکہ ہیرودیس اِس بچے کو تلاش کرنے کو ہے تاکہ اِسے ہلاک کرے ۝ ۱۴ پس وہ اُٹھا اور رات کے وقت بچے اور اُسکی ماں کو ساتھ لیکر مصر کو روانہ ہو گیا ۝ ۱۵ اور ہیرودیس کے مرنے تک وہیں رہا تاکہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا وہ پُورا ہو کہ مصر میں سے مَیں نے اپنے بیٹے کو بُلایا ۝ ۱۶ جب ہیرودیس نے دیکھا کہ مجوسیوں نے میرے ساتھ ہنسی کی تو نہایت غصے ہُوا اور آدمی بھیج کر بیت لحم اور اُسکی سب سرحدوں کے اندر کے اُن سب لڑکوں کو قتل کروا دیا جو دو دو برس کے یا اِس سے چھوٹے تھے۔ اُس وقت کے حساب سے جو اُس نے مجوسیوں سے تحقیق کی تھی ۝ ۱۷ اُسوقت وہ بات پُوری ہُوئی جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہی گئی تھی کہ ۝

۱۸ رامہ میں آواز سُنائی دی۔
رونا اور بڑا ماتم۔
راخِل اپنے بچوں کو رو رہی ہے
اور تسلی قبول نہیں کرتی اِسلئے کہ وہ نہیں ہیں ۝

۱۹ جب ہیرودیس مر گیا تو دیکھو خداوند کے فرشتہ نے مصر میں ۲۰ یُوسف کو خواب میں دِکھائی دیکر کہا کہ ۝ اُٹھ اِس بچے اور اِسکی ماں کو لیکر اِسرائیل کے مُلک میں چلا جا کیونکہ جو بچے کی جان کے خواہاں تھے وہ مر گئے ۝ ۲۱ پس وہ اُٹھا اور بچے اور اُسکی ماں کو ساتھ لیکر اِسرائیل کے مُلک میں آگیا ۝ ۲۲ مگر جب سُنا کہ ارخِلاؤس اپنے باپ ہیرودیس کی جگہ یہودیہ میں بادشاہی کرتا ہے تو وہاں جانے سے ڈرا اور خواب میں ہدایت پاکر گلیل کے علاقہ کو روانہ ہو گیا ۝ ۲۳ اور ناصرۃ نام ایک شہر میں جا بسا تاکہ جو نبیوں کی معرفت کہا گیا تھا وہ پُورا ہو کہ وہ ناصری کہلائیگا ۝

باب ۳

۱ اُن دِنوں میں یُوحنا بپتسمہ دینے والا آیا اور یہودیہ کے بیابان میں یہ منادی کرنے لگا کہ ۝ ۲ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے ۝ ۳ یہ وُہی ہے جسکا ذِکر یسعیاہ نبی کی معرفت یُوں ہُوا کہ

بیابان میں پُکارنے والے کی آواز آتی ہے کہ
خداوند کی راہ تیار کرو۔
اُسکے راستے سیدھے بناؤ ۝

۴ یہ یُوحنا اُونٹ کے بالوں کی پوشاک پہنے اور چمڑے کا پٹکا اپنی کمر سے باندھے رہتا تھا اور اِسکی خوراک ٹڈیاں اور جنگلی شہد تھا ۝ ۵ اُسوقت یروشلیم اور سارے یہودیہ اور یردن کے گرد و نواح کے سب لوگ نکلکر اُسکے پاس گئے ۝ ۶ اور اپنے گُناہوں کا اِقرار کرکے دریایِ یردن میں اُس سے بپتسمہ لیا ۝ ۷ مگر جب اُس نے بہت سے فریسیوں اور صدوقیوں کو بپتسمہ کے لِئے اپنے پاس آتے دیکھا تو اُن سے کہا کہ اَے سانپ (الف) کے بچو! تمکو کِس نے جتا دِیا کہ آنے والے غضب سے بھاگو؟ ۝ ۸ پس توبہ کے موافق پھل لاؤ ۝ ۹ اور اپنے دِلوں میں یہ کہنے کا خیال نہ کرو کہ ابرہام ہمارا باپ ہے کیونکہ مَیں تم سے کہتا ہُوں کہ ۱۰ خدا اِن پتھروں سے ابرہام کے لِئے اَولاد پیدا کر سکتا ہے ۝ اور اب درختوں کی جڑ پر کُلہاڑا رکھا ہُوا ہے۔ پس جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے ۝ ۱۱ مَیں تو تمکو توبہ کے لِئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہُوں لیکن جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے زورآور ہے۔ مَیں اُسکی جوتیاں اُٹھانے کے لائق نہیں۔ وہ تمکو رُوح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا ۝ ۱۲ اُسکا چھاج (ب) اُسکے ہاتھ میں ہے اور وہ اپنے کھلیہان کو خُوب صاف کریگا اور اپنے گیہوں کو تو کھتے میں جمع کریگا مگر بھوسی کو اُس آگ میں جلائیگا جو بُجھنے کی نہیں ۝

۱۳ اُس وقت یسوع گلیل سے یردن کے کنارے یُوحنا کے پاس اُس سے بپتسمہ لینے آیا ۝ ۱۴ مگر یُوحنا یہ کہکر اُسے منع کرنے لگا کہ مَیں آپ تجھ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہُوں اور تو میرے پاس آیا ہے؟ ۝ ۱۵ یسوع نے جواب میں اُس سے کہا اب تو ہونے ہی دے کیونکہ ہمیں اِسی طرح ساری راستبازی پُوری کرنا مناسب ہے۔ اِس پر اُس نے ہونے دِیا ۝ ۱۶ اور یسوع بپتسمہ لے کر فی الفور پانی کے پاس سے اُوپر گیا اور دیکھو اُسکے لِئے آسمان کُھل گیا اور

یسعیاہ ۶۰: ۶
میکاہ ۵: ۲ ... ۱۸: ۱۳
خروج ۳۰: ۲۳
زبور ۴۵: ۸
یُوحنا ۱۹: ۳۹
آیت ۲۲
باب ۲۷: ۱۹
ہوسیع ۱۲: ۶
آیت ۱۹
باب ۱: ۲۰
باب ۱: ۲۲
ذکر ہوسیع ۱۱: ۱
باب ۲۷: ۹
یرمیاہ ۳۱: ۱۵
پیدایش ۳۷: ۳۰ اور ۴۲: ۱۳ و ۳۶
خروج ۴: ۱۹

(الف) یُونی۔ افعی (ب) یا سُوپ

براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1۔ ص 56

حوالہ نمبر **08**

کتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

حوالہ نمبر **08**

براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد1 صـ56

The Holy Bible in URDU

Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY

LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X

095YTI ISBN - 9692504808

حوالہ نمبر 08

براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ 56

متّی کی اِنجیل

باب ۱

۱ یسوع مسیح ابنِ داؤد ابنِ ابرہام کا نسب نامہ ۝

۲ ابرہام سے اِضحاق پیدا ہوا اور اِضحاق سے یعقوب پیدا ہوا اور یعقوب سے یہوداہ اور اُسکے بھائی پیدا ہوئے ۝ ۳ اور یہوداہ سے فارص اور زارح تمر سے پیدا ہوئے۔ اور فارص سے حصرون پیدا ہوا اور حصرون سے رام پیدا ہوا ۝ ۴ اور رام سے عمیناداب پیدا ہوا اور عمیناداب سے نحسون پیدا ہوا اور نحسون سے سلمون پیدا ہوا ۝ ۵ اور سلمون سے بوعز راحب سے پیدا ہوا اور بوعز سے عوبید رُوت سے پیدا ہوا اور عوبید سے یسّی پیدا ہوا ۝ ۶ اور یسّی سے داؤد بادشاہ پیدا ہوا۔

اور داؤد سے سلیمان اُس عورت سے پیدا ہوا جو پہلے اُوریاہ کی بیوی تھی ۝ ۷ اور سلیمان سے رحبعام پیدا ہوا اور رحبعام سے ابیاہ پیدا ہوا اور ابیاہ سے آسا پیدا ہوا ۝ ۸ اور آسا سے یہوسفط پیدا ہوا اور یہوسفط سے یورام پیدا ہوا اور یورام سے عُزیاہ پیدا ہوا ۝ ۹ اور عُزیاہ سے یوتام پیدا ہوا اور یوتام سے آخز پیدا ہوا اور آخز سے حزقیاہ پیدا ہوا ۝ ۱۰ اور حزقیاہ سے منسّی پیدا ہوا اور منسّی سے اموّن پیدا ہوا اور اموّن سے یوسیاہ پیدا ہوا ۝ ۱۱ اور گرفتار ہوکر بابل جانے کے زمانہ میں یوسیاہ سے یکونیاہ اور اُسکے بھائی پیدا ہوئے ۝

۱۲ اور گرفتار ہوکر بابل جانے کے بعد یکونیاہ سے سیالتی ایل پیدا ہوا اور سیالتی ایل سے زربابل پیدا ہوا ۝ ۱۳ اور زربابل سے ابیہود پیدا ہوا اور ابیہود سے الیاقیم پیدا ہوا اور الیاقیم سے عازور پیدا ہوا ۝ ۱۴ اور عازور سے صدوق پیدا ہوا اور صدوق سے اخیم پیدا ہوا اور اخیم سے الیہود پیدا ہوا ۝ ۱۵ اور الیہود سے الیعزر پیدا ہوا اور الیعزر سے متّان پیدا ہوا اور متّان سے یعقوب پیدا ہوا ۝ ۱۶ اور یعقوب سے یوسف پیدا ہوا۔ یہ اُس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع پیدا ہوا جو مسیح کہلاتا ہے ۝

۱۷ پس سب پشتیں ابرہام سے داؤد تک چودہ پشتیں ہوئیں اور داؤد سے لیکر گرفتار ہوکر بابل جانے تک چودہ پشتیں اور گرفتار ہوکر بابل جانے سے لیکر مسیح تک چودہ پشتیں ہوئیں ۝

۱۸ اب یسوع مسیح کی پیدایش اِس طرح ہوئی کہ جب اُسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوگئی تو اُنکے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ رُوح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی ۝ ۱۹ پس اُسکے شوہر یوسف نے جو راستباز تھا اور اُسے بدنام کرنا نہیں چاہتا تھا اُسے چپکے سے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا ۝ ۲۰ وہ اِن باتوں کو سوچ ہی رہا تھا کہ خداوند کے فرشتہ نے اُسے خواب میں دکھائی دیکر کہا اَے یوسف ابنِ داؤد اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر کیونکہ جو اُسکے پیٹ میں ہے وہ رُوح القدس کی قدرت سے ہے ۝ ۲۱ اُسکے بیٹا ہوگا اور تو اُسکا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہی اپنے (الف) لوگوں کو اُنکے گناہوں سے نجات دیگا ۝ ۲۲ یہ سب کچھ اِسلئے ہوا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا وہ پورا ہو کہ ۝

۲۳ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی
اور اُسکا نام عمانوایل رکھینگے

جسکا ترجمہ ہے خدا ہمارے ساتھ ۝ ۲۴ پس یوسف نے نیند سے جاگ کر ویسا ہی کیا جیسا خداوند کے فرشتہ نے اُسے حکم دیا تھا اور اپنی بیوی کو اپنے ہاں لے آیا ۝ ۲۵ اور اُسکو نہ جانا جب تک اُسکے بیٹا نہ ہوا اور اُسکا نام یسوع رکھا ۝

باب ۲

۱ جب یسوع ہیرودیس بادشاہ کے زمانہ میں یہودیہ کے بیت لحم میں پیدا ہوا تو دیکھو کئی مجوسی پورب سے یروشلیم میں یہ کہتے ہوئے آئے کہ ۝ ۲ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے؟ کیونکہ پورب میں اُسکا ستارہ دیکھکر ہم اُسے سجدہ کرنے آئے ہیں ۝ ۳ یہ سُنکر ہیرودیس بادشاہ اور اُسکے ساتھ یروشلیم کے سب لوگ گھبرا گئے ۝ ۴ اور اُس نے قوم کے سب سردار کاہنوں اور فقیہوں کو جمع کرکے اُن سے پوچھا کہ مسیح کی پیدایش کہاں ہونی چاہیے؟ ۝ ۵ اُنہوں نے اُس سے کہا یہودیہ کے بیت لحم میں کیونکہ نبی کی معرفت یوں لکھا گیا ہے کہ ۝

۶ اَے بیت لحم یہوداہ کے علاقے
تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں۔
کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلیگا
جو میری اُمت اسرائیل کی گلہ بانی کریگا ۝

۷ اِس پر ہیرودیس نے مجوسیوں کو چپکے سے بلا کر اُن سے تحقیق کی کہ وہ ستارہ کس وقت دکھائی دیا تھا ۝ ۸ اور یہ کہکر اُنہیں بیت لحم

(الف) یا اپنی اُمت

رَكْعَتَيْنِ، إِلاَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ عُذْرٌ.

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: وَحَدِيثُ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ خَطَأٌ، أَخْبَرَنِي بِذٰلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ.

119/ 120 ـ باب: مَا جَاءَ أَنَّ الْأَرْضَ كُلَّهَا مَسْجِدٌ إِلاَّ الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ

1/317 ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَأَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ | الْمَرْوَزِيُّ | قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ | الْخُدْرِيِّ |، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: **«الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ، إِلاَّ الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ»**.

| قَالَ أَبُو عِيسَىٰ |: وَفِي الْبَابِ: عَنْ عَلِيٍّ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وحُذَيْفَةَ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَأَبِي ذَرٍّ، قَالُوا: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: **«جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا»**.

قَالَ أَبُو عِيسَىٰ: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ قَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ رِوَايَتَيْنِ: مِنْهُمْ مَنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَذْكُرْهُ.

ج1/ 59/ب

وَهٰذَا حَدِيثٌ فِيهِ اضْطِرَابٌ/:

رَوَىٰ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ.

وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: وَكَانَ عَامَّةُ رِوَايَتِهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ | عَنِ النَّبِيِّ ﷺ |.

وَكَأَنَّ رِوَايَةَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَثْبَتُ وَأَصَحُّ | مُرْسَلاً |.

120/ 121 ـ باب: مَا جَاءَ فِي فَضْلِ بُنْيَانِ الْمَسْجِدِ

1/318 ـ حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ، قال: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: سَمِعْتُ (1 رسول الله 1) ﷺ يَقُولُ: **«مَنْ بَنَىٰ لِلهِ مَسْجِدًا، بَنَى اللهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ»**.

---

317 ـ أخرجه أبو داود في كتاب: الصلاة، باب: في المواضع التي لا تجوز فيها الصلاة (الحديث: 492)، وأخرجه ابن ماجه في كتاب: المساجد والجماعات، باب: المواضع التي تكره فيها الصلاة (الحديث: 745)، تحفة الأشراف (4406).

318 ـ أخرجه مسلم في كتاب: المساجد ومواضع الصلاة، باب: فضل بناء المساجد والحث عليها (الحديث: 1190)، وأخرجه أيضاً في كتاب: الزهد والرقائق، باب: فضل بناء المساجد (الحديث: 7396) و(الحديث: 7397)، وأخرجه ابن ماجه في كتاب: المساجد والجماعات، باب: من بنى لله مسجداً (الحديث: 736)، تحفة الأشراف (9837).

(1 ـ 1) في المطبوعة: النبي.

حوالہ نمبر **09**

| قَالَ |: وَفِي الْبَابِ: عَنْ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعَلِيٍّ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَنَسٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَائِشَةَ، وَأُمِّ حَبِيبَةَ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَ[عَمْرِو][1] بْنِ عَبَسَةَ، وَوَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَىٰ: حَدِيثُ عُثْمَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

319/ 2 ـ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ | أَنَّهُ | قَالَ: **«مَنْ بَنَىٰ لله مَسْجِدًا، صَغِيرًا كَانَ أَوْ كَبِيرًا: بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ»**. [انفرد به الترمذي].

حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ (2بْنُ سعيد2)، عن[3] نُوحِ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَىٰ قَيْسٍ، عَنْ زِيَادٍ النُّمَيْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، (4بْنِ مَالِكٍ4) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: بِهٰذَا.

[وَمَحْمُودُ بْنُ لَبِيدٍ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ، وَمَحْمُودُ / بْنُ الرَّبِيعِ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ، وَهُمَا غُلاَمَانِ صَغِيرَانِ مَدَنِيَّانِ][2]. ج1 / 60/أ

122/121 ـ باب: مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَتَّخِذَ عَلَى الْقَبْرِ مَسْجِدًا

320/ 1 ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ.

| قَالَ |: وَفِي الْبَابِ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَىٰ: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

| وَأَبُو صَالِحٍ هٰذَا: هُوَ مَوْلَىٰ أُمِّ هَانِىءٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، وَاسْمُهُ: بَاذَانُ، وَيُقَالُ: بَاذَامُ أَيْضًا |.

123/122 ـ باب: مَا جَاءَ فِي النَّوْمِ فِي الْمَسْجِدِ

321/ 1 ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَنَامُ عَلَىٰ عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَنَحْنُ شَبَابٌ. [انفرد به الترمذي].

| قَالَ أَبُو عِيسَىٰ |: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي النَّوْمِ فِي الْمَسْجِدِ.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لا يَتَّخِذْهُ مَبِيتًا وَلاَ مَقِيلاً.

---

320 ـ أخرجه أبو داود في كتاب: الجنائز، باب: في زيارة النساء القبور (الحديث: 3236)، وأخرجه النسائي في كتاب: الجنائز، باب: التغليظ في اتخاذ السرج على القبور (الحديث: 2042)، وأخرجه ابن ماجه في كتاب: الجنائز، باب: ما جاء في النهي عن زيارة النساء القبور (الحديث: 1575)، تحفة الأشراف (5370).

(1) في المخطوطة: عمر.
(2 ـ 2) زيادة في المخطوطة. (3) في المطبوعة: حدثنا.
(4) جاء هذا القول مؤخراً في آخر الباب أي بعد (الحديث: 319) وبذلك جاء القاطع مؤخراً.

حوالہ نمبر 09
سنن ابن ماجه
تصنيف
أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني
الشهير بـ(ابن ماجه)
(٢٠٩-٢٧٣هـ)
حكم على أحاديثه وآثاره وعلق عليه
العلامة المحدث محمد ناصر الدين الألباني
طبعة مميزة بضبط نصها، ووضع الحكم على الأحاديث والآثار
وفهرست الأطراف والكتب والأبواب
اعتنى به
أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان
مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد
الرياض

الطبعة الثانية

١٤٢٩ هـ = ٢٠٠٨ م

ح مكتبة المعارف للنشر والتوزيع ، ١٤٢٩ هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
ابن ماجه، محمد بن يزيد
سنن ابن ماجه / محمد بن يزيد ابن ماجه ، محمد ناصر الدين الألباني. - ط ٢ - . الرياض ، ١٤٢٩ هـ
٨٤٩ ص ؛ ١٧ × ٢٤ سم
ردمك : ٣ - ١٢٢ - ٥٩ - ٩٩٦٠ - ٩٧٨
١- الحديث - سنن أ.الألباني . محمد ناصر الدين(مؤلف مشارك) ب. العنوان
ديوي ٢٣٥٫٣ ١٤٢٩/١٥٩

رقم الإيداع : ١٤٢٩/١٥٩
ردمك : ٣ - ١٢٢ - ٥٩ - ٩٩٦٠ - ٩٧٨

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
هاتف : ٤١١٤٥٣٥ - ٤١١٣٣٥٠
فاكس ٤١١٢٩٣٢ - ص.ب ٣٢٨١
الرياض الرمز البريدي ١١٤٧١

عشرةَ سنةً، وجبت لهُ الجنَّةُ، وكَتِبَ لهُ بتأذينِهِ في كلِّ يوم ستُّونَ حسنةً، ولكلِّ إقامةٍ ثلاثونَ حسنةً». [«المشكاة» (٦٧٨)، «الصحيحة» (٤٢)، «صحيح الترغيب» (٢٤٢)].

٦ ـ باب إفراد الإقامة

٧٢٩ ـ (صحيح) حدّثنا عبدُ اللهِ بنُ الجرّاحِ، قالَ: حدّثنا المُعتمرُ بنُ سُليمانَ، عنْ خالدِ الحذّاءِ، عنْ أبي قِلابةَ، عن أنسِ بنِ مالكٍ؛ قالَ: التَمَسُوا شيئًا يُؤذِنونَ به عِلْمًا للصلاةِ، فأُمِرَ بلالٌ أن يُشفعَ الأذانَ ويُوترَ الإقامةَ. [«صحيح أبي داود» (٥٢٥): م].

٧٣٠ ـ (صحيح) حدّثنا نصرُ بنُ عليّ الجَهْضَميّ، قالَ: حدّثنا عُمرُ بنُ عليّ، عنْ خالدِ الحذّاءِ، عنْ أبي قِلابةَ، عن أنسٍ؛ قالَ أُمِرَ بلالٌ أنْ يُشفعَ الأذانَ ويوترَ الإقامةَ. [«الروض» (٢٩)، «الصحيحة» (٣/ ٢٧١)، «صحيح أبي داود» (٥٢٥)، «الثمر المستطاب»: ق].

٧٣١ ـ (صحيح) حدّثنا هشامُ بنُ عمّارٍ، قالَ: حدّثنا عبدُ الرّحمنِ بنُ سعدِ بنِ عمّارِ بنِ سعدٍ مُؤذّنِ رسُولِ اللّهِ ﷺ، قالَ: حدّثني أبي، عنْ أبيهِ، عنْ جدّهِ؛ أنَّ أذانَ بلالٍ كانَ مثنى مثنى، وإقامتهُ مُفردةً. [«الروض» (٣٤٤)].

٧٣٢ ـ (صحيح بما قبله) حدّثنا أبُو بدرٍ، عبّادُ بنُ الوليدِ، قالَ: حدّثني معمرُ بنُ محمّدِ بنِ عُبيدِ اللّهِ بنِ أبي رافعٍ، مولَى النّبيّ ﷺ، قالَ: حدّثني أبي، محمّدُ بنُ عُبيدِ اللّهِ، عنْ أبيهِ عُبيدِ اللّهِ، عن أبي رافعٍ؛ قالَ: رأيتُ بلالاً يُؤذّنُ بينَ يديْ رسولِ اللهِ ﷺ مثنى مثنى، ويُقيمُ واحدةً.

٧ ـ باب إذا أُذّنَ وأنت في المسجدِ فلا تخرجْ

٧٣٣ ـ (حسن صحيح) حدّثنا أبُو بكرِ بنُ أبي شيبةَ، قالَ: حدّثنا أبُو الأحوصِ، عنْ إبراهيمَ بنِ مُهاجرٍ، عن أبي الشّعثاءِ؛ قالَ: كنّا قُعودًا في المسجدِ مَعَ أبي هُريرةَ، فأذّنَ مُؤذّنٌ، فقامَ رجلٌ من المسجدِ يَمشي، فأتْبَعهُ أبو هُريرةَ بصرَهُ حتّى خرجَ من المسجدِ، فقالَ أبو هريرةَ: أمَّا هذا فقد عصى أبا القاسمِ ﷺ. [«الإرواء» (٢٤٥)، «الروض» (١٠٦٤)، «صحيح أبي داود» (٥٤٧): م].

٧٣٤ ـ (صحيح) حدّثنا حرملةُ بنُ يحيى، قالَ: حدّثنا عبدُ اللّهِ بنُ وهبٍ، قالَ: أنبأنا عبدُ الجبّارِ بنُ عمرَ، عنِ ابن أبي فرْوةَ، عنْ محمّدِ بنِ يوسفَ، مولى عُثمانَ بنِ عفّانَ، عنْ أبيهِ، عن عثمانَ؛ قالَ: قالَ رسولُ اللّهِ ﷺ: «من أدركهُ الأذانُ في المسجدِ، ثمّ خرجَ، لم يخرجْ لحاجةٍ، وهو لا يُريد الرَّجْعةَ، فهو منافقٌ». [«الروض» (١٠٧٤)، «الصحيحة» (٢٥١٨)].

٤ ـ كتاب المساجد والجماعة

١ ـ باب مَن بنى لله مسجدًا

٧٣٥ ـ (صحيح) حدّثنا أبُو بكرِ بنُ أبي شيبةَ، قالَ: حدّثنا يُونسُ بنُ محمّدٍ، قالَ: حدّثنا ليثُ بنُ سعدٍ. (ح) وحدّثنا أبُو بكرِ بنُ أبي شيبةَ، قالَ: حدّثنا دَاوُدُ بنُ عبدِ اللّهِ الجعفريّ، عنْ عبدِ العزيز بنِ محمّدٍ، جميعاً عنْ يزيدَ بنِ عبدِ اللّهِ بنِ أُسامةَ بنِ الهادِ، عنِ الوليدِ بنِ أبي الوليدِ، عنْ عُثمانَ بنِ عبدِ اللّهِ بنِ سُراقةَ العدويّ، عن عمرَ بنِ الخطابِ؛ قالَ: سمعتُ رسولَ اللّهِ ﷺ يقولُ: «من بنى مسجدًا يُذكرُ فيهِ اسمُ اللّهِ، بنى اللّهُ لهُ بيتًا

في الجنَّةِ». [«التعليق الرغيب» (١/ ١١٧)، «تخريج المختارة» (٢٣٤)].

٧٣٦ ـ (صحيح) حدّثنا محمّدُ بنُ بشّارٍ، قالَ: حدّثنا أبُو بكرٍ الحنفيّ، قالَ: حدّثنا عبدُ الحميدِ بنُ جعفرٍ، عنْ أبيهِ، عنْ محمودِ بنِ لبيدٍ، عن عُثمانَ بنِ عفّانَ؛ قالَ: سمعتُ رسولَ اللَّهِ ﷺ يقولُ: «من بنى للَّهِ مسجدًا، بنى اللَّهُ لهُ مثلَهُ في الجنَّةِ» [«الروض» (٨٨٣): ق].

٧٣٧ ـ (ضعيف) حدّثنا العبّاسُ بنُ عُثمانَ الدّمشقيّ، قالَ: حدّثنا الوليدُ بنُ مُسلمٍ، عنِ ابنِ لهيعةَ، قالَ: حدّثني أبُو الأسودِ، عنْ عُروةَ، عن عليّ بن أبي طالبٍ؛ قالَ: قالَ رسولُ اللَّهِ ﷺ: «من بنى للَّهِ مسجدًا من مالِه بنى اللَّهُ لهُ بيتًا في الجنّةِ». [«الروض النضير» (٨٨٣)].

٧٣٨ ـ (صحيح) حدّثنا يونسُ ابنُ عبدِ الأعلى، قالَ: حدّثنا عبدُ اللَّهِ بنُ وهبٍ، عنْ إبراهيمَ بنِ نَشيطٍ، عنْ عبدِ اللَّهِ بنِ عبدِ الرّحمنِ بنِ أبي حُسينٍ النّوفليّ، عنْ عطاءِ بنِ أبي ربَاحٍ، عن جابرِ بنِ عبدِاللَّهِ؛ أنَّ رسولَ اللَّهِ ﷺ قال: «من بنى مسجدًا للَّهِ كمَفْحَصِ قَطَاةٍ[1]، أو أصغرَ، بنى اللَّهُ لهُ بيتًا في الجنَّةِ». [«الروض» أيضًا (٩٥٣)، «التعليق» أيضًا (١/ ١١٧)].

٢ ـ باب تشييد المساجد

٧٣٩ ـ (صحيح) حدّثنا عبدُ اللَّهِ بنُ مُعاويةَ الجُمحيّ، قالَ: حدّثنا حمّادُ بنُ سلمةَ، عنْ أيّوبَ، عنْ أبي قِلابةَ، عن أنسِ بنِ مالكٍ؛ قالَ: قالَ رسولُ اللَّهِ ﷺ: «لا تقومُ السّاعةَ حتّى يتباهى[2] النّاسُ في المساجدِ» [«المشكاة» (٧١٩)، «الروض» (١٣٨)، «صحيح أبي داود» (٤٧٥)].

٧٤٠ ـ (ضعيف) حدّثنا جُبارةُ ابنُ المُغَلّس، قالَ: حدّثنا عبدُ الكريم ابنُ عبدِ الرّحمنِ البجليّ، عنْ ليثٍ، عنْ عكرمةَ، عن ابنِ عبّاسٍ؛ قالَ: قالَ رسولُ اللَّهِ ﷺ: «أراكم تَستَشرِفُونَ[3] مساجدَكم بَعدي كَمَا شرَّفَتِ اليهودُ كنائسَها، وكما شرَّفَتِ النَّصارى بِيَعها» [«الضعيفة» (٢٧٣٣)، «صحيح أبي داود» تحت الحديث (٤٧٤)، وفيه أنه صحَّ نحوه عن ابن عباس موقوفًا].

٧٤١ ـ (ضعيف جدًا) حدّثنا جُبارةُ بنُ المُغلّسِ، قالَ: حدّثنا عبدُ الكريمِ بنُ عبدُ الرّحمنِ، عنْ أبي إسحاقَ، عنْ عمرِو بنِ ميمونٍ، عن عمرَ بن الخطابِ؛ قالَ: قال رسولُ اللَّهِ ﷺ: «ما ساءَ عملُ قومٍ قطُّ إلا زَخرفوا مساجدَهم». [«الضعيفة» (٤٤٧)].

٣ ـ باب أين يجوزُ بناء المساجد؟

٧٤٢ ـ (صحيح) حدّثنا عليّ بنُ محمّدٍ، قالَ: حدّثنا وكيعٌ، عنْ حمّادِ بنِ سلمةَ، عنْ أبي التّيّاحِ الضُّبَعِيّ، عن أنسِ بنِ مالكٍ؛ قالَ: كانَ موضعُ مسجدِ النّبيِّ ﷺ لبني النّجّارِ، وكانَ فيهِ نخلٌ ومقابرُ

---

(١) «كَمَفْحَص قطاة»: هو موضعها الذي تَجثُم فيه وتبيض لأنها تَفْحَصُ عنه التراب، وهو مذكور لإفادة المبالغة وإلا فأقل المسجد أن يكون موضعًا لصلاةِ واحدٍ.

(٢) «يتباهى»: يتفاخر الناس في بنائها وزخرفتها.

(٣) «تَسْتَشْرِفُونَ»: أي: ستجعلون بناءها عاليًا مرتفعًا.

براہین احمدیہ روحانی خزائن ج 12 صفحہ 56

حوالہ نمبر **11**

प्रथम

ستیارتھ پرکاش

مصنفہ

شری ۱۰۸ مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج

کا

مستند اُردو ترجمہ

جسکو حسب تجویز

شریمتی آریہ پرتی ندھی ... سبھا پنجاب

پنڈت رحل داس جی آریہ سبھا ... لالہ اتمارام جی

سابق منتری و اپدیشک سبھا مذکورہ نے

زیر نگرانی شریمان رائے پیرا رام وھیلش جی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے

مرتب کیا

اور لالہ تولارام سب اڈیٹر آریہ پترکا لاہور کی نگرانی میں

طبع ہوا

۱۸۹۹ء

طبع اول ۲۰۰۰ جلد

قیمت فی جلد عہ

(جواب) نہیں - جیسے دن کے پہلے رات اور رات کے پہلے دن۔ نیز دن کے پیچھے رات اور رات کے پیچھے دن برابر چلا آتا ہے اسی طرح پیدایش کے پہلے پرلے اور پرلے کے پہلے پیدایش نیز پیدایش کے پیچھے پرلے اور پرلے کے بعد پیدایش ازلی زمانہ سے یہی دور چلا آتا ہے۔ اس کا شروع یا انتہا نہیں البتہ جیسے دن یا رات کا آغاز اور اختتام دیکھنے میں آتا ہے اُسی طرح پیدایش اور پرلے کا آغاز اور اختتام ہوتا ہے۔ کیونکہ جیسے پرمیشور جیو اور دُنیا کی مادی علت تینوں ذات سے ازلی ہیں ویسے دنیا کی پیدایش۔ قیام۔ اور پرلے (فنا) پرواہ یعنی تسلسل سے ازلی ہیں۔ جیسے کبھی دریا کا بہاو نظر آتا ہے۔ کبھی سُوکھ جاتا ہے۔ کبھی نہیں نظر آتا۔ پھر برسات میں نظر آتا ہے اور موسم گرما میں غائب ہو جاتا ہے۔ اسی قسم کی باتوں کو تسلسل کیفیت میں جاننا چاہیئے۔ جیسے پرمیشور کے اوصاف۔ افعال۔ عادات ازلی ہیں۔ ویسے ہی اُس کے دنیا کی پیدایش۔ قیام۔ اور پرلے کرنا بھی ازلی ہیں۔ جیسے کبھی پرمیشور کے اوصاف۔ افعال۔ عادات کا آغاز اور اختتام نہیں۔ اسی طرح اُس کے کاموں کا کبھی آغاز اور اختتام نہیں +

ایشور کا جیو کو مختلف قالبوں میں پیدا کرنا قرینِ انصاف ہے

۴۴ - پرمیشور نے بعض جیووں کو انسان کا جنم اور بعض جیووں کو شیر وغیرہ کا بے رحم جنم۔ اور بعض کو ہرن۔ گائے وغیرہ حیوانوں کا اور بعض کو درخت وغیرہ اور کیڑے مکوڑے پتنگ وغیرہ کے جنم دیئے ہیں اس لئے پرمیشور طرفدار ٹھہرتا ہے +

(جواب) طرفداری نہیں آتی کیونکہ اُن جیووں کے پچھلے جنم میں کئے ہوئے اعمال کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اگر اعمال کے بغیر جنم دیتا تو طرفداری عاید ہوتی +

پہلی آبادی کا تبت میں ہونا اور ذاتوں کی تقسیم

۴۵ - (سوال)۔ انسانوں کی ابتدائی پیدایش کس مقام پر ہوئی؟
(جواب) تری وشٹپ میں جس کو تبت کہتے ہیں +
(سوال) شروع دنیا میں ایک ذات تھی یا بہت - ؟
(جواب) ایک انسان کی ذات تھی بعد ازاں

"विजानीह्यार्यान्ये च दस्यवः"

یہ رگوید کا قول ہے۔
شریفوں کا نام آریہ عالم۔ دیو اور بدوں کا نام دسیو یعنی ڈاکو جاہل ہو جانے سے آریہ اور دسیو دو نام ہو گئے

"उत शूद्रे उतार्ये"

اتھرووید
آریوں میں مذکورہ بالا طور سے براہمن۔ کھشتری۔ ویش اور شودر چار تقسیم ہوئیں۔ دوِج

براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 56

حوالہ نمبر **12**

ओ३म्

178-228

ستیارتھ پرکاش

مصنفہ

شری ۱۰۸ مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج

کا

مستند اردو ترجمہ

جسکو حسب تجویز

شری متی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب

پنڈت رلیا رام جی [illegible] آریہ سبھا [illegible] لالہ [illegible] رام جی

سابق منتری و اپدیشک سبھا [illegible] کرکے

زیر نگرانی شری مان رائے پیرا رام وھولن جی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے

مرتب کیا

اور لالہ [illegible] رام سب اڈیٹر آریہ پترکا لاہور کی نگرانی میں

طبع ہوا

سنہ ۱۸۹۹ء

طبع اول ۲۰۰۰ جلد

قیمت فی جلد [illegible]

آریوں کا قول کہ خدا روحوں کا خالق نہیں

(جواب) نہیں - جیسے دن کے پہلے رات اور رات کے پہلے دن - نیز دن کے پیچھے رات اور رات کے پیچھے دن برابر چلا آتا ہے اسی طرح پیدایش کے پہلے پرلے اور پرلے کے پہلے پیدایش نیز پیدایش کے پیچھے پرلے اور پرلے کے بعد پیدایش ازلی زمانہ سے یہی دور چلا آتا ہے - اس کا شروع یا انتہا نہیں البتہ جیسے دن یا رات کا آغاز اور اختتام دیکھنے میں آتا ہے اُسی طرح پیدایش اور پرلے کا آغاز اور اختتام ہوتا ہے - کیونکہ جیسے پرمیشور - جیو اور دُنیا کی مادی علت تینوں ذات سے ازلی ہیں ویسے دنیا کی پیدایش - قیام - اور پرلے (فنا) پرواہ یعنی تسلسل سے ازلی ہیں - جیسے کبھی دریا کا بہاو نظر آتا ہے کبھی سُوکھ جاتا ہے - کبھی نہیں نظر آتا - پھر برسات میں نظر آتا ہے اور موسم گرما میں غائب ہو جاتا ہے - اسی قسم کی باتوں کو تسلسل کی صورت میں جاننا چاہیے - جیسے پرمیشور کے اوصاف - افعال - عادات ازلی ہیں - ویسے ہی اُس کے دنیا کی پیدایش - قیام - اور پرلے کرنا بھی ازلی ہیں - جیسے کبھی پرمیشور کے اوصاف - افعال - عادات کا آغاز اور اختتام نہیں - اسی طرح اُس کے کاموں کا بھی آغاز اور اختتام نہیں +

ایشور کا جیو کو مختلف قالبوں میں پیدا کرنا قرین انصاف ہے

سہم سہم - پرمیشور نے بعض جیودں کو انسان کا جنم اور بعض جیووں کو شیر وغیرہ کا بے رحم جنم - اور بعض کو ہرن - گاے وغیرہ حیوانوں کا اور بعض کو درخت وغیرہ اور کیڑے مکوڑے پتنگ وغیرہ کے جنم دیے ہیں اس لئے پرمیشور طرفدار ٹھہرتا ہے +

(جواب) طرفداری نہیں آتی کیونکہ اُن جیووں کے پچھلے جنم میں کئے ہوئے اعمال کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اگر اعمال کے بغیر جنم دیتا تو طرفداری عاید ہوتی +

پہلی آبادی کا تبت میں ہونا اور ذاتوں کی تقسیم

۵ سہم - (سوال) - انسانوں کی ابتدائی پیدایش کس مقام پر ہوئی ؟
(جواب) ترِوِشٹپ میں جس کو تبت کہتے ہیں +
(سوال) شروع دنیا میں ایک ذات تھی یا بہت - ؟
(جواب) ایک انسان کی ذات تھی بعد ازاں

"विजानीह्यार्यान्ये च दस्यवः"

یہ رگوید کا قول ہے -
شریفوں کا نام آریہ عالم - دیو اور بدوں کا نام دسیو یعنی ڈاکو جاہل ہو جانے سے آریہ اور دسیو دو نام ہو گئے

"उत शूद्रे उतार्ये"

تا یہ کہ وہ
آریوں میں مذکورہ بالا طور سے براہمن - کھشتری - ویش اور شودر چار تقسیم ہوئیں - دوِج

براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 83

Mubarak Ahmad Ansari M.S.

شریمد بھگوت گیتا

کا

آسان اردو ترجمہ - نثر اور دوہوں میں معہ تشریح وغیرہ

مترجمہ

شریمان پربارتھی - ایڈیٹر رسالہ مارتنڈ

و مترجم مہابھارت اردو وغیرہ

ملنے کا پتہ

رام لال ورما مینجر مارتنڈ پستکالیہ لاہور

Encyclopædia of Religion and Ethics

EDITED BY

JAMES HASTINGS

WITH THE ASSISTANCE OF

JOHN A. SELBIE, M.A., D.D.

PROFESSOR OF OLD TESTAMENT LANGUAGE AND LITERATURE IN THE UNITED FREE CHURCH COLLEGE, ABERDEEN

AND

LOUIS H. GRAY, M.A., Ph.D.

SOMETIME FELLOW IN INDO-IRANIAN LANGUAGES IN COLUMBIA UNIVERSITY, NEW YORK

VOLUME VI

FICTION—HYKSOS

EDINBURGH: T. & T. CLARK, 38 GEORGE STREET

NEW YORK: CHARLES SCRIBNER'S SONS, 597 FIFTH AVENUE

براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 94

حوالہ نمبر **15**

کتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انار کلی۔ لاہور

حوالہ نمبر **15** براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 ص 94

The Holy Bible in URDU

Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY

LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X

095YTI ISBN - 9692504808

حوالہ نمبر 15 براہین احمدیہ، روحانی خزائن ج 1 صفحہ 94

کو یقین نہ آیا کہ یہ اندھا تھا اور بِینا ہوگیا ہے۔ جب تک اُنہوں نے اُسکے ماں باپ کو جو بِینا ہوگیا تھا بُلا ۱۹ کر۔ اُن سے نہ پُوچھ لیا کہ کیا یہ تمہارا بیٹا ہے جِسے تُم کہتے ہو کہ اندھا پَیدا ہُؤا تھا؟ پھر وہ اب کیونکر دیکھتا ہے؟ ۲۰ اُسکے ماں باپ نے جواب میں کہا ہم جانتے ہیں کہ یہ ۲۱ ہمارا بیٹا ہے اور اندھا پَیدا ہُؤا تھا۔ لیکن یہ ہم نہیں جانتے کہ اب وہ کیونکر دیکھتا ہے اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کِس نے اُسکی آنکھیں کھولیں۔ وہ تو بالِغ ہے۔ اُسی سے ۲۲ پُوچھو۔ وہ اپنا حال آپ کہہ دیگا۔ یہ اُسکے ماں باپ نے یہُودیوں کے ڈر سے کہا کیونکہ یہُودی ایکا کر چُکے تھے کہ اگر کوئی اُسکے مسِیح ہونے کا اِقرار کرے تو عِبادتخانہ سے خارِج ۲۳ کِیا جائے۔ اِس واسطے اُسکے ماں باپ نے کہا کہ وہ ۲۴ بالِغ ہے اُسی سے پُوچھو۔ پس اُنہوں نے اُس شخص کو جو اندھا تھا دوبارہ بُلا کر کہا کہ خُدا کی تمجِید کر۔ ہم تو جانتے ۲۵ ہیں کہ یہ آدمی گُنہگار ہے۔ اُس نے جواب دِیا مَیں نہیں جانتا کہ وہ گُنہگار ہے یا نہیں۔ ایک بات جانتا ہُوں کہ ۲۶ مَیں اندھا تھا۔ اب بِینا ہُوں۔ پھر اُنہوں نے اُس سے کہا کہ اُس نے تیرے ساتھ کیا کِیا؟ کِس طرح تیری آنکھیں ۲۷ کھولیں؟ اُس نے اُنہیں جواب دِیا مَیں تو تُم سے کہہ چُکا اور تُم نے نہ سُنا۔ دوبارہ کیوں سُننا چاہتے ہو؟ کیا تُم ۲۸ بھی اُسکے شاگرد ہونا چاہتے ہو؟ وہ اُسے بُرا بھلا کہہ کر کہنے لگے کہ تُو ہی اُسکا شاگرد ہے۔ ہم تو مُوسیٰ کے شاگرد ۲۹ ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ خُدا نے مُوسیٰ کے ساتھ کلام کِیا ۳۰ ہے مگر اِس شخص کو نہیں جانتے کہ کہاں کا ہے۔ اُس آدمی نے جواب میں اُن سے کہا یہ تو تعجُّب کی بات ہے کہ تُم نہیں جانتے کہ وہ کہاں کا ہے حالانکہ اُس نے میری ۳۱ آنکھیں کھولیں۔ ہم جانتے ہیں کہ خُدا گُنہگاروں کی نہیں سُنتا لیکن اگر کوئی خُدا پرست ہو اور اُسکی مرضی پر چلے تو وہ ۳۲ اُسکی سُنتا ہے۔ دُنیا کے شرُوع سے کبھی سُننے میں نہیں ۳۳ آیا کہ کِسی نے جنم کے اندھے کی آنکھیں کھولی ہوں۔ اگر ۳۴ یہ شخص خُدا کی طرف سے نہ ہوتا تو کُچھ نہ کر سکتا۔ اُنہوں نے جواب میں اُس سے کہا تُو تو بالکل گُناہوں میں پَیدا ہُؤا۔ تُو ہمکو کیا سِکھاتا ہے؟ اور اُنہوں نے اُسے باہر نِکال دِیا۔

۳۵ یِسُوع نے سُنا کہ اُنہوں نے اُسے باہر نِکال دِیا اور جب ۳۶ اُس سے مِلا تو کہا کیا تُو خُدا کے بیٹے پر اِیمان لاتا ہے؟ اُس نے جواب میں کہا اَے خُداوند وہ کَون ہے کہ مَیں اُس پر ۳۷ اِیمان لاؤُں؟ یِسُوع نے اُس سے کہا تُو نے تو اُسے ۳۸ دیکھا ہے اور جو تُجھ سے باتیں کرتا ہے وُہی ہے۔ اُس نے کہا اَے خُداوند مَیں اِیمان لاتا ہُوں اور اُسے سِجدہ کِیا۔ ۳۹ یِسُوع نے کہا مَیں دُنیا میں عدالت کے لِئے آیا ہُوں تاکہ جو نہیں دیکھتے وہ دیکھیں اور جو دیکھتے ہیں وہ اندھے ہو ۴۰ جائیں۔ جو فریسی اُسکے ساتھ تھے اُنہوں نے یہ باتیں سُنکر ۴۱ اُس سے کہا کیا ہم بھی اندھے ہیں؟ یِسُوع نے اُن سے کہا کہ اگر تُم اندھے ہوتے تو گُنہگار نہ ٹھہرتے مگر اب کہتے ہو کہ ہم دیکھتے ہیں۔ پس تُمہارا گُناہ قائم رہتا ہے۔

باب ۱۰

۱ مَیں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ جو کوئی دروازہ سے بھیڑخانہ میں داخِل نہیں ہوتا بلکہ اَور کِسی طرف سے چڑھ جاتا ہے ۲ وہ چور اور ڈاکُو ہے۔ لیکن جو دروازہ سے داخِل ہوتا ہے ۳ وہ بھیڑوں کا چرواہا ہے۔ اُسکے لِئے دربان دروازہ کھول دیتا ہے اور بھیڑیں اُسکی آواز سُنتی ہیں اور وہ اپنی بھیڑوں ۴ کو نام بنام بُلا کر باہر لے جاتا ہے۔ جب وہ اپنی سب بھیڑوں کو باہر نِکال چُکتا ہے تو اُنکے آگے آگے چلتا ہے اور بھیڑیں اُسکے پِیچھے پِیچھے ہولیتی ہیں کیونکہ وہ اُسکی آواز ۵ پہچانتی ہیں۔ مگر وہ غَیر شخص کے پِیچھے نہ جائینگی بلکہ اُس ۶ سے بھاگینگی کیونکہ غَیروں کی آواز نہیں پہچانتیں۔ یِسُوع نے اُن سے یہ تمثِیل کہی لیکن وہ نہ سمجھے کہ یہ کیا باتیں ہیں جو ہم سے کہتا ہے۔

۷ پس یِسُوع نے اُن سے پھر کہا مَیں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں ۸ کہ بھیڑوں کا دروازہ مَیں ہُوں۔ جِتنے مُجھ سے پہلے آئے سب ۹ چور اور ڈاکُو ہیں مگر بھیڑوں نے اُنکی نہ سُنی۔ دروازہ مَیں ہُوں اگر کوئی مُجھ سے داخِل ہو تو نجات پائیگا اور اندر باہر آیا جایا ۱۰ کریگا اور چارا پائیگا۔ چور نہیں آتا مگر چُرانے اور مار ڈالنے اور ہلاک کرنے کو۔ مَیں اِسلِئے آیا کہ وہ زِندگی پائیں اور کثرت ۱۱ سے پائیں۔ اچھا چرواہا مَیں ہُوں۔ اچھا چرواہا بھیڑوں کے ۱۲ لِئے اپنی جان دیتا ہے۔ مزدُور جو نہ چرواہا ہے نہ بھیڑوں

براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صـ 94

حوالہ نمبر **16**

کتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

حوالہ نمبر **16** براہین احمدیہ ، روحانی خزائن جلد 1 ص 94

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۴۴۹

(۱۳) تب لوگ چھوٹے لڑکوں کو اُس پاس لائے کہ وہ اُنپر ہاتھ رکھے اور دعا کرے۔ پر شاگردوں نے اُنہیں ڈانٹا + (۱۴) یسوع نے اُن سے کہا کہ لڑکوں کو چھوڑ دو اور اُنہیں میرے پاس آنے سے منع نہ کرو۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت ایسوں ہی کی ہے (۱۵) اور اُس نے اپنے ہاتھ اُن پر رکھے اور وہاں سے روانہ ہوا +

(۱۶) اور دیکھو ایک نے آکے اُس سے کہا اے نیک اُستاد میں کون سا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں؟ (۱۷) اُس نے اُسے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے؟ نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنے خدا۔ پر اگر تو زندگی میں داخل ہوا چاہے تو حکموں پر عمل کر + (۱۸) اُس نے اُسے کہا کون سے حکم؟ یسوع نے اُسے کہا یہہ کہ تو خون نہ کر زنا نہ کر چوری نہ کر جھوٹی گواہی نہ دے (۱۹) اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کر اور اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسا آپ کو (۲۰) اُس جوان نے اُس سے کہا یہہ سب میں لڑکپن ہی سے مانتا آیا۔ اب مجھے کیا باقی ہے؟ (۲۱) یسوع نے کہا اگر تو کامل ہوا چاہے تو جا کے سب کچھ جو تیرا ہے بیچ ڈال اور محتاجوں کو دے کہ تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا تب آکے میرے پیچھے ہو لے (۲۲) وہ جوان یہہ سُنکر غمگین چلا گیا۔ کیونکہ بڑا مالدار تھا +

(۲۳) تب یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ دولتمند کا آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے (۲۴) بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذر جانا اُس سے آسان ہے کہ ایک دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو + (۲۵) جب اُس کے شاگردوں نے یہہ سُنا تو نہائت حیران ہو کے بولے پھر کون نجات پا سکتا ہے؟ (۲۶) یسوع نے اُن پر نظر کر کے اُنہیں کہا یہہ انسان سے نہیں ہو سکتا پر خدا سے سب کچھ ہو سکتا ہے (۲۷) تب پطرس نے جواب میں اُسے کہا دیکھ ہم نے سب کچھ چھوڑا اور تیرے پیچھے ہو لئے پس ہم کو کیا ملے گا؟ (۲۸) یسوع نے اُنہیں کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم جو میرے پیچھے ہو لئے جب نئی خلقت میں ابنِ آدم اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تم بھی بارہ تختوں پر بیٹھو گے اور اسرائیل کی بارہ گروہوں کی عدالت کرو گے + (۲۹) اور جس نے گھر یا بھائی یا بہن یا باپ یا ماں یا جورو یا بال بچوں یا زمین کو میرے نام پر چھوڑا سو گنا پائیگا اور ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا (۳۰) پر بہت سے جو پہلے ہیں پچھلے ہو جائیں گے اور جو پچھلے ہیں پہلے ہوں گے +

۲۰ باب

کیونکہ آسمان کی بادشاہت اُس صاحب خانہ کی مانند ہے جو تڑکے باہر نکلا تاکہ اپنے انگورستان میں مزدور لگائے + (۲) اور اُس نے مزدوروں کا ایک ایک ‖ دینار روزینہ مقرر کر کے اُنہیں اپنے انگورستان میں بھیجا + (۳) اور اُس نے پہر دن چڑھے باہر جا کے اَوروں کو بازار میں بیکار کھڑے دیکھا (۴) اور اُن سے کہا تم بھی انگورستان میں جاؤ اور جو کچھ واجب ہے تمہیں دونگا۔ سو وہ گئے + (۵) پھر اُس نے دو پہر اور تیسرے پہر کو باہر جا کے ویسا ہی کیا + (۶) ایک گھنٹہ دن رہتے پھر باہر جا کے اوروں کو بیکار کھڑے پایا اور اُن سے کہا تم کیوں یہاں تمام دن بیکار کھڑے رہتے ہو؟ (۷) اُنہوں نے اُس سے کہا اس لئے کہ کسی نے ہم کو مزدوری پر نہیں رکھا + اُس نے اُنہیں کہا تم بھی انگورستان میں جاؤ اور جو کچھ واجب ہے سو پاؤگے + (۸) جب شام ہوئی انگورستان کے مالک نے اپنے کارندے سے کہا مزدوروں کو بُلا اور پچھلوں سے لے کے پہلوں تک اُن کی مزدوری دے + (۹) جب وہ جنہوں نے گھنٹہ بھر کام کیا تھا آئے تو ایک ایک دینار پایا + (۱۰) جب اگلے آئے اُنہیں یہہ گمان تھا کہ ہم زیادہ پائیں گے۔ پر اُنہوں نے بھی ایک ایک دینار پایا + (۱۱) جب اُنہوں نے یہہ پایا تو گھر کے مالک پر کُڑکُڑائے (۱۲) اور کہا پچھلوں نے ایک ہی گھنٹے کا کام کیا اور تو نے اُنہیں ہمارے برابر کر دیا جنہوں نے تمام دن کی محنت اور دھوپ سہی + (۱۳) اُس نے اُن میں سے ایک کو جواب میں کہا اے میاں میں تیری بے انصافی نہیں کرتا۔ کیا تو نے ایک دینار پر مجھ سے اقرار نہیں کیا؟ (۱۴) تو اپنا لے اور چلا جا۔ پر میں جتنا تجھے دیتا ہوں پچھلے کو بھی دونگا + (۱۵) کیا مجھے روا نہیں کہ اپنے مال سے جو چاہوں سو کروں؟ کیا تو اس لئے بُری نظر سے دیکھتا ہے کہ میں نیک ہوں؟ (۱۶) اسی طرح پچھلے پہلے ہوں گے اور پہلے پچھلے کیونکہ بہت سے بُلائے گئے پر برگزیدہ تھوڑے ہیں +

(۱۷) اور جب یسوع یروسلم کو جاتا تھا راہ میں بارہ شاگردوں کو

سنہ عیسوی ۳۳

۲۴ مرق ۱۰: ۲۹ و ۳۰
لوقا ۱۸: ۲۹ و ۳۰
۲۵ متی ۲۰: ۱۶
اور ۲۱: ۳۱ و ۳۲
مرق ۱۰: ۳۱
لوقا ۱۳: ۳۰

‖ ایک دینار کا وزن تین ماشہ تھا اور اُس کی قیمت پانچ آنہ تھی دیکھو متی ۱۸: ۲۸

۱ روم ۹: ۲۱
۲ اِست ۱۵: ۹
امثا ۲۳: ۶
متی ۶: ۲۳
۳ متی ۱۹: ۳۰
۴ متی ۲۲: ۱۴

حوالہ نمبر 17

براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 ص 94

ओ३म

ستیارتھ پرکاش

مصنفہ

شری ۱۰۸ مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج

کا

مستند اردو ترجمہ

جسکو حسب منشا

شریمتی آریہ پرتی ندھی [illegible] پنجاب

پنڈت ست دیال وانس جی آریہ سبھا [illegible] لالہ اتمارام جی

سابق منتری و اپدیشک [illegible] نے

زیر نگرانی شریمان رائے پیرا رام [illegible] اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے

مرتب کیا

اور لالہ تولارام سب اڈیٹر آریہ [illegible] کی نگرانی میں

طبع ہوا

۱۸۹۹ء

طبع اول ۲۰۰۰ جلد

قیمت [illegible]

براھین احمدیہ، روحانی خزائن ج1 ص94

ویدکت نیوگ کا طریق سب ملکوں میں جاری تھا۔

خروج کی کتاب

(۳۶) ......جب موسیٰ بڑا ہوا .... اور دیکھا کہ ایک مصری ایک عبرانی کو جو ایک اُس کے بھائیوں میں سے تھا مار رہا ہے۔ پھر اُس نے اِدھر اُدھر نظر کی اور دیکھا کہ کوئی نہیں۔ تب اس مصری کو مار ڈالا اور ریت میں چھپا دیا جب وہ دوسرے دن باہر گیا تو کیا دیکھا کہ دو عبرانی آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ تب اُس نے اُس کو جو ناحق پر تھا کہا کہ تو اپنے یار کو کیوں مارتا ہے وہ بولا کس نے تجھے ہم پر حاکم یا منصف مقرر کیا آیا تو چاہتا ہے کہ جس طرح تو نے اُس مصری کو مار ڈالا مجھے بھی مار ڈالے۔ تب موسیٰ ڈرا اور ...... بھاگا۔ (باب ۲ آیت ۱۱ تا ۱۵)

(محقق) اب دیکھئے! عیسائیوں کے اعلےٰ ہادی مذہب موسیٰ کی خصلتیں۔ اُس کا چال چلن غصہ وغیرہ بد صفات سے پُر ہے وہ انسان کی جان کُشی کرنے والا اور چور کی مانند بدکار سزا سے گریز کرنے والا تھا اور جب بات کو چھپاتا تھا تو دروغ گو بھی ضرور ہوگا۔ ایسے شخص کو بھی خدا ملا اور وہ پیغمبر بنا۔ اُس نے یہودیوں کا مذہب جاری کیا۔ جیسا موسیٰ آپ تھا ویسا اُسکا مذہب تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے تمام ہادیانِ مذہب موسیٰ سے لے کر اخیر تک سب جنگلی حالت میں تھے تعلیم یافتہ بالکل نہ تھے ۔۔ ۳۷ ۔۔

(۳۸) یہ فسح کا برہ ذبح کرو اور تم زوفے کی ایک مُٹھی لو اور اُسے اُس لہو میں جو باسن میں ہے غوطہ دیکے اوپر کے چوکھٹ اور دونوں بازو دروازے کے اُس سے چھاپو اور تم میں سے کوئی صبح تک اپنے گھر کے دروازے سے باہر نہ جاوے اِس لئے کہ خدا گزر کریگا تاکہ مصریوں کو مارے اور جب وہ اوپر کے چوکھٹ پر اور دونو بازو پر لہو کو دیکھے گا تو خداوند در پر سے گذریگا اور ہلاک کرنے والے کو نہ چھوڑے گا کہ تمہارے گھروں میں آکے تمہیں مارے۔ (باب ۱۲ - آیت ۲۱ تا ۲۳)

(محقق) بھلا یہ جو جادو ٹونہ کرنے والے شخص کی مانند ہے وہ خدا کبھی ہمہ دان ہو سکتا ہے؟ جب لہو کا نشان دیکھے تب ہی خدا اسرائیل کے خاندان کا گھر پہچان سکے ورنہ نہیں۔ یہ کام کو کم عقل آدمی کی مانند ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ باتیں کسی جنگلی آدمی کی لکھی ہوئی ہیں ۔۔ ۳۸ ۔۔

(۳۹) اور یوں ہوا کہ خداوند نے آدھی رات کو مصر کی زمین میں سارے پلوٹھے فرعون کے پلوٹھے سے لیکے جو اپنے تخت پر بیٹھا تھا اُس قیدی کے پلوٹھے تک جو قید خانے میں تھا۔

حوالہ نمبر **18**

براہین احمدیہ، روحانی خزائن ج1 صفحہ ۹۶

رگ وید | یجر وید | سام وید | اتھرو وید

ओ३म्

رگویدآدی بھاشیہ بھومکا

مصنفہ

مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی

مترجمہ

منشی رام جگیاسو حال سوامی شردھانند

پرکاشک

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ متصل ہرگیان مندر لاہور

نے

صرف سرورق شری بالمکند سٹیم پریس لاہور میں

باہتمام پنڈت کشن گوپال پرنٹر چھپوایا

بار اول

قیمت ۸/ سمبت ۱۹۸۴

بقول آریہ وید خدا کا کلام ہے

جواب۔ جسکا گیان ہے۔ اُسی نے ویدوں کو بنایا۔
سوال۔ پھر آپنے یہہ اعتراض کیوں کیا تھا۔ کہ اُنھوں نے ہی ویدکو رچا ہوگا۔
جواب۔ تحقیقات کی غرض سے۔

تفسیر

وید یعنی پرمیشور کے گیان کا ظہور انسان کے لیے کس ذریعہ سے ہوا اِسپر وچار کرنیکی بڑی بھاری ضرورت تھی۔ جو لوگ دُنیا کے مذہبی لٹریچر سے واقف ہیں۔ اُن کے لیے اوپر کی دلیل کا سمجھنا کچھہ مشکل نہیں ہے۔ جو پرمیشور کہ بغیر ہاتھ اور پیر کے سارے جہان کو خوبصورت سے خوبصورت شکل میں لاسکتا ہے۔ اُس کے لیے اپنے گیان کا پرکاش کرنا کچھہ بھی مشکل نہیں ہے۔ اور نہ اُسے کسی سامان کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن اِس منزل کو طے کرنے کے بعد بڑا مشکل سوال یہہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ پرمیشور نے کن انسانوں کی عقل میں علم کا ظہور کیا۔ کیونکہ یہہ تو صاف ہے کہ علم کا ظہور اُسی جاندار میں ہوسکتا ہے جوکہ علم کے جذب کرنیکا آلہ یعنی عقل رکھتا ہو۔ اناریہ یعنی ویدوں کے نہ ماننے والے تو اِس مباحثہ میں ٹھہر نہیں سکتے۔ کیونکہ توریت۔ انجیل۔ قرآن وغیرہ کے الہاموں کے دعویدار تو چار پانچہزار برسوں سے ادھر ادھر ہی اُنکا ظہور میں آنا بیان کرتے ہیں اور اِس لیے ایسا ماننے سے دو بڑے زبردست اعتراض قایم ہوتے ہیں۔ اول یہہ کہ اِس طرحپر الہام کو ترقی پذیر ماننا پڑیگا۔ جسکی

براہین احمدیہ، روحانی خزائن ج 1 ص 97

حوالہ نمبر **19**

کِتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انار کلی۔ لاہور

حوالہ نمبر **19** براہین احمدیہ ، روحانی خزائن ج 1 ص 97

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

(17)

براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 97

حوالہ نمبر **19**

کہ ایسے لوگوں کے تابع رہو بلکہ ہر ایک کے جو اِس کام اور محنت میں شریک ہے ۞ ۱۷ اور مَیں ستِفناس اور فرتُوناتُس اور اخیکُس کے آنے سے خُوش ہُوں کیونکہ جو تُم سے رہ گیا تھا اُنہوں نے پُورا کر دیا ۞ ۱۸ اور اُنہوں نے میری اور تُمہاری رُوح کو تازہ کیا پس ایسوں کو مانو ۞

۱۹ آسیہ کی کلیسیائیں تُم کو سلام کہتی ہیں۔ اَکوِلہ اور پرِسکہ اُس کلیسیا سمیت جو اُنکے گھر میں ہے تُمہیں خُداوند میں بہُت بہُت سلام کہتے ہیں ۞ ۲۰ سب بھائی تُمہیں سلام کہتے ہیں۔ پاک بوسہ لیکر آپس میں سلام کرو ۞

۲۱ مَیں پَولُس اپنے ہاتھ سے سلام لکھتا ہُوں ۞ ۲۲ جو کوئی خُداوند کو عزیز نہیں رکھتا ملعُون ہو۔ ہمارا خُداوند آنے والا ہے ۞ ۲۳ خُداوند یِسُوع مسِیح کا فضل تُم پر ہوتا رہے ۞ ۲۴ میری مُحبّت مسِیح یِسُوع میں تُم سب سے رہے۔ آمین ❋

کُرِنتھیوں کے نام

پَولُس رسُول کا دُوسرا خط

باب ۱

۱ پَولُس کی طرف سے جو خُدا کی مرضی سے مسِیح یِسُوع کا رسُول ہے اور بھائی تِیمُتھِیُس کی طرف سے خُدا کی اُس کلیسیا کے نام جو کُرِنتھُس میں ہے اور تمام اَخیہ کے سب مُقدّسوں کے نام ۞

۲ ہمارے باپ خُدا اور خُداوند یِسُوع مسِیح کی طرف سے تُمہیں فضل اور اِطمینان حاصِل ہوتا رہے ۞

۳ ہمارے خُداوند یِسُوع مسِیح کے خُدا اور باپ کی حمد ہو جو رحمتوں کا باپ اور ہر طرح کی تسلّی کا خُدا ہے ۞ ۴ وہ ہماری سب مُصیبتوں میں ہم کو تسلّی دیتا ہے تاکہ ہم اُس تسلّی کے سبب سے جو خُدا ہمیں بخشتا ہے اُنکو بھی تسلّی دے سکیں جو کِسی طرح کی مُصیبت میں ہیں ۞ ۵ کیونکہ جِس طرح مسِیح کے دُکھ ہم کو زیادہ پہُنچتے ہیں اُسی طرح ہماری تسلّی بھی مسِیح کے وسِیلہ سے زیادہ ہوتی ہے ۞ ۶ اگر ہم مُصیبت اُٹھاتے ہیں تو تُمہاری تسلّی اور نجات کے واسطے اور اگر تسلّی پاتے ہیں تو تُمہاری تسلّی کے واسطے جِسکی تاثِیر سے تُم صبر کے ساتھ اُن دُکھوں کی برداشت کر لیتے ہو جو ہم بھی سہتے ہیں ۞ ۷ اور ہماری اُمید تُمہارے بارے میں مضبُوط ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جِس طرح تُم دُکھوں میں شریک ہو اُسی طرح تسلّی میں بھی ہو ۞ ۸ اَے بھائیو! ہم نہیں چاہتے کہ تُم اُس مُصیبت سے ناواقِف رہو جو آسیہ میں ہم پر پڑی کہ ہم حد سے زیادہ اور طاقت سے باہر پست ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہم نے زِندگی سے بھی ہاتھ دھو لِئے ۞ ۹ بلکہ اپنے اُوپر موت کے حُکم کا یقین کر چُکے تھے تاکہ اپنا بھروسا نہ رکھیں بلکہ خُدا کا جو مُردوں کو جِلاتا ہے ۞ ۱۰ چُنانچہ اُسی نے ہم کو اَیسی بڑی ہلاکت سے چھُڑایا اور چھُڑائیگا اور ہم کو اُس سے یہ اُمید ہے کہ آگے کو بھی چھُڑاتا رہیگا ۞ ۱۱ اگر تُم بھی مِلکر دُعا سے ہماری مدد کرو گے تاکہ جو نعمت ہم کو بہُت لوگوں کے وسِیلہ سے مِلی اُسکا شُکر بھی بہُت سے لوگ ہماری طرف سے کریں ۞

۱۲ کیونکہ ہم کو اپنے دِل کی اِس گواہی پر فخر ہے کہ ہمارا چال چلن دُنیا میں اور خاصکر تُم میں جِسمانی حِکمت کے ساتھ نہیں بلکہ خُدا کے فضل کے ساتھ یعنی اَیسی پاکیزگی اور صفائی کے ساتھ رہا جو خُدا کے لائِق ہے ۞ ۱۳ ہم اَور باتیں تُمہیں نہیں لِکھتے سِوا اُنکے جِنہیں تُم پڑھتے یا مانتے ہو اور مُجھے اُمید ہے کہ آخر تک مانتے رہو گے ۞ ۱۴ چُنانچہ تُم میں سے کِتنوں ہی نے مان بھی لیا ہے کہ ہم تُمہارا فخر ہیں جِس طرح ہمارے خُداوند یِسُوع کے دِن تُم بھی ہمارا فخر ہوگے ۞

۱۵ اور اِسی بھروسے پر مَیں نے یہ اِرادہ کیا تھا کہ پہلے

حوالہ نمبر **20**

کتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انار کلی۔ لاہور

حوالہ نمبر **20**

براہین احمدیہ، روحانی خزائن ج 1 ص 94

The Holy Bible in URDU

Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

حوالہ نمبر **20**

براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 97

کو یقین نہ آیا کہ یہ اندھا تھا اور بینا ہو گیا ہے۔ جب تک اُنہوں نے اُسکے ماں باپ کو جو بینا ہو گیا تھا بُلا

۱۹ کر ○ اُن سے نہ پُوچھ لیا کہ کیا یہ تمہارا بیٹا ہے جسے تم کہتے ہو کہ اندھا پیدا ہُؤا تھا؟ پھر وہ اب کیونکر دیکھتا ہے؟ ○

۲۰ اُسکے ماں باپ نے جواب میں کہا ہم جانتے ہیں کہ یہ

۲۱ ہمارا بیٹا ہے اور اندھا پیدا ہُؤا تھا ○ لیکن یہ ہم نہیں جانتے کہ اب وہ کیونکر دیکھتا ہے اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کِس نے اُسکی آنکھیں کھولیں۔ وہ تو بالغ ہے۔ اُسی سے

۲۲ پُوچھو۔ وہ اپنا حال آپ کہہ دیگا ○ یہ اُسکے ماں باپ نے یہُودیوں کے ڈر سے کہا کیونکہ یہُودی ایکا کر چکے تھے کہ اگر کوئی اُسکے مسیح ہونے کا اِقرار کرے تو عبادتخانہ سے خارج

۲۳ کِیا جائے ○ اِس واسطے اُسکے ماں باپ نے کہا کہ وہ

۲۴ بالغ ہے اُسی سے پُوچھو ○ پس اُنہوں نے اُس شخص کو جو اندھا تھا دوبارہ بُلا کر کہا کہ خُدا کی تمجید کر۔ ہم تو جانتے

۲۵ ہیں کہ یہ آدمی گُنہگار ہے ○ اُس نے جواب دیا مَیں نہیں جانتا کہ وہ گُنہگار ہے یا نہیں۔ ایک بات جانتا ہُوں کہ

۲۶ مَیں اندھا تھا۔ اب بینا ہُوں ○ پھر اُنہوں نے اُس سے کہا کہ اُس نے تیرے ساتھ کیا کِیا؟ کِس طرح تیری آنکھیں

۲۷ کھولیں؟ ○ اُس نے اُنہیں جواب دیا مَیں تو تُم سے کہہ چُکا اور تُم نے نہ سُنا۔ دوبارہ کیوں سُننا چاہتے ہو؟ کیا تُم

۲۸ بھی اُسکے شاگرد ہونا چاہتے ہو؟ ○ وہ اُسے بُرا بھلا کہہ کر کہنے لگے کہ تُو ہی اُسکا شاگرد ہے۔ ہم تو مُوسیٰ کے شاگرد

۲۹ ہیں ○ ہم جانتے ہیں کہ خُدا نے مُوسیٰ کے ساتھ کلام کِیا

۳۰ ہے مگر اِس شخص کو نہیں جانتے کہ کہاں کا ہے ○ اُس آدمی نے جواب میں اُن سے کہا یہ تو تعجب کی بات ہے کہ تُم نہیں جانتے کہ وہ کہاں کا ہے حالانکہ اُس نے میری

۳۱ آنکھیں کھولیں ○ ہم جانتے ہیں کہ خُدا گُنہگاروں کی نہیں سُنتا لیکن اگر کوئی خُدا پرست ہو اور اُسکی مرضی پر چلے تو وہ

۳۲ اُسکی سُنتا ہے ○ دُنیا کے شرُوع سے کبھی سُننے میں نہیں

۳۳ آیا کہ کِسی نے جنم کے اندھے کی آنکھیں کھولی ہوں ○ اگر

۳۴ یہ شخص خُدا کی طرف سے نہ ہوتا تو کُچھ نہ کر سکتا ○ اُنہوں نے جواب میں اُس سے کہا تُو تو بالکل گُناہوں میں پیدا ہُؤا۔ تُو ہمکو کیا سِکھاتا ہے؟ اور اُنہوں نے اُسے باہر نِکال دِیا ○

۳۵ یِسُوع نے سُنا کہ اُنہوں نے اُسے باہر نِکال دِیا اور جب

۳۶ اُس سے مِلا تو کہا کیا تُو خُدا کے بیٹے پر اِیمان لاتا ہے؟ ○ اُس نے جواب میں کہا اَے خُداوند وہ کَون ہے کہ مَیں اُس پر

۳۷ اِیمان لاؤُں؟ ○ یِسُوع نے اُس سے کہا تُو نے تو اُسے

۳۸ دیکھا ہے اور جو تُجھ سے باتیں کرتا ہے وُہی ہے ○ اُس نے کہا اَے خُداوند مَیں اِیمان لاتا ہُوں اور اُسے سِجدہ کِیا ○

۳۹ یِسُوع نے کہا مَیں دُنیا میں عدالت کے لِئے آیا ہُوں تاکہ جو نہیں دیکھتے وہ دیکھیں اور جو دیکھتے ہیں وہ اندھے ہو

۴۰ جائیں ○ جو فریسی اُسکے ساتھ تھے اُنہوں نے یہ باتیں سُنکر

۴۱ اُس سے کہا کیا ہم بھی اندھے ہیں؟ ○ یِسُوع نے اُن سے کہا کہ اگر تُم اندھے ہوتے تو گُنہگار نہ ٹھہرتے مگر اب کہتے ہو کہ ہم دیکھتے ہیں۔ پس تُمہارا گُناہ قائِم رہتا ہے ○

باب ۱۰

۱ مَیں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ جو کوئی دروازہ سے بھیڑخانہ میں داخِل نہیں ہوتا بلکہ اَور کِسی طرف سے چڑھ جاتا ہے

۲ وہ چور اور ڈاکُو ہے ○ لیکن جو دروازہ سے داخِل ہوتا ہے

۳ وہ بھیڑوں کا چرواہا ہے ○ اُسکے لِئے دربان دروازہ کھول دیتا ہے اور بھیڑیں اُسکی آواز سُنتی ہیں اور وہ اپنی بھیڑوں

۴ کو نام بنام بُلا کر باہر لے جاتا ہے ○ جب وہ اپنی سب بھیڑوں کو باہر نِکال چُکتا ہے تو اُنکے آگے آگے چلتا ہے اور بھیڑیں اُسکے پیچھے پیچھے ہو لیتی ہیں کیونکہ وہ اُسکی آواز

۵ پہچانتی ہیں ○ مگر وہ غَیر شخص کے پیچھے نہ جائینگی بلکہ اُس

۶ سے بھاگینگی کیونکہ غَیروں کی آواز نہیں پہچانتیں ○ یِسُوع نے اُن سے یہ تمثِیل کہی لیکن وہ نہ سمجھے کہ یہ کیا باتیں ہیں جو ہم سے کہتا ہے ○

۷ پس یِسُوع نے اُن سے پھر کہا مَیں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں

۸ کہ بھیڑوں کا دروازہ مَیں ہُوں ○ جِتنے مُجھ سے پہلے آئے سب

۹ چور اور ڈاکُو ہیں مگر بھیڑوں نے اُنکی نہ سُنی ○ دروازہ مَیں ہُوں اگر کوئی مُجھ سے داخِل ہو تو نجات پائیگا اور اندر باہر آیا جایا

۱۰ کریگا اور چارا پائیگا ○ چور نہیں آتا مگر چُرانے اور مار ڈالنے اور ہلاک کرنے کو۔ مَیں اِسلِئے آیا کہ وہ زِندگی پائیں اور کثرت

۱۱ سے پائیں ○ اچھا چرواہا مَیں ہُوں۔ اچھا چرواہا بھیڑوں کے

۱۲ لِئے اپنی جان دیتا ہے ○ مزدُور جو نہ چرواہا ہے نہ بھیڑوں

براہین احمدیہ، روحانی خزائن 12 صفحہ 97

صرف برہمن ہی نیکی کے وارث ہیں

۹۵۔ اس برہمن سے بڑھکر اور کون ہے کہ جس کے مکھ سے دیوتا لوگ ہمیشہ اور پتر لوگ کیبیہ کھاتے ہیں۔

۹۶۔ ساکن و متحرک جانداروں میں کیڑا افضل ہے اور اس سے چارپایہ اور اس سے آدمی اور اس سے برہمن افضل ہے۔

۹۷۔ برہمنوں میں وید شاستر و کے پڑھنے والے اور ان سے وید و شاستر کے موافق کام کرنے کی خواہش رکھنے والے اور ان سے وید و شاستر کے موافق کام کرنے والے اور ان سے برہم گیانی افضل ہیں۔

۹۸۔ براہمن دھرم کی صورت ہے اور دھرم کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس لئے مکت پانے کے لائق ہوتا ہے۔

۹۹۔ پرمیشور نے دھرم کے خزانہ کی حفاظت کیواسطے دو وان براہمنوں کو پیدا کیا۔

۱۰۰۔ جو کچھ اس دنیا میں ہے وہ سب براہمن کیواسطے ہے۔ کیونکہ براہمن اپنے گیان کی خوبی سے اس سے ٹھیک ٹھیک فائدہ اٹھا سکتا ہے اور دوسرے ورن گیان کی کمی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے اسواسطے سب کچھ براہمنوں کا ہی ہے کیونکہ برہماجی کے اپدیش سے سب کو دھرم سکھلانے کیلئے پیدا ہوا اس لئے سب سے افضل ہے۔

۱۰۱۔ براہمن اپنی ہی چیزوں کو کھاتا ہے اور پہنتا ہے اور دیتا ہے اسکی مہربانی سے کشتری لوگ چین کرتے ہیں۔

۱۰۲۔ اس براہمن کے کرم اور کشتری وغیرہ کے کرم جاننے کے لئے برہماجی کے بیٹے منوجی نے اس شاستر کو بنایا۔

نوٹ: اس شلوک سے گیانی بندگی بنائی ہے۔ اور بعضوں کے نزدیک یہ شلوک ملایا ہوا ہے

حوالہ نمبر **22**

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 94

حوالہ نمبر 22

ویدوکت یوگ کا طریق سب ملکوں میں جاری تھا ✝

خروج کی کتاب

(۳۷) ۔۔۔ جب موسےٰ بڑا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔ اور دیکھا کہ ایک مصری ایک عبرانی کو جو ایک اُس کے بھائیوں میں سے تھا مار رہا ہے۔ پھر اُس نے اِدھر اُدھر نظر کی اور دیکھا کہ کوئی نہیں۔ تب اس مصری کو مار ڈالا اور ریت میں چھپا دیا جب وہ دوسرے دن باہر گیا تو کیا دیکھا کہ دو عبرانی آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ تب اُس نے اُس کو جو ناحق پر تھا کہا کہ تو اپنے یار کو کیوں مارتا ہے وہ بولا کس نے تجھے ہم پر حاکم یا منصف مقرر کیا آیا تو چاہتا ہے کہ جس طرح تو نے اُس مصری کو مار ڈالا مجھے بھی مار ڈالے۔ تب موسےٰ ڈرا اور۔۔۔۔۔ بھاگا۔ (باب ۲ آیت ۱۱ تا ۱۵)

(محقق) اب دیکھئے! عیسائیوں کے اعلےٰ ہادی مذہب موسےٰ کی خصلتیں۔ اُس کا چال چلن غصہ وغیرہ بد صفات سے پُر ہے وہ انسان کی جان کُشی کرنے والا اور چور کی مانند بد کار سزا سے گریز کرنے والا تھا اور جب بات کو چھپاتا تھا تو دروغ گو بھی ضرور ہوگا۔ ایسے شخص کو بھی خدا ملا اور وہ پیغمبر بنا۔ اُس نے یہودیوں کا مذہب جاری کیا۔ جیسا موسےٰ آپ تھا ویسا اُسکا مذہب تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے تمام ہادیانِ مذہب موسےٰ سے لے کر اخیر تک سب جنگلی حالت میں تھے تعلیم یافتہ بالکل نہ تھے ✝ ۳۷ ✝

(۳۸) یہ فسح کا برہ ذبح کرو اور تم زوفے کی ایک مُٹھی لو اور اُسے اُس لہو میں جو باسن میں ہے غوطہ دیکے اوپر کے چوکھٹ اور دونوں بازو دروازے کے اُس سے چھاپو اور تم میں سے کوئی صبح تک اپنے گھر کے دروازے سے باہر نہ جاوے اِس لئے کہ خدا گزر کریگا تا کہ مصریوں کو مارے اور جب وہ اوپر کے چوکھٹ پر اور دونو بازو پر لہو کو دیکھے گا تو خداوند در پر سے گذر یگا اور ہلاک کرنے والے کو نہ چھوڑے گا کہ تمہارے گھروں میں آکے تمہیں مارے ✝ (باب ۱۲۔ آیت ۲۱ تا ۲۳)

(محقق) بھلا یہ جو جادو ٹونہ کرنے والے شخص کی مانند ہے وہ خدا کبھی ہمہ دان ہو سکتا ہے؟ جب لہو کا نشان دیکھے تب ہی خدا اسرائیل کے خاندان کا گھر پہچان سکے ورنہ نہیں۔ یہ کام کو کم عقل آدمی کی مانند ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ باتیں کسی جنگلی آدمی کی لکھی ہوئی ہیں ✝ ۳۸ ✝

(۳۹) اور یوں ہوا کہ خداوند نے آدھی رات کو مصر کی زمین میں سارے پلوٹھے فرعون کے پلوٹھے سے لیکے جو اپنے تخت پر بیٹھا تھا اُس قیدی کے پلوٹھے تک جو قید خانے میں تھا۔

آریہ تمام انبیاء کو جلسان سمجھتے ہیں

للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفيّ
رَحِمَه الله تعالى

طبعة فريدة مصححة مرقمة مرتبة
حسب المعجم المفهرس وفتح الباري ومأخوذة
من أصح النسخ ومذيلة بأرقام طرق الحديث

للنشر والتوزيع
الرياض

حوالہ نمبر **23**

براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 98 حاشیہ 9

اوم

رگوید آدی بھاشیہ بھومکا

مصنفہ

مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی

مترجمہ

منشی رام جگیاسو حال سوامی شردھانند

پرکاشک

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ متصل آریہ مندر لاہور

نے

صرف سرورق شری بالمکند سٹیم پریس لاہور میں

باہتمام پنڈت کشن گوپال پرنٹر چھپوایا

بار اول قیمت ۱۲/ ۱۹۸۴
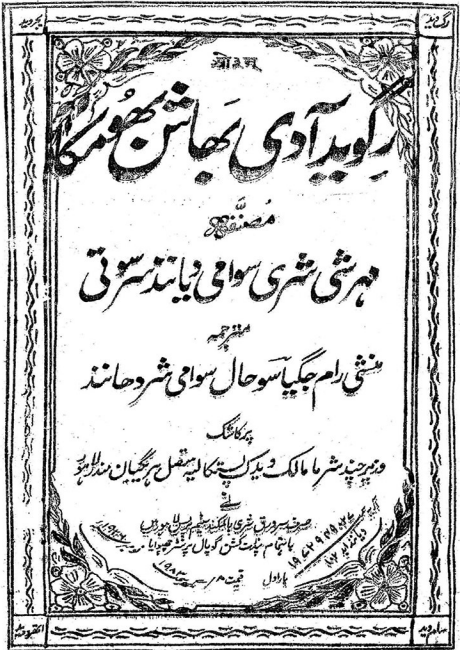
تردید کہ پہلے ہی بڑی معقول دلایل سے ہوچکی ہے۔ اور دوئم یہہ کہ جب بہوگربہہ ودّیا (علم جیالوجی) سے ثابت ہے۔کہ دُنیا کو بنے ہوئے کروڑوں برس گزر چکے ہیں تو پھر چار پانچ ہزار برسوں سے پیشتر انسانوں کے لیے کسی ہدائیت نامہ کی عدم موجودگی پرمیشور کو نامکمل اور غیر منصف ثابت کریگی پس صاف ثابت ہوتا ہے۔کہ پرمیشور کا اصلی گیان وید ہے۔ اور اُسکا انسانوں کی عقل میں آغاز آفرینش کے وقت ظہور ہوا۔ اب سوال صرف یہہ رہجاتا ہے۔کہ کن انسانوں کی عقل میں انکا ظہور ہوا۔ رشی جواب دیتے ہیں کہ اگنی۔ وایو۔ آدتیہ۔ اور انگرا۔ ان چاروں رشیوں کے گیان میں چاروں ویدوں کا پرکاش ہوا۔ برخلاف اِس کے پورانک ہندو لوگ یہہ مانتے ہیں۔کہ ویدوں کا گیان پہلے پہل برہما کو ملا۔ دیکھنا یہہ ہے۔کہ ان دونوں میں سے کس کا دعویٰ ٹہیک ہے۔

شت پتھ براہمن کے پرمان سے صاف ثابت ہے۔کہ اگنی وغیرہ رشیوں پر وید نازل ہوئے۔ منوسمرتی میں بھی لکھا ہے کہ برہما نے اگنی وغیرہ رشیوں سے وید حاصل کئے۔ ہمارے پورانک بھائی صرف شوتیاشتر اُپنشد کے حسب ذیل قول سے اپنے دعویٰ کو ثابت کرنیکی کوشش کیا کرتے ہیں۔

यो ब्रह्माणं विद धाति पूर्वं यो वै वेदां श्च प्रहि
णोति तस्मै ॥

لیکن اگر اِس مصرعہ کے لفظ प्रहिणोति (پرہینوتی) کے معنوں پر غور کیجاوے۔ تو صاف ظاہر ہوجائیگا۔کہ برہما نے ویدوں کو چاروں رشیوں سے ہی سیکھا تھا۔ کیونکہ ہی (ہی دہاتو) گیان۔ گمن۔ اور پراپتی کے معنوں میں آتا ہے۔ یہاں پراپتی یعنی حصول کے ارتھ کرکے صاف

حوالہ نمبر **24**

مكتبة دار السلام

فرع شارع الأمير عبد العزيز بن جلوي (الضباب سابقاً)
الرياض - تلفون: ٤٠٣٣٩٦٢، فاكس: ٤٠٢١٦٥٩

الطبعة الثانية
ذو الحجة ١٤١٩ - مارس ١٩٩٩

براہین احمدیہ ، روحانی خزائن ج 1 صہ 98 حاشیہ 8

THE MESSAGE OF THE VEDAS

Sold by—

ATMA RAM,

HEAD CLERK,

D. A.-V. COLLEGE, LAHOR

Price Rs. 1-4.

Message of the Vedas

Message

بدھا کے مکھ سے چاروں ویدنکلے

The Message of Vedas / براہین احمدیہ، روحانی خزائن ج 1 صفحہ 98 حاشیہ 8

حوالہ نمبر **24**

The Bhagavat Purana says:—

कदाचिद्ध्यायतः स्रष्टुर्वेदा आसंश्चतुर्मुखात् ।

"Once the Vedas sprang from the four-faced (omniscient) Creator, as He meditated (how shall I create the aggregate world as before?)

If what has been said above is not sufficient to convince the non-believer of the necessity and possibility of revelation and of the revealed character of the Vedas, it must have at least made it amply evident that the Vedas occupy the highest position in the sacred Literature of the Hindus and have, for thousands of years past, been their infallible guide in all the matters connected with belief and worship."

The next question that can be discussed in connection with the Vedas is.

ARE THE VEDAS ETERNAL.

The Hindu religious books firmly believe in the eternity of the Vedas. And if the Vedas contain the truth and inculcate principles which are universally correct, they must be eternal in one sense, because truth is eternal and everlasting. But a book may be a revealed book even if it is not eternal. And if the Vedas possess the other credentials of a revealed book, they cannot be denied the honours of revelation even if they were not given in the beginning.

حوالہ نمبر 25

فَقالَ: «لا تَفْعَلْ، بِعِ الجَمْعَ بالدَّراهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بالدَّراهِمِ جَنِيبًا». [راجع: ٢٢٠١، ٢٢٠٢]

٤٢٤٦، ٤٢٤٧ - وَقالَ عَبْدُ العَزِيزِ بنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ المَجِيدِ، عَنْ سَعِيدٍ: أَنَّ أبا سَعِيدٍ وأبا هُرَيْرَةَ حَدَّثاهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ أخا بَني عَدِيٍّ مِنَ الأَنْصارِ إلى خَيْبَرَ فأَمَّرَهُ عَلَيْها. [راجع: ٢٢٠١، ٢٢٠٢]

وَعَنْ عَبْدِ المَجِيدِ، عَنْ أبي صَالحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أبي هُرَيْرَةَ، وأبي سَعِيدٍ: مِثْلَه.

(٤١) بابُ مُعامَلَةِ النَّبِيِّ ﷺ أَهْلَ خَيْبَرَ

٤٢٤٨ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: أَعْطَى النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ اليَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوها وَيَزْرَعُوها ولَهُمْ شَطْرُ ما يَخْرُجُ مِنْها. [راجع: ٢٢٨٥]

(٤٢) بابُ الشَّاةِ الَّتِي سُمَّتْ للنَّبِيِّ ﷺ بخَيْبَرَ،

رَواهُ عُرْوَةُ عَنْ عائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

٤٢٤٩ - حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ: حَدَّثَني سَعِيدٌ عَنْ أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ شاةٌ فِيها سُمٌّ. [راجع: ٣١٦٩]

(٤٣) [باب] غَزْوَةِ زَيْدِ بنِ حارِثَةَ

٤٢٥٠ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا سُفْيانُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ ابنُ دِينارٍ عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قالَ: أَمَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أُسامَةَ عَلى قَوْمٍ فَطَعَنُوا في إمارَتِهِ فَقالَ: «إنْ تَطْعَنُوا في إمارَتِهِ فَقَدْ طَعَنْتُمْ في إمارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ، وايْمُ اللهِ لَقَدْ كانَ خَلِيقًا لِلإمارَةِ، وَإنْ كانَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إلَيَّ، وإنَّ هٰذا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إلَيَّ بَعْدَهُ». [راجع: ٣٧٣٠]

(٤٤) بابُ عُمْرَةِ القَضاءِ،

ذَكَرَهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

٤٢٥١ - حَدَّثَني عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُوسَى عَنْ إسْرائِيلَ، عَنْ أبي إسْحاقَ، عَنِ البَراءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: لَمَّا اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ في ذي القَعْدَةِ فأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى قَاضاهُمْ عَلى أَنْ يُقِيمَ بِها ثَلاثَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كُتِبَ الكِتابُ كَتَبُوا: هٰذا ما قاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ. قالُوا: لا نُقِرُّ لَكَ بِهٰذا، لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ ما مَنَعْناكَ شَيْئًا، ولٰكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ اللهِ، فَقالَ: أنا رَسُولُ اللهِ، وأنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ اللهِ. ثُمَّ قالَ لِعَلِيٍّ: «امْحُ رَسُولُ اللهِ»، قالَ عَلِيٌّ: لا وَاللهِ لا أَمْحوكَ أَبَدًا، فأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الكِتابَ وَلَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ، فَكَتَبَ: هذا ما قاضَى مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ اللهِ لا يُدْخِلُ مَكَّةَ السِّلاحَ إلَّا السَّيْفَ في القِرابِ، وأَنْ لا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِها بأَحَدٍ إنْ أَرادَ أَنْ يَتْبَعَهُ، وأَنْ لا يَمْنَعَ مِنْ أَصحابِهِ أَحَدًا إنْ أَرادَ أَنْ يُقِيمَ بِها، فَلَمَّا دَخَلَها وَمَضَى الأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقالُوا: قُلْ لِصَاحِبِكَ: اخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الأَجَلُ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَتَبِعَتْهُ ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنادي: يا عَمِّ يا عَمِّ، فَتَناوَلَها عَلِيٌّ فأَخَذَ بيَدِها وقالَ لفاطِمَةَ عَلَيْها السَّلامُ: دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ، حَمَلَتْها، فاخْتَصَمَ فِيها عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ، فَقالَ عَلِيٌّ: أنا أَخَذْتُها وَهِيَ بِنتُ عَمِّي، وقالَ جَعْفَرٌ: هِيَ ابْنَةُ عَمِّي وَخالَتُها تَحْتِي، وَقالَ زَيْدٌ: بِنتُ أَخِي، فَقَضَى بِها النَّبِيُّ ﷺ لِخالَتِها وقالَ: «الخالَةُ بمَنْزِلَةِ الأُمِّ». وَقالَ لِعَلِيٍّ: «أَنتَ مِنِّي وأنا مِنْكَ». وَقالَ لِجَعْفَرٍ: «أَشْبَهْتَ خَلْقي وخُلُقي»، وَقالَ لِزَيْدٍ: «أَنتَ أَخُونا وَمَوْلانا». وقالَ عَلِيٌّ: ألا تَتَزَوَّجُ بِنْتَ حَمْزَةَ؟ قالَ: «إنَّها بِنْتُ أَخي مِنَ الرَّضاعَةِ». [راجع: ١٧٨١]

٤٢٥٢ - حَدَّثَني مُحَمَّدٌ - هُو ابنُ رَافِعٍ -: حَدَّثَنا سُرَيْجٌ: حَدَّثَنا فُلَيْحٌ قَالَ؛ ح: وحَدَّثَني

حوالہ نمبر **25**

براہین احمدیہ، روحانی خزائن ج 1 صفحہ 98 حاشیہ 8

جملہ حقوق

ویدارتھ پرکاش

عرف

ویدک تہذیب

حصہ اوّل

آئینۂ "المسیح" بانئ ست دھرم

مصنف

گومیدھ جگیہ (ویدک حیوانی قربانی)، ردِّ تناسخ، ست دھرم پرکاش

گورو بابا نانک دیو اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کا مذہب وغیرہ

لدھیانہ کی برقی پریس ہال بازار امرتسر میں باہتمام ابو رضا عطاء اللہ پرنٹر چھپا اور "آئینۂ المسیح" پبلشر نے بٹالہ سے شائع کیا

بار اوّل ایک ہزار | ۱۹۳۵ء | قیمت عہ

باب اوّل

ویدوں کے مصنّف رِشی

میرا نہ صرف خیال ہی ہے بلکہ دعوےٰ ہے کہ وید مقدس الف لیلےٰ۔ انوار سہیلی۔ ہت اُپدیش۔ پنج تنتر کی مثل فرضی قصے کہانیوں کی کتابیں ہیں۔ اور معمولی علم وعقل والے رشیوں کی تصانیف ہیں یاد رہے کہ ہر ایک وید منتر کا کوئی نہ کوئی رشی اور دیوتا ہوتا ہے۔ متکلم کا نام رشی اور مخاطب یا مضمون کا نام دیوتا کہلاتا ہے۔ جیسا کہ رگوید کی سروانو کرمنی ۲-۴ میں لکھا ہے کہ:-

"यस्य वाक्यं स ऋषिः" جسکا کلام ہے وہی رشی ہے۔

نیز شونک آچاریہ کی سروانوکرم پری شششٹ پری بھاشا کھنڈ میں نیتری آرنک ۴-۱-۱ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:-

"यस्य वाक्यं स ऋषिः या तेनोच्यते सा देवता यदक्षर परिमाणं तच्छंदं तथा नमो वाचस्पतये नम ऋषिभ्यो मंत्र कृद्भ्यो मंत्र पतिभ्यो मामामृषयो मंत्र कृतो मंत्र पतयः परादुर्भा ॥"

ترجمہ:- جو جس کا کلام ہے اُس کا وہی رشی ہے۔ جس کا ذکر پایا جاوے وہ دیوتا کہلاتا ہے۔ جو حروف کا اندازہ ہے اُسے چھند کہتے ہیں۔ واچسپتی کو نمسکار ہے۔ منتروں کے مصنف رشیوں اور منتروں کے مالکوں کو نمسکار ہے۔ منتروں کے مالک اور منتروں کے مصنف ہی

سائن آچاریہ جی یوں کہتے ہیں کہ:-

"कुशिकस्य राजर्षेः सूनुर्विश्वामित्रो ऽहं"

میں وشوامتر جو کشک کا بیٹا ہوں -

اور نرکت ۲-۲۵ میں یھامنی یا سک آچاریہ جی بھی لکھتے ہیں ک...

कुशिकस्य सूनुः कुशिको राजा बभूव

ترجمہ (از آریہ سماجی پنڈت راجارام صاحب شاستری پروفیسر ڈ...
اے- وی کالج لاہور) "کشک کا پتر- کشک راجا ہوا ہے"

رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۹۸ منتر ۵ میں اس منتر کے رشی کا نا...
بمعہ ولدیت درج ہے۔ اس منتر کے رشی کا نام دیواپی ولد رشی شین...
لکھا ہے۔ منتر یہ ہے:-

आर्ष्टिषेणो होत्रमृषि निषीदन्देवापिः

"آرشٹی شین ہوترم رشی نشیدن دیواپی" - ترجمہ - رشٹی شین ک...
بیٹا دیواپی رشی ہوم کرنے بیٹھا - یھامنی یا سک آچاریہ بھی نرکت...
۱۱ میں اس وید منتر کے لفظ "آرشٹی شین" کا ترجمہ یوں کرتے ہیں...

"आर्ष्टिषेण ऋष्टिषेणस्य पुत्रः"

جسکا ترجمہ آریہ سماجی پروفیسر راجارام صاحب شاستری بھی یوں کرتے...
"رشٹی شین کا پتر (بیٹا) دیواپی رشی"

رگوید منڈل ۱- سوکت ۱۷۹ منتر ۴ کی مصنفہ رشی کا نام لوپا...
ہے اور وید منتر میں بھی لوپا مدرا کا نام پایا جاتا ہے اور لوپا مدرا...
ہی حال یوں لکھتی ہے کہ:-

حوالہ نمبر **27**

تصنيف

أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني

(٢٠٢ - ٢٧٥ هـ)

حكم على أحاديثه وآثاره وعلّق عليه

العلاّمة المحدّث محمد ناصر الدين الألباني

طبعة مميّزة بضبط نصّها، مع تمييز
زيادات أبي الحسن القطان، ووضع الحكم على الأحاديث والآثار،
وفهرست الأطراف والكتب والأبواب

اعتنى به

أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد
الرياض

حوالہ نمبر **26**

براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 ص 99

رگ وید | یجر وید

ओ३म्

رگوید آدی بھاشن بھومکا

مصنفہ

مہرشی شری سوامی دیانند سرستی

مترجمہ

منشی رام جگیاسو حال سوامی شردھانند

پرکاشک

وزیر چند شرما مالک ویدک پستکالیہ متصل ہرگیان منڈل لاہور

نے

صرف سرورق شری بالمکند سٹیم پریس لاہور میں

باہتمام پنڈت کشن گوپال پرنٹر چھپوایا

بار اول قیمت ۸/ ستمبر ۱۹۰۸

سام وید | اتھرو وید

حوالہ نمبر **26**

براہین احمدیہ، روحانی خزائن ج ۱ صفحہ ۹۹

۳۱

ترجمہ وید آدی بھاش بھومکا

ویدوں کا پرکاش بھولکر جاہل لوگوں سے جو چاہا سنوایا گیا۔
حاصل کلام یہہ کہ وید ایشور کا گیان ہے۔ گو انسان کے ذریعہ سے اسکا ظہور ہوا۔ لیکن چونکہ اسکا منبع ایشور ہے۔ اِس لیئے اُسی کا گیان اسے سمجھنا چاہیئے۔

اِن چار رشیوں پر ہی وید کیوں نازل ہوئے؟

سوال۔ ایشور منصف ہے یا طرفدار؟

جواب۔ وہ منصف ہے۔

سوال۔ تو پھر اُسنے کیوں صرف ان چاروں (اگنی وغیرہ رشیوں) کے ہی دلوں میں ویدوں کا ظہور کیا۔ کیوں نہ سبکے دلوں میں اُنکا پرکاش کیا؟

جواب۔ اِس سے پرمیشور پر طرفداری کا ذرا بھی الزام نہیں آتا۔ بلکہ اُس نیاء کاری پرماتما کا اعلیٰ انصاف ہی ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ انصاف اِسکا نام ہے۔ کہ جو جس قسم کے فعل (کام) کرے۔ اُسے اُسی قسم کا پھل دیا جاوے۔ سو اِسکو جاننا چاہیئے کہ اُنہیں چار انسانوں کے گزشتہ نیک اعمال ایسے تھے۔ کہ اُنکے دلوں میں ویدوں کا ظہور ہونا مناسب تھا۔

سوال۔ لیکن وے چار انسان تو آغاز آفرینش میں پیدا ہوئے تھے اُن کے گزشتہ نیک اعمال کہاں سے آئے۔

جواب۔ سب جیوآتما سوروپ سے اناد(ی) (ازل سے وجود) تھے۔ اُنکے ہیں۔ اور اُن کے کرم (اعمال) اور یہہ جہان پرواہ (سلسلہ

لکھ
ع

براہین احمدیہ، روحانی خزائن ج 1 صفحہ 99 حاشیہ 8

حوالہ نمبر **27**

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

13 Bound to three pillars captured Sunahsepa thus to the Âditya made his supplication.
Him may the Sovran Varuṇa deliver, wise. ne'er deceived, loosen the bonds that bind him.
14 With bending down, oblations, sacrifices, O Varuṇa, we deprecate thine anger :
Wise Asura, thou King of wide dominion, loosen the bonds of sins by us committed.
15 Loosen the bonds, O Varuṇa, that hold me, loosen the bonds above, between, and under.
So in thy holy law may we made sinless belong to Aditi, O thou Âditya.

HYMN XXV. Varuṇa.

Whatever law of thine, O God, O Varuṇa, as we are men,
Day after day we violate,
2 Give us not as a prey to death, to be destroyed by thee in wrath,
To thy fierce anger when displeased.
3 To gain thy mercy, Varuṇa, with hymns we bind thy heart, as binds
The charioteer his tethered horse.
4 They flee from me dispirited, bent only on obtaining wealth,
As to their nests the birds of air.
5 When shall we bring, to be appeased, the Hero, Lord of warrior might,
Him, the far-seeing Varuṇa ?
6 This, this with joy they both accept in common : never do they fail
The ever-faithful worshipper.
7 He knows the path of birds that fly through heaven, and, Sovran of the sea,
He knows the ships that are thereon.

---

13 *Three pillars*, or trees, apparently the sacrificial post, a sort of tripod. *The Âditya* is Varuṇa one of the sons of Aditi. See I. 14. 3.
14 *Asura :* an incorporeal, spiritual, divine being ; the Zend Ahura.
15 *The bonds :* according to Sâyaṇa, the ligatures fastening the head, the waist and the feet. But the bonds of sin are here intended. *May we belong to Aditi :* May we be restored to freedom and the enjoyment of nature.

4 *They flee :* apparently, my enemies ; but the passage is very obscure. 6 *Both :* Varuṇa and Mitra. Why Mitra is thus suddenly introduced is not clear. The stanza breaks the connexion between stanzas 5 and 7 ; and is probably an interpolation. 7 Varuṇa is King of the air and of the sea, the latter being often regarded as identical with the former.

حوالہ نمبر **27** براہین احمدیہ، روحانی خزائن ج 1 صفحہ 99 حاشیہ 8

9 Associate with Varuṇa, with Mitra, Soma, Vishṇu, come,
Agni, as erst with Atri, enjoy the juice.

10 Associate with Vasus, with Âdityas, Indra, Vâyu, come, Agni as erst with Atri, so enjoy the juice.

11 May Bhaga and the Asvins grant us wealth and health, and Goddess Aditi and he whom none resist.
The Asura Pûshan grant us all prosperity, and heaven and Earth most wise vouchsafe us happiness.

12 Let us solicit Vâyu for prosperity, and Soma who is Lord of all the world for weal;
For weal Brihaspati with all his company. May the Âdityas bring us health and happiness.

13 May all the Gods, may Agni the beneficent, God of all men, this day be with us for our weal.
Help us the Ribhus, the Divine Ones, for our good, May Rudra bless and keep us from calamity.

14 Prosper us, Mitra, Varuṇa. O wealthy Pathyâ, prosper us.
Indra and Agni, prosper us; prosper us thou, O Âditi.

15 Like Sun and Moon may we pursue in full prosperity our path,
And meet with one who gives again, who knows us well and slays us not.

HYMN LII.

SING boldly forth, Syâvâsva, with the Maruts who are loud in song,
Who, holy, as their wont is, joy in glory that is free from guile.

2 For in their boldness they are friends of firm and sure heroic strength.
They in their course, bold-spirited, guard all men of their own accord.

3 Like steers in rapid motion they advance and overtake the nights;
And thus the Maruts' power in heaven and on the earth we celebrate.

---

11 *Health and wealth*: *svasti*; well-being, prosperity. I have slightly varied the translation of the word, which recurs in every line of stanzas 11—14 and in the first line of 15. *The Asura*: the divine and immortal being. Sâyaṇa explains the word as 'the expeller of enemies, or the giver of life and strength.' 12 *With all his company*: with all the host of heaven. 14 *Wealthy Pathyâ*: 'the rich path,' personified as a deity of happiness and welfare. 15 *Who gives again*: who repays the kindness we have shown him when he was our guest. These, as a Professor Ludwig observes, are the wishes of a man who is starting on a journey to a distant place.

براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن ج12 صفحہ 99 حاشیہ 8

حوالہ نمبر **28**

LONGMANS' HISTORY OF INDIA

(FROM THE BEGINNING TO A.D. 1526)

THE PUBLISHERS UNITED LTD.
176 ANARKALI, LAHORE

حوالہ نمبر **28**

براہین احمدیہ ، روحانی خزائن ج1 صفحہ ۹۹ حاشیہ 8

Vedic Literature

The only sources from which we derive our knowledge of the Indo-Aryans is their sacred literature known as the Vedic literature. It comprises the four Vedic Samhitas and other allied compositions like the Brahmanas, the Aranyakas, the Upanishadas, the Sutras, the Vedangas and the Upavedas. The four Samhitas are Rig, Sama, Yajur, and Atharva. Of these, the Rigveda Samhita is regarded as the oldest; in fact, the oldest literary monument in the literature of the world. It contains 1,017 hymns arranged in ten books or *Mandala*.[1] The Samaveda consists, for the most part, of hymns taken from the Rigveda and has little or no independent historical value. The hymns are arranged mainly with a reference to their utility in the performance of the Soma sacrifice, and for this purpose are set to music or special tunes. The Yajur, like the Sama, also borrows much material from the Rigveda. The prayer hymns thus borrowed are put in the order in which they were to be recited at the time of certain sacrifices. The prose portion of the Yajur, however, gives a good deal of information about the sacrificial ritual. The Atharvaveda, though not so valuable as a piece of literary work, is important from the standpoint of the development of Aryan civilization and culture. It contains hymns dealing mostly with popular spells and charms for keeping away demons, diseases and enemies and thus preserves a strata of popular cults and superstitions which were being added to the original Aryan beliefs.

The Brahmanas are essentially in prose and were designed to explain the meaning and substance of the Vedic texts. These are, in a way, commentaries on the Samhitas written by learned priests. Each of the four Samhitas has its own Brahmana or commentary. The need for writing these explanatory or help-books was probably felt at the time when the old language in which the Rigveda was composed came to be forgotten and new forms of speech came in vogue.

The Aranyakas are treatises written in addition to the Brahmanas to give directions to the priests regarding the performance of Yajnas, etc. But besides these directions, the Aranyakas also contained expositions offered by the most learned men of the age on life and its allied problems, like creation, birth, death, matter, soul and God. Since these subtle and speculative problems required sustained concentration, the sages who chose to tackle them always retired into forests (*Aranya*) far away from crowded cities and haunts of men; hence the books they made were called

are mentioned as In-da-ra (Indra), Mi-it-ra (Mitra) and U-ru-w-na (Varuna). It is clear from these documents that Vedic gods were worshipped in Asia Minor at least as early as 1400 B.C.

[1]All these hymns are believed to have been composed by the families of the Rishis like Vishwamitra, Bhardwaj and Vashista. The Hindu belief is that the word of God was directly revealed to these Rishis.

حوالہ نمبر **29**

براہین احمدیہ ، روحانی خزائن ج 1 صفحہ 99 حاشیہ 8

بہشتی پاند سرسوتی سوامی کی بہترین تصنیف

رگوید آدی بھاشیہ بھومکا

کا مستند اردو ترجمہ

مترجمہ چوہدری شمس الٰہی [illegible]

سیکرٹری [illegible]

تمہید تفسیر رگوید وغیرہ

مترجمہ

لکشمن آریو پدیشک

ملنے کا پتہ

آریہ ساہتیہ پستکالیہ دہلی

آریہ پستکالیہ سرسوتی آشرم لاہور

بار اول

قیمت فی جلد ایک روپیہ [illegible]

بہرہ ور ہو سکیں ۔ ۸

(یجروید ۔ ادھیاے ۳۴ ۔ منتر ۲)

यस्मिन्नृचः साम यजूंषि यस्मिन् प्रतिष्ठिता रथनाभावि-
वाराः । यस्मिँश्चित्तं सर्वमोतं प्रजानां तन्मे मनः
शिव संकल्पमस्तु ॥ ९ ॥

اے خدا ۔ اے گنجینۂ رحمت! جس دل کے اندر رگ ۔ سام ۔ اور یجو نقش ہوتے ہیں ۔ جس میں نجات کا صحیح علم منکشف ہوتا ہے ۔ جس میں آپکی مخلوقات کے قواعد حافظہ اس طرح جڑے ہوئے ہیں ۔ جس طرح موتی مالا میں یا آرے رتھ کے پہیے کی ناف میں ۔ وہ میرا دل آپ کی مہربانی سے نیک ارادوں والا یعنی نیکی کا طالب اور سچے معنی کا مظہر ہو ۔ تاکہ وید کے رموز حقیقی کا انکشاف ہو ۔

(یجروید ۔ ادھیاے ۳۴ ۔ منتر ۵)

اے جملہ علوم اور معانی کے جاننے والے! اپنا فضل کرو ۔ تاکہ حقیقی معنے سے پر اس تفسیر وید کو پورا کرنے میں ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ رہے ۔ ہم آپ کے نام ۔ اور وید کے حقیقی مطالب کی اشاعت کر سکیں ۔ اس کے مطالعہ سے ہم سب میں نہایت اعلےٰ اوصاف پیدا ہوں ۔ پربھو! اپنے لطف و کرم سے ہماری عرض کو جلد از جلد قبول فرمائیے ۔ تاکہ یہ رفاہ عام کا کام کامیاب ہو ۔

✻

ویدوں کا ترجمہ

۳۶ چھتیسواں ادھیائے

منترا۔ عالم کی صحبت سے کیا ہوتا ہے

معنی۔ اے انسانو جیسے میرے پران اور اپان کی طرح مضبوط بان انسانی قوت کو پہونچے اور اس زبان اور ان سانسوں سے میں جسمانی قوت پاؤں رگوید کی شکل زبان پاؤں دل کی طرح کے یجروید کو جانوں یوگ وغیرہ پورا کرنیوالے سام وید کو جانوں پاکیزہ آنکھ اور کان پاؤں ویسے ہی تملوگ بھی انکو پاؤ۔ مطلب۔ اے عالمو تمہاری صحبت سے میری رگوید کی برابر قابل تعریف اور یجروید کی برابر دل اور سام وید کی طرح روح اور منترو تنوی سے ملاجسم سب فتوروں سے بری اور قابل ہو۔

منتر۲۔ ایشور پرارتھنا

معنی۔ جو میری آنکھ یا دل میں کمی یا دل کی بیقراری ہے اُسکو بڑے آکاش وغیرہ کا پروردگار پرمیشور مضبوط یا پوری کرے اور سب جگت کا محافظ ہمارے واسطے کلیان کاری ہو۔ مطلب۔ سب انسانونکو چاہئے کہ پرمیشور کی عبادت اور فرمانبرداری سے نا تکلیف دہ دہرم کے عامل بن جتیندری بنیں۔

منتر۳۔ ایشور اوپاسنا

معنی۔ اے انسانو جیسے ہم کرم کانڈ علم اوپاسنا کا علم اور گیان کا علم پورے طور پڑھیں اور اپنی سمجھنے والی عقل کو تحریک دینے والے اُس قابل خواہش تمام ایشور جوں کے داتا پرمیشور کی حواس خمسہ نہ سمجھنے لائق مخفی سب تکلیفوں کے ناشک چمکیلے روپ کا دھیان کریں ویسے ہی تملوگ بھی اُسکا دھیان کرو۔ مطلب۔ جو انسان کرم۔ اوپاسنا اور گیان والے علوم سیکھکر تمام ایشور جوں سے بھرپور پرماتما کے ساتھ اپنی آتما کو ملاتے ہیں اور ادہرم اور ناستکتا و تکلیف کے میلوں کو چھوڑ دہرم عزت اور آراموں کو پہونچتے ہیں انکو انتریامی جگدیشور آپ ہی دہرم کے عمل اور ادہرم کے ترک کرانیکو ہمیشہ چاہتا ہے۔

منتر۴۔ پھر وہی مضمون

معنی۔ ہمیشہ بڑھنے والا عجیب کبھی کم نہ ہونے والا عجیب صفت عمل و عادات سے بھرپور پرمیشور کن حفاظت وغیرہ ترکیبوں سے ہمارا دوست ہو اور کس برتاؤ کرنیوالی نہایت پاکیزہ عقل سے ہمکو نیک صفت عمل و عادات کی تحریک کرے۔ مطلب۔ ہملوگ اسبات کو ٹھیک ٹھیک نہیں جانتے کہ وہ ایشور کس ترکیب سے ہمکو تحریک کرتا ہے کہ جسکی مدد سے ہی ہملوگ دہرم۔ ارتھ۔ کام اور موکش حاصل کرنیکو قابل ہوتے ہیں۔

منتر۵۔ پھر وہی مضمون

المسلمون». قال أبو داود: قال بعضهم عن هشام: «تسعَ سنين»، وقال بعضهم: «سبعَ سنين». [«الضعيفة» (١٩٦٠)].

٤٢٨٧ ـ (ضعيف) حدثناهُ هارون بن عبدالله، حدثنا عبدالصمد، عن همّام، عن قتادة، بهذا الحديث، وقال: «تسعَ سنين». قال أبو داود: وقال غير معاذ: عن هشام: «تسعَ سنين». [انظر ما قبله].

٤٢٨٨ ـ (ضعيف) حدثنا ابن المثنى، حدثنا عمرو بن عاصم، حدثنا أبو العوّام، حدثنا قتادة، عن أبي الخليل، عن عبدالله بن الحارث، عن أم سلمة، عن النبي ﷺ، بهذا الحديث، وحديثُ معاذ أتمّ. [انظر ما قبله].

٤٢٨٩ ـ (صحيح) حدثنا عثمان بن أبي شيبة، حدثنا جرير، عن عبدالعزيز بن رُفَيع، عن عبيدالله ابن القِبْطية، عن أم سلمة، عن النبي ﷺ، بقصة جيش الخسف، فقلت: يا رسول الله، كيف بمن كان كارهاً؟ قال: «يُخسفُ بهم، ولكن يُبْعَث يومَ القيامة على نيته». [م].

٤٢٩٠ ـ (ضعيف) قال أبو داود: حُدِّثت عن هارون بن المغيرة، حدثنا عمرو بن أبي قيس، عن شعيب بن خالد، عن أبي إسحاق قال: قال عليّ رضي الله عنه ـ ونظر إلى ابنه الحسن فقال ـ: إن ابني هذا سيد، كما سمّاه النبي ﷺ، وسَيَخرج من صلبه رجل يُسمَّى باسم نبيكم ﷺ، يُشبهه في الخُلُق ولا يشبهه في الخَلْق، ثم ذكر قصة: يملأ الأرض عدلاً. [«المشكاة» (٥٤٥٨)].

٤٢٩٠ / م ـ (ضعيف) وقال هارون: حدثنا عمرو بن أبي قيس، عن مطرِّف بن طَرِيف، عن الحسن، عن هلال بن عمرو قال: سمعت علياً رضي الله عنه يقول: قال النبي ﷺ: «يخرج رجل من وراء النهر يقال له الحارث بن حَرَّاثٌ، على مقدِّمته رجل يقال له منصور، يُوطِّىء، أو يمكِّن لآل محمدٍ ﷺ، كما مكَّنت قريشٌ لرسول الله ﷺ، وجبَ على كل مؤمنٍ نصره» أو قال «إجابته». [«المشكاة» (٥٤٥٨)].

٣١ ـ كتاب الملاحم

١ ـ باب ما يذكر في قرن المئة

٤٢٩١ ـ (صحيح) حدثنا سليمان بن داود المَهْري، حدثنا ابن وهب، أخبرني سعيد بن أبي أيوب، عن شَراحيل بن يزيد المَعَافري، عن أبي علقمة، عن أبي هريرة ـ فيما أعلم ـ، عن رسول الله ﷺ قال: «إن الله عز وجل يبعثُ لهذه الأمة على رأس كل مئة سنةٍ مَن يُجدِّد لها دينَها». قال أبو داود: رواه عبدالرحمن بن شَريح الإسكندراني لم يَجُزْ به شَراحيل. [«الصحيحة» (٥٩٩)].

٢ ـ باب ما يذكر من ملاحم الروم

٤٢٩٢ ـ (صحيح) حدثنا النفيلي، حدثنا عيسى بن يونس، حدثنا الأوزاعي، عن حسان بن عطية قال: مال مكحول وابن أبي زكريا إلى خالد بن مَعدان، ومِلتُ معهم، فحدثَنا عن جُبير بن نُفير عن الهدنة قال: قال جبير: انطلقْ بنا إلى ذي مِخْبَرٍ: رجلٍ من أصحاب النبي ﷺ، فأتيناه، فسأله جبير عن الهُدْنة، فقال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «ستصالحون الرومَ صلحاً آمناً، فتغزون أنتم وهم عدوّاً من ورائكم، فتُنصرون وتَغنَمون وتَسلَمون، ثمَّ ترجعون حتى تنزلوا بمَرْجٍ ذي تُلول، فيرفع رجلٌ من أهلِ النصرانية الصليبَ فيقول: غَلَبَ

سناتن دھرم کا پراچین گرنتھ منوجی مہاراج کا بنایا

منوسمرتی

شلوک وار مکمل نہایت سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ

معہ

وشنو سہنسر نام

جسے

بھائی تاراچند چھبر بکسیلر و پبلشر لوہاری دروازہ لاہور نے

بصرف زرکثیر برائے افادۂ عام چھپوا کر

بار پنجم — قیمت ۱۲ر مجلد عصہ

گیلانی الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام بھائی تاراچند چھبر پرنٹر چھپا

۲۴ ۔ اس ریت سے راجہ رہکر نیک اور اچھے سے اوقات گذاری کرے تو اس کا یش لوک میں پھیل جائے جیسے پانی میں تیل کا بوند پھیر جاتا ہے ۔

۲۵ ۔ جو راجہ اس کے برخلاف ہے اور جسنے اپنے نفس کو معلوم نہیں کیا اسکا یش لوک میں نہیں پھیلتا جیسے گھی کا بوند پانی میں نہیں پھیلتا ہے ۔

۲۶ ۔ جو ورن اور آشرم اپنے اپنے دھرم پر ثابت قدم ہیں انہوں کی حفاظت کیواسطے راجہ پیدا کیا گیا ہے ۔

۲۷ ۔ منو جی مہارشوں سے کہتے ہیں کہ رشی لوگو راجہ معہ اپنے اہلکاروں کے رعایا کی حفاظت میں مشغول رہتے ہیں ان کے کرنیکے لائق کاموں کو سلسلہ وار ہم آپ لوگوں سے کہیں گے ۔

۲۸ ۔ راجہ صبح کیوقت اٹھکر ایسے براہمنوں کا جو رگ وید یجر وید سام وید کو اور نیتی شاستر جانتے ہوں انکا درشن اور پوجن کرے اور حکم کے تابع کرے ۔

۲۹ ۔ اپنے بزرگوں اور بوڑھے وید پڑھے شدھ براہمنوں کی خدمت راجہ کو ہمیشہ کرنی چاہیئے اس سے راجہ کو مخالف لوگ کبھی دکھ دیتے ہیں ۔

۳۰ ۔ ریدیا کی عقل اور وید شاستر کے پڑھنے سے جو عقل پیدا ہو ان دونوں کی وجہ سے اگر مزاج ملائم ہو تاہم پھر اور زیادتی عاجزی کے براہمنوں سے عاجزی کیا کرے تاکہ کبھی نقصان نہو

۳۱ ۔ بہت راجہ عاجزی نہ کرنے سے معہ اپنے راج و دولت کے بگڑ گئے اور جنگل میں رہنے والے راجاؤں نے عاجزی کرنے سے راج کو پایا ہے منو جی راجہ کو بداوپکار کیواسطے حکم دیتے ہیں خود غرضی کیواسطے نہیں اسواسطے مثل اونچ پرش سے زندگی بسر کرنا بتلایا ہے ۔

۳۲ ۔ رین اش چین کا بیٹا سداس سکھ نم یہ سب راجہ بوجہ عاجزی نہ کرنے کے مٹ گئے ۔

۳۳ ۔ عاجزی کرنیسے منو پر تھا اور منو نے راج پایا اور کو بیر بھگوان کے خزانہ کے خزانچی ہوئے اور بسوامتر کشتری سے براہمن بن گئے ۔

۳۴ ۔ تین وید کے جاننے والوں سے تینوں وید کو ڈنڈ اور نیتی جاننے والوں سے نیتی شاستر کو اور برہم ودیا جاننے والوں سے برہم ودیا کو پڑھے اور حصول دولت کی تدبیر جاننے والوں سے کھیتی اور تجارت

اوم

کُلیّاتِ آریہ مسافر

((جس میں))

سُورگباشی شریمان ویر پنڈت لیکھرام جی آریہ مسافر کی جملہ ۳۳ کتابیں مفصلۂ ذیل

تاریخ دُنیا ۔ ثبوت تناسخ ۔ سری کرشن کا جیون چرتر ۔ ستری شکشا ۔ ستری شکشا کے وسائل ۔ نمستے کی تحقیقات

مُردہ ضرور جلانا چاہیئے ۔ پتت اُدھارن ۔ دھرم پرچار ۔ پوران کس نے بنائے ۔ دیوی بھاگوت پریکشا

مُورتی پرکاش ۔ عطر روحانی ۔ سانچ کو آنچ نہیں ۔ رام چندر جی کا سچّا درشن ۔ کرشچین مت درپن

صداقتِ الہام ۔ سچّے دھرم کی شہادت ۔ نجات کی اصلی تعریف ۔ صداقتِ رگوید ۔ مسئلۂ نیوگ

صداقتِ اصولِ و تعلیم آریہ سماج ۔ تکذیب براہین احمدیہ جلد اوّل ۔ ایضاً جلد دوم ۔ نسخہ خبط احمدیہ ۔ ابطالِ بشاراتِ احمدیہ

رسالۂ جہاد ۔ اظہارِ حق ۔ حجت الاسلام ۔ راہِ نجات ۔ صداقتِ دھرم آریہ ۔ ردّ خلعتِ اسلام ۔ آئینۂ شفاعت

شامل ہیں

حسب الحکم شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب منعقدہ یکم اکتوبر ۱۹۰۳ء

مہاشے کیشب دیو منیجر مطبع ستیہ دھرم پرچارک ہردوار نے

رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز کی مطبع مفید عام لاہور میں ... یا

ملنے کا پتہ

مہاشے کیشب دیو منیجر ستیہ دھرم پرچارک پریس ہردوار ضلع سہارنپور

آریہ سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۰۶ ... بکرمی سمت ... عیسوی سنہ ۱۹۰۴

یافتہ چوں ظاہر مے شود کہ ایں آیہ نیز درحق ایں کتاب قدیم ہست۔ سورہ واقعہ انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطھرون تنزیل من رب العالمین ۔ یعنے قرآن کریم در کتابیست کہ آں کتاب پنہا نست۔ وآں را ادراک نمیکنند مگر دلیکہ مطہر باشد و ایں نازل شدہ ست از پروردگار عالمیان واز لفظ مکنون صریح معلوم مے شود۔ کہ ایں آیہ درحق توریت وانجیل و زبور نیست چراکہ آں پوشیدہ نیستند۔ واز لفظ تنزیل ہم چناں ظاہر مے شود کہ درحق لوح محفوظ ہم نیست چوں انکہ ست کہ بمعنے سر پوشیدگی ست اصل ایں کتاب ست و معنے آیۃ ہائے قرآن مجید بعینہ دراں یافتہ مے شوند۔ پس بہ تحقیق پیوست کہ کتاب مکنون ایں کتاب قدیم باشد" +

اے ناظرین! وید مقدس کے ادھیان کے ادھیا توحید سے بھرپور ہیں اور بہتان اور قصہ جات سے دور۔ یہاں پر مقابلہ کرنے کی ضرورت نہ رہی کیونکہ خود مسلمان موحد کے قول سے ثابت ہو چکا ہے۔ مگر اہل اسلام سے ایک ضروری گذارش ہے کہ آدم و حوا و شیطان و موسیٰ و نوح و ابراہیم و یوسف و یونس۔ و لقمان و سکندر و اصحاب کہف و یاجوج و ماجوج و عمران و ذکریا و عیسیٰ و مریم و ہٰذا صاحب کے خانگی امورات و جنگ و جہاد و سامری و بلقیس دیکھئے دوزخ و بہشت کی نہروں کا حال حور و قصور غلمان و خیرات و زکوٰۃ و حج و احرام و سنگ اسود و نکاح و متاع و حلال و حرام و قربانی وغیرہ کے قصے کہانی نکال کر باقی کو اے بھائیو! اگر آپ انصاف سے مطالعہ فرماویں گے تو بخوبی جان جاوینگے کہ کسقدر الٰہی تعلیم باقی ہے +

ضرورت الہام پیدلائل قاطع کا لکھنا

بعد ملاحظہ کل قرآن شریف کے ہر چند غور و فکر سے دیکھا گیا۔ کوئی ضرورت الہام قرآن کی بپایہ گمان نہ پہنچی۔ چہ جائیکہ ثبوت و اطمینان۔ سوائے قصہ جات مذکورہ بالا کے اگر کوئی عمدہ بات قرآن شریف سے ثابت کرے جو وید مقدس میں نہ ہو تب ہمیں بھی ہو قضہ کلام کا ہو۔ اور علاوہ بریں یہی باتیں یا اس سے عمدہ باتیں قرآن سے پہلی کتابوں میں موجود ہیں۔ پس اس بات سے تو کسی کو انکار نہیں کہ ان پہلی کتابوں نے وہ باتیں قرآن سے نہیں چرائیں مگر فریق ثانی کے ذمہ یہ الزام ضرور ہے جس سے اُس کی راستی والہامیت معرض کا فور ہے۔ اگر قرآن میں کوئی بات ایسی ہے جو نامعلوم یا موہوم ہو۔ تب الہام ہونے کی ضرورت کا مفہوم ہو ورنہ کسی طرح الہامی نہیں ہو سکتا الاسلام تحتہ السیف دلیل کا آپکے ہاں کچھ کام نہیں۔ کون انکار کر سکتا ہے کہ السیف امر الاسلام نہیں۔ قرآن کو دلیل قاطع سے قطعی اجتناب ہے اسی واسطے کمزوری کے وقت لکم دینکم ولی دین کا خطاب ہے۔ جو نسبت حقیقی چاند کو بادہ نخشب سے ہے۔ وہی نسبت وید مقدس کے ساتھ مصنوعی الہام کو جس طرح بار بار نئے آفتاب کے بنا لینے کی ضرورت نہیں جس طرح روز بروز نئی زمین گھڑنے کی حاجت نہیں اسی طرح ایک ہی دفعہ کامل گیان لا تبدیل لکلمات اللہ جو کبھی

+ الحمد رام موہن رائے صاحب بانی برہمو سماج کی راے منقول از رسالہ تت بودھنی سبھا کلکتہ مطبوعہ ۱۸۴۲ء صفحہ سطر ۱۹
"میں یقین کرتا ہوں کہ ان باتوں کے مطالعہ سے آپ کو یقین ہو جاویگا کہ وید میں نہ صرف علم ریاضی طب۔ اسلحہ (توپ۔ بندوق۔ تلوار۔ تیر وغیرہ) ہی ہے بلکہ ان میں اخلاق نیچرل فلاسفی اور تمام علوم و فنون کا بھی بیان ہے چنانچہ تمام علوم جنکا مختلف شاستروں میں بیان ہے۔ صرف ویدوں سے اخذ کئے گئے ہیں"

تغیر و تبدل میں نہیں آتا۔ یعنے وید مقدس پرماتما نے ہدایت عام کے واسطے نازل فرما دیا۔ اب باوجود ہونے آفتاب کے اگر کوئی آنکھیں بند کرلے تو آفتاب کا قصور نہیں بلکہ اس متعصب کو بصارت کی ضرورت نہیں +

احقاق حق و ابطال باطل سے قاصر رہنا

احقاق حق میں جس قدر قرآن کریم زبان ہے اسی قدر ابطال باطل میں بھی وہ قاصر البیان ہے۔ سات آسمان اور سات زمینوں کا ہونا۔ زمین کے اوپر پہاڑوں کو بمنزلہ میخوں کے ٹھوکنا تاکہ زمین جنبش نہ کرے سورج کا چشمہ دلدل میں ڈوبنا چاہ بابل میں ہاروت و ماروت کا قید ہونا۔ چشمہ ہائے دودھ و شہد و شراب کا بہنا۔ سلیمان کے وقت جانوروں کا بولنا وغیرہ حق کے ظاہر کرنے سے قطعی پرہیز ہو رہا ہے۔ ورنہ اہل عالم و ماہران تواریخ و ہیئت و جغرافیہ ان کی نمبروار تردید کر رہے ہیں۔

اسی طرح ابطال باطل میں بھی چشم حق دور ہے۔ اور کہیں بھی روشنی نہیں بلکہ ہر طرف شب دیجور ہے +

بیت اللہ مکہ کی طرف سجدہ کرو۔ وہی خانہ خدا ہے۔ اس کی طرف سے پھر کر سجدہ کرنا ناروا بلکہ گناہ و خطا ہے۔ حج و طواف سے صواب بلکہ گناہ دور ہوتے ہیں چاہ زمزم کے منبع نہرہائے جنت کے سوتے ہیں۔ آب زمزم دل سے گناہوں کے سیاہ داغ دھوتا ہے۔ اور حجر اسود کی تعظیم و چومنے سے گناہ معاف اور سینہ پاک ہوتا ہے احرام کعبہ و زیارت مدینہ سے دل کی نورانی ہے عمرہ کے دوڑنے و جانور کشی یعنے قربانی سے رضا جوئی ربانی ہے۔ اسی طرح وصال حوران اناروپستان و غلمان لالہ رخان کا نمایاں ظہور ہے۔ جن کے ہاتھوں سے اہل جنت کو جام ہائے شراباً طہورا کا دور ہے کیوں ان کے بت حجر اسود کی تعظیم کو نہ مٹایا۔ سجدہ آدم کا صاف حکم فرمایا۔ برخلاف ابطال باطل کے بیچارہ تردید کرنے والے کو لعنتی ٹھہرایا۔ شق القمر کی سحرآمیز تعلیم۔ عرش کے برابر خدا کا وجود بیان کرنا وغیرہ ابطال باطل کی بالکل کوشش نہیں کیگئی۔ اور صاف بت پرستی کی بنیادی دیواریں (تعلیمیں) موجود و مشہور ہیں۔ نہیں معلوم کہ باوجود اس قدر اندھیر کے مرزا صاحب کس طرح "زرالنادر کالمعدوم" کا اشتہار دیکر کہتے ہیں کہ "براہین الاحمدیہ و نبوت المحمدیہ" کا ثبوت ہے۔ اور بیچ در بیچ عربی الفاظ میں طوالت عبارت سے کاغذ سیاہ کر کر قرآن کے الہامی ہونے کا لوگوں کو مقر کرنا چاہتے ہیں۔ جو سراپا محال بلکہ دور از خیال ہے۔ افسوس کہ مرزا صاحب اس کی توحید کو فلسفی مباحثوں سے برتلاتے ہیں۔ اور ثبوت سوائے گالی گلوچ کے کچھ بھی نہیں دکھلاتے۔ یعنے دونوں کتابوں کی توحید اور بیان کر دی اور شرک کی تعلیم و تردید یا عیان +

مرزا صاحب دشنام دہی سے قرآن کی فلاسفی ثابت کرتے ہیں اور مقابلہ و مجادلہ میں قدم دھرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ حق کو ان باتوں سے نفرت ہے۔ اور راستی کو بدزبانی سے عداوت +

اب ناظرین خود ہی انصاف کریں کہ قرآن اور وید میں سے کون عبارت و معنی میں کچا اور ناتمام ہے۔ کون توحید کے پھیلانے اور شرک مٹانے میں کمزور اور خام ہے۔ موسیٰ کو آگ کے سامنے کس نے سجود کرایا ہے۔ اور ابراہیم کا سورج کو کس نے خالق و رب ٹھہرایا ہے۔ آگ۔ چاند۔ سورج اور ستاروں کو بدار حق کون بتلاتا ہے اور فرشتوں کو رب النوع کون ٹھہراتا ہے۔ مگر مرزا صاحب جب سنسکرت سے محض نادان ہیں تو ان کا ویدوں سے بدگمان ہونا جہالت کا نشان ہے۔ افسوس کہ جب وہ خود تسلیم

حوالہ نمبر **37**

ستیارتھ پرکاش

(لفظی سلیس بامحاورہ مستند اُردو ترجمہ)

مُصنّفہ

مہرشی سوامی دیانند سرسوتی

پرکاشک:- آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب گورودت بھون - لاہور

دولت فراہم کرنے کی دُھن میں غلطاں ہوکر تحصیل علم سے روگردانی فضول کی آوارہ گردی وغیرہ ممنوعات میں مصروف ہوکر برہم چریہ (ضبط نفس) اور حصول علم کے فوائد سے امراض میں مبتلا۔ اور جہالت کا شکار بنے رہنا۔ آج کل کے فرقہ پرست اور خود غرض دوسروں کو حصول علم اور صحبت صالحہ سے ہٹا کر اپنے دام فریب میں پھنسا لیتے ہیں سادہ لوح اشخاص کا جسم وجان اور زر و مال برباد کر دیتے ہیں۔ اُن کا خیال یہ ہوتا ہے کہ اگر کشتری وغیرہ دیگر جماعات کے لوگ پڑھ لکھ کر صاحب علم ہو جائیں گے۔ تو ہمارے دام فریب سے باخبر اور نتیجتہً آزاد ہوکر اُلٹا ہماری تحقیر اور تذلیل کریں گے۔ ان سب رکاوٹوں کو بادشاہ اور رعایا دُور کر کے اپنے (تمام ملک کے) لڑکوں اور لڑکیوں کو نعمت سے مستفید کرنے کی جی جان اور صرف زر سے کوشش کریں۔

وید کی تعلیم کے حقدار تمام بنی نوع انسان ہیں

معترض۔ کیا عورتیں شودر بھی وید پڑھنے کے حقدار ہیں؟ اگر یہ پڑھ گئے تو پھر ہم کیا کریں گے؟ اُن کی تعلیم کے حق میں کوئی سند بھی نہیں ہے۔ اُلٹا مندرجہ ذیل ممانعت کا حکم موجود ہے۔

स्त्रीशूद्रौ नाधीयातामिति श्रुतेः ॥

عورت اور شودر نہ پڑھیں۔ یہ شرتی (نص) ہے۔

مجیب۔ تمام عورت و مرد یعنی بنی نوع انسان کو تعلیم حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ اگر ان کے پڑھنے سے تم بیکار ہو جاتے ہو۔ تو تم کنوئیں میں پڑو۔ یہ شرتی (نص) بھی تمہاری طبعزاد ہے کسی مستند کتاب سے ماخوذ نہیں۔ تمام بنی نوع انسان کے لئے وید وغیرہ کتب حقہ کے پڑھنے اور سننے کے استحقاق کی سند یجروید کے چھبیسویں ادھیائے کا دوسرا منتر ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہے۔

यथेमां वाचं कल्याणीमावदानि जनेभ्यः ।
ब्रह्मराजन्याभ्यां शूद्राय चार्याय च स्वाय चारणाय ॥

{پرمیشور فرماتا ہے کہ} جیسے میں بنی نوع انسان کے لئے دنیوی اور ابدی راحت کے دینے

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) حصول علم میں مزاحم ہے۔ طالب علم کا برت۔ تیرتھ! در تلک حصول علم ہے۔ ایسے دین کے ان احکام کی پابندی کرنی چاہیئے۔ جو نہ تو فرقہ وارانہ ہوں اور نہ حصول علم میں سدِّراہ ہوسکیں۔

کرم کانڈ کے سبب غرض ستے ہیں ایشور ہی مقصود ہوتا ہے کیونکہ وہاں اس کے وصال کے لئے دعا مانگی جاتی ہے۔ اور جس قدر حصہ کرم کانڈ کا غرض پرستی پر مبنی ہے اس میں مختلف دنیاوی چیزوں (ساماتوں) کے لئے پرمیشور سے دعا مانگی جاتی ہے بس یہی ان میں فرق ہے۔ مگر واضح رہے کہ ایشور کا تعلق چھوڑ کر کوئی بھی کام نہیں ہوتا۔ یہی وید کا منشا ہے۔ چنانچہ حوالہ ذیل قابل غور ہے :

माहाभाग्याद्देवताया एक आत्मा बहुधा स्तूयते,
एकस्यात्मनोऽन्ये देवाः प्रत्यङ्गानि भवन्ति । कर्मजन्मान,
आत्मजन्मान, आत्मैवैषां रथो भवत्यात्माश्वा, आत्मायुध-
मात्मेषव, आत्मा सर्वं देवस्य देवस्य

(نرکت - ادھیائے ۷، کھنڈ ۴)

کا دیوتاؤں میں کام آنے والے تمام دیوتاؤں میں سے آتما ہی افضل ترین دیوتا ہے کیونکہ آتما ہی مہا بھاگ (قدرت کا مظہر) وغیرہ صفات سے متصف ہے۔ اس کے مقابلے پر کوئی اور دیوتا کسی شمار قطار میں نہیں کیونکہ تمام ویدوں میں ایک بے نظیر، غیر محتاج، ہر جا حاضر ناظر آتما کی ہی عبادت کرنے کی ہر کہیں ہدایت ہے۔ اس کے علاوہ جو دیوتا پہلے کہے گئے یا آگے کہے جائیں گے، وہ سب اس ایک آتما (پرمیشور) کے سامنے محض ایک انگ کی مانند ہیں کیونکہ وہ اس کی قدرت کے ایک ایک شعبہ کے مظہر ہیں یعنی ان سے اس کی قدرت کا ایک ایک جز وی پہلو ظاہر ہوتا ہے۔ چونکہ وہ کرم سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ کرم جنمان کہے جاتے ہیں۔ اور چونکہ آتما (پرمیشور) کی قدرت

في صُحْبَتِهِ ومالِهِ أَبَا بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِيلاً مِنْ أُمَّتِي لاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، إِلاَّ خُلَّةَ الإِسْلَامِ، لا يَبْقَيَنَّ في المَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلاَّ خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ». [انظر (الحديث: 466)].

3905/9 ـ حدّثنا يَحيى بنُ بُكَيرٍ: حَدَّثَنا اللَّيثُ، عَنْ عُقَيلٍ، قالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَني عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيرِ أَنَّ عائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْها، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، قالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ، إِلاَّ وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ، وَلَمْ يَمُرَّ عَلَينا يَوْمٌ إِلاَّ يَأْتِينا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَرَفَيِ النَّهارِ، بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، فَلَمَّا ابْتُلِيَ المُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهاجِراً نَحْوَ أَرْضِ الحَبَشَةِ، حَتَّى بَلَغَ بَرْكَ الغِمادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ، وَهوَ سَيِّدُ القَارَةِ، فَقالَ: أَينَ تُرِيدُ يا أَبا بَكْرٍ؟ فَقالَ أَبو بَكْرٍ: أَخْرَجَنِي قَوْمِي، فَأُرِيدُ أَنْ أَسِيحَ في الأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّي، قالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ: فَإِنَّ مِثْلَكَ يا أَبَا بَكْرٍ لاَ يَخْرُجُ وَلاَ يُخْرَجُ، إِنَّكَ تَكسِبُ المَعْدُومَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحمِلُ الكَلَّ، وَتَقرِي الضَّيفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحَقِّ، فَأَنَا لَكَ جارٌ، ارْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ، فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ، فَطافَ ابْنُ الدَّغِنَةِ عَشِيَّةً في أَشْرَافِ قُرَيشٍ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لاَ يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلاَ يُخْرَجُ، أَتُخْرِجُونَ رَجُلاً يَكْسِبُ المَعْدُومَ، وَيَصِلُ الرَّحِمَ، وَيَحمِلُ الكَلَّ، وَيَقرِي الضَّيفَ، وَيُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحَقِّ، فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيشٌ بِجِوارِ ابْنِ الدَّغِنَةِ، وَقالُوا لابْنِ الدَّغِنَةِ: مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ في دارِهِ، فَلْيُصَلِّ فِيهَا وَلْيَقرَأْ ما شاءَ، وَلاَ يُؤْذِينا بِذلِكَ وَلاَ يَسْتَعْلِنْ بِهِ، فَإِنَّا نَخْشَى أَنْ يَفتِنَ نِسَاءَنا وَأَبْنَاءَنا، فَقالَ ذلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لأَبِي بَكْرٍ، فَلَبِثَ أَبُو بَكْرٍ بِذلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهُ في دارِهِ، وَلاَ يَسْتَعْلِنُ بِصَلاَتِهِ وَلا يَقرَأُ في غَيرِ دارِهِ، ثُمَّ بَدَا لأَبِي بَكْرٍ، فَابْتَنَى مَسْجِداً بِفِنَاءِ دارِهِ، وَكانَ يُصَلِّي فِيهِ، وَيَقرَأُ القُرْآنَ، فَيَنْقَذِفُ عَلَيهِ نِساءُ المُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ، وَهُمْ يَعْجَبُونَ مِنْهُ، وَيَنْظُرُونَ إِلَيهِ، وَكانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلاً بَكَّاءً، لاَ يَمْلِكُ عَينَيهِ إِذَا قَرَأَ القُرْآنَ، وَأَفْزَعَ ذلِكَ أَشْرَافَ قُرَيشٍ مِنَ المُشْرِكِينَ، فَأَرْسَلُوا إِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيهِمْ، فَقالُوا: إِنَّا كُنَّا أَجَرْنا أَبا بَكْرٍ بِجِوَارِكَ، عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ في دارِهِ، فَقَدْ جاوَزَ ذلِكَ، فَابْتَنَى مَسْجِداً بِفِنَاءِ دارِهِ، فَأَعْلَنَ بِالصَّلاَةِ وَالقِراءَةِ فِيهِ، وَإِنَّا قَدْ خَشِينا أَنْ يَفتِنَ نِسَاءَنا وَأَبْنَاءَنا، فَانْهَهُ، فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ في دارِهِ فَعَلَ، وَإِنْ أَبَى إِلاَّ أَنْ يُعلِنَ بِذلِكَ، فَسَلْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيكَ ذِمَّتَكَ، فَإِنَّا قَدْ كَرِهْنَا أَنْ نُخفِرَكَ، وَلَسْنا مُقِرِّينَ لأَبِي بَكْرٍ الاسْتِعْلاَنَ. قالَتْ عائِشَةُ: فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقالَ: قَدْ عَلِمْتَ الَّذِي عاقَدْتُ لَكَ عَلَيهِ، فَإِمَّا أَنْ تَقتَصِرَ عَلَى ذلِكَ، وَإِمَّا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيَّ ذِمَّتِي، فَإِنِّي لاَ أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ العَرَبُ أَنِّي أُخفِرْتُ في رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ. فَقالَ أَبُو بَكْرٍ: فَإِنِّي أَرُدُّ إِلَيكَ جِوَارَكَ، وَأَرْضَى بِجِوَارِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلمُسْلِمِينَ: «إِنِّي أُرِيتُ دَارَ هِجرَتِكُمْ، ذَاتَ نَخلٍ بَينَ لاَبَتَينِ». وَهُمَا الحَرَّتَانِ، فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ المَدِينَةِ، وَرَجَعَ عامَّةُ مَنْ كانَ هاجَرَ بِأَرْضِ الحَبَشَةِ إِلَى المَدِينَةِ، وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ قِبَلَ المَدِينَةِ، فَقالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَلَى رِسْلِكَ، فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي». فَقالَ أَبُو بَكْرٍ: وَهَل تَرْجُو ذلِكَ بِأَبِي أَنْتَ؟ قالَ: «نَعَمْ». فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفسَهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِيَصْحَبَهُ، وَعَلَفَ رَاحِلَتَينِ كانَتا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ ـ وَهُوَ الخَبَطُ ـ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ.

قالَ ابْنُ شِهَابٍ: قالَ عُرْوَةُ: قالَتْ عائِشَةُ: فَبَينَما نَحْنُ يَوْماً جُلُوسٌ في بَيتِ أَبِي بَكْرٍ في نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، قالَ قائِلٌ لأَبِي بَكْرٍ: هذا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَقَنِّعاً، في سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينا فِيهَا، فَقالَ أَبُو بَكْرٍ:

فِداءٌ لَهُ أَبِي وَأُمِّي، وَاللَّهِ ما جاءَ بِهِ في هذهِ السَّاعَةِ إلاَّ أَمْرٌ. قالَتْ: فَجاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنَ، فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ لأَبِي بَكْرٍ: «أَخرِجْ مَنْ عِنْدَكَ». فَقالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّما هُمْ أَهْلُكَ، بِأَبِي أَنْتَ يا رَسُولَ اللَّهِ، قالَ: «فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي في الخُرُوجِ». فَقالَ أَبُو بَكْرٍ: الصَّحابَةَ بِأَبِي أَنْتَ يا رَسُولَ اللَّهِ، قالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَعَمْ». قالَ أَبُو بَكْرٍ: فَخُذْ ـ بِأَبِي أَنْتَ يا رَسُولَ اللَّهِ ـ إِحْدَى راحِلَتَيَّ هاتَيْنِ، قالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بِالثَّمَنِ». قالَتْ عائِشَةُ: فَجَهَّزْناهُما أَحَثَّ الجِهازِ، وَصَنَعْنا لَهُما سُفْرَةً في جِرابٍ، فَقَطَعَتْ أَسْماءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطاقِها، فَرَبَطَتْ بِهِ عَلَى فَمِ الجِرابِ، فَبِذلِكَ سُمِّيَتْ ذاتَ النِّطاقِ، قالَتْ ثُمَّ لَحِقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ بِغارٍ في جَبَلِ ثَوْرٍ، فَكَمَنا فِيهِ ثَلاثَ لَيالٍ، يَبِيتُ عِنْدَهُما عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، وَهوَ غُلامٌ شابٌّ، ثَقِفٌ لَقِنٌ، فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِما بِسَحَرٍ، فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبائِتٍ، فَلا يَسْمَعُ أَمْراً، يُكْتادانِ بِهِ إِلاَّ وَعاهُ، حَتَّى يَأْتِيَهُما بِخَبَرِ ذلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلامُ، وَيَرْعَى عَلَيْهِما عامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ، فَيُرِيحُها عَلَيْهِما حِينَ يَذْهَبُ ساعَةٌ مِنَ العِشاءِ، فَيَبِيتانِ في رِسْلٍ، وَهُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِما وَرَضِيفِهِما، حَتَّى يَنْعِقَ بِها عامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ، يَفْعَلُ ذلِكَ في كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيالِي الثَّلاثِ، وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلاً مِنْ بَنِي الدِّيلِ، وَهوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ، هادِياً خِرِّيتاً، وَالخِرِّيتُ: الماهِرُ بِالهِدايَةِ، قَدْ غَمَسَ حِلفاً في آلِ العاصِ بْنِ وائِلٍ السَّهْمِيِّ، وَهوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، فَأَمِناهُ فَدَفَعا إِلَيْهِ راحِلَتَيْهِما، وَواعَداهُ غارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلاثِ لَيالٍ بِراحِلَتَيْهِما صُبْحَ ثَلاثٍ، وَانْطَلَقَ مَعَهُما عامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيلُ، فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيقَ السَّواحِلِ. [راجع (الحديث: 476)].

3906/000 ـ قالَ ابْنُ شِهابٍ: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مالِكٍ المُدْلِجِيُّ، وَهوَ ابْنُ أَخِي سُراقَةَ بْنِ مالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ: أَنَّ أَباهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ سُراقَةَ بْنَ جُعْشُمٍ يَقُولُ: جاءَنا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، يَجْعَلُونَ في رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ، دِيَةَ كُلِّ واحِدٍ مِنْهُما، مَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسَرَهُ، فَبَيْنَما أَنا جالِسٌ في مَجْلِسٍ مِنْ مَجالِسِ قَوْمِي بَنِي مُدْلِجٍ، أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، حَتَّى قامَ عَلَيْنا وَنَحْنُ جُلُوسٌ، فَقالَ يا سُراقَةُ: إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ آنِفاً أَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ، أُراها مُحَمَّداً وَأَصْحابَهُ، قالَ سُراقَةُ: فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِهِمْ، وَلٰكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلاناً وَفُلاناً، انْطَلَقُوا بِأَعْيُنِنا، ثُمَّ لَبِثْتُ في المَجْلِسِ ساعَةً، ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ، فَأَمَرْتُ جارِيَتِي أَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِي وَهْيَ مِنْ وَراءِ أَكَمَةٍ، فَتَحْبِسَها عَلَيَّ، وَأَخَذْتُ رُمْحِي، فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ البَيْتِ، فَخَطَطْتُ بِزُجِّهِ الأَرْضَ، وَخَفَضْتُ عالِيَهُ، حَتَّى أَتَيْتُ فَرَسِي فَرَكِبْتُها، فَرَفَعْتُها تُقَرِّبُ بِي، حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُمْ، فَعَثَرَتْ بِي فَرَسِي، فَخَرَرْتُ عَنْها، فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ يَدِي إِلَى كِنانَتِي، فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْها الأَزْلامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِها: أَضُرُّهُمْ أَمْ لاَ، فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ، فَرَكِبْتُ فَرَسِي، وَعَصَيْتُ الأَزْلامَ، تُقَرِّبُ بِي حَتَّى إِذا سَمِعْتُ قِراءَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهوَ لاَ يَلْتَفِتُ، وَأَبُو بَكْرٍ يُكْثِرُ الالتِفاتَ، ساخَتْ يَدا فَرَسِي في الأَرْضِ، حَتَّى بَلَغَتا الرُّكْبَتَيْنِ، فَخَرَرْتُ عَنْها، ثُمَّ زَجَرْتُها فَنَهَضَتْ، فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْها، فَلَمَّا اسْتَوَتْ

3906 ـ قوله (فخططت بزجه): الزج بالضم الحديدة التي في أسفل الرمح.

قوله (ساخت فرسي): أي: غاصت.

حوالہ نمبر **41**

للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفيّ
رَحِمَه الله تعالى

طبعة فريدة مصححة مرقمة مرتبة
حسب المعجم المفهرس وفتح الباري ومأخوذة
من أصح النسخ ومذيلة بأرقام طرق الحديث

حوالہ نمبر **41**

دار السلام
DARUSSALAM

مكتبة دار السلام

فرع شارع الأمير عبدالعزيز بن جلوي (الضباب سابقا)

الرياض - تلفون: ٤٠٣٣٩٦٢ فاكس: ٤٠٢١٦٥٩

الطبعة الثانية

ذو الحجة ١٤١٩ - مارس ١٩٩٩

فَقالَ: «لا تَفْعَلْ، بِعِ الجَمْعَ بالدَّراهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بالدَّراهِمِ جَنِيبًا». [راجع: ٢٢٠١، ٢٢٠٢]

٤٢٤٦، ٤٢٤٧ - وَقالَ عَبْدُ العَزيزِ بنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ المَجيدِ، عَنْ سَعيدٍ: أَنَّ أبا سَعيدٍ وأبا هُرَيْرَةَ حَدَّثاهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ أخا بَني عَدِيٍّ مِنَ الأَنْصارِ إلى خَيْبَرَ فأَمَّرَهُ عَلَيْها. [راجع: ٢٢٠١، ٢٢٠٢]

وَعَنْ عَبْدِ المَجيدِ، عَنْ أَبي صَالحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أبي هُرَيْرَةَ، وأبي سَعيدٍ: مِثْلَه.

(٤١) بابُ مُعامَلَةِ النَّبِيِّ ﷺ أَهْلَ خَيْبَرَ

٤٢٤٨ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْماعِيلَ: حَدَّثَنا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: أَعْطَى النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ اليَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوها ويَزْرَعُوها ولَهُمْ شَطْرُ ما يَخْرُجُ مِنْها. [راجع: ٢٢٨٥]

(٤٢) بابُ الشَّاةِ الَّتي سُمَّتْ للنَّبِيِّ ﷺ بخَيْبَرَ،

رَواهُ عُرْوَةُ عَنْ عائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

٤٢٤٩ - حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ: حَدَّثَني سَعيدٌ عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ شاةٌ فِيها سُمٌّ. [راجع: ٣١٦٩]

(٤٣) [باب] غزوةِ زَيْدِ بن حارثَةَ

٤٢٥٠ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعيدٍ: حَدَّثَنا سُفْيانُ بنُ سَعيدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ ابنُ دِينارٍ عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قالَ: أَمَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أُسامَةَ عَلى قَوْمٍ فَطَعَنُوا في إمارَتِهِ فَقالَ: «إنْ تَطْعَنُوا في إمارَتِهِ فَقَدْ طَعَنْتُم في إمارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ، وايْمُ اللهِ لَقَدْ كانَ خَلِيقًا للإمارَةِ، وَإنْ كانَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إلَيَّ، وإنَّ هٰذا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إلَيَّ بَعْدَهُ». [راجع: ٣٧٣٠]

(٤٤) بابُ عُمْرَةِ القَضاءِ،

ذَكَرَهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

٤٢٥١ - حَدَّثَني عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُوسَى عَنْ إسْرائِيلَ، عَنْ أبي إسْحاقَ، عَنِ البَراءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: لَمَّا اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ في ذي القَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى قاضاهُمْ عَلى أَنْ يُقِيمَ بِها ثَلاثَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كُتِبَ الكِتابُ كَتَبُوا: هٰذا ما قاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ. قالُوا: لا نُقِرُّ لَكَ بِهٰذا، لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ ما مَنَعْناكَ شَيْئًا، ولٰكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ اللهِ، فَقالَ: أنا رَسُولُ اللهِ، وأنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ اللهِ. ثُمَّ قالَ لعَلِيٍّ: «امْحُ رَسُولُ اللهِ»، قالَ عَلِيٌّ: لا وَاللهِ لا أَمْحوكَ أَبَدًا، فأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الكِتابَ وَلَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ، فَكَتَبَ: هذا ما قاضَى مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ اللهِ لا يُدْخِلُ مَكَّةَ السِّلاحَ إلَّا السَّيْفَ في القِرابِ، وأَنْ لا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِها بأَحَدٍ إنْ أَرادَ أَنْ يَتْبَعَهُ، وأَنْ لا يَمْنَعَ مِنْ أَصحابِهِ أَحَدًا إنْ أَرادَ أَنْ يُقِيمَ بِها، فَلَمَّا دَخَلَها وَمَضَى الأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقالُوا: قُلْ لِصاحِبِكَ: اخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الأَجَلُ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَتَبِعَتْهُ ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنادي: يا عَمِّ يا عَمِّ، فَتَناوَلَها عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِها وقالَ لفاطِمَةَ عَلَيْها السَّلامُ: دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ، حَمَلَتْها، فاخْتَصَمَ فِيها عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ، فَقالَ عَلِيٌّ: أنا أَخَذْتُها وَهِيَ بنتُ عَمِّي، وقالَ جَعْفَرٌ: هِيَ ابْنَةُ عَمِّي وَخالَتُها تَحْتِي، وَقالَ زَيْدٌ: بِنتُ أَخِي، فَقَضَى بِها النَّبِيُّ ﷺ لِخالَتِها وقالَ: «الخالَةُ بِمَنْزِلَةِ الأُمِّ». وَقالَ لِعَلِيٍّ: «أَنتَ مِنِّي وأنا مِنْكَ». وَقالَ لِجَعْفَرٍ: «أَشْبَهْتَ خَلْقي وخُلُقي»، وَقالَ لِزَيْدٍ: «أَنتَ أَخُونا وَمَوْلانا». وقالَ عَلِيٌّ: أَلا تَتَزَوَّجُ بِنْتَ حَمْزَةَ؟ قالَ: «إنَّها بِنْتُ أَخِي مِنَ الرَّضاعَةِ». [راجع: ١٧٨١]

٤٢٥٢ - حَدَّثَني مُحَمَّدٌ - هُو ابنُ رَافِعٍ -: حَدَّثَنا سُرَيْجٌ: حَدَّثَنا فُلَيْحٌ قالَ؛ ح: وحَدَّثَني

Encyclopædia
of
Religion and Ethics

EDITED BY

JAMES HASTINGS

WITH THE ASSISTANCE OF

JOHN A. SELBIE

AND

LOUIS H. GRAY

VOLUME XI

SACRIFICE—SUDRA

حوالہ نمبر **42**

مسیحی عقائد میں کئی چیزوں نے خدا کا منصب لے لیا تھا

The sources from which the doctrine of the nature and working of the Holy Spirit in the NT can be deduced may be grouped as follows: (1) Synoptic Gospels and Acts; (2) General Epp. (except 1 Jn), Hebrews, and Apoc. Jn; (3) Pauline literature; (4) Johannine literature.

1. Synoptic Gospels and Acts.—(*a*) *Synoptics.*—The common traditions in the Synoptics (=Q) present the Holy Spirit in the OT conceptions and refer mainly to the Messianic endowment of Jesus and His teaching concerning the reign of God. At the baptism of Jesus the Holy Spirit is manifest in bodily form as a dove (Mk 1^{10}=Mt 3^{16}=Lk 3^{22}), but what the dove symbolizes is not clear, since rabbinical, Syrian, and Philonian symbolism present no real analogy.[1] The anointing of the Holy Spirit is claimed by Jesus as indicating the nature of His mission (Lk $4^{18.21}$=Is 61^{1}), and is ascribed to Him elsewhere (Mt 12^{18}=Is 42^{1}, Ac 10^{38}). It is regarded as the moving cause of the ecstatic impulse which drove Him to the Temptation (Mk 1^{12}=Mt 4^{1}=Lk 4^{1}) and the extraordinary energy, tension, enthusiasm, and exultation which marked His ministry (Lk 4^{14} 10^{21} RV, Mk $3^{21.30}$). The manifestation of the Spirit's power in the expulsion of demons is the proof of the presence of the Kingdom (Mt 12^{28}, but Lk 11^{20}, *ἐν δακτύλῳ θεοῦ*), all the goods of which are summed up in the Holy Spirit (Lk 11^{13}=Mt 7^{11}, *ἀγαθά*). It is promised as an aid to disciples when they shall be on trial before Jewish and Gentile tribunals—a passage anticipating the Paraclete's office in Jn (Mt 10^{20}=Lk 12^{12}, Mk 13^{11}=Lk 21^{15});[2] and 'the Holy Ghost speaking in them' clearly suggests personality. In the passages on the blasphemy against the Holy Spirit (Mk 3^{28-30}=Mt $12^{31f.}$=Lk 12^{10})[3] the Spirit is correlated with God, though not clearly hypostatized. The sign of the Spirit's presence is power, supernatural might, which is manifest intermittently, explosively, sometimes ecstatically.

This aspect is specially prominent in Lucan passages. In Luke's 'Vorgeschichte' a remarkable outburst of the Spirit of prophecy accompanied the infancies of John the Baptist and Jesus, inspiring John's parents and Simeon with utterances of lyric beauty (Lk $1^{41.67}$ $2^{25ff.}$) and reproducing in the Baptist features of ecstatic prophecy as in the Nazirites and Elijah (Lk 1^{15-17}; cf. LXX, Nu 6^{3}, Jg $13^{4f.}$, Mal $3^{1.23f.\ [Heb.]}$). The operation of the Holy Spirit, superseding human paternity at the conception of Jesus, is absolutely unique (Lk 1^{26-38}, Mt 1^{18-21}). Although OT birth-stories, as of Isaac and Samuel, have coloured Luke's diction, there is strictly no parallel in Scripture, and supposed pagan illustrations can scarcely apply in view of the Jewish-Christian sources from which the narratives must come.[4] The Spirit is regarded not as personal, but as the 'power of the Highest' (Lk 1^{35}), but that power is humanly conditioned by moral qualities of faith and self-surrender in Mary, and works for a moral end. Undoubtedly Christological speculation has motived the narrative, but it is observable that the ideas are not shaped by Pauline speculations of the 'Second Adam' (B. Weiss), but reflect 'the beliefs of the Jewish-Christian circle in which they were handed down.'[5] The closing passage of Matthew's Gospel (23^{19}) suggests the divinity of the Holy Spirit and a distinction within the life of God, upon which later theology grounded its doctrine of the Trinity (*q.v.*). The words hardly come from our Lord, but their early adoption by the Church as the baptismal formula[1] indicates the Christian feeling that they accord with His thought, even as they furnish a succinct statement of the revelation of the Triune God, into living fellowship with whom, at baptism, believers were consciously brought.[2]

(*b*) *Acts.*—The Acts presents the historic fulfilment of the Baptist's prophecy and of the promises of Jesus to bestow the Spirit (Lk 3^{16}, Ac 1^{5} 11^{16}, Lk 12^{12} 21^{15}, Ac 4^{8} 6^{10}, Lk 24^{49}, Ac 2^{39}). There are several public manifestations of the Spirit (cf. 4^{31} 8^{17} 13^{2} 19^{1-6}), but two stand out conspicuously—the Pentecostal effusion and when Gentiles came within the Church (chs. 2, 10–11). At the former there are physical accompaniments of mighty wind and disparting tongues of flame suggestive of OT theophanies.[3] A feature common to both is glossolaly, which is represented at Pentecost as capacity to speak foreign tongues—perhaps in imitation of Jewish traditions of the Law-giving in seventy languages at Sinai,[4] but more probably it signifies ecstatic praise to God (2^{11} 10^{46}).[5] There was a wide-spread diffusion of the Spirit not only in Palestine, but farther afield in the Roman Empire, and it was manifested, abnormally and explosively, by extraordinary elevation of human faculties, so that miracles, prophecy, glossolaly, and visions were abundant; more normally in great enthusiasm, new courage, liberty of speech, skill in debate, keen insight into and wise use of Scripture, sound judgment of human character, business aptitude, and comfort in suffering. The Spirit is not presented as the principle of ethical life, as in Paul, yet ethical qualities of repentance, obedience, and faith are needed for its reception, and it belonged to every believer (2^{38} 10^{44} 11^{17} 13^{52}). In the communal life of the Ecclesia it inspired mutual service, generous self-sacrifice, joyous fellowship, thus transforming and socializing human nature (2^{43-47} 4^{32-37}). The Spirit supervised every stage of the Ecclesia's advance (cf. 1^{26} $8^{17.29}$ $10^{39.44}$ 11^{18} 13^{2-4} $15^{8.28}$ 16^{6-10} 20^{22}), but neither conferred infallibility (cf. 20^{23} $21^{4.11-14}$) nor superseded human judgment (cf. $16^{7f.}$ with ^{10} *συμβιβάζοντες*). It is described impersonally as a gift, which God gives or the Son outpours (11^{17} 15^{8} $2^{33.38}$), more usually as power (1^{8}). Yet personal actions are attributed to the Spirit: it 'speaks,' 'bears witness,' 'separates' for service, 'approves' a conciliar decision, 'forbids,' 'appoints overseers,' and can be 'resisted,' 'tempted,' and 'lied against.' In these last cases the Spirit is co-ordinated with God ($5^{3.4.9}$), but there is no attempt to think out the relation of the Spirit to the Father and the Son. Once, though perhaps the passage denotes merely a vision, it is called 'the Spirit of Jesus' (16^{7}). But, as regards men, the Spirit denotes the divine, the supernatural, for it comes from God, indicates Jesus' claim to be Messiah, authenticates His exaltation, fulfils OT prophecy, and is the medium whereby He is present and operative within His Church (cf. 2; Jl 3^{1-5} LXX).

2. General Epistles (except 1 Jn), Hebrews, Apoc. Jn.—The few references to the Holy Spirit within this group[6] are connected with Christian experience and prophecy. There is little mention of the explosive working of the Spirit, as in Acts, except in the Apoc., where it forms part of the

[1] Cf. S. Schechter, *Studies in Judaism*, 2nd ser., p. 111 f.; H. B. Swete, *The Holy Spirit in the NT*, London, 1909, App. A.
[2] Cf. J. Moffatt, *The Theol. of the Gospels*, London, 1912, p. 183 f.; A. Titius, *Die NT Lehre von der Seligkeit*, pt. i., Freiburg i. B., 1895, p. 161 f.
[3] For text see Driver, *HDB* iv. 588; *EBi*, cols. 4727–4733.
[4] Cf. H. J. Holtzmann, *NT Theologie*, Tübingen, 1896–97, i. 414.
[5] Swete, p. 28; for sources cf. Moffatt, *Introd. to the Lit. of the NT*, Edinburgh, 1911, pp. 211, 251 f., 259, 266 ff.; see also H. R. Mackintosh, *The Doctrine of the Person of Jesus Christ*, London, 1912, pp. 515–534; *HDB* ii. 463.

[1] Cf. *Didache*, vii. 3; Just. Mart. *Apol.* i. 61 ff.
[2] See, further, art. BAPTISM, vol. ii. pp. 376ᵃ, 380 ff.
[3] Cf. Verg. *Æn.* ii. 693.
[4] Cf. Philo, *de Decal.* 11 Sept. 22; cf. *Tal. b. Sot.* 36b.
[5] Cf. 1 Co $14^{2ff.}$ and art. CHARISMATA.
[6] For relationship to Pauline and Johannine literature cf. Moffatt, *Introd. to the Lit. of the NT*, *passim*.

حوالہ نمبر 43

39

AN APOLOGY

FOR

MOHAMMED AND THE KORAN.

BY

JOHN DAVENPORT,

AUTHOR OF THE 'LIFE OF ALI PAČHA OF JANINA;' 'OUDE VINDICATED;' 'KOORG AND ITS RAJAHS;' 'AIDE MEMOIRE TO THE HISTORY OF INDIA;' 'HISTORICAL CLASS BOOK,' AND VARIOUS EDUCATIONAL WORKS.

Contents:

"I confess I can make nothing of the critics in these times, who would accuse Mohammed of deceit *prepense*; of conscious deceit generally, or, perhaps, at all; still more, of living in a mere element of conscious deceit, and writing this Koran as a forger and juggler would have [illegible]
— CARLYLE'S WORKS, Vol. VI., p. 214.

Dryden Press:
J. DAVY & SONS, 137, LONG ACRE, LONDON,

1882.

was under the sway of the Emperors of Constantinople. The shores of the Persian Gulf, the countries watered by the Tigris and the Euphrates, and the southern provinces of the Peninsula, acknowledged the supremacy of the Chosroes of Persia. A portion of the coasts of the Red Sea to the south of Mecca was subject to the Christian kings of Abyssinia. Mecca and the all but inaccessible countries of the interior had preserved their independence. The political state of the country necessarily determined, to a great extent, the religious belief of the inhabitants. Thus, where the Greek and Abyssinian authority prevailed, there Christianity had the ascendancy; the doctrines of the Magi and that of the Manicheans, both of which recognised two antagonistic principles, were predominant in the Persian provinces, while everywhere else idolatry held unbounded sway. In the first ages the Arabs had adored one supreme God (Allah Taala) creator of the heavens and the earth, but subsequently, had abandoned that worship and raised temples for the adoration of demons, sons of God, who, residing in the planets and fixed stars, governed the earth. These Gods were not universally adored throughout the country; each tribe, each family had its particular divinities, its Lares, in fact, in honour of which even human victims were immolated. The Arabs believed neither in a future state nor in the creation of the world, but attributed the formation of the universe to nature, and its future destruction to time. Debauchery and robbery everywhere prevailed, and since death was regarded as the end, strictly so called, of existence, so was there neither recompense for virtue nor punishment for vice. A like moral and religious corruption was to be found among the Christians and the Jews who, for ages had established themselves in the Arabian Peninsula, and had there formed very powerful parties. The Jews had come to seek in that land of liberty an asylum from the persecution of the Romans; the Christians had

also fled thither in order to escape the massacres occasioned by the Nestorian Eutychianism* and Arian discussions. It is not easy to conceive of anything more deplorable than the condition of Christianity at this time.† The scattered branches of the Christian Church in Asia and Africa were at variance with each other, and had adopted the wildest heresies and superstitions. They were engaged in perpetual controversies and torn to pieces by the disputes of the Arians, Sabellians, Nestorians, and Eutychians, whilst the simony, the incontinence, the general barbarism and ignorance which were to be found amongst the clergy caused great scandal to the Christian religion, and introduced universal profligacy of manners among the people. In Arabia the deserts swarmed with ignorant and infatuated Cenobites, or recluses, wasting their lives in vain but fiery speculations, and then rushing, often armed, in mobs into the cities, preaching their fantasies in the churches, and enforcing assent to them by the sword. The grossest idolatry had usurped the place of the simple worship instituted by Jesus —that of an all-wise, almighty, and all-beneficent Being, without equal and without similitude; a new Olympus had been imagined, peopled with a crowd of martyrs, saints, and angels, in lieu of the ancient gods of paganism. There were found Christian sects impious enough to invest the wife of Joseph with the honours and attributes of a goddess.‡ Relics and carved and painted images were objects of the most

* The doctrine of Eutychius, a famous Greek heresiarch of the fifth century, who taught that the divine and human natures of Christ, after their union, became so blended together as to constitute but one nature, the human nature being absorbed by the divine one, as a drop of water is by the sea.

† In fact, the corruption of the teachers of Christianity had alienated the popular mind. "Their lies, their legends, their saints and their miracles, but, above all, the abandoned behaviour of their priesthood, had brought their churches in Arabia very low" (Bruce's 'Travels,' vol. i. p. 501).

‡ The so-called Marianites are said to have even attempted the introduction of an heretical Trinity by substituting the Virgin for the Holy Ghost.

عیسائیوں کا چال چلن آنحضرتؐ کے زمانہ میں

حوالہ نمبر 43 کتاب

میزان الحق

حکمت جواہرات سے بہتر اور کوئی مرغوب چیز
اُس کے برابر نہیں ہو سکتی ہے
قولِ سلیمان

پنجاب ریلجس بُک سوسائٹی لاہور کیواسطے

چرچ مشن کانگریگیشنل پریس الہ آباد میں چھاپی گئی

سنہ ۱۸۹۲ء

نے اپنی معرفت کے بموجب مصلحت نہ جانا کہ عالم کے فرقوں اور قوموں کے تغیر و تبدیل کے
مطلب اور سبب وقت بیان کرے تو اسی سبب سے آدمی اکثر اوقات امور الٰہی اور گردش ایام
کے درک و دریافت میں حیران رہتا ہے خلاصہ ایسی باتوں کے بھید خدا ہی جانتا ہے اور بس
ہاں انجیل کے کلام بموجب اتنا کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ دین محمد کے ظاہر ہونے اور
پھیلنے کا دو سبب مانع نہ ہوا اولاً یہہ کہ اس طریق سے عربستان اور شام و مصر کے
مسیحیوں کو جو محمد کے زمانہ میں انجیل کے طریقہ سے دور پڑ گئے تھے تنبیہہ کی جائے تاکہ اور زیادہ
دور و مہجور نہ ہوں ثانیاً یہہ کہ جہاں میں بت پرستی کا دین زیادہ مشہور اور دوبارہ
زور آور نہ ہو جائے لیکن معین وقت تک اور جب مسیحی لوگ پھر سچے ایمان کی طرف رجوع لاوینگے
اور اکثر انمیں سے انجیل کے برگزیدہ ہو کر اسکے حکم پر چلینگے تب خدا تعالیٰ اس تنبیہہ کو اٹھا لیگا
اور ان وعدوں کے بموجب جو خدا نے کتب عہد عتیق و جدید میں خصوصاً اشعیاہ کے
۶۰ باب کی ۶ و ۷ آیتوں میں اور ۱۹ باب کی ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ آیتوں میں کئے ہیں آخر زمانہ
میں اکثر محمدی مسیح پر ایمان لا کر مسیحی جماعت میں ملجاوینگے اور اشعیاہ کے دوسرے باب کی
پہلی آیت سے ۵ تک اور ۴۹ باب ۶۰ باب میں مفصل مرقوم ہے کہ آخر الایام انسان کا
تمام سلسلہ کیا بت پرست کیا محمدی اور کیا یہودی مسیح پر ایمان لا کر جاوینگے کہ راہ
اور حقیقت اور حیات صرف وہی ہے اور بس اور اسوقت مسیح کا وہ قول پورا ہوگا جو
اسنے یوحنا کے ۱۰ باب کی ۱۶ آیت میں فرمایا ہے کہ ایک گلہ اور ایک گلہ بان ہوگا
پھر فلپیوں کے ۲ باب کی ۱۰ و ۱۱ آیتوں میں مرقوم ہے کہ ÷ یسوع کے نام پر کیا

41 آنحضرت کے زمانے میں تمام اقوام کا مکہ دا سود اما نا جانا

روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 114 حاشیہ 15

السيرة النبوية

عرض وقائع وتحليل أحداث

(دروس وعبر)

طبعة جديدة مصححة ومنقحة ومخرجة الأحاديث
ومزودة بخرائط ومصورات ملونة

تأليف

الدكتور علي محمد محمد الصلابي

حوالہ نمبر **44**

الجزء الأول

دار ابن كثير

دمشق - بيروت

الفصل الأوَّل
أهمُّ الأحداث التَّاريخيَّة من قبل البعثة حتَّى نزول الوحي

المبحث الأوَّل
الحضارات السَّائدة قبل البعثة ودياناتها

أوَّلاً: الإمبراطوريَّة الرُّومانيَّة[١]:

كانت الإمبراطوريَّة الرُّومانيَّة الشَّرقيَّة تُعرف بالإمبراطوريَّة البيزنطيَّة، وكانت تحكم هذه البلاد: اليونان، والبلقان، وآسية، وسورية، وفلسطين، وحوض البحر المتوسط بأسره، ومصر، وكلَّ إفريقية الشَّمالية، وكانت عاصمتها القسطنطينية، وكانت دولةً ظالمةً، مارست الظُّلم، والجور، والتَّعسُّف على الشُّعوب التي حكمتها، وضاعفت عليها الضَّرائب، وكثرت الاضطرابات، والثَّورات، وكانت حياتهم العامَّة قائمةً على كلِّ أنواع اللَّهو، واللَّعب، والطَّرب، والتَّرف.

أمَّا مصر؛ فكانت عرضةً للاضطهاد الدِّينيِّ، والاستبداد السِّياسيِّ، واتَّخذها البيزنطيُّون شاةً حلوباً، يحسنون حلبها، ويسيئون علفها.

وأمَّا سورية؛ فقد كثرت فيهم المظالم، والرَّقيق، ولا يعتمدون في قيادة الشَّعب إلا على القوَّة، والقهر الشَّديد، وأصبحت مطيَّة المطامع الرُّومانيَّة، وكان الحكم حكم الغرباء، الذي لا يعتمد إلا على القوَّة، ولا يشعر بأيِّ عطفٍ على

---

(١) ينظر الشكل (١) في الصفحة (٧٣٧).

حوالہ نمبر **44**

الشَّعب المحكوم ، وكثيراً ما كان السُّوريون يبيعون أبناءهم ؛ ليوفُّوا ما كان عليهم من ديون[١].

كان المجتمع الرُّومانيُّ مليئاً بالتناقض ، والاضطراب ، وقد جاء تصويره في كتاب (الحضارة ماضيها وحاضرها) كالآتي :

«كان هناك تناقضٌ هائلٌ في الحياة الاجتماعية للبيزنطيين ، فقد رسخت النَّزعة الدِّينيَّة في أذهانهم ، وَعَمَّتِ الرَّهبانيَّة ، وشاعت في طول البلاد وعرضها ، وأصبح الرَّجل العاديُّ في البلاد يتدخَّل في الأبحاث الدِّينيَّة العميقة ، والجدل البيزنطي ، ويتشاغل بها ، كما طبعت الحياة العاديَّة العامَّة بطابع المذهب الباطنيِّ ، ولكن نرى هؤلاء ـ في جانب آخر ـ حريصين أشدَّ الحرص على كلِّ نوع من أنواع اللَّهو ، واللعب ، والطَّرب ، والتَّرف ، فقد كانت هناك ميادينُ رياضيَّةٌ واسعةٌ تتَّسع لجلوس ثمانين ألفَ شخصٍ ، يتفرَّجون فيها على مصارعاتٍ بين الرِّجال والرِّجال أحياناً ، وبين الرِّجال والسِّباع أحياناً أخرى ، وكانوا يقسمون الجماهير في لونين : لون أزرق ، ولون أخضر ، لقد كانوا يحبُّون الجمال ، ويعشقون العنف ، والهمجيَّة ، وكانت ألعابُهم دمويةً ضاريةً أكثر الأحيان ، وكانت عقوبتُهم فظيعةً تقشعر منها الجلود ، وكانت حياة سادتهم وكبرائهم عبارةً عن المجون ، والتَّرف ، والمؤامرات ، والمجاملات الزَّائدة ، والقبائح ، والعادات السَّيئة»[٢].

ثانياً : الإمبراطوريَّة الفارسيَّة :

كانت الإمبراطوريَّة الفارسيَّة تُعرف بالدَّولة الفارسيَّة ، أو الكِسرويَّة ، وهي أكبر ، وأعظمُ من الإمبراطورية الرُّومانية الشَّرقيَّة ، وقد كثرت فيها الدِّيانات المنحرفة ؛ كالزرادشتية ، والمانيَّة التي أسسها ماني في أوائل القرن الثَّالث الميلادي ، ثمَّ ظهرت المزدكيَّة في أوائل القرن الخامس الميلادي الَّتي دعت إلى الإباحيَّة في كلِّ شيءٍ ، ممَّا أدَّى إلى انتشار ثورات الفلاحين ، وتزايد النَّهابين

(١) انظر : السِّيرة النَّبويَّة ، للنَّدويِّ ، ص ٣١.
(٢) المصدر السَّابق ، ص ٣١.

للقصور ، فكانوا يقبضون ، أو يأسرون النِّساء ، ويستولون على الأملاك ، والعقارات ، فأصبحت الأرض ، والمزارع والدُّور كأن لم تسكن من قبل.

وكان ملوكهم يحكمون بالوراثة ويضعون أنفسهم فوق بني آدم؛ لأنَّهم يعتبرون أنفسهم من نسل الآلهة ، وأصبحت موارد البلاد ملكاً لهؤلاء الملوك ، يتصرَّفون فيها ببذخ لا يُتصوَّر ، ويعيشون عيش البهائم ، حتَّى ترك كثير من المزارعين أعمالهم ، أو دخلوا الأديرة ، والمعابد فراراً من الضَّرائب ، والخدمة العسكريَّة ، وكانوا وقوداً حقيراً في حروبٍ طاحنةٍ مدمِّرةٍ ، قامت في فتراتٍ من التَّاريخ دامت سنين طوالاً بين الفرس والرُّوم ، لا مصلحة للشُّعوب فيها إلا تنفيذ نزوات ، ورغبات الملوك[1].

ثالثاً: الهند:

اتَّفقت كلمة المؤرِّخين على أنَّ أحطَّ أدوارها ديانةً ، وخُلقاً ، واجتماعاً ، وسياسةً ذلك العهد الَّذي يبتدئ من مستهلِّ القرن السَّادس الميلادي ، فانتشرت الخلاعة حتَّى في المعابد؛ لأنَّها أصبحت مقدسةً!! وكانت المرأة لا قيمة لها ، ولا عصمة ، وانتشرت عادة إحراق المرأة المتوفَّى زوجها ، وامتازت الهند عن أقطار العالم بالتَّفاوت الفاحش بين طبقات الشَّعب ، وكان ذلك تابعاً لقانونٍ مدنيٍّ سياسيٍّ دينيٍّ ، وضعه المشرِّعون الهنديُّون الَّذين كانت لهم صفةٌ دينيةٌ ، وأصبح هو القانون العامَّ في المجتمع ، ودستور حياتهم ، وكانت الهند في حالة فوضى ، وتمزُّقٍ ، انتشرت فيها الإمارات التي اندلعت بينها الحروب الطَّاحنة ، وكانت بعيدةً عن أحداث عالمها في عزلةٍ واضحةٍ ، يسيطر عليها التزمُّت ، والتَّطرُّف في العادات ، والتقاليد ، والتفاوت الطَّبقيُّ ، والتَّعصب الدَّمويُّ ، والسُّلاليُّ.

وقد تحدَّث مؤرخٌ هندوكيٌّ ـ أستاذ التاريخ في إحدى جامعات الهند ـ عن عصرٍ سابق لدخول الإسلام في الهند ، فقال: «كان أهل الهند منقطعين عن الدُّنيا ، منطوين على أنفسهم ، لا خبرة عندهم بالأوضاع العالميَّة ، وهذا الجهل أضعف موقفهم ، فنشأ فيهم الجمود ، وعمَّت فيهم أمارات الانحطاط ، والتَّدهور. كان

(١) انظر: السِّيرة النبويَّة ، للنَّدويِّ ، ص ٣٢ ، ٣٣.

الأدب في هذه الفترة بلا روح ، وهكذا كان الشأن في الفنِّ المعماريِّ ، والتَّصوير ، والفنون الجميلة الأخرى»[١].

«وكان المجتمع الهنديُّ راكداً جامداً ، كان هناك تفاوتٌ عظيم بين الطَّبقات ، وتمييز معيبٌ بين أسرةٍ ، وأسرةٍ ، وكانوا لا يسمحون بزواج الأيامى ، ويشدِّدون على أنفسهم في أمور الطَّعام ، والشراب ، أمَّا المنبوذون فكانوا يعيشون ـ مضطرين ـ خارج بلدهم ، ومدينتهم»[٢].

كان تقسيم سكان الهند إلى أربع طبقات :

١ ـ طبقة الكهنة ، ورجال الدِّين ، وهم «البراهمة».

٢ ـ رجال الحرب ، والجنديَّة ، وهم «شترى».

٣ ـ رجال الفلاحة ، والتجارة ، وهم «ويش».

٤ ـ رجال الخدمة ، وهم «شودر»وهم أحطُّ الطبقات؛ فقد خلقهم خالق الكون ـ كما يعتقدون ـ من أرجله ، وليس لهم إلا خدمة هذه الطَّبقات الثَّلاث ، وإراحتها.

وقد منح هذا القانون البراهمة مركزاً ، ومكانةً لا يشاركهم فيها أحدٌ؛ فالبرهميُّ رجلٌ مغفورٌ له ، ولو أباد العوالم الثلاثة بذنوبه ، وأعماله ، ولا يجوز فرض جبايةٍ عليه ، ولا يعاقب بالقتل في حالٍ من الأحوال. أما «شودر» فليس لهم أن يقتنوا مالاً ، أو يدَّخروا كنزاً ، أو يجالسوا برهمياً ، أو يمسُّوه بيدهم ، أو يتعلَّموا الكتب المقدسة[٣].

رابعاً: أحوال العالم الدِّينيَّة قبل البعثة المحمَّدية :

كانت الإنسانية قبل بزوغ فجر الإسلام العظيم ، تعيش مرحلةً من أحطِّ مراحل التَّاريخ البشريِّ في شؤونها الدِّينيَّة ، والاقتصاديَّة ، والسِّياسيَّة ، والاجتماعيَّة ، وتعاني فوضى عامَّةً في جميع شؤون حياتها ، وهيمن المنهج الجاهليُّ على

---

(١) انظر: السِّيرة النَّبويَّة ، للنَّدويِّ ، ص ٣٨.
(٢) المصدر السابق نفسه ، ص ٣٩.
(٣) راجع القانون المدني الاجتماعي المسمَّى (منوشاسنز) الأبواب (١ ـ ٢ ـ ٨ ـ ٩ ـ ١٠) ، نقلاً عن السِّيرة النَّبويَّة ، للنَّدويِّ ، ص ٣٨.

39 حوالہ نمبر 45

AN APOLOGY

FOR

MOHAMMED AND THE KORAN.

BY

JOHN DAVENPORT,

AUTHOR OF THE 'LIFE OF ALI PACHA OF JANINA;' 'OUDE VINDICATED;' 'KOORG AND ITS RAJAHS,' 'AIDE MEMOIRE TO THE HISTORY OF INDIA;' 'HISTORICAL CLASS BOOK,' AND VARIOUS EDUCATIONAL WORKS.

Contents:

"I confess I can make nothing of the critics in these times, who would accuse Mohammed of deceit *prepense*; of conscious deceit generally, or, perhaps, at all; still more, of living in a mere element of conscious deceit, and writing this Koran as a forger and juggler would hav[illegible]
[illegible]
Works, Vol. VI., p. 214.

Dryden Press:

J. DAVY & SONS, 137, LONG ACRE, LONDON,

1882.

was under the sway of the Emperors of Constantinople. The shores of the Persian Gulf, the countries watered by the Tigris and the Euphrates, and the southern provinces of the Peninsula, acknowledged the supremacy of the Chosroes of Persia. A portion of the coasts of the Red Sea to the south of Mecca was subject to the Christian kings of Abyssinia. Mecca and the all but inaccessible countries of the interior had preserved their independence. The political state of the country necessarily determined, to a great extent, the religious belief of the inhabitants. Thus, where the Greek and Abyssinian authority prevailed, there Christianity had the ascendancy; the doctrines of the Magi and that of the Manicheans, both of which recognised two antagonistic principles, were predominant in the Persian provinces, while everywhere else idolatry held unbounded sway. In the first ages the Arabs had adored one supreme God (Allah Taala) creator of the heavens and the earth, but subsequently, had abandoned that worship and raised temples for the adoration of demons, sons of God, who, residing in the planets and fixed stars, governed the earth. These Gods were not universally adored throughout the country; each tribe, each family had its particular divinities, its Lares, in fact, in honour of which even human victims were immolated. The Arabs believed neither in a future state nor in the creation of the world, but attributed the formation of the universe to nature, and its future destruction to time. Debauchery and robbery everywhere prevailed, and since death was regarded as the end, strictly so called, of existence, so was there neither recompense for virtue nor punishment for vice. A like moral and religious corruption was to be found among the Christians and the Jews who, for ages had established themselves in the Arabian Peninsula, and had there formed very powerful parties. The Jews had come to seek in that land of liberty an asylum from the persecution of the Romans; the Christians had

also fled thither in order to escape the massacres occasioned by the Nestorian Eutychianism* and Arian discussions. It is not easy to conceive of anything more deplorable than the condition of Christianity at this time.† The scattered branches of the Christian Church in Asia and Africa were at variance with each other, and had adopted the wildest heresies and superstitions. They were engaged in perpetual controversies and torn to pieces by the disputes of the Arians, Sabellians, Nestorians, and Eutychians, whilst the simony, the incontinence, the general barbarism and ignorance which were to be found amongst the clergy caused great scandal to the Christian religion, and introduced universal profligacy of manners among the people. In Arabia the deserts swarmed with ignorant and infatuated Cenobites, or recluses, wasting their lives in vain but fiery speculations, and then rushing, often armed, in mobs into the cities, preaching their fantasies in the churches, and enforcing assent to them by the sword. The grossest idolatry had usurped the place of the simple worship instituted by Jesus—that of an all-wise, almighty, and all-beneficent Being, without equal and without similitude; a new Olympus had been imagined, peopled with a crowd of martyrs, saints, and angels, in lieu of the ancient gods of paganism. There were found Christian sects impious enough to invest the wife of Joseph with the honours and attributes of a goddess.‡ Relics and carved and painted images were objects of the most

* The doctrine of Eutyches, a famous Greek heresiarch of the fifth century, who taught that the divine and human natures of Christ, after their union, became so blended together as to constitute but one nature, the human nature being absorbed by the divine one, as a drop of water is by the sea.

† In fact, the corruption of the teachers of Christianity had alienated the popular mind. "Their lies, their legends, their saints and their miracles, but, above all, the abandoned behaviour of their priesthood, had brought their churches in Arabia very low" (Bruce's 'Travels,' vol. i. p. 501).

‡ The so-called Marianites are said to have even attempted the introduction of an heretical Trinity by substituting the Virgin for the Holy Ghost.

عیسائیوں کے چال چلن زمانہ نبوی ﷺ میں

کتاب

میزان الحق

حکمت جواہرات سے بہتر اور کوئی مرغوب چیز
اُس کے برابر نہیں ہو سکتی ہے

قولِ سلیمان

پنجاب ریلجس بک سوسائٹی لاہور کیواسطے

چرچ مشن کانگریگیشنل پریس الہ آباد میں چھاپی گئی

سنہ ۱۸۹۲ء

دوم

P. R. B. S.

قیمت ۱۴/

نے اپنی معرفت کے بموجب مصلحت نہ جانا کہ عالم کے فرقوں اور قوموں کے تغیر و تبدیل کے مطلب اور سبب کے وقت بیان کرے تو اسی سبب سے آدمی اکثر اوقات امور الٰہی و گردش زمانہ کے درک و دریافت میں حیران رہتا ہے خلاصہ ایسی باتوں کے بھید خدا ہی جانتا ہے اور بس ہاں انجیل کے کلام بموجب اتنا کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ دین محمد کے ظاہر ہونے اور پھیلنے کا دو سبب مانع نہ ہوا اول یہہ کہ اس طریق سے عربستان اور شام و مصر وغیرہ کے مسیحیوں کو جو محمد کے زمانہ میں انجیل کے طریقہ سے دور پڑ گئے تھے تنبیہہ کی جاوے تا کہ او زیادہ دور و مہجور نہ ہوں ثانیاً یہہ کہ جہان میں بت پرستی کا دین زیادہ مشہور ہوا اور دوبارہ زور آور نہ ہو جاوے لیکن معین وقت میں اور جب مسیحی لوگ پھر سچے ایمان کی طرف رجوع لاوینگے اور اکثر انمیں سے انجیل کے گرویدہ ہو کر اسکے حکم پر چلینگے تب خدا تعالیٰ اس تنبیہہ کو اٹھا لیگا اور ان وعدوں کے بموجب جو خدا نے کتب عہد عتیق و جدید میں خصوصاً اشعیاہ کے ۶۰ باب کی ۴ و ۷ آیتوں میں اور ۱۹ باب کی ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ آیتوں میں کئے ہیں آخر زمانہ میں اکثر محمدی مسیح پر ایمان لا کر مسیحی جماعت میں ملجائینگے اور اشعیاہ کے دوسرے باب کی پہلی آیت سے ۵ تک اور ۴۹ باب ۶۰ باب میں مفصل مرقوم ہے کہ آخر الامر انسان کا تمام سلسلہ کیا بت پرست کیا محمدی اور کیا یہودی مسیح پر ایمان لا کر جانینگے کہ راہ اور حقیقت اور حیات صرف وہی ہے اور بس اور اسوقت مسیح کا وہ قول پورا ہوگا جو اس نے یوحنا کے ۱۰ باب کی ۱۶ آیت میں فرمایا ہے کہ ایک گلہ اور ایک گلہ بان ہوگا پھر فلپیوں کے ۲ باب کی ۱۰ و ۱۱ آیتوں میں مرقوم ہے کہ ✤ یسوع کے نام پر کیا

Encyclopædia
of
Religion and Ethics

EDITED BY

JAMES HASTINGS

WITH THE ASSISTANCE OF

JOHN A. SELBIE

AND OTHER SCHOLARS

VOLUME II

ARTHUR—BUNYAN

Brāhmanism. The *Brāhmaṇas* are almost entirely concerned with sacrifice. Indeed, the most orthodox school of Vedic theologians, the Mīmāṁsakas, go the length of maintaining that the sole aim of revelation is to teach the doctrine of sacrifice (*karman*). The Mīmāṁsakas are the representatives of the *Karma-mārga* ('way of works'), the doctrine which declares that the highest end of man is to be realized by works, *i.e.* by sacrifices and other observances taught in the Veda. Theirs is an extreme view which, however, fairly well presents the meaning of the *Brāhmaṇas* themselves, or, to be more accurate, of the greater part of every *Brāhmaṇa*. But this does not apply to the last chapters of, or appendixes to, some *Brāhmaṇas* called *Āraṇyakas*, or to certain independent treatises with similar contents, called *Upaniṣads*, which are the latest works of Vedic literature. For these texts contain philosophical speculations which for the most part are entirely unconnected with sacrifice; and on these texts another school of Vedic theologians, the Vedāntins, have based their theosophical systems. The Vedāntins are the oldest representatives of the *Jñāna-mārga* ('way of knowledge'), or the doctrine which declares that the *summum bonum* is to be obtained through knowledge. There is a third 'way,' the *Bhakti-mārga* (*q.v.*), which declares that love of, or devotion to, God leads to the highest goal. This doctrine was developed later than the 'way of works' and the 'way of knowledge,' but it became the most important one for practical religion, especially in more recent times.

The Hindus themselves have divided their religions into these three classes, according to the three 'ways' explained above; it is therefore necessary that we too should take cognizance of their classification, which, on the whole, well presents the facts and the historical development of religious thought in India.

II. *RELIGIOUS AND PHILOSOPHICAL IDEAS.*—1. The first form of Brāhmanism, as already stated, is mainly a religion of ceremonies and observances; it is chiefly concerned with sacrifice, compared with which devotion and moral duties are of so little importance to the authors of the ritualistic books that they scarcely ever mention them. Of course, the religion of the priests belonged, strictly speaking, to that exclusive class only; it was not the religion of the people at large, or even that of the upper classes, though it was admitted by the latter, in theory at least (and is so generally down to recent times), to be the most sacred, the revealed religion. Its influence on the religious development in India should not be underrated; in order rightly to understand the latter, we must have a clear notion of the nature of the Vedic sacrifice. It is not offered to a god with the view of propitiating him or obtaining from him welfare on earth or bliss in heaven; these rewards are directly produced by the sacrifice itself, *i.e.* through the correct performance of complicated and interconnected ceremonies which constitute the sacrifice, and which are more of the nature of magic than of worship. Though in each sacrifice certain gods are invoked and receive offerings, the gods themselves are but instrumental in bringing about the sacrifice or in completing the course of mystical ceremonies composing it. Sacrifice is regarded as possessing a mystical potency, superior even to the gods, who, it is sometimes stated, attained to their Divine rank by means of sacrifice. In the *Brāhmaṇas* there are scattered many statements about this mystical potency—sacrifice in the abstract. The general notions contained in them have been combined by Martin Haug in a description of sacrifice which we shall transcribe from the introduction to his edition of the *Aitareya Brāhmaṇa* (Bombay, 1863), p. 73 f.:

'The sacrifice is regarded as the means for obtaining power over this and the other world, over visible as well as invisible beings, animate as well as inanimate creatures. He who knows its proper application, and has it duly performed, is in fact looked upon as the real master of the world; for any desire he may entertain, if it be even the most ambitious, can be gratified; any object he has in view can be obtained by means of it. The *yajña* (sacrifice) taken as a whole is conceived to be a kind of machinery, in which every piece must tally with the other, or a sort of great chain, in which no link is allowed to be wanting; or a staircase, by which one may ascend to heaven; or as a personage, endowed with all the characteristics of a human body. It exists from eternity, and proceeded from the Supreme Being (Prajāpati or Brahmā) along with the *Traividyā*, i.e. the three-fold sacred science (the *Rik* verses, the *Sāmans*, or chants, and the *Yajus*, or sacrificial formulas). The creation of the world itself was even regarded as the fruit of a sacrifice performed by the Supreme Being. The *Yajña* exists as an invisible thing at all times; it is like the latent power of electricity in an electric machine, requiring only the operation of a suitable apparatus in order to be elicited. It is supposed to extend, when unrolled, from the *Āhavanīya*, or sacrificial fire, into which all oblations are thrown, to heaven, forming thus a bridge or ladder, by means of which the sacrificer can communicate with the world of gods and spirits, and even ascend when alive to their abodes. The term for beginning the sacrificial operations is "to spread the sacrifice"; this means that the invisible thing, representing the ideal sacrifice which was lying dormant, as it were, is set in motion, in consequence of which its several parts or limbs unfold themselves, and thus the whole becomes extended. This ideal sacrifice stands in the closest relationship with all the sacrificial implements, the sacrificial place, and all the sacred verses and words spoken during its actual performance. The sacrifice being often represented as a kind of being with a body like that of men, certain ceremonies form his head, others his neck, others his eyes, etc. The most important element in a sacrifice is that all its several parts should tally, and that consequently there should be nothing in excess, and nothing deficient in it. This harmony of the several parts of the sacrifice constitutes its *rūpa*, i.e. form. The proper form is obtained, when the *mantras* which are repeated are in strictest accordance with the ceremony for which they are repeated, or (if the sacrifice lasts for several or many days) when they have the characteristics of the respective days. If the form be vitiated, the whole sacrifice is lost. Mistakes being unavoidable on account of the extremely complicated ritual, the sacrificer was to be attended by a physician in the person of the Brahma priest. Each mistake must be made good by a *prāyaśchitta*, i.e. penance, or propitiatory offering.'

It is obvious that the dignity of the gods could not but be lowered in the opinion of those who had such exaggerated notions about the nature and importance of sacrifice. And, as a matter of fact, the gods descended from the high position they once had held in the esteem of the Vedic poets, and came to occupy quite a subordinate rank. The degradation of the once popular gods is a marked feature of later Brāhmanism, and we can trace its effect on the development of Indian religion in many important facts, as will be explained in the sequel.

The religion of the period of the Rigveda did not lack germs which, duly developed, would have raised the conception of the Deity to a higher level. Not only, during its last stage, had a Father-god, Prajāpati, become the object of speculation and adoration, but even before that time it had become a habit of the poet-priest to ascribe the attributes, functions, and powers of several gods to that particular one whom he was for the time invoking. This tendency to identify many gods with one has been called by Max Müller 'henotheism' or 'kathenotheism.' It is conceivable that henotheism might, in the end, have led to monotheism, or at least to a purer form of religion than the old Vedic polytheism. But in the *Brāhmaṇa* period the priests cared less to exalt the personal gods than to emphasize the momentous dignity of the impersonal sacrifice. The conception of the Deity as embodied in the Vedic gods was first debased by the ritualistic preoccupation of the priests; and the degradation of the gods was consummated by the superstition of the vulgar. But the same cause which diminished the dignity of the ancient gods gave rise to a new idea of God as Controller and Lord of man and the universe. The constant occupation of the priests with sacrifice and the symbolical interpretation of the meaning of the rites and ceremonies produced those ideas,

آدرش سیریز ۹   جملہ حقوق محفوظ ہیں

شری کرشن آئینہ

حوالہ نمبر 48

پوران درشن

جس میں

پورانوں کے متعلق تمام واقعیت اور تمام اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے

جس کو

پنڈت پرسرام فیاض راؤ کے سیالکوٹی سابق ایڈیٹر جاگرت

مصنف

اوتار درشن ۔ سناتن دھرم ۔ جیون رہسیہ ۔ کرشن لیلا وغیرہ

نے تیار کیا جس کو

موہن لال منیجر سناتن دھرم پستک بھنڈار ۔ چھجو دالی لاہور نے

مرکنٹائل پریس لاہور میں باہتمام بابو ایس ایم رنز چھپوایا

قیمت ۸ر

تو کس کی چوری ۔؟ اور کیسی چوری؟ پرماتما تو تمام برہمانڈ کے مالک ہیں ۔ اور چوری اُسے کہتے ہیں کہ دوسرے کی چیز اس کی مرضی یا اطلاع کے بغیر لی جائے ۔ لہذا بھگوان پر ماکھن چوری کا الزام لگانا نا سنگتا ہے ؛

بھگوان کو ساد ھارن پرش سمجھ کر بھی ان پر یہ الزام لگانا بھول ہے ۔ کیونکہ شریمد بھاگوت سکندھ ۱۰ ادھیائے ۸ شلوک ۲۷-۲۸ میں لکھا ہے کہ اسوقت بھگوان کرشن کی عمر تین سال کی تھی ۔ کیا تین سال کا بچہ اپنے پرائے میں تمیز کر سکتا ہے ۔ تین سال کے بچے کو تو ڈائن محبت و پیار سے زہر دے دیوے تو وہ اُسے بھی ماں کی مٹھائی سمجھ کر خوشی سے کھا لیتا ہے ۔ جب تین سال کے بچے کو اپنے پرائے کی تمیز ہی نہیں ہوتی تو اس پر چوری کا الزام لگانا حماقت ہے ؛

الغرض اگر بھگوان کرشن ایشور تھے ۔ تو ان پر چوری کا الزام نا سنگتا ہے ۔ اور اگر سادھارن پرش تھے تو پھر ایسا اعتراض حماقت ہے ۔ معترض کہیگا کہ کیا بھاگوت میں بھگوان کرشن کے ماکھن چرانے کا واقعہ نہیں لکھا؟ پیارے ! ضرور لکھا ہے ۔ مگر یہ ماکھن چور دنیا کے چوروں سے نرالا چور ہے ۔ چنانچہ بھاگوت کو اُٹھا کر دیکھو ۔ دکھ تو یہی کہ آپ اول تو بھاگوت کا مطالعہ ہی نہیں کرتے ۔ اور اگر کرتے ہیں تو تعصب ۔ نفرت ۔ اور فضول نکتہ چینی کی زرد عینک لگا کر ۔ جس سے آپ کو سرخ سفید سب زرد ہی نظر آتے ہیں) بھاگوت میں تو صاف لکھا ہے کہ گوپیاں رات کو سوتے وقت ایشور سے پرارتھنا کیا کرتی تھیں کہ " بھگوان وہ ماکھن چور (کرشن) آج میرے گھر آئے اور میرے ماکھن کو چرائے "۔ یہیں تک نہیں ۔ بلکہ بھاگوت میں تو یہ بھی لکھا ہے کہ " بعض وقت بھگوان ماکھن کھاتے ہوتے اور گوپیاں آجاتیں ۔ تو بھگوان کرشن دوڑتے ۔ اسوقت گوپیاں آوازیں دے دیکر کہتیں " کرشن ! پیارے کرشن دوڑو مت ۔ دھوپ بہت تیز ہے زمین تپ رہی ہے تمہارے کومل پاؤں جل جائینگے اس لئے واپس آ جاؤ ۔ اور جتنا ماکھن چاہو کھالو "؛

بھگوان کرشن کو کیا مکھن کی کمی تھی۔ جو دوسروں کے ہاں چُورانے جاتے تھے :

اگر اس مضمون کو بالکل تبدیل کرنا چاہیں۔ تو شریمد بھاگوت میں ماکھن کیواسطے "گورس" شبد آتا ہے۔ جس کے دوسرے معنی "من" بھی ہیں۔ لہذا "گورس" کا چورانے والا "من کے چُرانے والا" ہوا۔ اسی لئے بھگوان کو چت چور بھی کہتے ہیں۔ اس سے بھی پریم کا درشیہ ہی نظر آتا ہے :

غرضیکہ بھگوان کرشن کی ماکھن چوری لیلا کو جس بھی پہلو سے دیکھیں پریم کا ایک ادبھت نظارہ نظر آتا ہے۔ ہمیں تو اس میں کوئی قابل اعتراض بات دکھلائی نہیں دیتی ہاں اگر کسی کی سمجھ کا فتور ہو تو یہ دوسرا سوال ہے :

حاشیہ بقایا صفحہ ۱۷۶) جو ۹ لاکھ گئووں کو پرورش کرنے والے کو ملا کرتی تھی۔ جن دنوں بھگوان کرشن کا ظہور ہوا۔ ان دنوں گوکل میں ایک نند اور ۱۲ اُپ نند تھے۔ گویا 9+۶=۱۵ لاکھ گئووں کی پرورش ہوتی تھی۔ اس لئے بھگوان جیل میں پرگٹ ہوتے ہی فوراً گوکل میں پہنچ گئے۔ کیونکہ ان کے اوتار کا گئو رکھشا بھی ایک کام تھا۔ آج بھگوان کیوں نہیں آتے؟ کوئی نند ہو تو وہ آویں۔ بھلا وہ آکر ماکھن کہاں سے کھا دینگے (مفصل دیکھو جیون رہسیہ)

روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 117 حاشیہ 10

68

حوالہ نمبر 49

کلامِ مُقدّس

کا

عہدِ عتیق و جدید

مغربی پاکستان کے اُسقُف صاحبان

کی ہدایت و اجازت سے

بمُطابِق اصلی متن ترجمۂ مُصحّحہ

مطبوعہ

سوسائٹی آف سینٹ پال

روما ۱۹۵۸ء

۲۷ قائم رہے گی؟ ○ اور اگر مَیں بعل زبول کی مدد سے بدرُوحوں کو نِکالتا ہُوں۔ تو تمہارے بیٹے کِس کی مدد سے نِکالتے ہَیں؟
۲۸ اِس لِئے وُہی تمہارے مُنصِف ہوں گے ○ لیکن اگر مَیں خُدا کی رُوح سے بدرُوحوں کو نِکالتا ہُوں۔ تو البتہ خُدا کی بادشاہی
۲۹ تمہارے پاس آ پہنچی ہَے ○ یا کیُونکر کوئی کِسی زور آور کے گھر میں گھُس کر اُس کا اسباب لُوٹ سکتا ہَے۔ جب تک کہ پہلے اُس زور آور کو نہ باندھ لے۔ پھر اُس کا گھر لُوٹ لے گا ○
۳۰ جو میرے ساتھ نہیں وہ میرے خِلاف ہَے۔ اور جو میرے ساتھ جمع نہیں کرتا وہ بِکھراتا ہَے ○
۳۱ اِس لِئے مَیں تم سے کہتا ہُوں۔ کہ آدمیوں کا ہر گُناہ اور کُفر مُعاف کِیا جائے گا۔ مگر جو کُفر رُوح کے حق میں ہو وہ
۳۲ مُعاف نہ کِیا جائے گا ○ اور جو کوئی ابنِ اِنسان کے خِلاف کوئی بات کہے اُسے مُعاف کِیا جائے گا۔ مگر جو کوئی رُوح القُدس کے خِلاف کہے اُسے مُعاف نہ کِیا جائے گا۔ نہ موجودہ زمانے
۳۳ میں اور نہ آئندہ ہی میں ○ یا تو درخت کو اچھّا کہو اور اُس کے پھل کو بھی اچھّا یا درخت کو رَدّی کہو اور اُس کا پھل بھی رَدّی
۳۴ کیُونکہ درخت پھل ہی سے پہچانا جاتا ہَے ○ اَے افعی کی اَولاد! تم بُرے ہو کر کیُونکر اچھّی بات کہہ سکتے ہو؟ کیُونکہ جو دِل
۳۵ میں بھرا ہے وُہی مُنہ پر آتا ہَے ○ اچھّا آدمی اچھّے خزانے سے اچھّی چیزیں نِکالتا ہَے۔ اور بُرا آدمی بُرے خزانے سے بُری
۳۶ چیزیں نِکالتا ہے ○ پس مَیں تم سے کہتا ہُوں کہ ہر ایک بے فائدہ بات جو آدمی کہیں گے وہ عدالت کے دِن اُس
۳۷ کا حساب دیں گے ○ کیُونکہ تُو اپنی باتوں ہی سے راستباز ٹھہرایا جائے گا اور اپنی باتوں ہی سے گُنہگار ٹھہرایا جائیگا ○

یُونس نبی کا نشان

۳۸ تب فقیہوں اور فریسیوں میں سے بعض اُس سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اَے اُستاد ہم تجھ
۳۹ سے ایک نشان دیکھنا چاہتے ہَیں ○ اُس نے اُن سے جواب میں کہا کہ یہ بُری اور حرامکار پُشت نِشان طلب کرتی ہَے۔ اور یُوناہ نبی کے نِشان کے سِوا کوئی اور نِشان اُسے
۴۰ نہ دِیا جائے گا ○ کیُونکہ جیسے یُوناہ تین رات دِن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابنِ اِنسان تین رات دِن زمین کے اندر رہیگا ○
۴۱ نینوا کے لوگ عدالت کے دِن اِس پُشت کے ساتھ کھڑے ہو کر اُسے مُجرم ٹھہرائیں گے۔ کیُونکہ اُنہوں نے یُوناہ کی مُنادی پر توبہ کر لی۔ اور دیکھو۔ یہاں وہ ہے جو یُوناہ سے بڑھ کر ہَے ○
۴۲ جنُوب کی ملکہ عدالت کے دِن اِس پُشت کے ساتھ کھڑی ہو کر اُسے مُجرم ٹھہرائے گی۔ کیُونکہ وہ زمین کے کنارے سے سُلیمان کی حِکمت سُننے کو آئی۔ اور دیکھو یہاں سُلیمان سے بڑھ کر ہَے ○
۴۳ جب ناپاک رُوح آدمی میں سے باہر نِکل جاتی ہَے۔ تو
۴۴ بے آب جگہوں میں آرام ڈھونڈتی پھرتی ہَے اور نہیں پاتی ○ تب کہتی ہَے کہ مَیں اُس گھر میں پھر جاؤں گی جِس سے نِکلی تھی۔ اور
۴۵ آکر اُسے خالی اور جھاڑا اور سنوارا ہُؤا پاتی ہَے ○ تب جاکر اور سات رُوحیں جو اُس سے بدتر ہوں۔ اپنے ساتھ لاتی اور وہ داخل ہو کر وہاں بستی ہَیں سو اُس آدمی کا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ اِس شریر پُشت کا حال بھی ایسا ہی ہوگا ○

خُداوند یسُوعؔ کے رِشتہ دار

۴۶ جب وہ ہجُوم سے باتیں

باب ۱۲: ۳۲۔ رُوح القدس کے خلاف کُفر گوئی سے غالباً ظاہر حق کے خلاف سرکشی کرنا مراد ہے +

باب ۱۲: ۳۲۔ "نہ موجودہ زمانے میں اور نہ آئندہ ہی میں"۔ ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسے گُناہ ہوں گے جن کی معافی آئندہ زمانے میں بھی ملے گی۔ اِس سے اعراف کی موجودگی ثابت ہوتی ہے (ملاحظہ ہو مت ۵: ۳۶۔ ۱۲: ۳۶۔ ۱قر ۳: ۱۵) +

باب ۱۲: ۴۰۔ ۴۱۔ یون ۱: ۱۷ ؛ ۲: ۱ ؛ ۳۔ ۵ +

باب ۱۲: ۴۲۔ ۱سل ۱۰: ۱ ؛ ۲۔ ۱اخ ۹: ۱ +

باب ۱۲: ۴۶ "خداوند یسُوع مسیح کے بھائی"۔ عبرانی اور اکثر مشرقی زبانوں کے طرزِ کلام کے مطابق نہ فقط ایک ہی ماں باپ کی اولاد۔ بلکہ

کتاب

میزان الحق

حکمت جواہرات سے بہتر اور کوئی مرغوب چیز
اُس کے برابر نہیں ہو سکتی ہے
قولِ سلیمان

پنجاب ریلجس بُک سوسائٹی لاہور کیواسطے

چرچ مشن کانگریگیشنل پریس الہ آباد میں چھاپی گئی

سنہ ۱۸۹۲ء

نے اپنی معرفت کے بموجب مصلحت نہ جانا کہ عالم کے فرقوں اور قوموں کے تغیر و تبدیل کا
مطلب اور سبب کے وقت بیان کرے تو اسی سبب سے آدمی اکثر اوقات امورِ الٰہی و گردشِ ایام
کے درک و دریافت میں حیران رہتا ہے خلاصہ ایسی باتوں کے بھید خدا ہی جانتا ہے اور بس
ہاں انجیل کے کلام بموجب اتنا کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ دینِ محمد کے ظاہر ہونے اور
پھیلنے کا دو سبب سے مانع نہ ہوا اول یہ کہ اس طریق سے عربستان اور شام و مصر وغیرہ
مسیحیوں کو جو محمد کے زمانہ میں انجیل کے طریقہ سے دور پڑ گئے تھے تنبیہہ کی جائے تاکہ اور زیادہ
دور و مہجور نہ ہوں ثانیاً یہ کہ جہان میں بت پرستی کا دین زیادہ مشہور اور دوبارہ
زور آور نہ ہو جائے لیکن معین وقت اور جب مسیحی لوگ پھر سچے ایمان کی طرف رجوع لاوینگے
اور اکثر اُنمیں سے انجیل کے گرویدہ ہو کر اُسکے حکم پر چلینگے تب خدا تعالیٰ اس تنبیہہ کو اُٹھا لیگا
اور ان وعدوں کے بموجب جو خدا نے کتبِ عہدِ عتیق و جدید میں خصوصاً اشعیاہ کے
۶۰ باب کی ۶ و ۷ آیتوں میں اور ۱۹ باب کی ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ آیتوں میں کئے ہیں آخر زمانہ
میں اکثر محمدی مسیح پر ایمان لا کر مسیحی جماعت میں مل جائینگے اور یشعیاہ کے دوسرے باب کی
پہلی آیت سے ۵ تک اور ۴۹ باب ۶۰ باب میں مفصل مرقوم ہے کہ آخر الامر انسان کا
تمام سلسلہ کیا بت پرست کیا محمدی اور کیا یہودی مسیح پر ایمان لا کر جانینگے کہ راہ
اور حقیقت اور حیات صرف وہی ہے اور بس اور اُسوقت مسیح کا وہ قول پورا ہوگا جو
اُس نے یوحنا کے ۱۰ باب کی ۱۶ آیت میں فرمایا ہے کہ ایک گلہ اور ایک گلہ بان ہوگا
پھر فلپیوں کے ۲ باب کی ۱۰ و ۱۱ آیتوں میں مرقوم ہے کہ ÷ یسوع کے نام پر کہ

لِلْإِمَامِ أَبِي الْحُسَيْنِ مُسْلِمِ

ابْنِ الْحَجَّاجِ بْنِ مُسْلِمِ الْقُشَيْرِيِّ النَّيسَابُورِيِّ رَحِمَهُ اللهُ

طَبْعَةٌ مُمْتَازَةٌ مُقَارَنَةٌ مَعَ عِدَّةِ طَبْعَاتٍ مُرَقَّمَةٌ تَرْقِيمًا مُسَلْسَلًا مَعَ تَرْقِيمِ

مُحَمَّد فُؤَاد عَبْدِ الْبَاقِي، مَعَ الْإِشَارَةِ إِلَى مَوَاضِعِ التَّكْرَارِ

دار السّلام
للنشر والتوزيع
شارع الأمير عبد العزيز بن جلوي
(الضباب سابقاً) الرياض
ت/ ٤٠٣٣٩٦٢ فاكس/ ٤٠٢١٦٥٩

الطبعة الأولى: ربيع الأول ١٤١٩ هـ
يوليو ١٩٩٨م

[١٩٣] ٩٢-(٥٣) حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ؛ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ «غِلَظُ الْقُلُوبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ، وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ».

(المعجم ٢٢) - (بَابُ بيان أنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون، وأن محبة المؤمنين من الإيمان، وأن إفشاء السلام سبب لحصولها) (التحفة ٢٣)

[١٩٤] ٩٣-(٥٤) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ».

[١٩٥] ٩٤-(...) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا» بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٍ.

(المعجم ٢٣) - (بَابُ بيان أن الدين النصيحة) (التحفة ...)

[١٩٦] ٩٥-(٥٥) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ الْمَكِّيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: قُلْتُ لِسُهَيْلٍ: إِنَّ عَمْرًا حَدَّثَنَا عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِيكَ - قَالَ: وَرَجَوْتُ أَنْ يُسْقِطَ عَنِّي رَجُلًا - قَالَ - فَقَالَ: سَمِعْتُهُ مِنَ الَّذِي سَمِعَهُ مِنْهُ أَبِي، كَانَ صَدِيقًا لَهُ بِالشَّامِ. ثُمَّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ عَطَاءِ

ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الدِّينُ النَّصِيحَةُ» قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: «لِلهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ».

[١٩٧] ٩٦-(...) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلٍ[1] بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[١٩٨] (...) وحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ سَمِعَهُ وَهُوَ يُحَدِّثُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، بِمِثْلِهِ.

[١٩٩] ٩٧-(٥٦) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ».

[٢٠٠] ٩٨-(...) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، سَمِعَ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

[٢٠١] ٩٩-(...) حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فَلَقَّنَنِي «فِيمَا اسْتَطَعْتَ» وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. قَالَ: يَعْقُوبُ فِي رِوَايَتِهِ:

(١) وفي هـ: سهل والصواب كما أثبتنا عن ع، ف وانظ

THE PUNJAB CHIEFS

REVISED EDITION

BY
SIR LEPEL H. GRIFFIN, K.C.S.I.
AND OF
"CHIEFS AND FAMILIES OF NOTES IN THE PUNJAB"

BY
COLONEL CHARLES FRANCIS MASSY, INDIAN STAFF CORPS
REVISED AND CORRECT, UNDER THE ORDERS OF THE PUNJAB GOVERNMENT

BY
W.L. CONRAN, MAJOR, INDIAN ARMY
AND
H.D. CRAIK INDIAN CIVIL SERVICE

COMPLETE 3 VOLS.

SANG-E-MEEL PUBLICATIONS
25 - Shahrah - e - Pakistan (Lower Mall) Lahore - Pakistan

1993

Published by :
Niaz ahmad
Sang-e-Meel. Publications
Lahore - Pakistan

Printed by :
Zahid Bashir Printers, Lahore.

Price Rs. 1500.00

under the protection of Sardar Fateh Singh Ahluwalia, he lived quietly for twelve years. On his death Ranjit Singh, who had taken possession of all the lands of the Ramgarhia *Misal*, invited Ghulam Murtaza to return to Kadian, and restored to him a large portion of his ancestral estates. He then, with his brothers, entered the army of the Maharaja, and performed efficient service on the Kashmir frontier and at other places.

During the time of Nao Nihal Singh, Sher Singh and the Darbar, Ghulam Murtaza was continually employed on active service. In 1841 he was sent with General Ventura to Mandi and Kulu, and in 1843 to Peshawar in command of an infantry regiment. He distinguished himself in Hazara at the time of the insurrection there; and when the rebellion of 1848 broke out, he remained faithful to his Government and fought on its side. His brother Ghulam Muhi-ud-din also did good service at this time. When Bhai Maharaj Singh was marching with his force to Multan to the assistance of Diwan Mul Raj, Ghulam Muhi-ud-din, with other *Jagirdars*, Langar Khan Sahiwal and Sahib Khan Tiwana, raised the Muhammadan population, and with the force of Misra Sahib Dayal attacked the rebels and completely defeated them, driving them into the Chenab, where upwards of six hundred perished.

At annexation the *jagirs* of the family were resumed, but a pension of Rs. 700 was granted to Ghulam Murtaza and his brothers, and they retained their proprietary rights in Kadian and the neighbouring villages. The family did excellent service during the Mutiny of 1857. Ghulam Murtaza enlisted many men, and his son Ghulam Kadir was serving in the force of General Nicholson when that officer destroyed the mutineers of the 46th Native Infantry, who had fled from Sialkot, at Trimu ghat. General Nicholson gave Ghulam Kadir a certificate, stating that in 1857 the Kadian family showed greater loyalty than any other in the district.

Ghulam Murtaza, who was known as a skilful physician, died in 1876, and was succeeded by his son Ghulam Kadir. The latter was always active in assisting the local authorities, and possessed many certificates from officers connected with the administration. He served for a time as Superintendent of the Gurdaspur District Office. His only son died in early youth and he adopted his nephew Sultan Ahmad, who since Ghulam Kadir's death in 1883 has been regarded as the head of the family. Mirza Sultan Ahmad entered the service of Government as a Naib-

THE INDIAN MUSALMANS

BY

W. W. HUNTER, LL.D.

DIRECTOR-GENERAL OF STATISTICS TO THE GOVERNMENT OF INDIA.

ONE OF THE COUNCIL OF THE ASIATIC SOCIETY OF BENGAL, HONORARY FELLOW [illegible] THE ETHNOL[illegible] LONDON, AND OF THE ROYAL INSTITUTE OF NETHERLANDS INDIA AT THE HAGUE, ETC.

SANG-E-MEEL PUBLICATIONS
25, Shahrah-e-Pakistan (Lower Mall) Lahore.

DEDICATION

SIMLA, *23d June* 1871.

MY DEAR HODGSON,

I DEDICATE this little book to you in acknowledgement of the benefit which I have derived from your labours. You, of all the scholars whom our Service has produced, have most fully recognised the duty of studying the people. The greatest wrong that the English can do to their Asiatic subjects is not to understand them. The chronic peril which environs the British Power in India is the gap between the Rulers and the Ruled. In these pages I have tried to bring out in clear relief the past history and present requirements of a persistently belligerent class,— of a class whom successive Governments have declared to be a source of permanent danger to the Indian Empire.

I am,

Yours sincerely,

W. W. Hunter.

BRIAN HOUGHTON HODGSON, ESQ.,
Alderney Grange, Gloucestershire.

حواله نمبر 54

المعجم الأوسط

للحافظ الطبراني

٢٦٠ - ٣٦٠ هـ

تحقيق

الدكتور محمود الطحان

أستاذ الحديث بكلية الشريعة والدراسات الإسلامية

جامعة الكويت

الجزء الأول

مكتبة المعارف

الرياض

بابُ الأَلِف

مَنْ اسمه أحمد

حوالہ نمبر **54**

الضحاك، قال حدثنا إسماعيل بن عيَّاش، عن الوليد بن عبَّاد، عن عُرْفُطَة، عن نافع.

– عن ابن عمر قال: قال رسول الله ﷺ: «مَنْ اصْطَنَعَ إليكم معروفاً فجازوه، فإنْ عَجَزْتُم عن مُجازاته فادْعُوا له، حتى يعْلَم أنَّكُمْ قد شَكَرْتُمْ؛ فإنَّ الله شاكِرٌ يُحِبُّ الشَّاكِرِيْنَ[١]».

★ لم يروِ هذا الحديث عن نافع إلا عُرْفُطَة. تفرَّد به إسماعيل بن عيَّاش، عن الوليد بن عبَّاد.

٣٠ – حدثنا أحمد بن عبدالوهاب، قال حدثنا يحيى بن صالح الوُحَاظِي، قال حدثنا معاوية بن سلاَّم[٢]، عن يحيى بن أبي كثير، عن السائب بن يزيد[٣].

– أَنَّ سفيان بن أبي زُهير[٤] أخبره أنه: سَمِعَ رسولَ الله ﷺ

---

(١) الحديث بهذا السياق من الزوائد. فقد ذكره الهيثمي في مجمع الزوائد – كتاب الأدب – ١٨١/٨ وقال: «رواه الطبراني في الأوسط، وفيه عبدالوهاب بن الضحاك، وهو متروك» لكن للحديث شواهد تشهد لصحة معناه، فقد روى أبو داود والنسائي وأحمد الحديث، وفيه: «ومن صنع إليكم معروفا فكافئوه، فإن لم تجدوا ما تكافئونه فادعوا له حتى تروا أنكم قد كافأتموه» انظر أبا دواد – كتاب الزكاة – ١٢٨/٢ – حديث ١٦٧٢، ومسند أحمد – ٦٨/٢ و٦٩ وغيرها. ولذلك قال الهيثمي بعد الذي سقته آنفاً: «وهو عند أبي داود والنسائي بلفظ: حتى تروا أنكم قد كافأتموه، بدل حتى يعلم أن قد شكرتم، دون ما بعده» هذا وفي إسناد الطبراني ما عدا عبد الوهاب بن الضحاك مجهولان. وهما الوليد بن عبَّاد. وعرفطة، وليس في أسانيد أبي داود والنسائي وأحمد. عبد الوهاب ابن الضحاك، ولا المجهولان.

(٢) هو معاوية بن سَلاَّم – بتشديد اللام – ابن أبي سَلاَّم، أبو سَلاَّم الدمشقي، وكان يسكن حمص. قال عنه في التق. يب: «ثقة».

(٣) هو السائب بن ي . بن سعيد الكِنْدي. صحابي صغير، له أحاديث قليلة، وحُجَّ به في حجة الوداع وعمره سبع سنين. وولاَّه عمر سوق المدينة. مات سنة إحدى وتسعين، وقيل قبل ذلك، وهو آخر من مات بالمدينة من الصحابة.

(٤) هو سفيان بن أبي زهير الأزْدي، من أزد شَنُوءة. صحابي، يُعَدُّ في أهل المدينة.

حوالہ نمبر **56**

صرف کائنات کو دیکھ کر خدا "تک" نہیں پہنچ سکتے

ENCYCLOPÆDIA BRITANNICA

A New Survey of Universal Knowledge

Volume 22

TEXTILES to VASCULAR SYSTEM

ENCYCLOPÆDIA BRITANNICA, LTD

CHICAGO · LONDON · TORONTO

"movers" which are themselves moved, for in that case there would be no first source of movement and consequently no movement at all. We must then conclude that there is a first source of movement which is moved by nothing else—*i.e.*, God. (2) The argument from *Efficient Causes:* Experience shows that there is an order of efficient causes. Nothing can be the cause of itself, for that would imply that it was prior to itself. We cannot rest content with an indefinite series of causes and effects, because if there is no First Cause there can be no last effect. Hence we conclude that there is a First and Uncaused Cause—*i.e.*, God. (3) Argument from *possible and necessary existence:* Some existences are possible and not necessary, *i.e.*, they may exist or not exist, being generated and corrupted. But all existence cannot be of this nature, for unless there were necessary existence there would be no ground for possible existence. If there are necessary existences there must be an existence which is necessary in itself and does not derive the necessity of its existence from some other necessary existence. An indefinite regress is as impossible here as in the case of efficient causes. There must therefore be Something which is necessary *per se*—*i.e.*, God. (4) Argument from *degree of quality or value:* We find things more or less "good," "true" and "excellent." "More" or "less" is predicated according to degree of approach to a "greatest." There is therefore something which is most true, good and excellent—*i.e.*, God.

It should be observed that the first two forms of Aquinas' cosmological argument lead to the conception of a purely Transcendent Deity while the latter two suggest immanence.

The cosmological argument, very much in the form which was given to it by Aristotle and Aquinas, appears as a fundamental element in many philosophies. Mention must be made of Leibniz who supplemented it by laying down a new law of thought—the law of "sufficient reason"—according to which "for everything there must be a sufficient reason why it is so and not otherwise," thus making it clear that, for him, the basis of the cosmological argument was not empirical observation but a rational and self-evident principle—that of universal causation.

The objections to the traditional cosmological argument have been formulated by Hume and Kant. The former struck a blow at the simplest and most obvious version of the argument—that to a First Cause—by his sceptical analysis of the ideas of cause and necessary connection, though it should be noticed that he himself appears to have retained the conviction that the conception of a First Cause could not wholly be abandoned. In Hume's view, however, there is no universal principle of causation. The idea of necessary connection between phenomena is derived from habit breeding expectation, and the so-called "principle of causation" is due to nothing more than "the mind's propensity to feign," *i.e.*, it is a convenient fiction. Obviously this view, which was but the logical conclusion of the empirical movement in English philosophy, undermines the whole of our knowledge of the natural order and physical science, but it has also a direct bearing on the cosmological argument, for if causation is a principle on which we cannot rely when dealing with phenomena, we cannot use it to take us beyond phenomena to God. Kant attempted to save our knowledge of Nature from Hume's sceptical objections. He did so in a somewhat equivocal fashion. He held that the "categories" which the mind employs in synthesizing perception (cause, substance, etc.) are *a priori* in the sense that the mind does not derive them from experience but necessarily uses them in ordering experience—in short that Nature apart from Mind has no existence, but in some sense "Mind makes Nature." Kant is emphatic, however, in his limitation of this principle. The categories of the understanding are confined to dealing with phenomena. The use of such a category as causation to carry us beyond phenomena to a super-phenomenal Reality is an illegitimate—a "transcendent"—use. This is the real ground of Kant's objection; it is based upon his rigid limitation of the understanding to phenomena. Some special criticisms are also of permanent interest. Kant points out that the argument, in the only form which he discusses (that of efficient causation), does not, even if sound, lead to the conclusion that God exists, but only that a First Cause of some kind exists, and in order to attain the conception of God we need another argument—the Ontological. With reference to the alleged impossibility of conceiving an infinite series of causes, Kant remarks that the inconceivability attaches also to the idea of an uncaused cause, and there is therefore no reason why the mind should embrace one alternative rather than the other.

In spite of the objections to which the traditional form is open, the cosmological argument in a wider application has kept its power. In modern philosophy all those systems which employ the idea of an Absolute Reality arrive at the Absolute by some kind of cosmological argument. An important example of this is found in the Theistic philosophy of Hermann Lotze. The impossibility of rendering intelligible the fact of "transeunt" causation (*i.e.*, that change in one thing is the occasion of change in another thing), so long as we conceive the ultimate reality to consist of a collection of independent "reals" leads to the conception of an all embracing Absolute of which the particular things and their changes are modifications. Arguments of this type lead rather to an immanent Deity than to the transcendent God of Aristotle and Aquinas.

The cosmological argument has permanent value, though it has not the demonstrative force which was formerly attributed to it. It serves to substantiate the conclusion that "nature," whatever we may mean by that term, is not a self-explanatory system, and therefore to support the Theistic view as preferable on rational grounds to rival hypotheses. The form of the cosmological argument which begins with the apprehension of values, such as goodness and truth, has received little attention in the history of thought, but is one which has most positive weight for modern philosophy. Modern Theism would lay great stress on the contention that the existence of goodness, beauty and truth in finite experience compels us to postulate an absolute Goodness, Beauty and Truth.

The Teleological Argument.—This argument, sometimes called "the argument from design," is rightly described by Kant as the most impressive, the most easily comprehended of the traditional "proofs." Like the cosmological argument it is *a posteriori* in character, since it starts with the observed facts of adaptation to ends in the natural world. As we have seen, however, when referring to Plato, the teleological argument may be based upon the more general consideration of the order of the universe. The purposive character of the events of the world was a common topic of Stoic philosophers in connection with their doctrine of Providence. Here again we may turn to Thomas Aquinas for a succinct statement of the argument in its common form. It is the fifth proof of the existence of God given by that philosopher—the proof from the *gubernatio* of things. "Some things which have no power of knowing, such as natural bodies, work for ends, as is manifest from their constantly, or at least frequently, working in the same way for the attainment of that which is best. . . . Now such things as have no power of knowing do not tend towards an end unless they are directed by some being which has knowledge and intelligence." (*Summa Theologica*, Pt. I. Quaest. ii. art. 3.) It will be noticed that there are two elements in this argument (a) the observation of "working for ends"; (b) the inference from this to a directing Intelligence.

The evidence for working for ends or the adaptation to purposes on which stress is laid has varied; at times the main emphasis has been on general adaptation of the Universe to the existence and well-being of men or, more abstractly, to the production of values; at other times the argument has turned chiefly upon special instances of apparent design as, *e.g.*, the human eye. The latter type of reasoning was prominent among the rationalist Theologians of the 18th and 19th centuries. Paley's *Natural Theology*, with its famous analogy between the eye and a watch, is a familiar example of this kind of presentation.

Before proceeding to a discussion of the present position of the teleological argument it will be well to note the objections and limitations which arise on a consideration of the argument itself. These again have been clearly stated by Kant. It is obvious that the argument by itself is not sufficient to demonstrate the existence of God. Even if it be admitted that there are evidences of design, it does not follow that they are due to one Mind. The facts

father of modern philosophy, adopted it in two forms as the corner stone of his system, the bridge by which he passed from universal doubt to confidence in the possibility of knowledge. Descartes places in the forefront the consideration of the possession by the mind of the idea of an infinite and perfect being, and the question how this idea can originate. I cannot derive it from myself, because I am certainly neither infinite nor perfect. The idea then implies a really existent infinite and perfect Being as its source. Descartes adds an important element to the argument by distinguishing between the positively infinite and the merely "indefinite." The latter is a negative idea implying simply the absence of limits, the former is concrete, and is the idea of God. Unless I were in possession of the positive idea of infinity and perfection I should not know myself to be finite and imperfect. Descartes also states the ontological argument very much in the form given to it by Anselm. Though in all other instances it is possible to distinguish between essence and existence and to conceive of a being as not existing, this is not possible in the single case of the idea of God. "The existence can no more be separated from the essence of God than the idea of a mountain from that of a valley. . . . It is not less impossible to conceive a God, that is, a being supremely perfect to whom existence is wanting, or who is devoid of a certain perfection than to conceive a mountain without a valley." (*Meditations* III. and V.) The ontological argument was also adopted by Leibniz, who made the addition to it that we need first to demonstrate that the idea of God is the idea of a possible existence.

The great flaw in the argument in its traditional form was clearly shown by Kant, who pointed out that it implies existence to be an attribute of the same nature as other attributes the absence of which would constitute imperfection, whereas this is not the case, since every concept we form is of a being as existing in some sense. Kant's illustration however, of the "hundred thalers," which are the same in properties in the imagination as in the pocket though not the same in usefulness, seems to miss the point even more obviously than Gaunilo's perfect island. The permanent value in the ontological argument has been emphasised by Hegel. It is the necessary attempt to bridge the gulf between thought and things, between concept and reality. In this sense it is really at the root of all thought. However we may express it, we are compelled to hold that what the mind necessarily thinks *qua* mind is real, that there is no impassable chasm between the "*ordo idearum*" and the "*ordo rerum*." All philosophies which distinguish between appearance and Reality on the ground that the irrational cannot be the real, rest upon something akin to the ontological argument. Probably it would be better to say, "upon an ontological assumption." The ontological argument is, in truth, an attempt to put into the form of a train of reasoning a postulate without which the mind is helpless. It may be questioned therefore whether the ontological argument or postulate leads us directly to the God of religious experience. It leads rather to the conception of an absolute or rationally coherent system of being.

Before leaving the famous "three proofs" a remark must be made on their value for modern Theism. Before Kant's drastic criticism they were taken to be demonstrative proofs of the existence of God at least by the rational theologians. It is clear that as demonstrations they are unsatisfactory. This does not mean, however, that they are devoid of value. The post-Kantian Theist would, in most cases, adopt a different approach to his problem. The central question of constructive philosophy does not present itself to him in the form: given the idea of God as a belief, to find some rational proof of His existence. Rather the problem presents itself as analogous to the scientific problem: given the universe as disclosed in experience, to find the most reasonable account of it. Several hypotheses present themselves for consideration, among them Theism. The question before the mind of the philosopher, therefore, is to decide which of the possible hypotheses squares most adequately with the whole experience of the universe which is open to us. The Theist maintains that his hypothesis is the most rational in this sense. The traditional arguments, on this view, call attention to various aspects of the universe which, when taken up into reflective thought, go to support the Theistic view. Thus in spite of their failure as demonstrative arguments they have great value as indicating lines of thought, suggested by experience, which tend to substantiate the Theistic theory. (For a fuller statement of this *see* W. R. Sorley, *Moral Values and the Idea of God*, and W. R. Matthews, *Studies in Christian Philosophy*.)

The change in the method of approach to which we have referred in the preceding paragraph is reflected in the type of argument on which modern Theism has laid greatest stress. Though not putting on one side the "rational" proofs, the main appeal in the philosophy of Theism has been to considerations drawn more directly from experience, and particularly from moral and religious experience.

The Moral Argument.—Kant is the historical turning-point in the philosophy of religion. His criticism of the Theistic proofs was not made in the interest of Atheism, and he was an agnostic only in the technical sense that he denied the possibility of arriving at a knowledge of God by the pure or speculative reason. Religion belongs to the sphere of moral faith, of the "practical reason." There are three postulates of the moral reason, God, Freedom and Immortality; these cannot indeed be proved in any scientific manner, but the consideration of the limits of theoretical knowledge leads us to see that the pure reason cannot disprove their validity. It remains neutral. We are therefore free to affirm the three ideas without which our moral experience of the authority of the moral law and the inexhaustible ideal of holiness could not be conceived as rational. This is Kant's fundamental position. The train of reasoning by which he seeks to establish the necessity of the postulate of God is less important, being complicated by his peculiar views of the nature of the moral experience. The argument turns on the alleged moral demand that the highest holiness should ultimately coincide with the highest happiness.

The moral argument has been presented in various forms by important writers of the 19th and 20th centuries. Theories of ethics naturally fall into two classes, (1) those which take the fundamental concept in morals to be duty and the moral law; (2) those which take the idea of the Good to be fundamental. From both of these standpoints Theistic conclusions have been defended. James Martineau in his *Types of Ethical Theory* and *A Study of Religion* adopts on the whole the first, T. H. Green's *Prolegomena to Ethics* and W. R. Sorley's *Moral Values and the Idea of God* are salient representatives of the second, while Dr. Hastings Rashdall's *Theory of Good and Evil* combines to some extent both points of view.

There are three elements in the moral consciousness on which stress is laid in Theistic arguments. (a) The authority which the conscience attributes to the moral ideal. This unique authority cannot, it is urged, be explained on any view which does not allow us to find the moral law in some way built into the structure of the world, grounded in Reality. Other possible accounts of the source of the sense of obligation really issue in an explaining away of the moral "ought," and hence in the consequence that the fully moral life is irrational. Further, it is urged, the Theistic view is the view which most clearly enables us to hold that the moral law is not simply imposed externally but is the expression of the deepest self and also that it is no mere individual product, but of universal validity. (b) The "objectivity" of the moral ideal. The conscience cannot be satisfied with the belief that the moral ideal is dependent upon opinion, whether of the individual or of groups. In spite of the obvious fact that moral ideas change, the moral life depends upon the conviction that the moral ideal itself is absolute. Though men's apprehension of it may grow, their apprehension does not create it. It may be argued that Theism gives us the most rational account of this aspect of the moral consciousness, since it suggests that the moral ideal may exist in the thought of God. (c) The content of the moral ideal, particularly when viewed in its social aspect. Though we know what we mean by progress, we cannot conceive any temporal condition which would be the final goal of social progress. Unless therefore we are prepared to allow that progress is towards an end which is inherently unattainable, we are led to the thought of an End which is beyond the temporal order. Here again the

58

حوالہ نمبر **57**

سلسلۂ مطبوعات مجلس علمیہ جامعۂ عثمانیہ

تاریخ فلسفہ

مصنفہ الفرڈ ویبر

کا

اُردو ترجمہ

از

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم صاحب ایم اے ال ال بی پی ایچ ڈی۔

پروفیسر فلسفہ کلیہ جامعہ عثمانیہ سرکار عالی

سنہ ۱۳۴۶ھ سنہ ۱۳۳۷ف سنہ ۱۹۲۸ع

دار الطبع جامعہ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

اس کے نزدیک عام معنوں سے بہت مختلف ہے، اسکے ہاں علت کا تصور جوہر کے تصور کے ہم معنی ہے اور معلول کا تصور صفت، شئون اور تغیر کے مرادف ہے۔ وہ کہتا ہے کہ خدا کائنات کی علت ہے، مگر اسی طرح جس طرح سیب اپنے سرخ رنگ کی یا دودھ اپنی سفیدی، شیرینی اور سیالی کی علت ہے، نہ اس طرح جس طرح باپ بیٹے کے وجود کی علت ہے اور نہ ہی اس طرح جس طرح سورج گرمی کی علت ہے۔ باپ اپنے بیٹے کی خارجی اور عارضی علت ہے کیونکہ بیٹا علیحدہ اپنا ایک وجود رکھتا ہے اسی طرح گرمی اگرچہ سورج سے نکلتی ہے لیکن اس سے علیحدہ ہستی رکھتی ہے اس کے پہلو بہ پہلو اور اس سے خارج بھی اسکا ایک وجود ہے۔ خدا اور کائنات کا یہ تعلق نہیں، خدا کائنات کی خارجی اور عارضی علت نہیں بلکہ داخلی علت ہے اگر ہم سپائنوزا کا مفہوم اچھی طرح سمجھتے ہیں تو اسکا یہ مطلب ہے کہ خدا ان عام معنوں میں کائنات کی علت نہیں کہ اس نے ایک مرتبہ خارج سے عمل کرکے اسکو خلق کر دیا بلکہ خدا اشیاء دائمی محل اور کائنات کا سب سے اندرونی جوہر ہے۔ خدا نہ کائنات کا خالق فی الزمان ہے جیسے ثنویت اور عیسائیت کا خیال ہے اور نہ ہی کائنات کا باپ ہے جس طرح متصوفین یہود اور ادریین کا خیال ہے۔ وہ خود کائنات ہے لیکن اسکا سرمدی پہلو ہے، خدا اور کائنات سے ایک ہی شے مراد ہے۔ فطرت ایک ہی ہے لیکن اسکا ایک علیٰ پہلو ہے اور ایک اثری فطرت کا علیٰ اور سرمدی پہلو تمام موجودات کا سرچشمہ ہے اور موجودات مجموعہ معلولات ہونے کے نقطہ نظر سے فطرت اثری ہے۔

سپائنوزا نہ منکر کائنات ہے نہ منکر خدا، وہ صحیح معنوں میں وحدت الوجودی ہے کیونکہ خدا اور کائنات کو ہم وجود خیال کرتا ہے۔ اسکی کائنات خود خدا ہے اور اسکا خدا جوہر کائنات۔

۲۔ نظریۂ صفات

جوہر میں لاتعداد صفات ہیں اور ہر صفت ایک مختلف طریقے سے ذات الٰہی کا مظہر ہے، عقل انسانی کو ان میں سے صرف دو ہی معلوم ہیں

سلسلۂ مطبوعاتِ علمیہ جامعۂ عثمانیہ

تاریخ فلسفہ

مصنفۂ الفرڈ ویبر

کا

اُردو ترجمہ

از

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم صاحب ایم اے ال ال بی پی ایچ ڈی۔

پروفیسر فلسفہ کلیہ جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی

سنہ ۱۳۴۶ھ سنہ ۱۳۳۷ف سنہ ۱۹۲۸ء

دارالطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

ماہیت جس طرح عقل کے لئے مدرک ہوتی ہے وہ صفت ہے۔ شئون سے میری مراد جوہر کے تغیرات ہیں جن کا وجود کسی دوسری شئے کے ساتھ وابستہ اور کسی دوسری شئے کے ساتھ متصور ہوتا ہے،

(ب) استخراجات

۱۔ نظریۂ جوہر

جوہر کی تعریف سے مفصلۂ ذیل باتیں بالتبع لازم آتی ہیں:-

(۱) جوہر آپ اپنی علت ہے ورنہ کوئی اور شئے اس کو پیدا کرنے والی ہوگی اس حالت میں یہ جوہر نہیں رہے گا۔

(۲) یہ لامحدود ہے (کیونکہ اگر یہ محدود ہو تو اور جواہر اسکو محدود کریں گے اور یہ ایک طرح سے ان پر منحصر ہو جائے گا)

(۳) جوہر صرف ایک ہی ہے، کیونکہ اگر دو جوہر ہوں تو وہ ایک دوسرے کو محدود کر دیں گے اور مستقل وغیر منحصر نہیں رہیں گے لہذا جوہر صرف ایک ہی ہوسکتا ہے جس پر سب چیزیں منحصر ہیں اگر وہ خود کسی چیز پر منحصر نہیں۔ اس نقطہ پر سپائنوزا نے ڈیکارٹ سے علیحدہ راستہ اختیار کیا ہے مگر اس نظامِ فلسفہ کے خود اقتضائے سپائنوزا کو ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے، خود ڈیکارٹ نے جوہر کی تعریف سے اس حقیقت کی طرف رہنمائی کی تھی، کہ دراصل خدا ہی ایک جوہر ہے اور لفظ جوہر خالق اور مخلوق پر ایک ہی معنوں میں قابل اطلاق نہیں، لیکن اس ابہام کو رفع کرنے کے بجائے وہ اشیاء محدود کو بھی جواہر ہی کہتا رہا اگرچہ خدا سے تمیز کرنے کے لئے ان کو مخلوق جواہر کے نام سے موسوم کیا، تاہم محض لفظوں اور تعریفوں سے ایک مخلوق اضافی اور محدود جوہر صحیح معنوں میں جوہر کیسے بن سکتا ہے۔ ہم کو جوہر کے لفظ کا کسی ایسی شئے پر اطلاق ہی نہیں کرنا چاہئے جو بالذات قائم نہیں بلکہ اس اصطلاح کو ایسے وجود کے لئے مخصوص کر دینا چاہئے جو بالذات قائم و بالذات متصور ہے، یعنی خدا کے لئے۔ صرف خدا ہی جوہر ہے اور جوہر خدا ہے۔

حوالہ نمبر 59

ستیارتھ پرکاش

مصنفہ

شری ۱۰۸ مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج

جس کو

مہاشہ راجپال اینڈ سنز سرسوتی آشرم

انارکلی لاہور نے

صرف ٹائیٹل لاہور پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام میاں فیروزدین پرنٹر چھپوایا

دسویں بار

قیمت مجلد عہ

حوالہ نمبر 59

طرح دُنیا میں یہ طرح طرح کی عجیب و غریب بناوٹ بنانے والے پرمیشور کو ثابت کرتی ہے۔

زمین کی پیدائش پہلے اور انسان کی بعد میں ہوئی

۴۲- سوال - انسان کی پیدائش پہلے ہوئی یا زمین وغیرہ کی؟

جواب - زمین وغیرہ کی کیونکہ زمین وغیرہ کے بغیر انسان کی اور پرورش نہیں ہو سکتی *

سوال - آغاز دُنیا میں ایک یا کئی انسان پیدا کئے تھے یا کیا؟

جواب - کئی - کیونکہ جن جیوؤں کے کرم ایشوری سرشٹی میں پیدا ہونیکے تھے انکی پیدائش شروع دُنیا میں پرمیشور نے کی

मनुष्या ऋषयश्चये ततो मनुष्या अजायन्त। یہ یجروید اور اسکے براہمن میں لکھا ہے اس شہادت سے بھی یقین ہے کہ ابتدا میں انیک یعنی سینکڑوں ہزاروں انسان پیدا ہوئے اور دُنیا میں دیکھنے سے بھی یقین ہوتا ہے۔ کہ انسان کئی ماں باپ کی اولاد ہیں۔

سوال - ابتدا دُنیا میں انسان وغیرہ کی پیدائش بچپن جوانی یا بڑھاپے کی عمر میں تھی - یا تینوں میں؟

جواب - جوانی کی عمر میں - کیونکہ اگر بچے پیدا کرتا - تو اُن کی پرورش کیلئے دوسرے انسان ہوتے - اگر بوڑھے بناتا تو میتھنی سرشٹی نہ ہوتی - اس لئے جوانی کی عمر میں پیدائش کی +

سلسلہ پیدائش کی ہمیشگی

۴۳- سوال - کبھی دُنیا کا آغاز ہوا ہے یا نہیں؟

جواب - نہیں - جیسے دن کے پہلے رات اور رات کے پہلے دن نیز دن کے پیچھے رات اور رات کے پیچھے دن برابر چلا آتا ہے - اسی طرح پیدائش سے پہلے پرلے اور پرلے سے پہلے پیدائش نیز پیدائش کے پیچھے پرلے اور پرلے کے بعد پیدائش ازلی زمانہ سے ہی چلا آتا ہے - اس کا شروع یا انتہا نہیں - البتہ جیسے دن اور رات کا شروع اور خاتمہ دیکھنے میں آتا ہے - اسی طرح پیدائش اور پرلے کا شروع اور خاتمہ ہوتا ہے - کیونکہ جیسے پرمیشور جیو اور دُنیا کی مادی علت تینوں ذات سے ازلی ہیں - ویسے ہی دُنیا کی پیدائش قیام اور پرلے (فنا) پرواہ یعنی سلسلہ کے لحاظ سے ازلی ہیں - جیسے کبھی دریا کا بہاؤ نظر آتا ہے - کبھی سوکھ جاتا ہے - کبھی نظر نہیں آتا پھر برسات میں نظر آتا ہے اور...

نوٹ ا - ابتدائی مخلوق جو ماں باپ کے بغیر پیدا ہوتی ہے - ایشوری سرشٹی کہلاتی ہے + مترجم

نوٹ - ویدوں میں ऋषय: کے بجائے मनुष्या ہے - مگر معنی ایک ہی ہیں +

DE ANIMA

BY

J. A. SMITH, M.A., Hon. LL.D. (Edin.)

WAYNFLETE PROFESSOR OF MORAL AND METAPHYSICAL PHILOSOPHY
FELLOW OF MAGDALEN COLLEGE
HONORARY FELLOW OF BALLIOL COLLEGE

OXFORD
AT THE CLARENDON PRESS
First Edition 1931

have been its soul, for sight is the substance or essence of
20 the eye which corresponds to the formula,[1] the eye being merely the matter of seeing;[2] when seeing is removed the eye is no longer an eye, except in name—it is no more a real eye than the eye of a statue or of a painted figure. We must now extend our consideration from the 'parts' to the whole living body; for what the departmental sense is to the bodily part which is its organ, that the whole faculty of sense is to the whole sensitive body as such.

25 We must not understand by that which is 'potentially capable of living' what has lost the soul it had, but only what still retains it; but seeds and fruits are bodies which possess the qualification.[3] Consequently, while waking is actuality in a sense corresponding to the cutting and the
413a seeing,[4] the soul is actuality in the sense corresponding to the power of sight and the power in the tool;[5] the body corresponds to what exists in potentiality; as the pupil *plus* the power of sight constitutes the eye, so the soul *plus* the body constitutes the animal.

From this it indubitably follows that the soul is inseparable from its body, or at any rate that certain parts of it are
5 (if it has parts)—for the actuality of some of them is nothing but the actualities of their bodily parts. Yet some may be separable because they are not the actualities of any body at all. Further, we have no light on the problem whether the soul may not be the actuality of its body in the sense in which the sailor is the actuality[6] of the ship.

This must suffice as our sketch or outline determination
10 of the nature of soul.

2

Since what is clear or logically more evident emerges from what in itself is confused but more observable by us, we must reconsider our results from this point of view. For it is not enough for a definitive formula to express as most
15 now do the mere fact; it must include and exhibit the ground

[1] i.e. which states what it is to be an eye.
[2] Punctuating in l. 20 λόγον (ὁ δ' . . . ὄψεως), ἧς, with Bywater.
[3] Though only potentially, i.e. they are at a further remove from actuality than the fully formed and organized body.
[4] i.e. to the second grade of actuality.
[5] i.e. to the first grade of actuality.
[6] i.e. actuator.

براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 56

حوالہ نمبر **62**

کِتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انار کلی۔ لاہور

حوالہ نمبر **62** — براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 ص 56

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 56

حوالہ نمبر **62**

کِتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

حوالہ نمبر **62** براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 ص 56

The Holy Bible in URDU

Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

58

حوالہ نمبر 63

OSMANIA UNIVERSITY

سلسلۂ مطبوعاتِ علمیہ جامعۂ عثمانیہ

تاریخ فلسفہ

مصنفۂ الفرڈ ویبر

کا

اردو ترجمہ

از

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم صاحب ایم اے ال ال بی پی ایچ ڈی۔

پروفیسر فلسفہ کلیہ جامعہ عثمانیہ سرکارِ عالی

سنہ ۱۳۴۶ھ سنہ ۱۳۳۷ف سنہ ۱۹۲۸ء

دارالطبع جامعہ عثمانیہ سرکارِ عالی حیدرآباد دکن

یا علتِ مطلقہ کا وجود ہے اسکا ثبوت اختیاری علل کے ثبوت کی طرح ہے ۔ دنیا ایک سلسلۂ معلولات ہے، ہر معلول کے لئے ایک معین سلسلۂ علل و شرائط ضروری اور مقدم ہے، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آخر میں ایک ایسی علت پر ٹھہرنا پڑے گا، جو ممکن نہ ہو بلکہ واجب ہو ۔

اس کا نقیض یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی ذات واجب نہیں، (نہ کائنات کے اندر بطور جزو ذات، اور نہ اس سے خارج بطور علت عالم)

اگر کوئی ذات واجب کائنات کے اندر یا بطور جزو کائنات موجود ہے تو وہ دو طریقوں سے متصور ہو سکتی ہے (۱) وہ دنیا کے آغاز میں موجود تھی (۲) یا وہ اپنے سلسلۂ مظاہر کے ساتھ ہم آغوش ہے ۔ ہر آغاز ایک لمحہ وقت ہے، لہٰذا آغاز مطلق ایک ایسا لمحۂ وقت ہو گا جس کے پہلے کوئی لمحہ نہیں، مگر یہ ناقابل تصور ہے، کیونکہ وقت کے تصور میں حدود نہیں پائے جاتے، لہٰذا کوئی ذات واجب اشیا کی اصل نہیں ہو سکتی ۔ اسپائنوزا اور وحدت الوجود والوں کی طرح یہ کہنا بھی درست نہیں کہ کلیتِ اشیا اور مجموعۂ لمحاتِ وقت یعنی کائنات ذات واجب و مطلق ہے ۔ اضافی اور ممکن ہستیوں کا مجموعہ کتنا ہی ناقابل پیمائش کیوں نہ ہو لیکن وہ کوئی ذاتِ واجب و مطلق نہیں بنا سکتا، جس طرح لاکھوں احمقوں کو ملا کر بھی کوئی عقلمند انسان نہیں بنتا ۔ لہٰذا دنیا کے اندر کوئی ذاتِ واجب نہیں ۔

دنیا سے خارج بھی کوئی ذاتِ واجب نہیں ہو سکتی، کیونکہ اگر وہ کائنات سے خارج ہے تو اسکا وجود زمان و مکان سے باہر ہے، مگر مفروضہ یہ ہے کہ وہ اشیا کی اصل، ان کا مبدا اور سرچشمہ ہے ۔ اگر وہ آغاز اشیا ہے تو ایک لمحۂ وقت ہے، مگر ابھی ہم دیکھ چکے ہیں کہ اسے خارج از وقت ہونا چاہیئے، لہٰذا معلوم ہوا کہ ذات واجب نہ کائنات کے اندر متصور ہو سکتی ہے نہ اس کے باہر ۔

اس چوتھے تناقض کا تعلق کونیات سے زیادہ عقلی دینیات سے ہے جسے کانٹ نے پہلے ہی فضول ثابت کر دیا ہے ۔ باوجود اس کے کانٹ نے وجود باریتعالیٰ کے دلائل اور حمایت مشیت ایزدی کی تنقید میں اٹھاسی صفحے لکھ ڈالے ہیں ۔

انسلم اور ڈیکارٹ کی پیش کردہ ہستی خدا کی وجودیاتی دلیل، خدا کے تصور سے

مکتوباتِ احمد

حوالہ نمبر **64**

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے
خطوط اور مکاتیب

جلد اوّل

طوفان کے آنے کی اس قدر عرصہ پہلے سے خبر دیتا رہے کہ جس سے ہمیں اپنے اور اپنے جہاز کے بچانے کا موقع مل سکے۔
اب ظاہر ہے کہ جو لوگ حقیقت کے سمجھنے کا کافی ملکہ رکھتے ہیں اور منطق کے اصول کا بخوبی علم رکھتے ہیں وہ ہماری ان دونوں دلیلوں کو قطعی لنگڑی اور بے بنیاد خیال کریں گے کیوں؟ اس لئے کہ اوّل دونوں دلیلوں میں ''ضرورت'' کا جو کچھ قیاس قائم کیا گیا ہے جسے ہم نے اپنے نتیجہ کی علّت قرار دیا ہے وہ محض ہمارا ایک وہمی اور فرضی قیاس ہے، قوانین نیچر سے اُس کی تائید نہیں ہوتی بلکہ ہم اُلٹا قوانین نیچر کو پس انداز کر کے خدا کی خود دانائی پر حاشیہ چڑھاتے ہیں۔ دوم چونکہ ہماری علّت فرضی ہوتی ہے پس اس سے جو نتیجہ ہم قائم کرتے ہیں وہ بھی فرضی ہوتا ہے اور واقعات نیچری خود اُس کی تردید کرتے ہیں۔ چنانچہ جیسی پہلی مثال کے متعلق ہمارا نتیجہ واقعات کے خلاف ہے اور درحقیقت انسان کے سر کے پیچھے دو آنکھیں اور زائد قائم نہیں کی گئیں ہیں۔ دوسری مثال میں بھی ویسے ہی باوجود اس کے کہ سینکڑوں جہاز آج تک سمندر میں غرق ہو چکے ہیں اور ہزاروں اور لاکھوں جانیں اُن کے ساتھ ضائع ہو چکی ہیں مگر آج تک خدا نے کسی جہاز والے کے پاس کوئی نج کا پیغام اس قسم کا نہیں بھیجا جس کا دوسری مثال میں ذکر ہوا ہے۔ پس دونوں صورتوں میں ہماری ''ضرورت'' کا قیاس خدا کی دانائی یا قوانین قدرت کے موافق نہ تھا اس لئے اس کا نتیجہ بھی خدا کی حکمت کے خلاف ہونے کے باعث نیچر کے واقعات سے تصدیق نہ پا سکا اور محض فرضی ثابت ہوا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ آپ نے اپنے الہام کی ضرورت پر جو دلیل پیش کی ہے وہ بجنسہٖ ہماری دونوں دلیلوں کے متشابہ ہے۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ ''جس حالت میں نہ خود انسان اپنے علم اور واقفیت سے غلطی☆ سے بچ سکتے اور نہ خدا (جو رحیم و کریم اور ہر ایک سہو اور خطا سے مبرا اور ہر امر کی اصل حقیقت پر واقف ہے) بذریعہ اپنے سچے الہام کے اپنے بندوں کی مدد کرے تو پھر ہم عاجز بندے کیونکر ظلمات جہل اور خطا سے باہر آویں اور کس طرح آفات شک و شبہ سے نجات پائیں۔ لہٰذا میں مستحکم رائے سے یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ مقتضائے حکمت اور رحمت اور بندہ پروری اس قادر مطلق کا یہی ہے کہ وقتاً فوقتاً جب مصلحت دیکھے ایسے لوگوں کو پیدا کرتا رہے کہ عقائد حقّہ کے جاننے اور اخلاقِ صحیحہ کے

☆ کل حالتوں میں انسان ''اپنے علم اور واقفیت'' میں غلطی نہیں کرتا۔ ایڈیٹر برادر ہند

معلوم کرنے میں خدا کی طرف سے الہام پاویں''۔

پس جس صورت میں آپ کی اس دلیل میں بھی ''ضرورت'' کا قیاس مثل ہماری دونوں دلیلوں کے ہے اور قوانین نیچر اس کی تصدیق کرنے سے انکاری ہیں تو پھر ایسا قیاس بجز فرضی اور وہمی ہونے کے اور کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہم خود تو بات بات میں ایسی سینکڑوں ضرورتیں قائم کر سکتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ خدا کی حکمت بھی ہماری فرضی ضرورتوں کو تسلیم کرتی ہے یا نہیں؟ محققوں کے نزدیک وہی ضرورت ''ضرورت'' ہوسکتی ہے جس کو نیچر یا خدا کی حکمت نے قائم کیا ہو۔ جیسے ہماری بھوک کے دفعیہ کیلئے غذا اور سانس لینے کیلئے ہوا کی ضرورت ہماری فرضی نہیں بلکہ نیچری ہے اور اسی لئے اُس کا ذخیرہ بھی انسان کی زندگی کیلئے اُس نے فراہم کر دیا ہے۔ مگر جو ضرورت کہ نیچر کے نزدیک قابل تسلیم نہیں ہے اور اُسے خود ہم اپنے وہم سے قائم کرتے ہیں۔ وہ ایک طرف جس طور پر محض فرضی ہوتی ہے دوسری طرف اُسی طور پر اُسے علت ٹھہرا کر جو نتیجہ قائم کرتے ہیں وہ بھی فرضی ہونے کے باعث واقعات کے ساتھ مطابق نہیں ہوتا ہے اور یہ صورت ہم نے اپنی مثالوں میں بخوبی ظاہر کر دی ہے۔

دوم اس بات کی نسبت کہ آپ نے الہام کی تعریف میں جو کچھ عبارت رقم کی ہے اُس کا آپ کی دلیل سے کہاں تک ربط ہے۔ اسی قدر لکھنا کافی ہے کہ جس حالت میں آپ نے اپنے الہام کی کل بنیاد جس ''ضرورت'' پر قائم کی ہے درحقیقت وہ ضرورت جبکہ خود بے بنیاد ہے یعنی نیچر کے نزدیک وہ ضرورت قابل تسلیم نہیں ہے تو پھر اگر یہ بھی مانا جاوے کہ جو عمارت آپ نے کسی اپنی بنیاد پر کھڑی کی ہے وہ اچھے مصالحہ کے ساتھ بھی تعمیر کی ہے تا ہم وہ بے بنیاد ہونے کے باعث بجز وہم کے اور کہیں نہیں ٹھہر سکتی اور جیسے اس کی بنیاد فرضی ہے ویسے ہی وہ بھی آخر کار فرضی رہتی ہے۔

الہام کے اس غلط عقیدہ کے باعث دنیا میں لوگوں کو جس قدر نقصان پہنچا ہے اور جس قدر خرابیاں برپا ہوئی ہیں اور انسانی ترقی کو جس قدر روک پہنچی ہے اس کے ذکر کرنے کو اگرچہ میرا دل چاہتا ہے مگر چونکہ امر متنازعہ سے اُس کا اس وقت کچھ علاقہ نہیں ہے لہٰذا اس کا بیان یہاں پر ملتوی رکھتا ہوں۔

آپ کا نیازمند

شیو نرائن۔ اگنی ہوتری

لاہور۔۳ر جون ۱۸۷۹ء

افلاطون کا خدا کی خالقیت کا منکر ہونا

Encyclopædia of Religion and Ethics

حوالہ نمبر 65

EDITED BY

JAMES HASTINGS

WITH THE ASSISTANCE OF

JOHN A. SELBIE, M.A., D.D.

PROFESSOR OF OLD TESTAMENT LANGUAGE AND LITERATURE IN THE UNITED FREE CHURCH COLLEGE, ABERDEEN

AND

LOUIS H. GRAY, M.A., Ph.D.

SOMETIME FELLOW IN INDO-IRANIAN LANGUAGES IN COLUMBIA UNIVERSITY, NEW YORK

VOLUME X

PICTS–SACRAMENTS

EDINBURGH: T. & T. CLARK, 38 GEORGE STREET

NEW YORK: CHARLES SCRIBNER'S SONS, 597 FIFTH AVENUE

ideas of the respective animals and vegetables assure us of the existence of natural kinds. On the other hand, where there are no ideas, and therefore no determinate natural kinds, though we may 'study the subject as a recreation, and derive from it a sober and sensible amusement (59 C),' there can be no exact science. *E.g.*, mineralogy, inasmuch as the several minerals are irregular, indeterminate, combinations of the four simple bodies, combinations which are not definitely marked off from one another by nature, is not an exact science. Nevertheless it would seem that Plato by no means confined his attention to the exact sciences, the sciences founded upon ideas; for in the latter part of the *Timæus* he has much to say both about inexact sciences, such as mineralogy, and about the parts and organs of the body and their several functions. His pronouncements on these subjects are highly speculative; but, as indications of his scientific aims, they are by no means unimportant.

We may now tabulate the later theory of ideas with a view to a comparison of its supplementary articles with those of the earlier theory. The fundamental proposition is still—as it has been ever since Plato freed himself from Socratic limitations—'Beside pluralities of phenomena, transient, mutable, imperfect, which come into being, and are objects of opinion, there are unities, eternal, immutable, perfect, which really exist, and are objects of knowledge.'

The supplementary articles are as follows: (*a*) there are substantive, self-existent ideas (αὐτὰ καθ' αὑτὰ εἴδη) of the universe; of fire, air, water, earth; of the several stars; and of the several animal and vegetable species; but of nothing else. (*b*) It is not the idea's immanence in particulars, but the imitation or reflexion of the idea in matter—*i.e.* in space—that brings particulars into existence and makes them what they are. (*c*) Unity = mind = good = God is the cause, the sole cause, of all things; it is the cause of the ideas, of particulars, and even of its own correlative—plurality = space = evil = necessity. (*d*) The ideas are the thoughts of the sole cause, namely, unity or mind. (*e*) Infinite mind develops within itself a complete universe of thoughts, primary and secondary; and this universe of thoughts, as seen from within by a finite intelligence included in it, is our universe of things.

In this stage, then, the forms or ideas are unities from which nature's fixities—the universe, the four simple bodies, the stars, and the animal and vegetable kinds—are respectively derived; they are substantial and eternal; they are the thoughts of universal mind; they are not immanent in particulars, but are imitated or reflected as particulars in space.

(5) *The Laws.*—We now come to the fifth period of Plato's philosophical and literary activity. Having given to his metaphysic its final shape, and having shown how, through the doctrine of natural kinds, it affords a foundation for the scientific study of animal and vegetable species, Plato leaves to his nephew Speusippus the direction of the biological studies of the school, and himself, reverting to ethics and sociology, revises his earlier conclusions about those subjects from the standpoint of his later philosophy. When he wrote the *Republic*, he had hoped to attain through the self-good to the knowledge of the ideas, and thus to establish a 'philosophical morality.' If man could know the self-good and the ideal virtues which spring from it, he would no longer—except in early years when he had not yet completed his education—require that 'popular and civic virtue' which society artificially builds up by means of rewards and punishments; the knowledge of the self-good would be his one and only end and his exceeding great reward. Such had been Plato's aspiration when in a burst of enthusiasm he wrote the *Republic*. But since that time he had become aware of the limitations of human nature. Man cannot know the self-good; and, what is more, inasmuch as man has a bodily nature, the self-good and the human good are not identical. This being so, we cannot dispense with 'popular and civic morality,' and it becomes necessary to do what we can to strengthen and improve it. Hence, whereas in the *Republic* he plans a constitution and provides for its maintenance, but commits to his trained magistrates all the responsibilities of administration, in the *Laws*, recognizing that under existing conditions legislation is indispensable, he seeks to provide for the guidance of his countrymen a complete code of enactments. In this remarkable treatise Plato leaves metaphysic and science behind him; but there is one metaphysical pronouncement, and at first sight it flagrantly conflicts with the teaching of the *Timæus*. Whereas in that dialogue Plato claims to have found in universal mind the one and only cause of the infinite variety of things, here, in the *Laws* (896 E), he confidently affirms that there are two world-souls, the one beneficent, the other maleficent—God and devil. The truth is that, writing popularly, he stops short of his final analysis. The good world-soul and the bad world-soul of the *Laws* are the providence (πρόνοια) and the necessity (ἀνάγκη) of the *Timæus*; and the fact that in the unmetaphysical *Laws* Plato rests in the penultimate dualism of the great metaphysical dialogue is no reason for supposing that he had abandoned his ultimate henism.

Never perhaps was any other philosopher as progressive as Plato. In his early years he had studied the two philosophies which were afterwards to be the foundations of his own system—the Heracleitean theory of flux and the Socratic doctrine of ethical universals. In the first period of his independent thought he attempted no more than to carry on by written discourse the oral teaching of his master and thus to secure a greater consistency in the use of those terms of morality which have so great an influence upon actions. In the second, noting that, in moral and æsthetic practice, we find ourselves perpetually referring to an ideal standard, he conceives that in a previous existence we have known certain suprasensual realities such as goodness, beauty, and justice, of which their counterparts in this world imperfectly remind us. In the third, bewildered by Zeno's axiom that likes cannot be unlike, nor unlikes like, he assumes that for every predicate there is a suprasensual reality, and that this suprasensual reality, though separately existent and a unity, is present in every particular which bears the same name. In the fourth, having in the interval realized that things which are like in one relation may be unlike in another, and having disposed of other logical difficulties of the time, Plato now postulates ideas only where he finds fixities in nature. Such fixities are the universe itself, the four so-called simple bodies, the stars, and the animal and vegetable kinds. These are natural fixities because they derive their existence from the ideas, which are the eternal immutable thoughts of universal mind. Universal mind is the sole cause of the universe and all that is in it. In the fifth period, having learnt to limit his intellectual aspirations, Plato revises and supplements the sociological schemes of his third period.

5. Ethical teaching.—Plato's ethical teaching can hardly be called systematic. In his first period he is a Socratic, pure and simple. In his second he indicates, but does not develop, the theory of ideas upon which he at that time hoped to build a transcendental ethic. In the third, if we look to

براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 56

حوالہ نمبر **68**

کتابِ مقدس

یعنی

پرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 56

حوالہ نمبر **68**

The Holy Bible in URDU

Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

birch bark, containing portions of a sacrificed reindeer. Behind the figure are deer's antlers, and round the base of the table are branches of birch and pine. A Lapp kneels in adoration before the altar.

Gustaf von Düben, in his work *Om Lappland och Lapparne* (Stockholm, 1873, p. 288), reproduces a drawing from a MS of the year 1671, by Rehn, Stockholm, which is in close agreement with Scheffer's contemporaneous picture. Rehn's drawing shows three images of Thor upon one table, and in front of them are three upright sticks bearing portions of the sacrificed animal. Von Düben draws attention to the branches adorning the sides of the altar, to the two antler-heads between the images of Thor, to the hammers wielded in each hand of these images, and to the haloes encircling their heads. It is noteworthy that the sacrifice of animals is an essential element in the worship of these idols. Scheffer states that the Lapps make a new image to Thor every autumn, consecrating it by killing a reindeer, and smearing the idol with its blood and fat. The skull, feet, and horns are placed behind the image. Part of the meat is eaten by the Lapps, and part is buried, together with the bones.

In addition to 'the wooden god,' the Lapps also worshipped 'the stone god' (*kied kie jubmel*), otherwise, in Swedish, *Storjunkar*, or 'the great Lord.' The term *seita* was also applied, generically, to a stone god. In form, the *seita* sometimes resembled, or was supposed to resemble, a bird, or a man, or some other creature.

'The truth is, its shape is so rude that they may sooner fancy it like something themselves than persuade other people that it is so. Their imagination is so strong that they really believe it represents their *Storjunkar*, and worship it accordingly. Neither do they use any art in polishing it, but take it as they find it upon the banks of lakes and rivers. In this shape, therefore, they worship it, not as though it were so made by chance, but by the immediate will and procurement of their god *Storjunkar*, that it might be sacred to him' (Scheffer, p. 41).

The last sentence, it will be seen, implies that the *seita* was the medium through which an invisible deity was worshipped, and was not itself an object of worship. Von Düben shows (*op. cit.* pp. 236–246) representations of three Lapp *seitas*, one taken from a reindeer-pasture and another from a stream, while the third, of white marble, with a covering or cap of calcareous spar, was found in a small island, at a spot known to Lapp tradition as a place of sacrifice, where many horns and bones were found. It may be added that, although the *seitas* are generally quite unworked, there are some instances in which the upper part has been carved sufficiently to bring out a resemblance to the head of a man or of an animal.

The ceremonies connected with the worship of *Storjunkar* were very similar to those associated with 'the wooden god.' The animal specially selected for sacrifice was a male reindeer. Its right ear having been pierced and a red thread run through it, the reindeer was killed, and its blood carefully preserved in a barrel. The officiating priest then took the blood, some of the fat, the antlers, the bones of the head and neck, and the feet and hoofs, to the hill where the sacred stone had already been placed. Uncovering his head and bowing reverently, he then anointed the stone with the fat and blood, and placed the antlers behind it, the right horn having the penis of the reindeer attached to it, while on the left horn was an amulet of tin and silver worked together with red thread.

Although not represented by any special image, the sun was also worshipped by the Lapps of the 17th century. Scheffer states his belief that the sun was incorporate in Thor, who, it may be noted, was sometimes decorated with a nimbus round his head. The act of sun-worship, at any rate, was performed before the altar of Thor, upon which occasion the sacrificial bones were arranged in a circle upon the altar.

In return for the reverence paid to them, or through them, the wooden and stone gods were believed to protect their worshippers against misfortune and to aid them in hunting and fishing. Each family had its own sacrificial mount, with its wooden or stone god; but in some cases individuals possessed *seitas* who were understood to be specially interested in their welfare and to whom they prayed.

Rites similar to these are common to other cognate races in Northern Europe and Siberia.

'The Samoyedes, Ostiaks, Voguls, and Lapps all smear the mouths of their idols with blood and fat' (John Abercromby, *Pre- and Proto-historic Finns*, London, 1898, i. 159).

Among the Samoyeds of to-day the religious practices of the 17th cent. Lapps are still in full swing, as several modern travellers have shown. In 1875 and 1878 the Swedish explorer Nordenskiöld and his comrades visited sacrificial sites on Vaygatz Island and the Yalmal Peninsula. To these places the Samoyeds are accustomed to make pilgrimages, sometimes from a distance of six or seven hundred miles, in order to offer sacrifices and make vows. At a sacrificial eminence on the south-western headland of Vaygatz Island, the Swedish explorers found a large number of reindeer skulls and horns, bones of the bear, various objects of metal, and several hundreds of idols, described as

'small wooden sticks, the upper portions of which were carved very clumsily in the form of the human countenance, most of them from fifteen to twenty, but some of them 370 centimetres in length. They were all stuck in the ground on the south-east part of the eminence. Near the place of sacrifice there were to be seen pieces of drift-wood and remains of the fireplace at which the sacrificial meal was prepared. Our guide told us that at these meals the mouths of the idols were besmeared with blood and wetted with brandy, and the former statement was confirmed by the large spots of blood which were found on most of the large idols below the holes intended to represent the mouth' (Nordenskiöld, *Voyage of the Vega*, Eng. tr., London, 1881, i. 94 f.)

That these customs are still in force seems quite evident. In 1894, Frederick Jackson, in the course of his expedition to Franz-Josef Land, learned that the Samoyeds of Vaygatz at that date were accustomed to sacrifice a reindeer to their god, killing the animal by slow degrees. The Samoyeds, moreover, carry small portable gods with them during their sledge-journeys. In 1878, Nordenskiöld purchased four of these gods from a Samoyed woman. Two of them were dolls, one was a miniature garment, and the fourth was 'a stone, wrapped round with rags and hung with brass plates, a corner of the stone forming the countenance of the human figure it was intended to resemble' (*op. cit.* i. 86). This last appears to have been identical with the 'stone god,' or *seita*, of the Lapps.

'Professor De Harlez thinks it possible that the small domestic idols of felt and rags, used by the Mongols, and mentioned as early as the year 1200 by Armenian authors, may have been introduced by the Buddhist preachers, as Vartan states without hesitation' (Abercromby, *op. cit.* i. 163).

The stationary wooden idols of the Samoyeds seem to have been larger in past times. Martinière in 1653, Linschoten in 1601, and an old Dutch engraving reproduced by Nordenskiöld (i. 84) all show images as large as a man; and in the last instance the human trunk as well as the head is carved with some elaboration. Probably the earliest written description of Samoyed idols is that given by an English traveller, Stephen Burrough, in 1556 (Hakluyt's *Voyages*, new edition, Glasgow, 1903–05, 'Principal Navigations,' ii. 338). Burrough speaks of his visit to

'a heap of the Samoeds idols, which were in number above 300, the worst and the most unartificiall worke that ever I saw: the eyes and mouthes of sundrie of them were bloodie, they had the shape of men, women, and children, very grosly wrought, & that which they had made for other parts, was also sprinckled with blood. Some of their idols were an olde

براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 56

حوالہ نمبر **68**

کتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انار کلی۔ لاہور

حوالہ نمبر **68**

براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 56

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

Encyclopædia
of
Religion and Ethics

EDITED BY

JAMES HASTINGS

WITH THE ASSISTANCE OF

JOHN A. SELBIE, M.A., D.D.

PROFESSOR OF OLD TESTAMENT LANGUAGE AND LITERATURE IN THE UNITED FREE CHURCH COLLEGE, ABERDEEN

AND

LOUIS H. GRAY, M.A., Ph.D.

SOMETIME FELLOW IN INDO-IRANIAN LANGUAGES IN COLUMBIA UNIVERSITY, NEW YORK

VOLUME VII

HYMNS—LIBERTY

حوالہ نمبر 69

بت پرستوں کا ماننا کہ انکے دیوتاؤں کو خدائی طاقتیں دی گئی ہیں

روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 166 حاشیہ 11
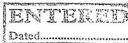
Durkheim has even extended this formula thus: 'Anything that affects an object affects also whatever has any relation of proximity or solidarity to that object.'[1]

As a general rule, the portrait of an object is supposed to give its possessor control over the original. This is the belief of savages, who usually refuse to be photographed or sketched, and who in nearly all countries make use of this kind of spell to work evil on their enemies. The oldest cases of such sorcery which have come down to us are perhaps the figured representations discovered on the walls of the grotto of Niaux (Ariège), where we find bisons riddled with barbed arrows. We have here, combined with the solidarity of the image, the idea that the realization of an event may be brought about by simply sketching it. According to the practice of the Middle Ages, when one wanted to wound, paralyze, or kill an enemy, it was sufficient to make a figurine more or less like him, have it blessed by a priest on some pretext or other, and then prick it with a needle in the heart or wherever it was desired to harm the original. Similar spells were in use among the Chaldæans, Egyptians, Hindus, Greeks, and Romans. They are also found among most uncivilized peoples who employ the arts of black magic.

The same idea of artificial solidarity is found in *ex-votos*, where imitations of legs, arms, other organs, and even of whole bodies are placed near sacred images by believers who have been granted, or are praying for, the cure of certain ills: in the one case the donor hopes that, on account of this proximity, the gods will act on the injured member through the medium of its image; in the other, the desired effect having been obtained, he expresses his thanks to the deity by offering up the organ, of which the deity has already in a sense taken possession by expelling the malady. These same images, which abounded in the temples of Æsculapius and other gods of healing,[2] are found on the continent of Europe, without any modification of material or form, even in the smallest chapels of Roman Catholic rural districts. Often the possession of the image is sufficient to ward off illness and all kinds of calamities. Each image has its special charm: some guard against fever, others against plague, others against lightning, the perils of the sea, the enemy's shot, and so on; there are even some which show where lost objects may be found, as, *e.g.*, certain of the Congo fetishes. Some have still wider scope, as talismans for appeasing fate and mastering destiny.

Central Africa is the promised land of fetishism (*q.v.*); yet the negro, according to a statement made by Albert Réville, which seems to be well founded,[3] distinguishes clearly between fetishes, which he believes to be inhabited by a spirit, and amulets, which he wears about his person, but does not worship, even when they reproduce the form of a living being. Schoolcraft also speaks of domestic idols in human or animal form found in the huts of the American Indians, but they were more of the nature of talismans, for they were not worshipped in any way.[4] We may place in the same category the *zemis* of the Antilles, *i.e.* figurines made of wood, stone, or bone, representing fish, turtles, lizards, serpents, and even men.[5] These were so numerous at the time of the discovery of the Antilles that the Benedictine monks who came in the train of Columbus boasted of having destroyed single-handed more than 170,000 of them at Hayti. To the same class perhaps belonged the *teraphim* of Laban, which Rachel concealed in the camel's furniture (Gn 31^{19-34}); and the statuettes which abound in ancient tombs from Ægean times to the end of paganism.

Large statues are as highly prized by communities for their magical services as small ones are by individuals and families. The desire to possess them frequently gave rise to armed contests, which took place as often between the cities of antiquity as between the towns of the Middle Ages; the desire was not so much to have the monopoly of paying homage to the divinity or the saint as to gain possession of a talisman of repute. This is proved by the bad usage which the images sometimes received, either to punish the original for having refused a demand, or to compel him to fulfil it. It is not only in the Congo that nails are hammered into the sacred image to command its attention.

In a church in Louvain there was until quite recently an old statue of Christ, the red velvet robe of which used to bristle with pins. Now worshippers stick their pins into two cushions placed at the feet of the image, over which is the inscription in French and in Flemish: 'Please do not stick pins into the robe.' This practice, however, may be explained in another way; it may be a case of getting rid of an illness by nailing it into the image, or sometimes of passing it on by hanging on the image linen which has been in contact with the injured member. Frazer, following Mannhardt, gives sufficient evidence in his *Golden Bough* of cases of folk-lore, where agricultural populations, having manufactured an image or a mannikin representing the spirit of the last harvest and sometimes the spirit of death, destroy, burn, or drown it, after having loaded it with the sins or calamities which they desire to get rid of periodically.

Just as the copy procures the services of the original, it may replace it on every occasion; the offering of the image instead of the reality thus becomes both an attenuation and an extension of sacrifice. Thus the Chinese offer to the divinity clothes, houses, furniture, sumptuous repasts, and even considerable sums, without growing any poorer, for these offerings are simply paper images. The Egyptians painted on the walls of the tombs offerings intended to maintain indefinitely the posthumous existence of the deceased, or depicted experiences that they would like him to be able to continue or repeat; they even added figurines representing his wife, slaves, and workmen, so that in the life beyond the grave he might have all the co-operation that he enjoyed on earth. It seems now to be admitted that this was also in many cases the aim of the bas-reliefs and paintings decorating the tombs of Etruria and ancient Greece.

3. **Idols, *i.e.* conscious and animated images.**— The talisman, the fetish, and the idol form an ascending scale. The talisman is a material object endowed with marvellous properties, either because of its nature or of some magical operation it has gone through, or because it is invested with supernatural properties by some external Power. The fetish is a talisman in which resides the spirit that gives it its power. The idol is a fetish representing the supposed form of the spirit dwelling inside it.

Idols are formed in various ways. (1) *By the natural association of natural objects with the human features which they resemble, e.g.* the rocks resembling human beings worshipped by Negroes, Fijians, Chippewas, Lapps, and, indeed, by all peoples inhabiting hilly countries—not to speak of other similar *ludi naturæ*. (2) *By forgetfulness or ignorance of the significance originally attached to an image.* This, however, is an exceptional occurrence. In most cases, it is only a question of the transfer of an image from one cult to another. Sometimes an attempt is made to explain the image by creating personages and even inventing myths for the occasion. Clermont Ganneau has called this by the apt name of 'ocular or optic mythology,'[1]

[1] *Formes élémentaires de la vie religieuse*, Paris, 1912, p. 508.
[2] Cf. the art. 'Donarium,' by Homolle, in Daremberg-Saglio.
[3] *Religions des peuples non-civilisés*, i. 97.
[4] H. Schoolcraft, *Indian Tribes*, Philadelphia, 1851-57, v. 169.
[5] Cf. J. W. Fowkes, *25 RBEW* (1907), pp. 42, 53-59.

[1] *Mythologie iconographique*, Paris, 1878.

Encyclopædia
of
Religion and Ethics

EDITED BY

JAMES HASTINGS

WITH THE ASSISTANCE OF

JOHN A. SELBIE, M.A., D.D.

PROFESSOR OF OLD TESTAMENT LANGUAGE AND LITERATURE IN THE UNITED FREE CHURCH COLLEGE, ABERDEEN

AND

LOUIS H. GRAY, M.A., Ph.D.

SOMETIME FELLOW IN INDO-IRANIAN LANGUAGES IN COLUMBIA UNIVERSITY, NEW YORK

VOLUME VII

HYMNS—LIBERTY

T & T CLARK
A Continuum imprint
LONDON • NEW YORK

made to Ramses by the prince of Bekhten, the image of Khonsu was sent to the rescue, healed the distressed damsel, and was detained in the land of Bekhten for more than three years. The prince of Bekhten would fain have kept the wonder-working image altogether, but was induced to send the god back to Egypt by a vision in which he saw Khonsu coming out of his shrine in the form of a golden hawk, and flying back to his native land (cf. art. DISEASE AND MEDICINE [Egyptian], vol. iv. p. 753).

These little images were the chief objects of Egyptian worship, so far as the temples were concerned; but, in addition, the temples of the various deities were provided with innumerable other images of the gods. These were mainly votive offerings contributed by pious people who believed themselves to have been the recipients of favours from some particular god, or who desired to receive favours. Thus the little temple of Mut at Thebes became, for some reason, a perfect store-house of votive images of the goddess Sekhmet; and the bronze and stone images of the gods found in most museums are largely of this votive class. Further, images of the gods were extensively used in connexion with the family religion of the Egyptians. The remains of several houses give evidence of the existence of a recess in the wall of the central hall, whose adornment of religious scenes points to it having been the focus for family worship, and the multitude of little statuettes of the gods in pottery, bronze, silver, and even gold, shows how wide-spread was the custom of having a tutelary image of the favourite god to watch over the house. In the later stages of the Egyptian religion the image of Horus subduing the powers of evil seems to have been the standard protective figure for the house; but under the Empire the favourite domestic divinities were not any of the great gods, but minor deities. Chief among these were the grotesque little bandy-legged god Bes, and his wife, the hippopotamus-shaped Taurt. Images of these very humble gods had an unbounded vogue, and were supposed to protect against evil spirits. They were found in every household, and were often wrought into the handles of mirrors and other toilet articles, while they were frequently worn, especially by children, as amulets. The curious little images of deformed children, called *pataikoi* by Herodotus (iii. 37) and regarded as the sons of Ptah, shared in the popularity of Bes and Taurt.

3. Animals as living images of deity.—It must not be forgotten that, in addition to all their graven and molten images, the Egyptians possessed living images of certain of their gods, and that in the later historical period the worship of these developed to an extraordinary extent, so much so as to have impressed upon other nations the idea, totally erroneous at least as regards the greater part of Egyptian religious history, that the Egyptians were a race of animal-worshippers. Originally, as we have seen, certain deities were conceived of under the guise of animals, and through the whole historic period certain animals were held to be living images, incarnations of divinity. Chief among these, of course, were the Apis-bull of Memphis, the incarnation of Ptah, and the Mnevis-bull of Heliopolis, the incarnation of Ra. But, while this is so, the development of animal-worship which excited the attention of Herodotus and the derision of Juvenal belongs only to the decadence of the religion. 'It was a remarkable adjunct to the Egyptian religion, but it did not belong to its original structure. In later times veneration for the sacred cat, monkey, sheep, and serpent increased greatly . . . but the ancient faith of the people knew nothing of this craze' (A. Erman, *Handbook*, p. 24). Of one Egyptian divinity alone no image was ever made for purposes of worship. This is Maat, the goddess of truth, who appears in the scenes of judgment before Osiris, and whose little figure, crowned with a single feather, is continually presented by the king as an offering to the god whom he is worshipping.

4. Images of human beings used in a religious connexion.—There remains to be noticed the extensive use made by the Egyptians of images of human beings in a religious connexion, especially in connexion with their belief in the life after death. The necessity of securing that the *ka* of the deceased person should have a recognizable habitation to which to return resulted in steps of a very elaborate kind being taken to secure so important an end. First of these was, of course, the mummification of the body, ensuring its continuance for a long period. But the mummy might perish or be destroyed, so there grew up, from a very early period, the custom of placing in the tomb of the deceased an image, or many images, of him in stone or wood. The first requisite of those images was that they should be absolutely faithful likenesses of the person whom they were meant to represent; and the result is a series of statues which aim, not at beauty, but at life-like resemblance—physical deformities being reproduced with as much care as beauties. No other nation offers anything in the least corresponding to the series of portrait-statues which has been preserved to us in the tombs of Egypt.

Besides the portrait image or images, the tomb of an Egyptian was furnished with a number of other images, of tiny size, representing the servants who were supposed to discharge for their master any work which he might be called upon to do in the Sekhet-Aaru, or 'Fields of the Blessed.' These *ushabtis*, or 'answerers,' probably represent the survival from a time when the slaves of the Egyptian grandee were slain at his tomb to accompany and serve him in the other world (cf., further, art. DEATH, etc. [Egyptian], vol. iv. p. 460).

In common with many other nations, the Egyptians believed in the magical power of images of gods and men. These images, made of wax, and smuggled into the house of the person to be injured, were believed to 'cripple the hand of man.' The standard instance occurs in the trial of certain conspirators against Ramses III., where it was proved that the 'superintendent of the cows' had taken a magical book from the Pharaoh's own library, and, in accordance with its directions, had made waxen images, and introduced them into the palace for the purpose of injuring Ramses. This belief plainly comes down from a very early period, as a waxen crocodile is used to punish a criminal in the earliest of Egyptian folk-tales, whose action is supposed to take place in the time of the IIIrd dynasty.

LITERATURE.—A. Erman, *Handbook of Egyp. Religion*, Eng. tr., London, 1907, *Life in Ancient Egypt*, Eng. tr., do. 1894; G. Steindorff, *Rel. of the Anc. Egyptians*, New York and London, 1905; E. Naville, *The Old Egyp. Faith*, London, 1909; E. A. W. Budge, *Egyp. Rel.*, do. 1900, *The Gods of the Egyptians*, do. 1904; A. Wiedemann, *Rel. of the Anc. Egyptians*, do. 1897, art. 'Religion of Egypt,' in *HDB* v. 176 ff.; G. Maspero, *Hist. anc. des peuples de l'Orient classique*, vol. i., 'Les Origines,' Paris, 1895 (Eng. tr., *The Dawn of Civilization*, London, 1894, *New Light on Ancient Egypt*, do. 1908); W. M. F. Petrie, *Rel. of Anc. Egypt*, do. 1906, *Egyptian Tales*, do. 1899; *RP*, 1st and 2nd series, do., various dates; J. Capart, *Primitive Art in Egypt*, Eng. tr., do. 1905; Herodotus, bks. ii. and iii.

JAMES BAIKIE.

IMAGES AND IDOLS (Greek and Roman).

—**I. Greek.**—The cult of images belongs to a later stage of religious development than mere fetishism, or the holding sacred of any object which has acquired supernatural power (*mana*). It is devel-

دیباچہ

میرے بزرگ پتا شردھے پرکاش دیوجی نے ۱۹۰۲ و۳ء میں مہرشی دیویندر ناتھ ٹھاکر جی کی " براھمو دھرم کے بیاکھیان " نامی کتاب کا اُردو ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا تھا۔ پھر ماہ اکتوبر ۱۹۰۷ء میں مہرشی جی کی خود نوشت سوانح عمری کا اُردو ترجمہ شایع کیا گیا۔ ان دونوں کتابوں کے مطالعہ سے دھرم کے متلاشیوں نے کثرت سے روحانی فیض حاصل کیا ہے۔ اسی سلسلہ میں مہرشی جی کی ایک اور چھوٹی سی کتاب گیان اور دھرم کی ترقی کا جو کہ ایک معنوں میں براھمو دھرم کے بیاکھیان نامی کتاب کا تتمہ ہے۔ ترجمہ کرکے اُردو خواں پبلک کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ لیکن ابھی تک اُردو زبان میں کوئی ایسی کتاب نہیں چھپی تھی کہ جس سے براھمو سماج کے اصول وعقائد آسانی سے سمجھ میں آجائیں۔ اور عام لوگ بھی براھمو دھرم کی تعلیم سے واقفیت حاصل کرسکیں۔ اس لئے شردھے جی کی زبردست خواہش تھی کہ کوئی اس قسم کی کتاب اُردو زبان میں تیار کی جاوے۔ چنانچہ انہوں نے ۱۹۱۲ و۱۳ء میں سخت بیماری کی حالت میں مہرشی جی کی کتاب " براھمو دھرم کا مت اور بشواس " کا اُردو میں ترجمہ شروع کیا اور ۱۹۱۴ء میں یہ مسودہ لکھنے کے لئے کاتب کو بھی دیدیا گیا۔ شردھے جی چاہتے تھے کہ یہ کتاب اُن کی زندگی میں ہی شایع ہوجاوے۔ لیکن افسوس کہ ان کی بیماری اور موت نے اس خواہش کو پورا نہ ہونے دیا۔ اب یہ کتاب " براھمو دھرم کے بنیادی اصول وعقائد " کے نام سے چھاپ کر شایع کی جاتی ہے۔ اگر اس کتاب کے مطالعہ سے شردھے جی کے ہموطنوں کے دلوں میں براھمو دھرم سے کچھ بھی واقفیت پیدا ہوجاوے۔ تو شردھے جی کی محنت ان کی موت کے بعد بھی سپھل ہوجائیگی۔

لاہور۔ ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۵ء

رام نرائن گپتا

رشیوں کے ساتھ اس امر پر متفق ہیں کہ پرماتما کی دانائی کا ہماری عقلوں سے اس کے پریم کا ہماری محبت سے۔ اس کی سچائی کا ہمارے ضمیر سے اور اس کی پاک موجودگی کا ہماری روحانی طاقت سے تعلق ہے۔ اس کا ہم پر ان کے ذریعے یقیناً اسی طرح سے ظہور ہوتا ہے جس طرح مادی دنیا کا ہمارے حواسوں کے ذریعے سے جب پرماتما کی روشنی ان ذرائع سے ہم تک پہنچتی ہے۔ تو ہم اسے الہام کہتے ہیں۔ بےخود ہو کر ہو جانے یکسو دلی اور دل ایک طرف لگانے کی حالت میں انسانی روح میں الہام ہوتا ہے۔ اس وقت آتما خاص طور پر پرماتما کی مرضی کے ماتحت ہو جاتا ہے اور روحانیت کے علم کی طرف بڑھتا ہے۔ جیسا کہ نیوٹن کی الہامی آنکھیں مادی دنیا کی معلومات کی طرف اٹھیں۔ اسی طرح سے رشی کی ملہوم روح (آتما) روحانی دنیا کے قوانین معلوم کرتی ہے۔ ایسے اشخاص یا نبی جنہوں نے پرماتما کا بذات خود علم حاصل کیا ہے ہر زمانے میں اور ہر ملک میں ہوتے رہے ہیں۔ بھاگوت گیتا میں ایک شلوک ہے جہاں پرماتما کی طرف سے کہا گیا ہے "میں اپنے آپ کو لوگوں پر اسی طریق پر کہ جس میں وہ مجھے ڈھونڈتے ہیں ظاہر کرتا ہوں"۔ ہم اس کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ پرماتما کی شکتی کے کئی پہلو ہیں جو مختلف آتماؤں پر مختلف طور پر اثر ڈالتے ہیں۔ بعض اسے بطور مالک کے بعض بطور باپ کے بعض ماں کے بعض منصف جج کے اور بعض دوست اور بعض پریتم (پیارے)

دیباچہ

میرے بزرگ پتا شردھے پرکاش دیوجی نے سنہ ۱۹۰۲و۳ء میں مہرشی دیویندرناتھ ٹھاکرجی کی "براہمو دھرم کے بیاکھیان" نامی کتاب کا اُردو ترجمہ ہدیۂ ناظرین کیا تھا۔ پھر ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء میں مہرشی جی کی خود نوشت سوانح عمری کا اُردو ترجمہ شایع کیا گیا۔ ان دونوں کتابوں کے مطالعہ سے دھرم کے متلاشیوں نے کثرت سے روحانی فیض حاصل کیا ہے۔ اسی سلسلہ میں مہرشی جی کی ایک اور چھوٹی سی کتاب گیان اور دھرم کی ترقی کا جو کہ ایک معنوں میں براہمو دھرم کے بیاکھیان نامی کتاب کا تتمہ ہے۔ ترجمہ کرکے اُردو خواں پبلک کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ لیکن ابھی تک اُردو زبان میں کوئی ایسی کتاب نہیں چھپی تھی کہ جس سے براہمو سماج کے اصول وعقائد آسانی سے سمجھ میں آجائیں۔ اور عام لوگ بھی براہمو دھرم کی تعلیم سے واقفیت حاصل کرسکیں۔ اس لئے شردھے جی کی زبردست خواہش تھی کہ کوئی اس قسم کی کتاب اُردو زبان میں تیار کی جاوے۔ چنانچہ اُنھوں نے سنہ ۱۹۱۲و۱۳ء میں بحالت بیماری کی حالت میں مہرشی جی کی کتاب "براہمو دھرم کامت اور بشواس" کا اُردو میں ترجمہ شروع کیا اور سنہ ۱۹۱۴ء میں یہ مسودہ لکھنے کے لئے کاتب کو بھی دیدیا گیا۔ شردھے جی چاہتے تھے کہ یہ کتاب اُن کی زندگی میں ہی شایع ہو جاوے۔ لیکن افسوس کہ ان کی بیماری اور موت نے اس خواہش کو پورا نہ ہونے دیا۔ اب یہ کتاب "براہمو دھرم کے بنیادی اصول وعقائد" کے نام سے چھاپ کر شایع کی جاتی ہے۔ اگر اس کتاب کے مطالعہ سے شردھے جی کے ہموطنوں کے دلوں میں براہمو دھرم سے کچھ بھی واقفیت پیدا ہو جاوے۔ تو شردھے جی کی محنت ان کی موت کے بعد بھی سپھل ہو جائیگی ٭

لاہور۔ ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۱۵ء — رام نرائن گپتا

رشیوں کے ساتھ اس امر پر متفق ہیں کہ پرماتما کی دانائی کا ہماری عقلوں سے اس کے پریم کا ہماری محبت سے۔ اس کی سچائی کا ہمارے ضمیر سے اور اس کی پاک موجودگی کا ہماری روحانی طاقت سے تعلق ہے۔ اس کا ہم پران کے ذریعے یقیناً اسی طرح سے ظہور ہوتا ہے جس طرح مادی دنیا کا ہمارے حواسوں کے ذریعے سے جب پرماتما کی روشنی ان ذرائع سے ہم تک پہنچتی ہے۔ تو ہم اسے الہام کہتے ہیں۔ بے خود ہوکر ہوجانے یسو دلی اور دل ایک طرف لگانے کی حالت میں انسانی روح میں الہام ہوتا ہے۔ اس وقت آتما خاص طور پر پرماتما کی مرضی کے ماتحت ہوجاتا ہے اور روحانیت کے علم کی طرف بڑھتا ہے۔ جیساکہ نیوٹن کی الہامی آنکھیں مادی دنیا کی معلومات کی طرف اٹھیں۔ اسی طرح سے رشی کی ملہم روح (آتما) روحانی دنیا کے قوانین معلوم کرتی ہے۔ ایسے اشخاص یا نبی جنہوں نے پرماتما کا بذات خود علم حاصل کیا ہے ہر زمانے میں اور ہر ملک میں ہوتے رہے ہیں۔ بھاگوت گیتا میں ایک شلوک ہے جہاں پرماتما کی طرف سے کہا گیا ہے "میں اپنے آپ کو لوگوں پر اسی طریق میں کہ جس میں وہ مجھے ڈھونڈتے ہیں ظاہر کرتا ہوں"۔ ہم اس کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ پرماتما کی شکتی کے کئی پہلو ہیں جو مختلف آتماؤں پر مختلف طور پر اثر ڈالتے ہیں۔ بعض اسے بطور مالک کے بعض بطور باپ کے بعض ماں کے بعض منصف جج کے اور بعض دوست اور بعض پریتم (پیارے)

براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 ص 56

حوالہ نمبر **77**

پاکستان بائبل سوسائٹی

انار کلی۔ لاہور

حوالہ نمبر 77

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

حوالہ نمبر **80**

للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفيّ
رَحِمَه الله تعالى

طبعة فريدة مصححة مرقمة مرتبة
حسب المعجم المفهرس وفتح الباري ومأخوذة
من أصح النسخ ومذيلة بأرقام طرق الحديث

مكتبة دار السلام

فرع شارع الأمير عبد العزيز بن جلوي (الضباب سابقاً)

الرياض - تلفون: ٤٠٣٣٩٦٢ فاكس: ٤٠٢١٦٥٩

الطبعة الثانية

ذو الحجة ١٤١٩ - مارس ١٩٩٩

حوالہ نمبر **81**

کتابِ مقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انار کلی۔ لاہور

The Holy Bible in URDU
Revised Version

حوالہ نمبر **81**

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

حوالہ نمبر **81**

کو یقین نہ آیا کہ یہ اندھا تھا اور بینا ہوگیا ہے۔ جب تک اُنہوں نے اُسکے ماں باپ کو جو بینا ہوگیا تھا بُلا کر ۱۹ اُن سے نہ پُوچھ لیا کہ کیا یہ تمہارا بیٹا ہے جسے تم کہتے ہو کہ اندھا پیدا ہُوا تھا؟ پھر وہ اب کیونکر دیکھتا ہے؟ ۲۰ اُسکے ماں باپ نے جواب میں کہا ہم جانتے ہیں کہ یہ ہمارا بیٹا ہے اور اندھا پیدا ہُوا تھا ۲۱ لیکن یہ ہم نہیں جانتے کہ اب وہ کیونکر دیکھتا ہے اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کس نے اُسکی آنکھیں کھولیں۔ وہ تو بالغ ہے۔ اُسی سے پُوچھو۔ وہ اپنا حال آپ کہہ دیگا ۲۲ یہ اُسکے ماں باپ نے یہودیوں کے ڈر سے کہا کیونکہ یہودی ایکا کر چکے تھے کہ اگر کوئی اُسکے مسیح ہونے کا اقرار کرے تو عبادتخانہ سے خارج کیا جائے ۲۳ اِس واسطے اُسکے ماں باپ نے کہا کہ وہ بالغ ہے اُسی سے پُوچھو ۲۴ پس اُنہوں نے اُس شخص کو جو اندھا تھا دوبارہ بُلا کر کہا کہ خُدا کی تمجید کر۔ ہم تو جانتے ہیں کہ یہ آدمی گُنہگار ہے ۲۵ اُس نے جواب دیا مَیں نہیں جانتا کہ وہ گُنہگار ہے یا نہیں۔ ایک بات جانتا ہُوں کہ مَیں اندھا تھا۔ اب بینا ہُوں ۲۶ پھر اُنہوں نے اُس سے کہا کہ اُس نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ کس طرح تیری آنکھیں کھولیں؟ ۲۷ اُس نے اُنہیں جواب دیا مَیں تو تم سے کہہ چکا اور تم نے نہ سُنا۔ دوبارہ کیوں سُننا چاہتے ہو؟ کیا تم بھی اُسکے شاگرد ہونا چاہتے ہو؟ ۲۸ وہ اُسے بُرا بھلا کہہ کر کہنے لگے کہ تُو ہی اُسکا شاگرد ہے۔ ہم تو مُوسیٰ کے شاگرد ہیں ۲۹ ہم جانتے ہیں کہ خُدا نے مُوسیٰ کے ساتھ کلام کیا ہے مگر اِس شخص کو نہیں جانتے کہ کہاں کا ہے ۳۰ اُس آدمی نے جواب میں اُن سے کہا یہ تو تعجب کی بات ہے کہ تم نہیں جانتے کہ وہ کہاں کا ہے حالانکہ اُس نے میری آنکھیں کھولیں ۳۱ ہم جانتے ہیں کہ خُدا گُنہگاروں کی نہیں سُنتا لیکن اگر کوئی خُدا پرست ہو اور اُسکی مرضی پر چلے تو وہ اُسکی سُنتا ہے ۳۲ دُنیا کے شُروع سے کبھی سُننے میں نہیں آیا کہ کسی نے جنم کے اندھے کی آنکھیں کھولی ہوں ۳۳ اگر یہ شخص خُدا کی طرف سے نہ ہوتا تو کُچھ نہ کر سکتا ۳۴ اُنہوں نے جواب میں اُس سے کہا تُو تو بالکل گُناہوں میں پیدا ہُوا۔ تُو ہمکو کیا سکھاتا ہے؟ اور اُنہوں نے اُسے باہر نکال دیا ۔

۳۵ یسُوع نے سُنا کہ اُنہوں نے اُسے باہر نکال دیا اور جب اُس سے مِلا تو کہا کیا تُو خُدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے؟ ۳۶ اُس نے جواب میں کہا اَے خُداوند وہ کَون ہے کہ مَیں اُس پر ایمان لاؤں؟ ۳۷ یسُوع نے اُس سے کہا تُو نے تو اُسے دیکھا ہے اور جو تجھ سے باتیں کرتا ہے وُہی ہے ۳۸ اُس نے کہا اَے خُداوند مَیں ایمان لاتا ہُوں اور اُسے سجدہ کیا ۳۹ یسُوع نے کہا مَیں دُنیا میں عدالت کے لِئے آیا ہُوں تاکہ جو نہیں دیکھتے وہ دیکھیں اور جو دیکھتے ہیں وہ اندھے ہو جائیں ۴۰ جو فریسی اُسکے ساتھ تھے اُنہوں نے یہ باتیں سُنکر اُس سے کہا کیا ہم بھی اندھے ہیں؟ ۴۱ یسُوع نے اُن سے کہا کہ اگر تم اندھے ہوتے تو گُنہگار نہ ٹھہرتے مگر اب کہتے ہو کہ ہم دیکھتے ہیں۔ پس تمہارا گُناہ قائم رہتا ہے ۔

باب ۱۰

۱ مَیں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ جو کوئی دروازہ سے بھیڑخانہ میں داخل نہیں ہوتا بلکہ اَور کسی طرف سے چڑھ جاتا ہے وہ چور اور ڈاکُو ہے ۲ لیکن جو دروازہ سے داخل ہوتا ہے وہ بھیڑوں کا چرواہا ہے ۳ اُسکے لِئے دربان دروازہ کھول دیتا ہے اور بھیڑیں اُسکی آواز سُنتی ہیں اور وہ اپنی بھیڑوں کو نام بنام بُلا کر باہر لے جاتا ہے ۴ جب وہ اپنی سب بھیڑوں کو باہر نکال چُکتا ہے تو اُنکے آگے آگے چلتا ہے اور بھیڑیں اُسکے پیچھے پیچھے ہو لیتی ہیں کیونکہ وہ اُسکی آواز پہچانتی ہیں ۵ مگر وہ غیر شخص کے پیچھے نہ جائینگی بلکہ اُس سے بھاگینگی کیونکہ غیروں کی آواز نہیں پہچانتیں ۶ یسُوع نے اُن سے یہ تمثیل کہی لیکن وہ نہ سمجھے کہ یہ کیا باتیں ہیں جو ہم سے کہتا ہے ۔

۷ پس یسُوع نے اُن سے پھر کہا مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ بھیڑوں کا دروازہ مَیں ہُوں ۸ جتنے مجھ سے پہلے آئے سب چور اور ڈاکُو ہیں مگر بھیڑوں نے اُنکی نہ سُنی ۹ دروازہ مَیں ہُوں اگر کوئی مجھ سے داخل ہو تو نجات پائیگا اور اندر باہر آیا جایا کریگا اور چارا پائیگا ۱۰ چور نہیں آتا مگر چُرانے اور مار ڈالنے اور ہلاک کرنے کو۔ مَیں اِسلئے آیا کہ وہ زندگی پائیں اور کثرت سے پائیں ۱۱ اچھا چرواہا مَیں ہُوں۔ اچھا چرواہا بھیڑوں کے لِئے اپنی جان دیتا ہے ۱۲ مزدُور جو نہ چرواہا ہے نہ بھیڑوں

حوالہ نمبر **82**

کلامِ مُقدّس

عہدِ عتیق و جدِید

پاکستان کے کاتھولک اُساقف

کی ہدایت واِجازت سے

اصلی متن کے مُطابق مُستند ترجمہ

حوالہ نمبر **82**

چھاپنے کی اِجازت

فادر ایگزو پیئر او۔ایف۔ایم کپ
وکر جنرل۔لاہور ڈایوسیس
یکم اگست ۱۹۵۸ء

جوزف کورڈیرو
آرچ بشپ۔کراچی ڈایوسیس
۲۴ اگست ۱۹۵۸ء

اشاعت اوّل ۱۹۵۸ء

اشاعت نہم ۲۰۰۷ء

پاکستان کاتھولک بشپ کانفرنس
کاتھولک بائبل کمیشن پاکستان

M-35

Kalam-e-Muqadds

Typed, Composed and Printed by
Pakistan Bible Society for
Catholic Bible Commission Pakistan

۱۰ ہیں۞ اَب مجھے چھوڑ۔ کہ میرا غضب اُن پر بھڑکے۔ کہ مَیں
۱۱ اُنہیں فنا کرُوں۔ اَور تجھ ہی کو ایک بڑی قوم بناؤں گا۞ تب
مُوسیٰ نے خُداوند اپنے خُدا سے مِنّت کر کے کہا۔ اَے خُداوند!
اِن لوگوں پر تیرا غضب نہ بھڑکے۔ جنہیں تُو مُلکِ مِصر سے اپنی
۱۲ بڑی قُوّت اَور طاقتور ہاتھ سے نِکال لایا۞ کِس واسطے مِصری
کہیں کہ وہ فریب سے اُنہیں یہاں سے نِکال لے گیا۔ تا کہ
اُنہیں پہاڑوں میں ہلاک کرے۔ اَور رُوئے زمین سے اُنہیں
فنا کرے۔ اپنے غضب کی شِدّت سے پھر اَور اپنی قوم سے یہ
۱۳ بدسلُوکی دُور کر۞ اَور اپنے بندوں اِبراہیم اَور اِسحاق اَور یعقُوب کو
یاد کر۔ جن سے تُو نے اپنی ذات کی قسم کھا کر کہا۔ کہ مَیں تُمہاری
نسل کو آسمان کے سِتاروں کی طرح بڑھاؤں گا۔ اَور سب زمین
جس کی بابت مَیں نے کہا۔ تُمہاری نسل کو عطا کرُوں گا۔ سو وہ
۱۴ ابد تک اُس کے وارِث ہوں گے۞ سو خُداوند اُس بدسلُوکی
سے جو اُس نے کہا۔ کہ مَیں اپنی قوم سے کرُوں گا۔ رُک گیا۞

۱۵ **مُوسیٰ کا قہر** تب مُوسیٰ پھرا اَور پہاڑ سے اُترا اَور شہادت کی
دو لوحیں اُس کے ہاتھ میں تھیں۔ دونوں لوحیں۔ اِس طرف
۱۶ اَور اُس طرف اپنی دونوں جانب لکھی ہُوئی تھیں۞ اَور دونوں
لوحیں خُدا کی بنائی ہُوئی تھیں اَور اُن پر کی لکھائی جو تھی وہ خُدا
۱۷ کی لکھائی اُن کے دونوں طرف کُھدی تھی۞ اَور یشُوعؔ نے لوگوں
کے شور کرنے کی آواز سُنی تو مُوسیٰ سے کہا۔ کہ خیمہ گاہ میں لڑائی
۱۸ کی آواز ہے۞ تو اُس نے کہا۔ کہ یہ فتح کا شور نہیں اَور نہ شکست
۱۹ کا ہے۔ بلکہ مَیں گانے کی آواز سُنتا ہُوں۞ جب وہ خیمہ گاہ کے
نزدیک پُہنچا تو بچھڑا اَور ناچ دیکھا۔ اَور مُوسیٰ کا غُصّہ بھڑکا۔ تو
اُس نے اپنے ہاتھوں سے دونوں لوحیں پھینک دِیں۔ اَور اُنہیں
۲۰ پہاڑ کے نیچے توڑ ڈالا۞ تب اُس نے بچھڑے کو جو اُنہوں نے
بنایا تھا لیا۔ اَور اُسے آگ میں جلایا اَور پیس کر خاک کر دِیا۔ اَور
اُسے پانی میں ڈالا اَور پانی بنی اِسرائیل کو پلایا۞
۲۱ اَور مُوسیٰ نے ہارُونؔ سے کہا۔ کہ اِن لوگوں نے تیرے
۲۲ ساتھ کیا کِیا۔ کہ تُو نے اُنہیں ایسا بڑا گُناہ کرنے دِیا۞ ہارُونؔ
نے کہا۔ میرے آقا کا غُصّہ نہ بھڑکے۔ تُو لوگوں سے واقف
ہَے۔ کہ یہ شریر ہیں۞ تو اُنہوں نے مجھ سے کہا۔ کہ ہمارے ۲۳
لئے معبُود بنا جو ہمارے آگے چلیں۔ کیونکہ یہ مَرد مُوسیٰ جو ہمیں
مُلکِ مِصر سے باہر نِکال لایا ہم نہیں جانتے۔ کہ اُسے کیا ہُوا؟۞
۲۴ تو مَیں نے اُن سے کہا۔ کہ کِس کے پاس سونا ہَے؟ لہٰذا اُنہوں نے
اُسے لیا اَور میرے پاس لائے۔ تو مَیں نے اُسے آگ میں ڈالا۔
۲۵ اَور یہ بچھڑا نِکل آیا۞ اَور جب مُوسیٰ نے دیکھا کہ لوگ قابُو سے
باہر ہو گئے ہیں۔ کیونکہ ہارُونؔ نے اُنہیں بے لگام چھوڑ کر
اُنہیں اُن کے دُشمنوں کے درمیان ذلیل کر دِیا۞ تب وہ خیمہ گاہ ۲۶
کے دروازہ پر کھڑا ہُوا۔ اَور کہا۔ کہ جو کوئی خُداوند کی طرف ہَے
میرے پاس آ جائے۔ تو سب بنی لاوی اُس کے پاس جمع ہُوئے۞
۲۷ تب اُس نے اُن سے کہا کہ خُداوند اِسرائیل کے خُدا نے یُوں
فرمایا ہَے۔ کہ ہر ایک اپنی تلوار ران پر لٹکائے اَور جائے اَور
خیمہ گاہ میں ایک دروازہ سے دُوسرے دروازہ تک آگے پیچھے
چلے اَور ہر ایک اپنے بھائی کو اَور اپنے دوست کو اَور اپنے ہمسایہ
۲۸ کو قتل کرے۞ تب بنی لاوی نے مُوسیٰ کے حُکم کے مُطابق کِیا۔
۲۹ تو لوگوں میں سے اُس روز قریباً تین ہزار مَرد مارے گئے۞ اَور
مُوسیٰ نے کہا۔ کہ تُم نے آج اپنے آپ کو خُداوند کے لئے مخصُوص
کر دِیا۔ ہاں اپنے بیٹے اور بھائی کے خلاف ہوتے ہُوئے۔
کہ آج وہ تُمہیں برکت دے۞

۳۰ **مُوسیٰ کی سِفارش** اَور جب دُوسرا دِن ہُوا۔ تو مُوسیٰ نے
لوگوں سے کہا۔ کہ تُم نے بڑا بھاری گُناہ کِیا ہَے۔ اَور اَب مَیں
خُداوند کے پاس اُوپر جاتا ہُوں۔ تا کہ اگر ہو سکے تو تُمہارے
۳۱ گُناہ کے لئے کفّارہ کرُوں۞ اَور مُوسیٰ خُداوند کے پاس لَوٹ
گیا اَور کہا۔ اَے خُداوند اِن لوگوں نے بھاری گُناہ کِیا ہَے۔
۳۲ کہ اپنے لئے سونے کے معبُود بنائے۞ اَور اَب یہ گُناہ اُنہیں
مُعاف کر۔ ورنہ مجھے اپنی کِتاب سے جو تُو نے لکھی ہَے مِٹا

باب ۳۲:۳۲ "اپنی کِتاب سے ... مِٹا دے" اِس محاورہ کا مطلب صرف یہ
ہَے کہ مجھے فراموش کر۔ اَور تُو جو زندگی اَور موت کا مالک ہَے۔ مجھے زندوں کی
فہرست سے خارج کر۔ اِسی طرح مُقدّس پَولُس بھی چاہتا تھا کہ اپنے بھائیوں
کی مُحبّت کی خاطر مسیح سے محرُوم ہو جائے۔ (رومیوں ۹:۳) +

حوالہ نمبر 83

کلامِ مُقدّس

عہدِ عتیق و جدید

پاکستان کے کاتھولک اُساقف

کی ہدایت و اِجازت سے

اصلی متن کے مُطابق مُستند ترجمہ

حوالہ نمبر **83**   چھاپنے کی اِجازت

فادر ایگزوپیئر او۔ایف۔ایم کپ
وکر جنرل۔لاہور ڈایوسیس   یکم اگست ۱۹۵۸ء

جوزف کورڈیرو
آرچ بشپ۔کراچی ڈایوسیس   ۲۴ اگست ۱۹۵۸ء

اشاعت اوّل   ۱۹۵۸ء

اشاعت نہم   ۲۰۰۷ء

پاکستان کاتھولک بشپ کانفرنس

کاتھولک بائبل کمیشن پاکستان

M-35

Kalam-e-Muqadds

Typed, Composed and Printed by
Pakistan Bible Society for
Catholic Bible Commission Pakistan

حوالہ نمبر 83

۲۱ تُم سُن چُکے ہو۔ کہ اگلوں سے کہا گیا تھا۔ کہ تُو خُون مت کر۔ اَور جو کوئی خُون کرے عدالت میں سزا کے لائق ہوگا۞ ۲۲ لیکن مَیں تُم سے یہ کہتا ہُوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غُصّے ہو۔ عدالت میں سزا کے لائق ہوگا۔ اَور جو کوئی اپنے بھائی کو راقہ کہے وہ عدالتِ عالیہ میں سزا کے لائق ہوگا۔ اَور جو اُسے احمق کہے وہ جہنّم کی آگ کا سزاوار ہوگا۞

۲۳ پس۔ اگر تُو قُربانگاہ کے پاس اپنی نذر لے جائے۔ اَور وہاں تُجھے یاد آئے کہ میرے بھائی کو مُجھ سے کُچھ شکایت ہَے۞ ۲۴ تو اپنی نذر قُربانگاہ کے سامنے چھوڑ کر چلا جا پہلے اپنے ۲۵ بھائی سے میل کر تب آ کے اپنی نذر گُذران۞ جب تک تُو اپنے مُدعی کے ساتھ راہ میں ہَے جلد اُس سے میل کر تا نہ ہو کہ مُدعی تُجھے مُنصِف کے حوالے کرے اَور مُنصف تُجھے پیادے کے ۲۶ سپُرد کرے اَور تُو قید خانہ میں ڈالا جائے۞ مَیں تُجھ سے سچ کہتا ہُوں کہ جب تک تُو کوڑی کوڑی ادا نہ کرے گا وہاں سے ہرگز نہ چھُوٹے گا۞

۲۷ تُم سُن چُکے ہو۔ کہ کہا گیا تھا۔ تُو زِنا مت کر۞ ۲۸ لیکن مَیں تُم سے یہ کہتا ہُوں۔ کہ جو کوئی شہوت سے کسی عورت پر نِگاہ ۲۹ کرے وہ اپنے دِل ہی میں اُس کے ساتھ زِنا کر چُکا۞ پس۔ اگر تیری دہنی آنکھ تُجھے ٹھوکر کھلائے تو اُسے نِکال ڈال اَور اپنے پاس سے پھینک دے کیونکہ تیرے اعضا میں سے ایک کا جاتا رہنا تیرے لئے اِس سے بہتر ہَے کہ تیرا سارا بدن جہنّم میں ڈالا ۳۰ جائے۞ اگر تیرا دہنا ہاتھ تُجھے ٹھوکر کھلائے تو اُسے کاٹ ڈال۔ اَور اپنے پاس سے پھینک دے کیونکہ تیرے اعضا میں سے ایک کا جاتا رہنا تیرے لئے اِس سے بہتر ہَے کہ تیرا سارا بدن جہنّم میں ڈالا جائے۞

۳۱ یہ بھی کہا گیا تھا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑے اُسے طلاق نامہ لِکھ دے۞ ۳۲ پر مَیں تُم سے یہ کہتا ہُوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سِوا کسی اَور وجہ سے چھوڑ دے۔ اُس سے زِنا کراتا ہَے۔ اَور جو کوئی اُس چھوڑی ہُوئی سے بیاہ کرے وہ زِنا کرتا ہَے۞

۳۳ پھر تُم سُن چُکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ تُو جھُوٹی قسم نہ کھا۔ بلکہ اپنی قسمیں خُداوند کے لئے پوری کر۞ ۳۴ لیکن مَیں تُم سے یہ کہتا ہُوں کہ ہرگز قسم نہ کھانا نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ خُدا کا تخت ہَے۞ ۳۵ نہ زمین کی کیونکہ وہ اُس کے پاؤں کی چوکی ہَے اَور نہ یرُوشلیم کی کیونکہ وہ شاہِ عظیم کا شہر ہَے۞ ۳۶ اَور نہ اپنے سر کی قسم کھا کیونکہ تُو ایک بال کو سفید یا سِیاہ نہیں کر سکتا۞ ۳۷ مگر تُمہارا کلام ہاں۔ ہاں ہی ہو۔ تُمہاری نہیں۔ نہیں۔ کیونکہ جو اِس سے زیادہ ہَے بَدی سے ہَے۞

۳۸ تُم سُن چُکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اَور دانت کے بدلے دانت۞ ۳۹ مگر مَیں تُم سے کہتا ہُوں کہ بُرائی کا مُقابلہ نہ کرنا۔ بلکہ جو تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے دُوسرا بھی اُس کی طرف پھیر دے۞ ۴۰ اَور اگر کوئی عدالت میں تُجھ پر نالش کر کے تیرا کُرتا لینا چاہے تو چُغہ بھی اُسے لے لینے دے۞ ۴۱ اگر کوئی تُجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے۔ اُس کے ساتھ دو کوس چلا جا۞ ۴۲ جو کوئی تُجھ سے کُچھ مانگے۔ اُسے دے۔ اَور جو تُجھ سے قرضہ چاہے اُس سے مُنہ نہ موڑ۞

۴۳ تُم سُن چُکے ہو کہ کہا گیا تھا۔ اپنے ہمسائے کو پیار کر اَور اپنے دُشمن سے کینہ رکھ۞ ۴۴ لیکن مَیں تُم سے یہ کہتا ہُوں کہ اپنے دُشمنوں کو پیار کرو۔ اَور اپنے ستانے والوں کے لئے دُعا مانگو۞ اَور جو تُمہیں ستائیں اَور بد نام کریں اُن کے لئے دُعا مانگو۔ ۴۵ تاکہ تُم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہَے فرزند ٹھہرو۔ کیونکہ وہ اپنے

باب ۵: ۲۱ خروج ۲۰: ۱۳، تثنیہ شرع ۵: ۱۷ +

باب ۵: ۲۲ صغیرہ جرائم کی سزا مقامی عدالتوں میں اور کبیرہ جرائم کی سزا عدالتِ عالیہ میں دی جاتی تھی۔ سب سے بڑے جرائم کا عذاب فقط اگلے جہان میں پایا جاتا ہے +

باب ۵: ۲۷ خروج ۲۰: ۱۴، تثنیہ شرع ۵: ۱۸ +

باب ۵: ۳۱ تثنیہ شرع ۲۴: ۱ + باب ۵: ۳۲ حاشیہ متّی ۱۹: ۹ +

باب ۵: ۳۳ احبار ۱۹: ۱۲ +

باب ۵: ۳۸ خروج ۲۱: ۲۴، احبار ۲۴: ۲۰، تثنیہ شرع ۱۹: ۲۱ +

باب ۵: ۴۲ تثنیہ شرع ۱۵: ۸ + باب ۵: ۴۳ احبار ۱۹: ۱۸ +

جلد 1 صفحہ 194 حاشیہ 11

85

حوالہ نمبر 84

لسان العرب

للإمام العلامة ابن منظور

٦٣٠-٧١١هـ

نسقه وعلق عليه ووضع فهارسه

علي شيري

المجلد التاسع

دار إحياء التراث العربي
للطباعة والنشر والتوزيع

حوالہ نمبر 84

وحُوشِيُّ الكلام: وَحْشِيُّه وغريبُه. وفي حديث عمر، رضي الله عنه، أيضاً أنه قال لابن عباس: أَنْشِدْنا لشاعر الشُّعراءِ، قال: ومَنْ هو؟ قال: الذي لا يُعاظِل بين القول ولا يَتَتَبَّع حُوشِيَّ الكلام، قال: ومَنْ هو؟ قال: زُهَيْر، أي لا يُعَقِّده ولا يُوالي بعضه فوق بعض. وكلُّ شيء رُكِبَ شيئاً فقد عاظَلَه.

والمُعْظِلُ والمُعْظَئِلُّ: الموضع الكثير الشجر؛ كلاهما عن كراع، وقد تقدم في الضاد اعْضَأَلَّت كَثُرَت أغصانُها.

عظلم: العِظْلِمُ: عُصارةُ بعضِ الشجرِ. قال الأزهري: عُصارةُ شجرٍ لونُه كالنِّيلِ أخضر إلى الكُدْرة. والعِظْلِمُ: صِبْغٌ أحمرُ، وقيل: هو الوَسْمَةُ. قال أبو حنيفة: العِظْلِمُ شُجَيْرَةٌ من الرِّبَّة تَنْبُتُ أخيراً وتَدُومُ خُضْرَتُها؛ قال: وأخبرني بعضُ الاعراب أن العِظْلِمَ هُو الوَسْمةُ الذكَرُ، قال: وبَلَغني هذا في خبَرٍ عن الزهري أنه ذُكِرَ عنده الخِضابُ الأَسْوَدُ فقال: وما بأْسٌ به، هأنذا أَخْضِبُ بالعِظْلِم؛ وقال مرة: أخبرني أعرابيٌّ مِنْ أهلِ السَّراة قال العِظْلِمةُ شجرة ترتفع على ساقٍ نحو الذراع، ولها فُروعٌ في أطرافها كنَوْرِ الكُزْبَرةِ، وهي شجرةٌ غَبْراءُ. ولَيْلٌ عِظْلِمٌ: مُظْلِمٌ، على التشبيه؛ قال ابن بري: ومنه قول الشاعر:

وليلٍ عِظْلِمٍ عَرَّضْتُ نفسي،
وكُنْتُ مُشَيَّعاً رَحْبَ الذِّراعِ

عظم: مِنْ صِفاتِ الله عزَّ وجلَّ العليُّ العَظِيمُ، ويُسبِّح العبدُ رَبَّه فيقول: سبحان رَبِّيَ العظيم؛ العَظِيمُ: الذي جاوَزَ قَدْرُه وجَلَّ عن حدودِ العُقول حتى لا تُتَصَوَّرَ الإحاطةُ بكُنْهِه وحَقِيقَتِه. والعِظَمُ في صِفاتِ الأَجْسام: كِبَرُ الطُّولِ والعرضِ والعُمْقِ، والله تعالى جلَّ عن ذلك. قال النبي ﷺ: أَمَّا الرُّكوعُ فعَظِّمُوا فيه الرَّبَّ أي اجْعلُوه في أَنْفُسِكم ذا عَظَمةٍ، وعَظَمةُ اللهِ سبحانه لا تُكَيَّفُ ولا تُحَدُّ ولا تُمَثَّلُ بشيء، ويجبُ على العبادِ أن يَعْلَمُوا أنه عظيمٌ كما وصَفَ نفسه وفَوْقَ ذلك بلا كَيفِيَّةٍ ولا تَحْديدٍ. قال الليث: العَظَمةُ التَّعَظُّمُ والنَّخْوةُ والزَّهْوُ؛ قال الأزهري: ولا تُوصَفُ عظمةُ الله بما وصفها به الليثُ، وإذا وُصِفَ العبدُ بالعَظَمة فهو ذَمٌّ لأن العظمة في الحقيقةِ لله عز وجل، وأما عَظَمَةُ العبدِ فكِبْرُه المذمومُ وتَجَبُّره. وفي الحديث: مَنْ تَعَظَّمَ في نفسه لَقِيَ اللهَ، تبارَكَ وتعالى، غَضْبانَ؛ التَّعَظُّمُ في النفس: هو الكِبرُ والزَّهْوُ والنَّخْوةُ. والعَظَمَةُ والعَظَمُوتُ: الكِبرُ. وعَظَمَةُ اللسان: ما عَظُمَ منه وغَلُظَ فوقَ العَكَدةِ، وعَكَدَتُه أَصْلُه. والعِظَمُ: خلافُ الصِّغَر. عَظُمَ يَعْظُم عِظَماً وعَظامةً: كَبُرَ، وهو عظيمٌ وعُظامٌ. وعَظَّمَ الأَمرَ: كَبَّره. وأَعْظَمَه واسْتَعْظَمَه: رآه عَظيماً. وتَعاظَمَه: عَظُمَ عليه. وأَمرٌ لا يَتَعاظَمُه شيءٌ: لا يَعْظُم بالإضافة إليه، وسَيْلٌ لا يَتعاظَمُه شيءٌ كذلك. وأَصابنا مطرٌ لا يَتعاظَمُه شيءٌ أي لا يَعْظُمُ عِنده شيء. وفي الحديث: قال الله تعالى: لا يَتَعاظَمُني ذَنْبٌ أن أَغْفِرَه؛ أي لا يَعْظُمُ عليَّ وعِندِي. وأَعْظَمَني ما قُلْتَ لي أي هالَني وعَظُمَ عليَّ. ويقال: ما يُعْظِمُني أن أَفعلَ ذلك أي ما يَهُولُني. وأَعْظَمَ الأَمرُ فهو مُعْظِمٌ: صار عَظِيماً. ورَماه بمُعْظَمٍ أي بعظيم. واسْتَعْظَمْتُ الأَمْرَ إذا أَنْكَرْته. ويقال: لا يَتعاظَمُني ما أَتيتُ إليك من عَظِيم النَّيْل والعَطِيَّة، وسمعتُ خبراً فأَعْظَمْتُه. ووَصَفَ الله عذابَ النارِ فقال: عَذاب عَظِيم؛ وكذلك العَذاب في الدُّنْيا. ووَصَفَ كَيْدَ النِّساء فقال: إنَّ كيدَكُنَّ عَظيمٌ. ورجلٌ عَظِيمٌ في المَجْدِ والرَّأْيِ على المَثَل، وقد تَعَظَّمَ واسْتَعظَمَ. ولِفلان عَظَمةٌ عندَ النَّاسِ أي حُرْمةٌ يُعظَّمُ لها، وله مَعاظِمُ مِثْلُه؛ وقال مُرَقِّش:

والـخـالُ لـه مَـعـاظِـمُ وحُـرَمْ[1]

وإنَّه لَعَظِيمُ المَعاظِم أي عظيمُ الحُرْمة. ويقال: تَعاظَمَني الأَمرُ وتَعاظَمْتُه إذا اسْتَعْظَمْتَه، وهذا كما يقال: تَهَيَّبَني الشيءُ وتَهَيَّبْتُه. واسْتَعْظَمَ: تَعظَّمَ وتكبَّرَ، والاسم العُظْمُ. وعُظْمُ الشيء: وَسَطُه. وقال اللحياني: عُظْمُ الأَمرِ وعَظْمُه مُعْظَمُه. وجاء في عُظْمِ النَّاسِ وعَظْمِهم أي في مُعْظَمِهم. وفي حديث ابن سيرين: جَلَسْتُ إلى مَجْلسٍ فيه عُظْمٌ من الأنصارِ أي جماعةٌ كبيرةٌ منهم. واسْتَعظَمَ الشيءَ: أخذ مُعظَمَه.

وعَظَمَةُ الذِّراعِ: مُسْتَغْلَظُها. وقال اللحياني: العَظَمةُ من الساعد ما يَلِي المِرْفَقَ الذي فيه العَضَلةُ، قال: والساعد نِصْفان: فنِصْفٌ عَظَمةٌ، ونصفٌ أَسَلةٌ، فالعَظَمَةُ ما يَلي

---

(١) تمام البيت كما في التكملة:

فنحن أخوالك عمرك والـ
ـخال له معاظم وحرم

ج 9 صفحہ 194 حاشیہ 11

85

حوالہ نمبر **85**

لسان العرب

للامام العلامة ابن منظور

٦٣٠-٧١١هـ

نسقه وعلق عليه ووضع فهارسه

علي شيري

المجلد التاسع

دار احياء التراث العربي

للطباعة والنشر والتوزيع

وحُوشِيُّ الكلام: وَحْشِيُّه وغريبُه. وفي حديث عمر، رضي الله عنه، أيضاً أنه قال لابن عباس: أَنْشِدْنا لشاعر الشُّعراء، قال: ومَنْ هو؟ قال: الذي لا يُعاظِل بين القول ولا يَتَتَبَّع حُوشِيَّ الكلام، قال: ومَنْ هو؟ قال: زُهَيْر، أي لا يُعَقِّده ولا يُوالي بعضه فوق بعض. وكلُّ شيءٍ رَكِبَ شيئاً فقد عاظَلَه.

والمُعْظِلُ والمُعْظَئِلُّ: الموضع الكثير الشجر؛ كلاهما عن كراع، وقد تقدم في الضاد اعْضَأَلَّت كَثُرَت أَغصانُها.

عظلم: العِظْلِمُ: عُصارةُ بعض الشجر. قال الأَزهري: عُصارةُ شجرٍ لونُه كالنِّيل أَخضر إِلى الكُدْرة. والعِظْلِمُ: صِبْغٌ أَحمر، وقيل: هو الوَسْمَةُ. قال أَبو حنيفة: العِظْلِمُ شُجَيْرةٌ من الرِّبَّة تَنْبُت أَخيراً وتَدُومُ خُضْرتُها؛ قال: وأَخبرني بعض الأَعراب أَن العِظْلِمَ هو الوَسْمةُ الذكَرُ، قال: وبلغني هذا في خبر عن الزهري أَنه ذُكِرَ عنده الخِضابُ الأَسْودُ فقال: وما بأْسٌ به، هأَنذا أَخْضِبُ بالعِظْلِم؛ وقال مرة: أَخبرني أَعرابيٌّ مِنْ أَهل السَّراة قال العِظْلِمةُ شجرة تَرتفع على ساقٍ نحو الذراع، ولها فُرُوعٌ في أَطرافها كنَوْرِ الكُزْبَرة، وهي شجرةٌ غَبْراءُ. ولَيْلٌ عِظْلِمٌ: مُظْلِم، على التشبيه؛ قال ابن بري: ومنه قول الشاعر:

وليْلٍ عِظْلِمٍ عَرَّضْتُ نَفْسي،
وكُنْتُ مُشَيَّعاً رَحْبَ الذِّراعِ

عظم: مِنْ صِفات الله عزَّ وجلَّ العَلِيُّ العَظِيمُ، ويُسَبِّح العبدُ رَبَّه فيقول: سبحان رَبِّي العظيم؛ العَظِيمُ: الذي جاوَزَ قَدْرُه وجَلَّ عن حدودِ العُقول حتى لا تُتَصَوَّر الإِحاطةُ بكُنْهِه وحَقِيقَتِه. والعِظَمُ في صِفات الأَجْسام: كِبَرُ الطُّول والعرض والعُمْق، والله تعالى جلَّ عن ذلك. قال النبي ﷺ: أَمَّا الرُّكوعُ فعَظِّمُوا فيه الربَّ أَي اجْعَلُوه في أَنْفُسِكم ذا عَظَمةٍ، وعَظَمةُ الله سبحانه لا تُكَيَّفُ ولا تُحَدُّ ولا تُمَثَّلُ بشيءٍ، ويجبُ على العِبادِ أَن يَعْلَموا أَنه عظيمٌ كما وصَفَ نفسَه وفَوْقَ ذلك بلا كَيْفِيَّةٍ ولا تَحْديد. قال الليث: العَظَمةُ التَّعَظُّمُ والنَّخْوةُ والزَّهْوُ؛ قال الأَزهري: ولا تُوصَفُ عظمةُ الله بما وصفها به الليثُ، وإِذا وُصِفَ العبدُ بالعَظَمة فهو ذَمٌّ لأَن العظمة في الحقيقة لله عز وجل، وأَما عَظَمَةُ العبدِ فكِبْرُه المذمومُ وتَجَبُّره. وفي الحديث: مَنْ تَعَظَّمَ في نفسه لَقِيَ اللهَ، تَبارَكَ وتعالى، غَضْبانَ؛ التَّعَظُّمُ في النفس: هو الكِبْرُ والزَّهْوُ والنَّخْوةُ. والعَظَمةُ والعَظَمُوتُ: الكِبْرُ. وعَظَمَةُ اللسان: ما عَظُمَ منه وغَلُظَ فوق العَكَدةِ، وعَكَدَتُه أَصْلُه. والعِظَمُ: خلافُ الصِّغَر. عَظُمَ يَعْظُم عِظَماً وعَظامةً: كَبُرَ، وهو عَظِيمٌ وعُظامٌ. وعَظَّمَ الأَمرَ: كَبَّره. وأَعْظَمَه واسْتَعْظَمَه: رآه عَظيماً. وتَعاظَمَه: عَظُمَ عليه. وأَمرٌ لا يَتَعاظَمُه شيءٌ: لا يَعْظُم بالإِضافة إِليه، وسَيْلٌ لا يَتَعاظَمُه شيءٌ كذلك. وأَصابنا مطرٌ لا يَتَعاظَمُه شيءٌ أَي لا يَعْظُمُ عِنده شيءٌ. وفي الحديث: قال الله تعالى: لا يَتَعاظَمُني ذَنْبٌ أَن أَغْفِرَه؛ أَي لا يَعْظُمُ عليَّ وعِنْدِي. وأَعْظَمَني ما قُلْتَ لي أَي هالَني وعَظُمَ عليَّ. ويقال: ما يُعْظِمُني أَن أَفعل ذلك أَي ما يَهُولُني. وأَعْظَمَ الأَمرُ فهو مُعْظِمٌ: صار عَظِيماً. ورَماه بمُعْظَمٍ أَي بعظيمٍ. واسْتَعْظَمْتُ الأَمْرَ إِذا أَنْكَرْته. ويقال: لا يَتَعاظَمُني ما أَتيتُ إِليك من عَظِيم النَّيْل والعَطِيَّة، وسمعتُ خبراً فأَعْظَمْتُه. ووَصَفَ اللهُ عذابَ النار فقال: عَذابٌ عَظِيمٌ؛ وكذلك العَذابُ في الدُّنْيا. ووَصَفَ كَيْدَ النِّساء فقال: إِنَّ كيْدَكُنَّ عَظِيمٌ. ورجلٌ عَظِيمٌ في المَجْدِ والرَّأْي على المَثَل، وقد تَعَظَّمَ واسْتَعْظَمَ. ولِفُلانٍ عَظَمةٌ عند الناس أَي حُرْمةٌ يُعَظَّمُ لها، وله مَعاظِمُ مِثْلُه؛ وقال مُرَقِّش:

والخالُ لَه مَعاظِمُ وحُرَمْ[1]

وإِنَّه لَعَظِيمُ المَعاظِم أَي عظيمُ الحُرْمة. ويقال: تَعاظَمَني الأَمرُ وتَعاظَمْتُه إِذا اسْتَعْظَمْتَه، وهذا كما يقال: تَهَيَّبَني الشيءُ وتَهَيَّبْتُه. واسْتَعْظَمَ: تَعَظَّم وتكَبَّر، والاسم العُظْمُ. وعُظْمُ الشيءِ: وَسَطُه. وقال اللحياني: عُظْمُ الأَمرِ ومَعْظَمُه مُعْظَمُه. وجاء في عُظْمِ النَّاسِ وعَظْمِهِم أَي في مُعْظَمِهم. وفي حديث ابن سيرين: جَلَسْتُ إِلى مَجْلِسٍ فيه عُظْمٌ من الأَنصار أَي جماعةٌ كبيرةٌ منهم. واسْتَعْظَمَ الشيءَ: أَخذ مُعْظَمَه. وعَظَمةُ الذِّراع: مُسْتَغْلَظُها. وقال اللحياني: العَظَمةُ من الساعد ما يَلي المِرْفَقَ الذي فيه العَضَلةُ، قال: والساعد نِصْفان: فنِصْفٌ عَظَمةٌ، ونِصفُ أَسَلةٌ، فالعَظَمةُ ما يَلي

(١) تمام البيت كما في التكملة:

فنحن أخوالك عمرك وال
خال له معاظم وحرم

حاشیہ ۱۱ جلق در لغوی معانی

حوالہ نمبر **86**

لسان العرب

للإمام العلامة ابن منظور

٦٣٠ - ٧١١ هـ

نسقه وعلق عليه ووضع فهارسه

علي شيري

المجلد الرابع

طبع اول ۱۹۸۸ء

دار إحياء التراث العربي
للطباعة والنشر والتوزيع

حوالہ نمبر 86

روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 196 حاشیہ 11

والخَلْقُ في كلام العرب: ابتِداع الشيء على مِثال لم يُسبق إليه؛ وكل شيء خلَقه الله فهو مُبْتَدِئه على غير مثال سُبق إليه: ألا له الخلق والأمر تبارك الله أحسن الخالقين. قال أبو بكر ابن الأنباري: الخلق في كلام العرب على وجهين: أحدهما الإنشاء على مثال أبْدعه، والآخر التقدير؛ وقال في قوله تعالى: فتبارك الله أحسنُ الخالقين، معناه أحسن المُقدِّرين؛ وكذلك قوله تعالى: وتَخْلُقون إفْكاً؛ أي تُقدِّرون كذباً. وقوله تعالى: أنّي أخْلُق لكم من الطين خَلْقه؛ تقديره ولم يرد أنه يُحدِث معدوماً. ابن سيده: خلَق الله الشيءَ يَخْلُقه خلقاً أحدثه بعد أن لم يكن، والخَلْقُ يكون المصدر ويكون المَخْلُوق؛ وقوله عز وجل: يخلُقكم في بطون أُمهاتكم خَلْقاً من بعد خَلْق في ظُلمات ثلاث؛ أي يَخْلُقكم نُطَفاً ثم عَلَقاً ثم مُضَغاً ثم عِظاماً ثم يَكْسُو العِظام لحماً ثم يُصوِّر ويَنْفُخ فيه الرُّوح، فذلك معنى خلْقاً من بعد خلق في ظلمات ثلاث في البَطن والرَّحِم والمَشِيمة، وقد قيل في الأصلاب والرحم والبطن؛ وقوله تعالى: الذي أحسَنَ كلَّ شيء خَلْقَه؛ في قراءة من قرأ به؛ قال ثعلب: فيه ثلاثة أوجه: فقال خَلْقاً منه، وقال خَلَقَ كلَّ شيء، وقال عَلَّمَ كُلَّ شيءٍ خَلْقَه، وقوله عز وجل: فلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ الله؛ قيل: معناه دِينَ الله لأن الله فطَر الخَلْقَ على الإسلام وخلَقهم من ظهر آدم، عليه السلام، كالذَّرّ، وأشهدَهم أنه ربهم وآمنوا، فمن كفر فقد غيَّر خلق الله، وقيل: هو الخِصاء لأنَّ من يَخْصِي الفحل فقد غيَّر خَلْقَ الله، وقال الحسن ومجاهد: فليغيرن خَلْقَ الله، أي دِينَ الله؛ قال ابن عرفة: ذهب قوم إلى أن قولهما حجة لمن قال الإيمان مخلوق ولا حجة له، لأن قولهما دين الله أرادا حكم الله، والدِّينُ الحُكْم، أي فليغيرن حكم الله والخَلْق الدِّين. وأما قوله تعالى: لا تَبْدِيلَ لخَلْقِ الله؛ قال قتادة: لدين الله، وقيل: معناه أنَّ ما خلقه الله فهو الصحيح لا يَقدِر أحد أن يُبدِّلَ معنى صحة الدين. وقوله تعالى: ولقد جئتمونا فُرادَى كما خَلَقْناكم أوّل مرة؛ أي قُدرتُنا على حَشْركم كقدرتنا على خَلْقِكم.

وفي الحديث: من تَخَلَّق للناس بما يَعلم اللهُ أنه ليس من نفسه شانَه الله، قال المبرد: قوله تخلَّق أي أظهر في خُلُقه خلاف نيّته. ومُضْغة مُخلَّقة أي تامّة الخلق. وسئل أحمد بن يحيى عن قوله تعالى: مُخلَّقةٍ وغيرِ مخلَّقة، فقال: الناس خُلِقوا على ضربين: منهم تامّ الخَلْق، ومنهم خَدِيجٌ ناقص غير تامّ، يدُلُّك على ذلك قوله تعالى: ونُقِرُّ في الأرحام ما نشاء؛ وقال ابن الأعرابي: مخلقة قد بدا خَلْقُها، وغير مخلقة لم تُصوَّر. وحكى اللحياني عن بعضهم: لا والذي خَلَق الخُلُوق ما فعلت. ذلك؛ يريد جمع الخَلْق.

ورجل خَلِيقٌ بيِّن الخَلْق: تامُّ الخَلْق معتدل، والأُنثى خَلِيق وخَلِيقة ومُخْتَلَقة، وقد خَلُقَت خَلاقة. والمُخْتَلَق: كالخَلِيق، والأُنثى مُخْتَلَقة. ورجل خَلِيق إذا تمّ خَلْقه، والنعت خَلُقت المرأة خَلاقة إذا تمّ خَلْقها. ورجل خَلِيق ومُخْتَلَق: حَسَنُ الخَلْق. وقال الليث: امرأة خَلِيقةٌ ذات جسم وخَلْق، ولا يُنعت به الرجل. والمُخْتَلَق: التامُّ الخَلْقِ والجَمالِ المُعتدِل؛ قال ابن بري: شاهده قول البُرْج بن مُسْهِر:

فلمّا أن تَنَشَّى، قامَ خِرْقٌ
مِنَ الفِتْيانِ، مُخْتَلَقٌ هَضِيمُ

وفي حديث ابن مسعود وقتلِه أبا جهل: وهو كالجَمل المُخَلَّق أي التامّ الخَلْق.

والخَلِيقةُ: الخَلْقُ والخَلائقُ، يقال: هم خَلِيقةُ الله وهم خَلْق الله، وهو مصدر، وجمعها الخلائق. وفي حديث الخَوارِج: هم شَرُّ الخَلْقِ والخَلِيقةِ؛ الخَلْقُ: الناس، والخَلِيقةُ: البهائم، وقيل: هما بمعنى واحد ويريد بهما جميع الخلائق.

والخَلِيقةُ: الطَّبيعة التي يُخْلَق بها الإنسان. وحكى اللحياني: هذه خَلِيقتُه التي خُلِقَ عليها وخُلِقها والتي خُلِقَ؛ أراد التي خُلِق صاحبها. والجمع الخلائق؛ قال لبيد:

فاقْنَعْ بما قَسَمَ المَلِيكُ، فإنّما
قَسَمَ الخلائقَ، بيننا، عَلاّمُها

والخِلْقةُ: الفِطْرة: أبو زيد: إنه لكريم الطَّبيعة والخَلِيقةِ والسَّلِيقةِ بمعنى واحد. والخَلِيقُ: كالخَلِيقة؛ عن اللحياني؛ قال: وقال القَناني في الكسائي:

ومـا لي صَدِيقٌ ناصِحٌ أغْتَدي له
بِبَغْدادَ إلاّ أنتَ، بَرٌّ مُوافِقُ
يَزِينُ الكِسائيَّ الأغَرَّ خَلِيقُه،
إذا فَضَحَتْ بعضَ الرِّجالِ الخَلائقُ

وقد يجوز أن يكون لخَلِيق جمع خَليقة كشعير وشعيرة، قال: وهو السابق إليّ، والخُلُق الخَلِيقة أعني الطَّبيعة.

حوالہ نمبر 86

وفي التنزيل: وإنك لَعلى خُلُقٍ عظيم، والجمع أَخلاق، لا يُكسَّر على غير ذلك. والخُلْق والخُلُق: السَّجِيّة. يقال: خالِصِ المُؤمنَ وخالِقِ الفاجر. وفي الحديث: ليس شيء في الميزان أَثْقَل من حُسن الخُلُق؛ الخُلُقُ، بضم اللام وسكونها: وهو الدِّين والطبْع والسجية، وحقيقته أَنه لِصورة الإنسان الباطنة وهي نفسه وأَوصافها ومعانيها المختصةُ بها بمنزلة الخَلْق لصورته الظاهرة وأَوصافها ومعانيها، ولهما أَوصاف حسَنة وقبيحة، والثوابُ والعقاب يتعلّقان بأَوصاف الصورة الباطنة أَكثر مما يتعلقان بأَوصاف الصورة الظاهرة، ولهذا تكرّرت الأَحاديث في مَدح حُسن الخلق في غير موضع كقوله: مِن أَكثر ما يُدخل الناسَ الجنةَ تقوى الله وحُسْنُ الخلق، وقوله: أَكملُ المؤمنين إيماناً أَحسنُهم خلقاً، وقوله: إنَّ العبد لَيُدرك بحُسن خلُقه درجةَ الصائم القائم، وقوله: بُعِثت لأُتَمِّمَ مَكارِمَ الأَخلاق؛ وكذلك جاءت في ذمّ سوءِ الخلق أيضاً أَحاديث كثيرة. وفي حديث عائشة، رضي الله عنها: كان خُلُقه القرآنَ أي كان متمسكاً به وبآدابه، وأَوامره ونواهيه وما يشتمل عليه من المكارم والمحاسن والأَلطاف. وفي حديث عمر: من تخلَّق للناس بما يعلم الله أَنه ليس من نفْسه شانَه الله، أَي تكلَّف أَن يُظهر من خُلُقه خِلاف ما يَنطوي عليه، مثل تَصنَّعَ وتجمَّلَ إذا أَظهر الصَّنِيعَ والجميل. وتَخلَّق بخُلُق كذا: استعمله من غير أَن يكون مخلوقاً في فِطْرته، وقوله تخلَّق مثل تَجمَّل أَي أَظهر جمالاً وتصنَّع وتحَسَّن، إنَّما تأْويله الإظْهار. وفلان يتخلَّق بغير خُلُقه أَي يتكلَّفه؛ قال سالم بن وابصة:

يا أَيُّها المُتحلِّي غيرَ شِيمَتِه،
إنَّ التَّخَلُّقَ يأْتي دُونه الخُلُقُ

أَراد بغير شيمته فحذف وأَوصل.

وخالَقَ الناسَ: عاشَرهم على أَخلاقِهِم؛ قال:

خالِقِ الناسَ بخُلْقٍ حَسَنٍ،
لا تَكُنْ كَلْباً على الناسِ يَهِرّ!

والخَلْق: التقدير؛ وخلَق الأَدِيمَ يَخْلُقه خَلْقاً: قدَّره لما يريد قبل القطع وقاسه ليقطع منه مَزادة أَو قِربة أَو خُفًّا؛ قال زهير يمدح رجلاً:

ولأَنتَ تَفْري ما خَلَقْتَ، وبعـ
ـضُ القومِ يَخْلُقُ، ثم لا يَفْري

يقول: أَنت إذا قدَّرت أَمراً قطعته وأَمضيته وغيرُك يُقدِّر ما لا يَقطعه لأَنه ليس بماضي العَزْم، وأَنتَ مَضّاء على ما عزمت عليه؛ وقال الكميت:

أَرادوا أَن تُزايِلَ خالِقاتٌ
أَدِيمَهُمُ، يَقِسْنَ ويَفْتَرِينا

يصف ابني نِزار من مَعدّ، وهما رَبيعةُ ومُضَر، أَراد أَن نسبهم وأَديمهم واحد، فإذا أَراد خالقاتُ الأَديم التفْريقَ بين نسبهم تبيَّن لهن أَنه أَديم واحد لا يجوز خَلْقُه للقطع، وضرَب النساء الخالِقات مثلاً للنسّابين الذين أَرادوا التفريق بين ابني نِزار، ويقال: زَايَلْتُ بين الشيئين وزيَّلْتُ إذا فَرَّقْتَ. وفي حديث أُخت أُمَيّة بن أَبي الصَّلْت قال: فدخَل عليَّ وأَنا أَخلُقُ أَدِيماً أَي أُقدِّره لأَقْطعه. وقال الحجاج: ما خَلَقْتُ إلاَّ فَرَيْتُ، ولا وَعَدْتُ إلاَّ وفَيْتُ.

والخَلِيقةُ: الحَفِيرةُ المَخْلوقة في الأَرض، وقيل: هي الأَرض، وقيل: هي البئر التي لا ماء فيها، وقيل: هي النُّقْرة في الجبل يسْتَنقِع فيها الماء، وقيل: الخليقة البئر ساعة تُحْفَر. ابنَ الأَعرابي: الخُلُق الآبارُ الحديثاتُ الحفْر. قال أَبو منصور: رأَيت بِذِرْوة الصَّمّان قِلاتاً تُمْسِك ماءَ السماءِ في صَفاةٍ خَلَقها الله فيها تسميها العرب خَلائقَ، الواحدة خَلِيقةٌ، ورأَيت بالخَلْصاء من جبال الدَّهْناء دُحْلاناً خلقها الله في بطون الأَرض أَفواهُها ضَيِّقةٌ، فإذا دخلها الداخل وجدها تَضِيق مرة وتتَّسِعُ أُخرى، ثم يُفْضِي المَمَرُّ فيها إلى قَرار للماء واسع لا يوقف على أَقْصاه، والعرب إذا تَربَّعوا الدهناء ولم يقع ربيع بالأَرض يَملأُ الغُدْران استَقَوْا لخيلهم وشفاههم[1] من هذه الدُّحْلان.

والخَلْق: الكذب. وخلَق الكذبَ والإفْكَ يخلُقه وتَخلَّقه واختلَقه وافْتَراه: ابتدعه؛ ومنه قوله تعالى: وتَخْلُقون إفْكاً. ويقال: هذه قصيدة مَخْلوقة أَي مَنْحولة إلى غير قائلها؛ ومنه قوله تعالى: إنْ هذا إلاَّ خَلْقُ الأَوَّلين، فمعناه كَذِبُ الأَولين، وخُلُق الأَوّلين قيل: شِيمةُ الأَولين، وقيل: عادةُ الأَولين؛

---

(١) قوله « لخيلهم وشفاههم » كذا بالأصل، وعبارة ياقوت في الدحائل عن الأزهري: أن دحلان الخلصاء لا تخلو من الماء ولا يستقى منها إلا للشفاء والخيل لتعذر الاستقاء منها وبعد الماء فيها من فوهة الدحل.

حوالہ نمبر **87**

کِتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

حوالہ نمبر **87**

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

براہین احمدیہ، روحانی خزائن 12 صفحہ 97

کو یقین نہ آیا کہ یہ اندھا تھا اور بِینا ہوگیا ہے۔ جب تک اُنہوں نے اُسکے ماں باپ کو جو بِینا ہوگیا تھا بُلا کر ۞

۱۹ اُن سے نہ پُوچھ لیا کہ کیا یہ تمہارا بیٹا ہے جسے تم کہتے ہو کہ اندھا پَیدا ہُوا تھا؟ پھر وہ اب کیونکر دیکھتا ہے؟ ۞

۲۰ اُسکے ماں باپ نے جواب میں کہا ہم جانتے ہیں کہ یہ

۲۱ ہمارا بیٹا ہے اور اندھا پَیدا ہُوا تھا ۞ لیکن یہ ہم نہیں جانتے کہ اب وہ کیونکر دیکھتا ہے اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کِس نے اُسکی آنکھیں کھولیں۔ وہ تو بالغ ہے۔ اُسی سے پُوچھو۔ وہ اپنا حال آپ کہہ دیگا ۞

۲۲ یہ اُسکے ماں باپ نے یہُودیوں کے ڈر سے کہا کیونکہ یہُودی ایکا کر چُکے تھے کہ اگر کوئی اُسکے مسیح ہونے کا اِقرار کرے تو عِبادتخانہ سے خارج کیا جائے ۞

۲۳ اِس واسطے اُسکے ماں باپ نے کہا کہ وہ بالغ ہے اُسی سے پُوچھو ۞

۲۴ پس اُنہوں نے اُس شخص کو جو اندھا تھا دوبارہ بُلا کر کہا کہ خُدا کی تمجید کر۔ ہم تو جانتے ہیں کہ یہ آدمی گُنہگار ہے ۞

۲۵ اُس نے جواب دیا مَیں نہیں جانتا کہ وہ گُنہگار ہے یا نہیں۔ ایک بات جانتا ہُوں کہ مَیں اندھا تھا۔ اب بِینا ہُوں ۞

۲۶ پھر اُنہوں نے اُس سے کہا کہ اُس نے تیرے ساتھ کیا کِیا؟ کِس طرح تیری آنکھیں کھولیں؟ ۞

۲۷ اُس نے اُنہیں جواب دیا مَیں تو تُم سے کہہ چُکا اور تُم نے نہ سُنا۔ دوبارہ کیوں سُننا چاہتے ہو؟ کیا تُم بھی اُسکے شاگرد ہونا چاہتے ہو؟ ۞

۲۸ وہ اُسے بُرا بھلا کہہ کر کہنے لگے کہ تُو ہی اُسکا شاگرد ہے۔ ہم تو مُوسیٰ کے شاگرد ہیں ۞

۲۹ ہم جانتے ہیں کہ خُدا نے مُوسیٰ کے ساتھ کلام کِیا ہے مگر اِس شخص کو نہیں جانتے کہ کہاں کا ہے ۞

۳۰ اُس آدمی نے جواب میں اُن سے کہا یہ تو تعجب کی بات ہے کہ تُم نہیں جانتے کہ وہ کہاں کا ہے حالانکہ اُس نے میری آنکھیں کھولیں ۞

۳۱ ہم جانتے ہیں کہ خُدا گُنہگاروں کی نہیں سُنتا لیکن اگر کوئی خُدا پرست ہو اور اُسکی مرضی پر چلے تو وہ اُسکی سُنتا ہے ۞

۳۲ دُنیا کے شرُوع سے کبھی سُننے میں نہیں آیا کہ کِسی نے جنم کے اندھے کی آنکھیں کھولی ہوں ۞

۳۳ اگر یہ شخص خُدا کی طرف سے نہ ہوتا تو کُچھ نہ کر سکتا ۞

۳۴ اُنہوں نے جواب میں اُس سے کہا تُو تو بالکل گُناہوں میں پَیدا ہُوا۔ تُو ہمکو کیا سِکھاتا ہے؟ اور اُنہوں نے اُسے باہر نِکال دیا ۞

۳۵ یسُوع نے سُنا کہ اُنہوں نے اُسے باہر نِکال دیا اور جب اُس سے مِلا تو کہا کیا تُو خُدا کے بیٹے پر اِیمان لاتا ہے؟ ۞

۳۶ اُس نے جواب میں کہا اَے خُداوند وہ کَون ہے کہ مَیں اُس پر اِیمان لاؤں؟ ۞

۳۷ یسُوع نے اُس سے کہا تُو نے تو اُسے دیکھا ہے اور جو تُجھ سے باتیں کرتا ہے وُہی ہے ۞

۳۸ اُس نے کہا اَے خُداوند مَیں اِیمان لاتا ہُوں اور اُسے سجدہ کِیا ۞

۳۹ یسُوع نے کہا مَیں دُنیا میں عدالت کے لِئے آیا ہُوں تاکہ جو نہیں دیکھتے وہ دیکھیں اور جو دیکھتے ہیں وہ اندھے ہو جائیں ۞

۴۰ جو فریسی اُسکے ساتھ تھے اُنہوں نے یہ باتیں سُنکر اُس سے کہا کیا ہم بھی اندھے ہیں؟ ۞

۴۱ یسُوع نے اُن سے کہا کہ اگر تُم اندھے ہوتے تو گُنہگار نہ ٹھہرتے مگر اب کہتے ہو کہ ہم دیکھتے ہیں۔ پس تمہارا گُناہ قائم رہتا ہے ۞

باب ۱۰

۱ مَیں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ جو کوئی دروازہ سے بھیڑخانہ میں داخِل نہیں ہوتا بلکہ اَور کِسی طرف سے چڑھ جاتا ہے وہ چور اور ڈاکُو ہے ۞

۲ لیکن جو دروازہ سے داخِل ہوتا ہے وہ بھیڑوں کا چرواہا ہے ۞

۳ اُسکے لِئے دربان دروازہ کھول دیتا ہے اور بھیڑیں اُسکی آواز سُنتی ہیں اور وہ اپنی بھیڑوں کو نام بنام بُلا کر باہر لے جاتا ہے ۞

۴ جب وہ اپنی سب بھیڑوں کو باہر نِکال چُکتا ہے تو اُنکے آگے آگے چلتا ہے اور بھیڑیں اُسکے پیچھے پیچھے ہو لیتی ہیں کیونکہ وہ اُسکی آواز پہچانتی ہیں ۞

۵ مگر وہ غَیر شخص کے پیچھے نہ جائینگی بلکہ اُس سے بھاگینگی کیونکہ غَیروں کی آواز نہیں پہچانتیں ۞

۶ یسُوع نے اُن سے یہ تمثِیل کہی لیکن وہ نہ سمجھے کہ یہ کیا باتیں ہیں جو ہم سے کہتا ہے ۞

۷ پس یسُوع نے اُن سے پھر کہا مَیں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ بھیڑوں کا دروازہ مَیں ہُوں ۞

۸ جِتنے مُجھ سے پہلے آئے سب چور اور ڈاکُو ہیں مگر بھیڑوں نے اُنکی نہ سُنی ۞

۹ دروازہ مَیں ہُوں اگر کوئی مُجھ سے داخِل ہو تو نجات پائیگا اور اندر باہر آیا جایا کریگا اور چارا پائیگا ۞

۱۰ چور نہیں آتا مگر چُرانے اور مار ڈالنے اور ہلاک کرنے کو۔ مَیں اِسلِئے آیا کہ وہ زِندگی پائیں اور کثرت سے پائیں ۞

۱۱ اچھا چرواہا مَیں ہُوں۔ اچھا چرواہا بھیڑوں کے لِئے اپنی جان دیتا ہے ۞

۱۲ مزدُور جو نہ چرواہا ہے نہ بھیڑوں

حوالہ نمبر 88

کتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی۔لاہور

حوالہ نمبر **88**

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

حوالہ نمبر 88

کو یقین نہ آیا کہ یہ اندھا تھا اور بینا ہو گیا ہے۔ جب تک اُنہوں نے اُسکے ماں باپ کو جو بینا ہو گیا تھا بُلا کر ۔

۱۹ اُن سے نہ پُوچھ لیا کہ کیا یہ تمہارا بیٹا ہے جسے تم کہتے ہو کہ اندھا پیدا ہُؤا تھا؟ پھر وہ اب کیونکر دیکھتا ہے؟

۲۰ اُسکے ماں باپ نے جواب میں کہا ہم جانتے ہیں کہ یہ

۲۱ ہمارا بیٹا ہے اور اندھا پیدا ہُؤا تھا ۔ لیکن یہ ہم نہیں جانتے کہ اب وہ کیونکر دیکھتا ہے اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کس نے اُسکی آنکھیں کھولیں ۔ وہ تو بالغ ہے ۔ اُسی سے

۲۲ پُوچھو ۔ وہ اپنا حال آپ کہہ دیگا ۔ یہ اُسکے ماں باپ نے یہودیوں کے ڈر سے کہا کیونکہ یہودی ایکا کر چکے تھے کہ اگر کوئی اُسکے مسیح ہونے کا اِقرار کرے تو عبادتخانہ سے خارج

۲۳ کیا جائے ۔ اِس واسطے اُسکے ماں باپ نے کہا کہ وہ

۲۴ بالغ ہے اُسی سے پُوچھو ۔ پس اُنہوں نے اُس شخص کو جو اندھا تھا دوبارہ بُلا کر کہا کہ خُدا کی تمجید کر ۔ ہم تو جانتے

۲۵ ہیں کہ یہ آدمی گنہگار ہے ۔ اُس نے جواب دیا مَیں نہیں جانتا کہ وہ گنہگار ہے یا نہیں ۔ ایک بات جانتا ہُوں کہ

۲۶ مَیں اندھا تھا ۔ اب بینا ہُوں ۔ پھر اُنہوں نے اُس سے کہا کہ اُس نے تیرے ساتھ کیا کِیا؟ کس طرح تیری آنکھیں

۲۷ کھولیں؟ ۔ اُس نے اُنہیں جواب دیا مَیں تو تم سے کہہ چُکا اور تم نے نہ سُنا ۔ دوبارہ کیوں سُننا چاہتے ہو؟ کیا تم

۲۸ بھی اُسکے شاگرد ہونا چاہتے ہو؟ ۔ وہ اُسے بُرا بھلا کہہ کر کہنے لگے کہ تُو ہی اُسکا شاگرد ہے ۔ ہم تو مُوسیٰ کے شاگرد

۲۹ ہیں ۔ ہم جانتے ہیں کہ خُدا نے مُوسیٰ کے ساتھ کلام کیا

۳۰ ہے مگر اِس شخص کو نہیں جانتے کہ کہاں کا ہے ۔ اُس آدمی نے جواب میں اُن سے کہا یہ تو تعجب کی بات ہے کہ تم نہیں جانتے کہ وہ کہاں کا ہے حالانکہ اُس نے میری

۳۱ آنکھیں کھولیں ۔ ہم جانتے ہیں کہ خُدا گنہگاروں کی نہیں سُنتا لیکن اگر کوئی خُدا پرست ہو اور اُسکی مرضی پر چلے تو وہ

۳۲ اُسکی سُنتا ہے ۔ دُنیا کے شروع سے کبھی سُننے میں نہیں

۳۳ آیا کہ کسی نے جنم کے اندھے کی آنکھیں کھولی ہوں ۔ اگر

۳۴ یہ شخص خُدا کی طرف سے نہ ہوتا تو کُچھ نہ کر سکتا ۔ اُنہوں نے جواب میں اُس سے کہا تُو تو بالکل گُناہوں میں پیدا ہُؤا ۔ تُو ہمکو کیا سکھاتا ہے؟ اور اُنہوں نے اُسے باہر نکال دیا ۔

۳۵ یِسُوعؔ نے سُنا کہ اُنہوں نے اُسے باہر نکال دیا اور جب

۳۶ اُس سے ملا تو کہا کیا تُو خُدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے؟ ۔ اُس نے جواب میں کہا اَے خُداوند وہ کَون ہے کہ مَیں اُس پر

۳۷ ایمان لاؤُں؟ ۔ یِسُوعؔ نے اُس سے کہا تُو نے تو اُسے

۳۸ دیکھا ہے اور جو تجھ سے باتیں کرتا ہے وُہی ہے ۔ اُس نے کہا اَے خُداوند مَیں ایمان لاتا ہُوں اور اُسے سجدہ کیا ۔

۳۹ یِسُوعؔ نے کہا مَیں دُنیا میں عدالت کے لِئے آیا ہُوں تاکہ جو نہیں دیکھتے وہ دیکھیں اور جو دیکھتے ہیں وہ اندھے ہو

۴۰ جائیں ۔ جو فریسی اُسکے ساتھ تھے اُنہوں نے یہ باتیں سُنکر

۴۱ اُس سے کہا کیا ہم بھی اندھے ہیں؟ ۔ یِسُوعؔ نے اُن سے کہا کہ اگر تم اندھے ہوتے تو گنہگار نہ ٹھہرتے مگر اب کہتے ہو کہ ہم دیکھتے ہیں ۔ پس تمہارا گُناہ قائم رہتا ہے ۔

باب ۱۰

۱ مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ جو کوئی دروازہ سے بھیڑخانہ میں داخل نہیں ہوتا بلکہ اَور کسی طرف سے چڑھ جاتا ہے

۲ وہ چور اور ڈاکُو ہے ۔ لیکن جو دروازہ سے داخل ہوتا ہے

۳ وہ بھیڑوں کا چرواہا ہے ۔ اُسکے لِئے دربان دروازہ کھول دیتا ہے اور بھیڑیں اُسکی آواز سُنتی ہیں اور وہ اپنی بھیڑوں

۴ کو نام بنام بُلا کر باہر لے جاتا ہے ۔ جب وہ اپنی سب بھیڑوں کو باہر نکال چُکتا ہے تو اُنکے آگے آگے چلتا ہے اور بھیڑیں اُسکے پیچھے پیچھے ہو لیتی ہیں کیونکہ وہ اُسکی آواز

۵ پہچانتی ہیں ۔ مگر وہ غیر شخص کے پیچھے نہ جائینگی بلکہ اُس

۶ سے بھاگینگی کیونکہ غیروں کی آواز نہیں پہچانتیں ۔ یِسُوعؔ نے اُن سے یہ تمثیل کہی لیکن وہ نہ سمجھے کہ یہ کیا باتیں ہیں جو ہم سے کہتا ہے ۔

۷ پس یِسُوعؔ نے اُن سے پھر کہا مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہُوں

۸ کہ بھیڑوں کا دروازہ مَیں ہُوں ۔ جتنے مُجھ سے پہلے آئے سب

۹ چور اور ڈاکُو ہیں مگر بھیڑوں نے اُنکی نہ سُنی ۔ دروازہ مَیں ہُوں اگر کوئی مُجھ سے داخل ہو تو نجات پائیگا اور اندر باہر آیا جایا

۱۰ کریگا اور چارا پائیگا ۔ چور نہیں آتا مگر چُرانے اور مار ڈالنے اور ہلاک کرنے کو ۔ مَیں اِسلِئے آیا کہ وہ زندگی پائیں اور کثرت

۱۱ سے پائیں ۔ اچھا چرواہا مَیں ہُوں ۔ اچھا چرواہا بھیڑوں کے

۱۲ لِئے اپنی جان دیتا ہے ۔ مزدُور جو نہ چرواہا ہے نہ بھیڑوں

حوالہ نمبر **91**

روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 21 حاشیہ "

MUHAMMAD
AND
TEACHINGS OF QURAN

by

JOHN DAVENPORT

Edited by

MOHAMMAD AMIN

Barrister-at-Law

SHAIKH MUHAMMAD ASHRAF

KASHMIRI BAZAR · LAHORE

(WEST PAKISTAN)

Chapter 1

THE word Quran is derived from the Arabic "Quraa" (he read), and properly signifies "the reading" or rather "that which ought to be read."

The Quran is regarded by the Musalmans as of divine origin and revealed to Muhammad for the guidance of humanity. The first part that was revealed is agreed to be the first five verses of the 96th Chapter, as follows :

"Recite thou in the name of thy Lord Who created—

Created man from clots of blood !

Recite thou ! for thy Lord is the Most Beneficent.

Who hath taught man the use of the pen.

Hath taught man that which he knew not."

From a literary point of view the Quran is the best poetical work of the East. It is confessedly the standard of the Arabic language,

and abounds in splendid imagery and the boldest metaphors. Goethe says about it: "The Koran is a work with whose dullness the reader is at first disgusted, afterwards attracted by its charms, and finally irresistibly ravished by its many beauties."

"The miracle of the Quran," says a Muslim author, "consists in its elegance, purity of diction, and melody of its sentences, so that every one who hears it recited perceives at once its superiority over all other Arabic compositions. Every sentence of it inserted in a composition, however elegant, is like a brilliant ruby, and shines as a gem of the most dazzling lustre, while in its diction it is so inimitable as to have been the subject of astonishment to all learned men, ever since its first promulgation."

It was to the Quran so considered as a permanent miracle that Muhammad appealed as the chief confirmation of his mission, publicly challenging the most eloquent men in Arabia, then abounding with persons whose sole study and ambition it was to excel in elegance of style and composition, to produce

Encyclopædia
of
Religion and Ethics

EDITED BY

JAMES HASTINGS

WITH THE ASSISTANCE OF

JOHN A. SELBIE, M.A., D.D.

PROFESSOR OF OLD TESTAMENT LANGUAGE AND LITERATURE IN THE UNITED FREE CHURCH COLLEGE, ABERDEEN

AND

LOUIS H. GRAY, M.A., Ph.D.

SOMETIME FELLOW IN INDO-IRANIAN LANGUAGES IN COLUMBIA UNIVERSITY, NEW YORK

VOLUME VI

FICTION—HYKSOS

EDINBURGH: T. & T. CLARK, 38 GEORGE STREET

NEW YORK: CHARLES SCRIBNER'S SONS, 597 FIFTH AVENUE

hand, in its religious aspect is, broadly speaking, no less determined by the teaching of the Indian Scriptures. Every leader of thought, every reformer of doctrine, takes his stand upon these, and claims to be their true interpreter. Any survey, therefore, of the forms and developments of religious thought naturally and necessarily begins here; and an inquiry into the nature of the conception or conceptions which the Indian peoples have formed of the Divine must take account in the first instance of the evidence and teaching of the authoritative books.

1. The Vedas.—The earliest illustrations of primitive doctrine and belief as they existed in north-west India are found in the Rig-Veda; and the chronological uncertainties of this literature hardly detract from its supreme importance as a witness to the origin and development of 'theology' in the narrower sense of the word, the doctrine of God, as formulated and held by the Indian peoples. The *succession* of the literary strata, generally speaking, is not doubtful; and it is upon this that the history of doctrine rests. Behind it lies the Indo-Iranian period, whose ideas with regard to the unseen form matter of more or less well-founded conjecture, but hardly as yet of secure inference. That these early hymns reflect the higher and serious beliefs of the people is not doubtful—as on another plane of thought the Atharva-Veda reflects the superstitions, the craving for unnatural or supernatural power, the cunning and greed of primitive man on his guard against demoniacal influences, seeking to overreach his fellow-man, and fearful lest his fellow-man should overreach him. Of both tendencies account must be taken in any attempt to trace the genesis and history of theistic belief. As a whole the Rig-Veda is the older collection, and has been most influential upon later thought. The Atharva-Veda, however, contains elements of very great, probably of not less antiquity.

It has often been pointed out that the conceptions upon which these ancient hymns are based are those of a primitive Nature-worship—a Nature-worship, moreover, which is sufficiently frank and inartificial to enable us to watch the process of personification, and to trace its development from the scarcely-disguised natural phenomenon, where the god is hardly differentiated from the physical appearance, to the idealized and abstract personality, clothed with moral attributes, and endowed with a character wholly divine. To the former belong *Dyaus*, the broad bright sky, perhaps the only one of the great gods of the Veda who carries us back to pre-Vedic times; the *Maruts*, the deities of the storm; *Indra*, the god of the rain-cloud, who became the mighty warrior and champion of heaven; *Agni*, the god of fire, as regards some of his attributes and functions; and others, all of whom are in process of becoming detached from those phenomena of Nature which they represent, and obtaining an individual and abstract existence. The rich personification of the Veda extends over the whole realm of inanimate Nature. The heavens, the earth, the waters, the air are all laid under contribution; and there is a constant tendency to assimilation and interchange of attributes, so that not only are the same qualities ascribed to different deities, but the same actions are performed, and they thus tend to become indistinguishable in character from one another. The *sameness* of many of the Vedic divinities is no less noticeable than their derivation from the physical universe.

Abstract personifications are more characteristic of the later hymns, though they are not confined to these. *Aditi*, the immensity; *Prajāpati*, the lord of creatures; *Hiranya-garbha*, the golden germ, are illustrations of a tendency, which seems to have become more marked with the progress of time, towards a mystical, contemplative attitude of mind, which sought to dissociate the objects of its worship from the visible and tangible, and to assign to them a position of greater independence and exaltation. Hence especially the gods originally mortal become immortal, and cease to be moved by passions like men. They wrap themselves up in distance and mystery; and the worshipper cannot come crudely with a gift in his hand, hoping to receive an equal or a greater return, but needs to inquire the way, and reverently to approach one whose nature and being he cannot fully know. In the later Rig-Vedic hymns there is a distinct approximation to the speculative and pantheistic spirit of philosophic Hinduism.

A further and noticeable feature of the Vedic gods is their predominantly beneficent character. Malevolent deities, at least of the higher order, are absent; and the demons, malicious and hurtful, in their perpetual conflict with the gods are uniformly worsted. The great gods themselves are either neutral and indifferent, or interfere actively for the suppression of wrong and the punishment of the sinner. Ethically regarded, their power was conceived as making for righteousness; and, though subject to gusts of passion, and open to external inducements and cajolery like men, the gods stood on the whole for justice and right as against deceit, fraud, and wrong. There can be little doubt that in the lofty character of their deities a comparatively high moral tone of the worshippers found expression.

That behind some of these personifications lies a deification of the heroic and honoured dead is sufficiently probable, though it can hardly be said to be demonstrated. Traces of totemism also have been found in the names of tribes derived from the cow, goat, fish, etc. These indications, however, are obscure and indecisive, and at the most are readily explicable on other principles. It remains that the leading motive of the theology of the Rig-Veda is Nature-worship, the attribution of a personal and divine character to the objects and phenomena of the external universe.

It is not of so great importance as at first sight it might appear to be that the poets of the Rig-Veda ascribe omnipotence and supremacy to the individual deity whom for the moment they are addressing; that, in other words, the religion of these hymns is henotheistic. Each divinity in turn so fully engages the thought and attention of the seer that there seems to be no room for any other, or at least for any equal. To him attributes of majesty and greatness are assigned which can be the possession of but one alone, unique and without a peer. But, as he ceases to be invoked and passes out of sight, another comes forward, who is invested with precisely the same powers and dignified with the same titles. This is the essential feature of *henotheism*, the worship of one god at a time, who for the time is regarded as supreme, to the exclusion or subordination of all others. In no other primitive religion is this character so marked as in that of early Aryan India. The logical conclusion and development of a henotheistic creed is monotheism, and from this forward movement Indian thinkers turned aside. The East cares little for logic or consistency in the strict Western sense of the term. And the Vedic religion fell back into a luxuriant polytheism, which on the one hand fettered itself with the most uncompromising system of rites and ceremonies that the world has ever known, and on the other allowed the freest scope to a speculative daring which resolved the idea of God into a vague and mystical pantheism.

2. The Brāhmaṇas.—In the thought that char

A Dictionary of HINDUISM

Its Mythology, Folklore and Development 1500 B.C.-A.D. 1500

Margaret and James Stutley

Routledge & Kegan Paul
London and Henley

Nāga I. 'Snake.' In Indian mythology *nāga* is a general term for both snake and elephant. It is also applied to the mythical serpents Takṣaka, Śeṣa, Vāsuki; and to the serpent offspring of Kadrū. It was believed that man could communicate with the Nāga realm either through caverns or anthills.[1] Serpents are said to be the guardians of the mineral wealth of the earth. Viṣṇu's favourite symbolic animal is the snake Ananta.

Nāgas are sometimes portrayed as handsome men, or as half-man and half-snake, the top half being the torso of a man, the lower half a coiled snake.[2]

[1]Brodrick (ed.), *Animals in Archaeology*, p. 137.

[2]The Mesopotamian serpent-god was similarly depicted (ibid., p. 60).

v. Manasā; Bhogavatī.

II. The name of a people and their country—situated in eastern Assam, and described by L.A. Waddell[1] as part of the Burmese rugged mountain system, and chiefly peopled by tribes collectively called Nāgas. The wilder tribes inhabit the upper valleys, the more civilized tribes being mostly restricted to the tropical central valley fringing the Brahmaputra which connects them with the plains of India. The Nāgas are classified as brachycephalic Negritos from Africa and are among the earliest people to have come to India.[2] The term Nāga is also often applied by Tamil writers to a warlike race armed with bows and nooses and famous as freebooters.[3]

Though traces of the Negrito survive in eastern Assam and in small areas of southern India, they appear to have been mostly killed off or absorbed by subsequent immigrants more advanced than themselves, such as the proto-Australoids, who were in turn partly absorbed by the Dravidians.

[1]'Tribes of the Brahmaputra Valley', *JRASB.*, vol. LXIX, pt. iii, p. 8.

[2]*HCIP.*, vol. I, p. 142.

[3]*CHI.*, vol. i, p. 595.

III. A devotee of an Indian snake-cult,[1] the shrines of which are to be found in many parts of India, particularly in the South and in Bengal and Assam. Serpent-festivals are held at various times of the year according to local custom, one of the most popular being the *nāga-pañcamī*, held on the fifth day of the first half of the lunar month *śrāvaṇa*. These festivals are almost invariably conducted by a low caste villager, such as a potter, shoemaker or fisherman, though occasionally in Hinduized villages a *brahman* may act as priest. On the day of the festival the women of each family bring to the shrine an earthen or clay representation of a serpent, or a pot depicting a serpent, and later they pour offerings of milk and cereals into the snakes' holes. Householders, after giving portions of the daily food to *brahmins*, also throw some to dogs, insects, birds and serpents.[2]

In South India many houses have their own shrine which is often a grove reserved for snakes, consisting of trees, festooned with creepers, situated in a corner of the garden.[3] Often a stone with a snake depicted on it is set up. Similar stones are also erected in villages, often under a tree, and women desiring children visit them. Neglect of the snakes arouses their anger and may result in sickness in the household. Snakes were regarded as part of the property and 'transfer deeds made special mention of the family serpent as one of the articles sold along with the freehold'.[4] In Bengal and Assam the snake-cult rites may vary from village to village, but the devotees are generally united in their worship of the goddess Manasā (also called Viṣahari 'remover of poison'), the ruler of serpents.

Serpent cults have existed in most countries, originating when early man was most susceptible to the influence of the mysterious and the uncanny. Thus the serpent, because of its curious gliding movement, its hypnotic eyes, its ability to disappear suddenly, the fatal consequences of its bite, and the casting of its skin, made it the subject of many myths and the object both of fear and veneration. This is particularly true of India, which possesses almost every known species of snake, and which has preserved either in its archaeological remains or in its literature an unbroken continuity of evidence of the existence of the snake-cult from the third millennium B.C. Although a serpent-cult is not mentioned in the *RV.*,[5] there is ample evidence in the *AV.*[6] of its existence. The attitude of the *RV.* seers to the serpent-cult is referred to by Karmarkar,[7] who considers that the introduction of the Indra-Vṛtra myth was the first step in the Āryanization of the snake-cult of the conquered by the conquerors. The Vedic hymns show that Vṛtra, the enemy of Indra and the *devas*, was represented as an *asura*, *dāsa*, or a *dānava*, and as one of the serpent race of Ahi (*RV.* I.32.11). There are references in the *Bṛhat Saṁ.* (XLV.14; XLVII.25,31,62) to the drawing and worshipping of figures of *nāgas*. Pearls were believed to be in the bodies (or heads) of snakes belonging to the family of Takṣaka and Vāsuki, and to possess the power to cause rain (LXXX.25–6). Those countries in which *nāgas* reside are certain to be drought-free (LIII.111).

The Śaiva Lingāyats worship snakes, which are often depicted with Śiva. The serpent-cult also penetrated Buddhism, Jainism, Vaiṣṇavism, etc., where the ambivalent attitude towards them is seen. Viṣṇu's bird vehicle (*vāhana*) Garuḍa is the implacable enemy of snakes; the child Kṛṣṇa subdues the Nāga Kāliya. On the other hand Viṣṇu rests on the snake Śeṣa in the interval

Encyclopædia of Religion and Ethics

EDITED BY

JAMES HASTINGS

WITH THE ASSISTANCE OF

JOHN A. SELBIE, M.A., D.D.

PROFESSOR OF OLD TESTAMENT LANGUAGE AND LITERATURE IN THE UNITED FREE CHURCH COLLEGE, ABERDEEN

AND

LOUIS H. GRAY, M.A., Ph.D.

SOMETIME FELLOW IN INDO-IRANIAN LANGUAGES IN COLUMBIA UNIVERSITY, NEW YORK

VOLUME VI

FICTION—HYKSOS

EDINBURGH: T. & T. CLARK, 38 GEORGE STREET
NEW YORK: CHARLES SCRIBNER'S SONS, 597 FIFTH AVENUE

حوالہ نمبر 94

great god of the island,[1] the fosterer and sustainer of the physical, cultured, and political life of the people and the State. The greatest and most illuminating monuments of his cult are the ode that is Pindar's masterpiece, the 7th *Olympian*, and the type on the early 4th century coinage of Rhodes; the artist is the equal of the poet in revealing the glow and intensity of feeling evoked by their ancestral god. No doubt the Rhodians' conception of him was entirely anthropomorphic; their offering of a four-horsed chariot which they flung into the sea suggests the radiant charioteer, such as the later Greek art depicted him.[2] It is only here in Greek lands that a purely elemental god is seen dominating the imagination of the people; and, as the comic poets came to remark, the smallest part of their life was penetrated by Helios. The explanation of this unique fact is to be sought in the strong persistence in the isle of Rhodes of an earlier 'Minoan-Cretan' culture and religion. We know that Rhodes was linked by many ties to pre-Hellenic Crete; the Heliadai, the sons of Helios, the earliest mythic settlers in Rhodes, are with the Telchines the representatives of the splendour of Minoan art-culture that was beginning to fade when the earliest Hellenes arrived. We have some evidence of the prominence of the sun-divinity in Minoan Crete; he entered into the legendary genealogies of Pasiphae and Idomeneus; Gortyna even in late times claimed to be the pasture-ground of the herds of Helios, and we may believe that the Homeric myth in the *Odyssey* of the island that nourished the sacred cattle of the sun-god reflects a fact of pre-historic, anthropomorphic ritual;[3] the curious Cretan phrase 'Ἀδιούνιος Ταῦρος,'[4] explained by the story that the sun-god led a Cretan colony in the form of a bull, probably preserves an Eteo-Cretan title of his, and suggests his association with the Minoan reverence of the bull and with the legend of the Minotaur. Finally, among the remains of the Minoan-Mycenæan art evidence has been noted pointing, though somewhat vaguely, to sun-worship or adoration of the lights of heaven.[5]

Therefore, if in other regions of the Greek world that had been once dominated by the Minoan-Mycenæan culture we discern traces of a once powerful Helios-cult, we may explain it as an abiding tradition from the early period; *e.g.*, in the city and territory of Corinth the legends and local genealogies seem to point to an ancient prominence of the sun-god; he contended with Poseidon for the land,[6] and he was the ancestor of personages aboriginally Corinthian, such as Aietes, Medea, Kirke; he even enters into the early Sikyonic genealogies. But Sikyon and Corinth belong to the old Mycenæan kingdom.

Again, on the slopes of Taygetos, on the promontory of Taletos, we have record of an ancient Helios ritual, and a Homeric hymn consecrates this mountain to Helios;[7] but the name 'Taletos' and certain cult facts of the neighbourhood point back to Crete. In Elis also pre-historic Cretan influences were strong and abiding, and here we find Helios associated in cult with the Cretan god Kronos[8] and with the moon-goddess Selene,[9] whose Endymion may be a disguised form and a pre-Hellenic name of the sun-god.

But it is only in Rhodes that Helios enjoyed such a position as Shamash, the Babylonian sun-god, enjoyed in Babylonia; and this is the unique example in Greek religion of an elemental cult evolving a high god of the moral and political order. In the later period of Græco-Roman paganism there came a religious wave from the East, giving a powerful lift to sun-worship in the Roman empire; and this may account for a few of the cults in the late records of Greece, such as that of Helios Σωτήρ, 'the saviour,' at Megalopolis.[1]

(*b*) *Moon-worship.*—Selene, the moon-goddess, was of no importance for the higher religious life of historic Greece, though, according to Plato, all the Greeks recognized the moon as divine. The ritual at Athens, where 'wineless' or 'sober' offerings, νηφάλια, were prescribed to Selene, must be regarded as ancient;[2] so also in all probability was her cult in Arcadia, where she was associated with Pan.[3] But, generally, the record of her cult is far scantier than that of Helios, and the few inscriptions and coins that attest it are of a late period. The pre-Hellenic era of the Cretan-Mycenæan culture may have given more prominence to moon-worship; for there is some Hellenic testimony to this in the cult of the Cretan Pasiphaessa, who was worshipped with Helios in S. Laconia,[4] a region full of Cretan influences; her name, 'the all-shining one,' her legendary association with King Minos, and her cult connexion with the sun-god seem to point clearly to a Cretan lunar goddess. On the other hand, we cannot regard the early adoption of Artemis by the Hellenes as any evidence of their devotion to moon-worship. For there is no proof or indication that aboriginally Artemis was at all closely associated with the moon.

(*c*) *Worship of dawn, night, etc.*—There are other figures, such as Eos, the dawn-goddess, Hemera, 'day,' Nyx, 'night,' Ouranos, 'sky,' whose names concern this sphere of nature. In Greek mythology and genealogy and to some extent in Greek art these personifications of light and darkness and the sky play a lively and prominent part; but the test of religious significance is cult; and of the actual worship of any of these evidence is almost lacking. Hemera shared a shrine with Helios at Kos, perhaps in Hellenistic times.[5] The dawn-goddess, Eos, whose personality was lovingly treated by Greek poetry and art, had, according to Ovid, 'the fewest temples in the world';[6] he might have correctly said that in the Græco-Roman world she had none. Only at Athens is there some evidence of her worship, for she is mentioned among the deities to whom 'wineless' offerings were made.[7] We have a doubtful reference in Pausanias to 'an oracle-shrine called after Nyx' on the Akropolis of Megara;[8] but the name may only have indicated that the oracles were given in the night-time, perhaps by the earth-mother. Finally, the heaven-god, Ouranos, familiar to the readers of Hesiod, Pindar, and Æschylus, whose counterpart, Varuna, was a high god for the Vedic Indians, had no shrine or cult in Hellenic lands, if we can trust the complete silence of literary record and inscriptions. As evidence of any ritual associated with him we have only a doubtful passage in Proclus's commentary,[9] in which he seems to say that the ancient laws of Athens used to prescribe to those about to marry that they should celebrate in a preliminary ceremony the bridal of Heaven and Earth. It may be that this late writer has thus interpreted the ancient ritual of the ἱερὸς γάμος of Zeus and Hera. At any rate, we may safely say

[1] For references see *CGS* v. 451, ref. 38.
[2] Festus, *s.v.* 'October equus.'
[3] Sacred herds of Helios were also kept at Apollonia on the Ionic gulf (Herod. ix. 93).
[4] I. Bekker, *Anecdota Græca*, Berlin, 1814-21, i. 344.
[5] See A. J. Evans, 'Mycenæan Tree and Pillar Cult,' in *JHS* xxi. [1901] 108, 150, 172 f.
[6] Paus. ii. i. 6.
[7] Paus. iii. xx. 4; *Hymn. ad Apoll.* 411.
[8] *Et. Mag.*, p. 426. 16.
[9] Paus. vi. xxiv. 6.

[1] Paus. viii. xxxi. 7.
[2] Schol. Soph. *Œd. Col.* 100.
[3] See *CGS* v. 464 ff., reff. 152-160.
[4] Paus. iii. xxvi. 1.
[5] *Archäol. Anzeiger*, 1905, p. 12.
[6] *Metam.* xiii. 589.
[7] Schol. Soph. *Œd. Col.* 100.
[8] i. xl. 6.
[9] *in Tim.* v. 293.

حوالہ نمبر **96**

براہمو دھرم بنیادی اصول عقائد

روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 23 حاشیہ 11

نام نہیں۔ وہ تمام کائنات میں خلط ملط ہوا ہے اُس کو بیرونی آنکھوں کے ذریعے نہیں دیکھا جاتا۔ اور نہ ہاتھوں سے پکڑا جاتا ہے۔ جب اُس کی بے عیب اور پاک سیرت اور نہایت خوشگوار بھلائی کے خیال کا عکس ہماری پاک عقل پر پڑتا ہے۔ تب اُس کی قربت روح کے سامنے صاف طور سے ظاہر ہوتی ہے۔ اُس وقت ہم ایک عجیب بہشتی راحت محسوس کرتے ہیں۔ جس طرح نفس کے ساتھ دُنیوی لذات کا تعلق ہے اُسی طرح روح کا خدا کے ساتھ نہایت گہرا اور نزدیکی رشتہ ہے جس طرح لذیذ اور ذائقہ دار چیزوں کے استعمال کرنے یا سُریلی آواز کے سننے سے نفس ایک قسم کا لطف اور راحت حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح خدا کی پاک سیرت محسوس کرنے سے رُوح میں پاک روحانی راحت اور گداز پیدا ہوتا ہے۔ دُنیوی چیزوں کے تعلق سے نفس کو ہی راحت ملتی ہے۔ اُس سے روح کی سیری نہیں ہوتی۔ رُوح کو جو حقیقی خوشی نصیب ہوتی ہے۔ اُس کی علت روح میں خیر محض خدا کا ظہور ہی ہے اور اُس راحت مجسم کا پاک دیدار ہی اُس راحت کی جان ہے اس راحت کے ساتھ ہی ساتھ اُس اعلےٰ ذات کا نزدیکی رشتہ محسوس ہوتا ہے۔ اور اس کو براہ راست اور بلا واسطہ صاف اور واضح طور سے محسوس کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ پاک الٰہی راحت کا مٹھاس کیسا اور کیا شے ہے؟ یہ ہر ایک شخص کے اپنے تجربہ کرنے اور محسوس کرنے کی بات ہے۔ اس کو کوئی شخص اپنی روح میں تجربہ کے بغیر نہیں سمجھ سکتا۔ یہ کیا شے ہے؟ الفاظ کے ذریعے بھی اس کا بیان نہیں ہو سکتا اور نہ نصیحت اور تقریر کے ذریعہ ہی یہ امر

86 شیٹ 11 خلق کے لغوی معانی

لسان العرب

حوالہ نمبر **98**

للإمام العلامة ابن منظور
٦٣٠-٧١١هـ

نسقه وعلق عليه ووضع فهارسه

علي شيري

المجلد الرابع

طبع اول 1988ء

دار احياء التراث العربي
للطباعة والنشر والتوزيع

والخَلْقُ في كلام العرب: ابتِداع الشيء على مِثال لم يُسبق إليه؛ وكل شيء خلَقه الله فهو مُبْتَدِئه على غير مثال سُبق إليه: ألا له الخلق والأمر تبارك الله أحسن الخالقين. قال أبو بكر ابن الأنباري: الخلق في كلام العرب على وجهين: أحدهما الإنشاء على مثال أبْدعَه، والآخر التقدير؛ وقال في قوله تعالى: فتبارك الله أحسنُ الخالقين، معناه أحسن المُقدِّرين؛ وكذلك قوله تعالى: وتَخْلُقون إفْكاً؛ أي تُقدِّرون كذباً. وقوله تعالى: أنِّي أخْلُق لكم من الطين خَلْقَه؛ تقديره ولم يرد أنه يُحدِث معدوماً. ابن سيده: خلَق الله الشيء يَخلُقه خلقاً أحدثه بعد أن لم يكن، والخَلْقُ يكون المصدر ويكون المَخْلُوق؛ وقوله عز وجل: يخلُقكم في بطون أُمهاتكم خَلْقاً من بعد خَلْق في ظُلمات ثلاث؛ أي يخلُقكم نُطَفاً ثم عَلَقاً ثم مُضَغاً ثم عِظاماً ثم يَكسُو العِظام لحماً ثم يُصوِّر ويَنفُخ فيه الرُّوح، فذلك معنى خَلْقاً من بعد خلق في ظلمات ثلاث في البَطن والرَّحِم والمَشِيمةِ، وقد قيل في الأصلاب والرحم والبطن؛ وقوله تعالى: الذي أحسَنَ كلَّ شيءٍ خَلْقَه؛ في قراءة من قرأ به؛ قال ثعلب: فيه ثلاثة أوجه: فقال خَلْقاً منه، وقال خَلَقَ كلَّ شيء، وقال عَلَّمَ كُلَّ شيءٍ خَلْقَه؛ وقوله عز وجل: فلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ الله؛ قيل: معناه دِينَ الله لأن الله فطَر الخَلْقَ على الإسلام وخلَقهم من ظهر ادم، عليه السلام، كالذَّرِّ، وأشْهَدَهم أنه ربهم وآمنوا، فمن كفر فقد غيَّر خلق الله، وقيل: هو الخِصاء لأنَّ من يَخْصِي الفحل فقد غيَّر خَلْقَ الله، وقال الحسن ومجاهد: فليغيرن خَلْقَ الله، أي دِينَ الله؛ قال ابن عرفة: ذهب قوم إلى أن قولهما حجة لمن قال الإيمان مخلوق ولا حجة له، لأن قولهما دين الله أرادا حكم الله، والدِّينُ الحُكْم، أي فليغيرن حكم الله والخَلْق الدِّين. وأما قوله تعالى: لا تَبْديلَ لخَلْق الله؛ قال قتادة: لدين الله، وقيل: معناه أنَّ ما خلقه الله فهو الصحيح لا يَقدِر أحد أن يُبَدِّلَ معنى صحة الدين. وقوله تعالى: ولقد جئتمونا فُرادَى كما خَلَقْناكم أوَّل مرة؛ أي قُدرتُنا على حَشْركم كقدرتنا على خَلْقِكم.

وفي الحديث: من تَخلَّق للناس بما يَعلم الله أنه ليس من نفسه شانَه الله، قال المبرد: قوله تخلَّق أي أظهر في خُلُقِه خلاف نيَّته. ومُضْغةٌ مُخلَّقة أي تامَّة الخلق. وسئل أحمد بن يحيى عن قوله تعالى: مُخلَّقةٍ وغيرِ مخلَّقة، فقال: الناس خُلِقوا على ضربين: منهم تامّ الخَلْق، ومنهم خَديجٌ ناقص غير تامّ، يدُلُّك على ذلك قوله تعالى: ونُقِرُّ في الأرحام ما نشاء؛ وقال ابن الأعرابي: مخلَّقة قد بدا خَلْقُها، وغير مخلقة لم تُصوَّر. وحكى اللحياني عن بعضهم: لا والذي خلَق الخُلُوق ما فعلت ذلك؛ يريد جمع الخَلْق.

ورجل خَلِيقٌ بيِّن الخَلْق: تامُّ الخَلْق معتدل، والأُنثى خَلِيق وخَلِيقة ومُخْتَلَقةٌ، وقد خَلُقت خَلاقة. والمُخْتلَق: كالخَلِيق، والأُنثى مُخْتلَقة. ورجل خَلِيق إذا تمّ خَلْقُه، والنعت خَلُقت المرأة خَلاقة إذا تمّ خَلْقها. ورجل خَلِيق ومُخْتَلَق: حسَنُ الخَلْق. وقال الليث: امرأة خَلِيقةٌ ذات جسم وخَلْق، ولا يُنعت به الرجل. والمُخْتَلَق: التامُّ الخَلْقِ والجَمالِ المُعتدِل؛ قال ابن بري: شاهده قول البُرْج بن مُسْهِر:

فلمّا أن تَنَشَّى، قامَ خِرْقٌ
مِنَ الفِتْيانِ، مُخْتَلَقٌ هَضِيمُ

وفي حديث ابن مسعود وقَتْلِه أبا جهل: وهو كالجَمل المُخْلَّق أي التامِّ الخَلْق.

والخَلِيقةُ: الخَلْقُ والخلائقُ، يقال: هم خَلِيقةُ الله وهم خَلْق الله، وهو مصدر، وجمعها الخلائق. وفي حديث الخَوارج: هم شرُّ الخَلْقِ والخَلِيقةِ؛ الخَلْقُ: الناس، والخَلِيقةُ: البهائم، وقيل: هما بمعنى واحد ويريد بهما جميع الخلائق.

والخَلِيقةُ: الطَّبيعة التي يُخلَق بها الإنسان. وحكى اللحياني: هذه خَلِيقتُه التي خُلِقَ عليها وخُلِقها والتي خُلِق؛ أراد التي خُلِق صاحبها. والجمع الخَلائق؛ قال لبيد:

فاقْنَعْ بما قَسَمَ المَلِيكُ، فإنَّما
قَسَمَ الخلائقَ، بيننا، عَلاَّمُها

والخِلْقةُ: الفِطْرة: أبو زيد: إنه لكريم الطَّبيعة والخَلِيقةِ والسَّلِيقةِ بمعنى واحد. والخَلِيقُ: كالخَلِيقة؛ عن اللحياني؛ قال: وقال القَناني في الكسائي:

ومَا لِي صَدِيقٌ ناصِحٌ أغْتَدِي له
بِبَغْدادَ إلاَّ أنتَ، بَرٌّ مُوافِقُ
يَزِينُ الكِسائيَّ الأغَرَّ خَلِيقُه،
إذا فَضَحَتْ بعضَ الرِّجالِ الخَلائقُ

وقد يجُوز أن يكون الخَلِيقُ جمع خَلِيقة كشعير وشعيرة، قال: وهو السابق إليّ، والخُلُق الخَلِيقة أعني الطَّبيعة.

وفي التنزيل: وإنك لَعلى خُلُق عظيم، والجمع أخلاق، لا يُكسَّر على غير ذلك. والخُلْق والخُلُق: السَّجيّة. يقال: خالِص المُؤْمنَ وخالِق الفاجر. وفي الحديث: ليس شيء في الميزان أثْقَلَ من حُسن الخُلُق؛ الخُلُقُ، بضم اللام وسكونها: وهو الدِّين والطبْع والسجية، وحقيقته أنه لِصورة الإنسان الباطنة وهي نفسه وأوصافها ومعانيها المختصة بها بمنزلة الخَلْق لصورته الظاهرة وأوصافها ومعانيها، ولهما أوصاف حسَنة وقبيحة، والثوابُ والعقاب يتعلّقان بأوصاف الصورة الباطنة أكثر مما يتعلقان بأوصاف الصورة الظاهرة، ولهذا تكرّرت الأحاديث في مَدح حُسن الخلق في غير موضع كقوله: مِن أكثر ما يُدخل الناسَ الجنَّةَ تقوى الله وحُسْنُ الخلق، وقوله: أكملُ المؤمنين إيماناً أحسنُهم خلقاً، وقوله: إنَّ العبد ليُدرك بحُسن خلقه درجةَ الصائم القائم، وقوله: بُعِثت لأُتَمِّمَ مَكارِم الأخلاق؛ وكذلك جاءت في ذَمّ سوء الخلق أيضاً أحاديث كثيرة. وفي حديث عائشة، رضي الله عنها: كان خُلُقه القرآنَ أي كان متمسكاً به وبآدابه، وأوامره ونواهيه وما يشتمل عليه من المكارم والمحاسن والألطاف. وفي حديث عمر: من تخلّق للناس بما يعلم الله أنه ليس من نَفْسه شانه الله، أي تكلَّف أن يُظهر من خُلُقه خِلاف ما يَنطوي عليه، مثل تَصنَّعَ وتجمَّل إذا أظهر الصَّنيع والجميل. وتخلّق بخلُق كذا: استعمله من غير أن يكون مخلوقاً في فِطرته، وقوله تخلّق مثل تجمّل أي أظهر جمالاً وتصنع وتحسّن، إنما تأويله الإظهار. وفلان يتخلّق بغير خُلقه أي يتكلّفه؛ قال سالم بن وابصة:

يا أيُّها المُتحلّي غيرَ شِيمَتِه،
إن التَّخلُّق يأتي دُونه الخُلُقُ

أراد بغير شيمته فحذف وأوصل.

وخالَق الناسَ: عاشرهم على أخلاقِهِم؛ قال:

خالِقِ الناسَ بخُلُقٍ حَسَنٍ،
لا تَكُنْ كَلْباً على الناس يَهِرّ!

والخَلْق: التقدير؛ وخلَق الأديمَ يَخلُقه خَلْقاً: قدّره لما يريد قبل القطع وقاسه ليقطع منه مَزادةً أو قِربة أو خُفًّا؛ قال زهير يمدح رجلاً:

ولأنتَ تَفْري ما خَلَقْتَ، وبعـ
ـضُ القوم يَخْلُقُ، ثم لا يَفْري

يقول: أنت إذا قدّرت أمراً قطعته وأمضيته وغيرُك يُقدِّر ما لا يَقطعه لأنه ليس بماضي العَزْم، وأنتَ مَضّاء على ما عزمت عليه؛ وقال الكميت:

أرادوا أن تُزايِلَ خالِقاتٌ
أديمَهُمُ، يَقِسْنَ ويَفْتَرينا

يصف ابني نِزار من مَعدّ، وهما رَبيعةُ ومُضَر، أراد أن نَسَبهم وأدِيمهم واحد، فإذا أراد خالقاتُ الأديم التفريقَ بين نسبهم تبيَّن لهن أنه أديم واحد لا يجوز خَلْقُه للقطع، وضرَب النساء الخالقات مثلاً للنسّابين الذين[1] أرادوا التفريق بين ابني نِزار. ويقال: زايَلْتُ بين الشيئين وزيَّلْتُ إذا فرّقت. وفي حديث أخت أمَيّة بن أبي الصَّلْت قال: فدخَل عليَّ وأنا أخلُقُ أديماً أي أقدِّره لأقطعه. وقال الحجاج: ما خَلَقْتُ إلاّ فَرَيْتُ، ولا وَعدْتُ إلاّ وَفَيْتُ.

والخَليقةُ: الحَفِيرةُ المَخلوقة في الأرض، وقيل: هي الأرض، وقيل: هي البئر التي لا ماءَ فيها، وقيل: هي النُّقْرة في الجبل يسْتَنقِع فيها الماء، وقيل: الخليقة البئر ساعة تُحْفَر. ابن الأعرابي: الخُلُق الآبارُ الحَديثاتُ الحفْر. قال أبو منصور: رأيت بِذِرْوة الصَّمّان قِلاتاً تُمْسِك ماءَ السماء في صَفاةٍ خَلَقها الله فيها تسميها العرب خَلائقَ، الواحدة خَليقة، ورأيت بالخَلْصاء من جبال الدَّهْناء دُحْلاناً خلقها الله في بطون الأرض أفواهُها ضَيِّقةٌ، فإذا دخلها الداخل وجدها تَضيقُ مرة وتتَّسِعُ أخرى، ثم يُفضي المَمرُّ فيها إلى قَرار للماء واسع لا يوقف على أقْصاه، والعرب إذا تربَّعوا الدهناء ولم يقع ربيع بالأرض يَملأ الغُدْرانَ استَقَوْا لخيلهم وشفاههم[1] من هذه الدُّحْلان.

والخَلْقُ: الكذب. وخلَق الكذبَ والإفْكَ يخلُقه وتَخَلَّقَه واخْتَلَقه وافْتَراه: ابتدعه؛ ومنه قوله تعالى: وتَخْلُقون إفْكاً. ويقال: هذه قصيدة مَخْلوقة أي مَنْحولة إلى غير قائلها؛ ومنه قوله تعالى: إنْ هذا إلاّ خَلْقُ الأوّلين، فمعناه كَذِبُ الأولين، وخُلُقُ الأوّلين قيل: شِيمةُ الأولين، وقيل: عادةُ الأوّلين؛

---

(١) قوله « لخيلهم وشفاههم » كذا بالأصل، وعبارة ياقوت في الدحائل عن الأزهري: أن دحلان الخلصاء لا تخلو من الماء ولا يستقى منها إلا للشفاء والخيل لتعذر الاستسقاء منها وبعد الماء فيها من فوهة الدحل.

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

الحمد للہ کہ درین زمان فرخندہ آوان این رسالہ شریفہ محتوی بمسایل عجیبہ

المسمی بہ

تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ والالہام

از تصنیف فقیر ابو عبد اللہ قصوری معروف بہ غلام علی

حسب فرمایش میاں خیر الدین و فیروز الدین تاجران امرتسر

۱۲۹۸ھ

باہتمام شیخ نور احمد مالک و مہتمم

ریاض ہند پریس

[illegible] غلام محمد امرتسری

روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 241 حاشیہ 11

انما انا بشر اذا آمرتکم بشیءٍ من امور دینکم فخذوہ واذا آمرتکم بشیءٍ من رایی فانما انا بشر جب رسول اللہ کا یہہ حال ہے تو اور کون شخص ہے جسکا اقوال و افعال و اطوار سب محمود ہوں اور بلا تامل اُسکی اقتدا کریں اور کئی برس و رکئی عہدیہ کو چھوڑ کر اُسکے جوار مین رہین اور افعال و اقوال غیر شرعیہ اُسکی کو تاویل کر کے طاعت بناوین جو کوئی کسی سے ایسا معاملہ کریگا وہ مشرک ہی اور صورت کا خیال تو محض بُت پرستی ہی جیسا ظاہر بُت پوجا ویسا باطن مین جواب سوال نمبر ۱۵ ہم اور یہہ عذر انکا کہ ہم مسایل پوچھنے جاتے ہین حالانکہ وہ آپ بھی علم والے ہین اور قریب دجوار مین بھی عالم ہین پھر اُن کا یہہ کھنا بھانہ ہے ✢

خاتمہ در بیان الہام

الہام کے معنی لغت مین یہہ ہین الہام چیزے در دل انداختن و آنچہ خدا در دل انداز د صراح و یقال الھمہ اللہ خیر القنہ ایاہ قاموس لغات مین بعد تفحص کے معلوم ہوا کہ الہام دل کے خیال کو کھتے ہین خواہ خدا کی طرف یا شیطان کیطرف سے یا طبعی ہو الہام کے معنون مین دعا اور ندا ماخوذ نہین اور کسی لغت مین نظر نہین آیا جو شخص یہہ کھے کہ مجھکو الہام ہوا کہ یہہ بات کر اور مینے جواب دیا کہ کس طرح کرون یا میرے دل مین خیال آیا کہ سفر کو جاؤن یا نہ جاؤن تو مجھکو الہام ہوا کہ جا یا نہ جا شامت مثلاً ہان ہاتف کی معنون مین دعا و ندا ماخوذ ہے لیکن شرع

مین یہہ بات ثابت نہین کہ ایک شخص چلا جاتا تھا اور ہاتف نے یہہ آواز دیا قرآن مین بھی کہین اسکا ذکر نہین اللہ رسول اللہ کی کلام مین لغات اور محاورہ کے طور پر آیا ہے کہ الہتف فلان یعنی فلانے کو آواز کیا ان معنون مین جو یہہ لوگ استعمال کرتے ہین کہین حدیث و قرآن مین نہین آیا۔ پس معلوم ہوا کہ الہام صرف خیال دلکو کہتے ہین خواہ وہ خیال دل کا خیر ہو یا شر جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا فالھمھا فجورھا وتقوٰھا اور وحی کے معنون مین تکلم اور کلام ماخوذ ہے کبھی وحی کے معنی فقط الہام کے ہوتے ہین اور آیتہ واوحی ربک الی النحل اور واوحینا الی ام موسیٰ مین مفسرین الہام کے معنی کرتے ہین لیکن الہام کے معنی درست نہین ہوتے کیونکہ الہام مین صرف القاہی ہوتا ہے وہان جواب وسوال نہین ہوتا اگر وحی کے معنی صرف اعلام کے یا ارسال فرشتگی کئے جاوین تو منع نہین کیونکہ وحی رسالت خاصہ انبیاء ہے نہ وحی اطلاع و ارسال فرشتہ کئی اشخاص کے پاس فرشتے آئے اور کلامین کین اور کئی نے آوازین سنی ایک اُس شخص کے قصہ مین جو کہیتی بو رہا تہا اور اُسکے تین حصہ کرتا تہا ایک اللہ کے نام پر اور ایک زراعت پر اور ایک اپنی کھانیکے واسطے خرچ کرتا تہا الحدیث واقف حدیث پر پوشیدہ نہین ہے اور نیز اندہا اور گنجے اور برص کی مرض والے کے پاس آیا تہا ایک کو گائی دی اور ایک کو بکری اور ایک کو اونٹ الحدیث اور جو شخص اپنے بھائی حقیقی کو ملنے گیا تہا اُسکو راستہ مین خوشخبری دی یہہ

باتیں احادیث صحیحہ میں مفصل ہیں اور مریم کے پاس جبرئیل کا آنا اور باتیں کرنی قرآن میں ہے غرضکہ فرشتہ کا کسی کے پاس آنا یا کسی طرح سے وحی یا اعلام کرنا منع نہیں ہے وحی رسالت اور اعلام نبوت خاصہ انبیاء کا ہے پس کلام الٰہی میں جہاں نحل کو وحی ہونے کا یا موسیٰ کی ماں کو۔ وحی کا ذکر ہے کیوں الہام پر حمل کریں مشہور معنی کیوں نہ رہنے دیں جائز ہے کہ کبھی اور موسیٰ کی ماں سے کو فرشتہ کے ذریعہ سے یا کسی اور وسیلہ سے کلام ہوئی ہو جب یہہ بات ثابت ہوئی کہ الہام کے معنوں میں کلام اور تکلّم ماخوذ نہیں اگر کوئی شخص دعوی کلام تکلم کا کرے اور پھر اسپر اطلاق الہام کا کرے تو ہم اُسکو صادق نہ جانیں گے مثلاً کوئی کہے کہ اللہ نے آج رات کو مجھے یہہ الہام کیا اور یہہ بات کہی اور میں نے اُسکو یہہ جواب دیا اور پھر اُس نے مجھ کو یہہ فرمایا تو اُسے یہہ الہام بولنا اُسکا غلط ہے وحی کیوں نہیں بولتا وحی کے معنوں میں کلام ماخوذ ہے نہ الہام کے معنوں میں جب یہہ بات ثابت ہو چکی تو میں کہتا ہوں کہ الہام ہر ایک کو ہوتا ہے مکھی سے لے انسان تک اور کافر سے مسلمان تک اِس میں کسی کی خصوصیت نہیں انبیاء کو بھی اور غیر انبیاء کو بھی حدیث میں ہے۔ الھمنی ربّی لیکن پیغمبر کا الہام اور القاء یقینی اور سچّا اور خیر ہی ہوتا ہے کیونکہ پیغمبر کو خطا پر مستقر نہیں رکھتے اور لوگوں کا الہام ایسا نہیں کبھی خیر کبھی شر ہوتا ہے یعنی خیال کبھی نیک کبھی بد اور جو نیک خیال آوے وہ بھی یقینی نہیں کہ

اللہ ہی کے طرف سے ہو کیونکہ شیطان کبھی نیک القا بھی کرتا ہے کہ اُس نیکی کے رستہ سے اُسکو بدی مین ڈالے ابو ہریرہ کو آیت الکرسی تعلیم کرنی شیطان سے مشہور ہے رسول اللہ صلعم کی تقریر سے بھی معلوم ہے اگرچہ اس معاملہ مین بہت حکایات ہین لیکن یہان حکایات کا ذکر نہین یہان صحاح کا ذکر ہے اور یہہ بھی تخصیص نہین کہ صالح اور متقی کو ہی الہام نیک ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ فاسق سے فاسق کا الہام نیک ہو اور صالح سے صالح کا الہام بد اللہ جل جلالہ نے صریح فرمادیا ہے کہ فالهمها فجورها وتقويها لفظ نفس عام ہے فاسق کا ہو یا صالح کا کافر کا ہو یا مومن کا تقوی اور فجور کا الہام ہر ایک کو ممکن ہے پس یہہ لوگ جو دعوی الہام کا کرتے ہین اور اُن کے معتقد لوگ قرآن و حدیث سے زیادہ خیال کرتے ہین اور یقینی و بدیہی جانتے ہین اور ایذا دینے پر مستعد ہوتے ہین اور اُسکے منکرون پیہ اشد انکار کرتے ہین بلکہ اُن کو کافر جانتے ہین یہہ باتین دین کی نہین ہین علماء عقائد نے لکھدیا ہے والالهام ليس بحجة کسیکا الہام کسی پر حجت نہین اور نہ اسکی نفس پر اگرچہ بعض غالیون نے اُس کو حجت ہونا تسلیم کیا ہے اور اسباب علم سے نہین ہے ہر چند کہ جازم و قاطع ہو پھر بھی وہم پیدا کرتا ہے وہم سے زیادہ مرتبہ نہین رکھتا اور علماء عقائد نے لکھا ہے کہ اسباب علم کے تین ہین حواس سلیمہ اور خبر صادق یعنی خبر پیغمبر یا خبر متواتر تیسرا عقل اور خواب اور الہام کو کسی نے اسباب علم سے نہین بنایا بلکہ سب یہی کہتے ہین الالهام ليس من اسباب المعرفة

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

الحمد للہ کہ دریں زمان فرخندہ آوان این رسالہ شریفہ محتوی مسائل عجیبہ

المسمی بہ

تحقیق الکلام فی مسئلۃ البعلۃ والالہام

از تصنیف فقیر ابو عبد اللہ قصوری معروف بہ غلام علی

حسب فرمایش میان خیر الدین و فیروز الدین تاجران امرتسر

۱۲۹۸ھ

باہتمام شیخ نور احمد مالک و مہتمم

ریاض ہند پریس

روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 241 حاشیہ 11

انما آنا بشر اذا آمرتکم بشیئ من آمور دینکم فخذوہ واذا آمرتکم بشیئ من رائی فانما انا بشر جب رسول اللہ کا یہہ حال ہے تو اور کون شخص ہے جسکا اقوال وافعال واطوار سب محمود ہون اور بلا تامل اُسکی اقتدا کرین اور کئی برس اور کئی مہینہ گھر چھوڑ کر اُسکے جوار مین رہین اور افعال واقوال غیر شرعیہ اسکی کو تاویل کر کے طاعت بناوین جو کوئی کسی سے ایسا معاملہ کریگا وہ مشرک ہے اور صورت کا خیال تو محض بُت پرستی ہے جیسا ظاہر بُت پوجا ویسا باطن مین جواب سوال نمبر ۳ اور یہہ غدر انکا کہ ہم مسایل پوچھنے جاتے ہین حالانکہ وہ آپ بھی علم والے ہین اور قریب دجوار مین بھی عالم ہین پھر اُن کا یہہ کھنا بھانہ ہے ❊

خاتمہ دربیان الہام

الہام کے معنی لغت مین یہہ ہین الہام چیزے دردل انداختن وآنچہ خدا در دل انداز د صراح ویقال الہمہ اللہ خیر القنہ ایاہ قاموس لغات مین بعد تفحص کے معلوم ہوا کہ الہام دل کے خیال کو کھتے ہین خواہ خدا کی طرف یا شیطان کیطرف سے یا طبعی ہو الہام کے معنون مین دعا اور ندا ماخوذ نہین اور کسی لغت مین نظر نہین آیا جو شخص یہہ کھے کہ مجھکو الہام ہوا کہ یہہ بات کر اور مینے جو ارادہ کیا کہ کس طرح کرون یا میرے دل مین خیال آیا کہ سفر کو جاؤن یا نہ جاؤن تو مجھکو الہام ہوا کہ جا یا نہ جا شادمت مثلاً ہان ہاتف کی معنون مین دعا و ندا ماخوذ ہے لیکن شرع

روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 244 حاشیہ 11

106

حوالہ نمبر **101**

الجامع لأحكام القرآن

لأبي عبد الله محمد بن أحمد الأنصاري القرطبي

الجزء السادس

أعاد طبعه

دار احياء التراث العربي

بيروت - لبنان

١٤٠٥هـ ١٩٨٥م

وجهان : أحدهما — أنها الروح الطاهرة التى خصه الله بهـا كما تقدّم فى قوله : « وَرُوحٌ مِنْهُ »[١] . الثانى — أنه جبريل عليه السلام وهو الأصح، كما تقدّم فى « البقرة »[٢] . ﴿ تُكَلِّمُ النَّاسَ ﴾ يعنى وتكلم الناس فى المهد صبيا ، وفى الكهولة نبيا ، وقد تقدّم ما فى هذا فى « آل عمران »[٣] فلا معنى لإعادته . ﴿ كَفَفْتُ ﴾ معناه دفعت وصرفت ﴿ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ ﴾ حين هموا بقتلك . ﴿ إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ﴾ أى الدلالات والمعجزات، وهى المذكورة فى الآية . ﴿ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا ﴾ يعنى الذين لم يؤمنوا بك وجحدوا نبوّتك . ﴿ إِنْ هَذَا ﴾ أى المعجزات . ﴿ إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴾ . وقرأ حمزة والكسائى « ساحر » أى إن هـذا الرجل إلا ساحر قوىّ على السحر .

قوله تعـالى : وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ ءَامِنُوا بِي وَبِرَسُولِي قَالُوا ءَامَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ ﴿١١١﴾

قوله تعـالى : ﴿ وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي ﴾ قد تقدّم القول فى معانى هذه الآية[٣] . والوحى فى كلام العرب معناه الإلهام ويكون على أقسام : وحى بمعنى إرسال جبريل إلى الرسل عليهم السلام . ووحى بمعنى الإلهام كما فى هذه الآية ؛ أى ألهمتهم وقذفت فى قلوبهم؛ ومنه قوله تعالى : « وَأَوْحَى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ »[٤] « وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى »[٥] ووحى بمعنى الإعلام فى اليقظة والمنام . قال أبو عبيدة : أوحيت بمعنى أمرت ، « وإلى » صلة؛ يقال : وحى وأوحى بمعنًى؛ قال الله تعالى : « بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَى لَهَا »[٦] وقال العجاج :

* وَحَى لهـا القرار فاستقرّت[٧] *

أى أمرها بالقرار فاستقرّت . وقيل : « أَوْحَيْتُ » هنا بمعنى أمرتهم . وقيل : بينت لهم . ﴿ وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ ﴾ على الأصـل؛ ومن العرب من يحـذف إحدى النونين ؛ أى واشهد يارب . وقيل : ياعيسى بأننا مسلمون لله .

---

(١) راجع ص ٢٢ من هذا الجزء . (٢) راجع جـ ٢ ص ٢٤ . (٣) راجع جـ ٤ ص ٩٠ و ص ٩٧ . وما بعدها . (٤) راجع جـ ١٠ ص ١٣٣ . (٥) راجع جـ ١١ ص ٢٥٠ . (٦) راجع جـ ٢٠ ص ١٤٩ . (٧) أى الأرض ؛ وصدر البيت :

* بإذنه الأرض وما تعتت *

روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 246 حاشیہ 11

روح المعاني

حوالہ نمبر **101**

في

تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني

تأليف

العلامة أبي الفضل شهاب الدين

السيد محمود الألوسي البغدادي

المتوفى سنة ١٢٧٠هـ

ضبطه وصححه

علي عبد الباري عطية

المجلد الثالث

٣ - ٤

المحتوى

الآية (٢٤) من سورة النساء - الآية (٨١) من سورة المائدة

منشورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

الحمد لله الذي استقلت بإذنه السماء واطمأنت
أوحى لها القرار فاستقرت

أي أمرها أن تقر فامتثلت، وقيل: المراد بالوحي إليهم إلهامه تعالى إياهم كما في قوله تعالى: ﴿ وأوحى ربك إلى النحل ﴾ ﴿ وأوحينا إلى أم موسى ﴾ وروي ذلك عن السدي وقتادة وإنما لم يترك الوحي على ظاهره لأنه مخصوص بالأنبياء عليهم الصلاة والسلام والحواريون ليسوا كذلك، وقد تقدم المراد بالحواريين.

وأن قوله تعالى: ﴿ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي ﴾ مفسرة لما في الإيحاء من معنى القول، وقيل: مصدرية أي بأن آمنوا الخ. وتقدم الكلام في دخولها على الأمر. والتعرض لعنوان الرسالة للتنبيه على كيفية الإيمان به عليه الصلاة والسلام والرمز إلى عدم إخراجه عليه الصلاة والسلام عن حده حطاً ورفعاً ﴿ قَالُوا آمَنَّا ﴾ طبق ما أمرنا به ﴿ وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ ﴾ مخلصون في إيماننا أو منقادون لما أمرنا به.

﴿ إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ﴾ منصوب باذكر على أنه ابتداء كلام لبيان ما جرى بينه عليه الصلاة والسلام وبين قومه منقطع عما قبله كما يشير إليه الإظهار في مقام الإضمار.

ويجوز أن يكون ظرفاً لقالوا وفيه ـ على ما قيل حينئذٍ ـ تنبيه على أن ادعاءهم الإخلاص مع قولهم ﴿ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ ﴾ لم يكن عن تحقيق منهم ولا عن معرفة بالله تعالى وقدرته سبحانه لأنهم لو حققوا وعرفوا لم يقولوا ذلك إذ لا يليق مثله بالمؤمن بالله عز وجل. وتعقب هذا القول الحلبي بأنه خارق للإجماع. وقال ابن عطية: لا خلاف أحفظه في أنهم كانوا مؤمنين. وأيد ذلك بقوله تعالى: ﴿ فمن يكفر بعد منكم ﴾ وبأن وصفهم بالحواريين ينافي أن يكونوا على الباطل وبأن الله تعالى أمر المؤمنين بالتشبه بهم والاقتداء بسنتهم في قوله عز من قائل: ﴿ كونوا أنصار الله ﴾ [الصف: ١٤] الآية. وبأن رسول الله ﷺ مدح الزبير « إن لكل نبي حوارياً وإن حواري الزبير » والتزام القول بأن الحواريين فرقتان مؤمنون وهم خالصة عيسى عليه الصلاة والسلام والمأمور بالتشبه بهم وكافرون وهم أصحاب المائدة، وسؤال عيسى عليه الصلاة والسلام نزول المائدة وإنزالها ليلزمهم الحجة يحتاج إلى نقل ولم يوجد. ومن ذلك أجيب عن الآية بأجوبة فقيل: إن معنى « هل يستطيع » هل يفعل كما تقول للقادر على القيام: هل تستطيع أن تقوم مبالغة في التقاضي. ونقل هذا القول عن الحسن.

والتعبير عن الفعل بالاستطاعة من التعبير عن المسبب بالسبب إذ هي من أسباب الإيجاد. وعلى عكسه التعبير عن إرادة الفعل بالفعل تسمية للسبب الذي هو الإرادة باسم المسبب الذي هو الفعل في مثل قوله تعالى: ﴿ إذا قمتم إلى الصلاة ﴾ [المائدة: ٦] الخ. وقيل: إن المعنى هل يطيع ربك فيستطيع بمعنى يطيع ويطيع بمعنى يجيب مجازاً ونقل ذلك عن السدي وذكر أبو شامة أن النبي ﷺ عاد أبا طالب في مرض فقال له: يا ابن أخي ادع ربك أن يعافيني فقال: اللهم اشف عمي فقام كأنما نشط من عقال فقال: يا ابن أخي إن ربك الذي تعبده يطيعك فقال: يا عم وأنت لو أطعته لكان يطيعك أي يجيبك لمقصودك وحسن استعماله ﷺ لذلك المشاكلة.

وقيل: هذه الاستطاعة على ما تقتضيه الحكمة والإرادة فكأنهم قالوا: هل إرادة الله تعالى وحكمته تعلقت بذلك أولا ؟ لأنه لا يقع شيء بدون تعلقهما به.

واعترض بأن قوله تعالى الآتي: ﴿ اتقوا الله إن كنتم مؤمنين ﴾ لا يلائمه لأن السؤال عن مثله مما هو من علوم الغيب لا قصور فيه. وقيل: إن سؤالهم للاطمئنان والتثبت كما قال الخليل عليه الصلاة والسلام: ﴿ أرني كيف تحيي الموتى ﴾ [البقرة: ٢٦٠] ومعنى ﴿ إن كنتم مؤمنين ﴾ إن كنتم كاملين في الإيمان والإخلاص. ومعنى « نعلم أن قد

تفسير سلفي أثري خالٍ من الإسرائيليات والجدليات المذهبية والكلامية
يغني عن جميع التفاسير ولا تغني جميعها عنه

تأليف

السيد الإمام العلامة الملك المؤيد من الله الباري
أبي الطيب "صديق بن حسن بن علي الحسيني القنوجي البخاري"
"١٢٤٨ - ١٣٠٧هـ"

عني بطبعه وقدم له وراجعه
خادم العلم
عبد الله بن ابراهيم الأنصاري

الجزء الرابع

وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ ﴿١١١﴾ إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَن يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ قَالُوا نُرِيدُ أَن نَّأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَن قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿١١٣﴾

﴿وإذ أوحيت إلى الحواريين أن آمنوا بي وبرسولي﴾ الوحي في كلام العرب معناه الالهام أي ألهمت الحواريين وقذفت في قلوبهم وقيل معناه أمرتهم على ألسنة الرسل أن يؤمنوا بي بالتوحيد والإخلاص ويؤمنوا برسالة رسولي، والحواريون هم خلص أصحاب عيسى وخواصه.

﴿قالوا آمنا﴾ جملة مستأنفة كأنه قيل ماذا قالوا فقال: قالوا آمنا ﴿واشهد﴾ يا رب أو يا عيسى ﴿بأننا مسلمون﴾ أي مخلصون للإيمان، وإنما قدم ذكر الإيمان على الإسلام لأن الإيمان من أعمال القلوب، والإسلام هو الإنقياد والخضوع في الظاهر، والمعنى أنهم آمنوا بقلوبهم وانقادوا بظواهرهم.

﴿إذ قال الحواريون يا عيسى ابن مريم﴾ كلام مستأنف مسوق لبيان بعض ما جرى بينه وبين قومه منقطع عما قبله كما ينبىء عنه الإظهار في موضع الإضمار ﴿هل يستطيع ربك﴾ الخطاب لعيسى وقرىء هل تستطيع بالفوقية ونصب ربك وبالتحتية ورفع ربك.

واستشكلت على الثانية بأنه قد وصف سبحانه الحواريين بأنهم قالوا آمنا وأشهد بأننا مسلمون والسؤال عن استطاعته لذلك ينافي ما حكوه عن أنفسهم، وأجيب بأن هذا كان في أول معرفتهم قبل أن تستحكم معرفتهم بالله ولهذا قال عيسى في الجواب عن هذا الاستفهام الصادر منهم اتقوا الله أي لا

لسان العرب

للإمام العلامة ابن منظور
٦٣٠-٧١١هـ

نسقه وعلق عليه ووضع فهارسه

علي شيري

المجلد السادس

دار إحياء التراث العربي
للطباعة والنشر والتوزيع

الإسلام تَعَوُّذاً غير مؤمن في الحقيقة إلا أن حكمه في الظاهر حكم المُسْلِم ، قال: وإنما قلت إن المؤمن معناه المُصَدِّقُ لأن الإيمان مأخوذ من الأمانة ، لأن اللّه تعالى تَولَّى عِلْم السَّرائر وثَبات العَقْدِ، وجعل ذلك أَمانة ائتمن كلَّ مُسْلِم على تلك الأمانة ، فمن صَدَّقَ بقلبه ما أظهره لسانُه فقد أدَّى الأمانة واستوجب كريم المآب إذا مات عليه، ومن كان قلبه على خلاف ما أظهر بلسانه فقد حمل وِزْرَ الخيانة واللّه حسبه ، وإنما قيل للمُصَدِّق مؤمن وقد آمن لأنه دخل في حد الأمانة التي ائتمنه اللّه عليها، وبالنية تنفصل الأعمال الزاكية من الأعمال البائرة، ألا ترى أن النبي ﷺ، جَعَلَ الصلاةَ إيماناً والوضوءَ إيماناً؟ وفي حديث ابن مسعود: أنا أَوَّل من أَسْلَمَ، يعني من قومه، كقوله تعالى عن موسى: وأنا أَوَّلُ المؤمنين؛ يعني مؤمِني زمانِه، فإن ابن مسعود لم يكن أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وإن كان من السابقين. وفي الحديث: كان يقول إذا دخل شهرُ رَمضانَ: اللهم سَلِّمْني من رمضان وسَلِّمْ رمضانَ لي وسلمه مني؛ قوله سَلِّمْني منه أي لا يصيبني فيه ما يحول بيني وبين صومه من مرض أو غيره، قال: وقوله وسَلِّمْهُ لي هو أن لا يُغَمَّ عليه الهلالُ في أوله وآخره فيلتبسَ عليه الصومُ والفطرُ، وقوله وسَلِّمْه مني أي بالعصمة من المعاصي فيه. وفي حديث الإفْكِ: وكان عَليٌّ مُسَلَّماً في شأْنها أي سالماً لم يَبْدُ بشيء منها، ويروى: مُسَلِّماً، بكسر اللام، قال: والفتح أشبه لأنه لم يقل فيها سوءاً. وقوله تعالى: يَحْكُمُ بها النَّبِيُّونَ الذين أَسْلَمُوا؛ فسره ثعلب فقال: كل نبي بُعِثَ بالإسلام غير أن الشرائع تختلف، وقوله عز وجل: واجْعَلْنا مُسْلِمَيْنِ لك؛ أراد مُخْلِصَيْن لك، فعدّاه باللام إذ كان في معناه. وكان فلان كافراً ثم تَسَلَّمَ أي أَسْلَمَ، وكان كافراً ثم هو اليوم مُسَلَّمة يا هذا. وقوله عز وجل: ادخلوا في السِّلْم كافَّةً؛ قال: عَنى به الإسلامَ وشرائعه كلَّها؛ وقرأ أَبو عمرو: ادخلوا في السَّلْم كافَّةً، يذهب بمعناها إلى الإسلام. والسَّلْمُ: الإسلام(١)؛ قال الأَحْوص:

فذادوا عَدُوَّ السِّلْم عن عُقْرِ دارِهِمْ،
وأَرْسَوْا عَمُودَ الدِّينِ بعدَ التَّمايُلِ

(١) قوله «والسلم الاسلام» أي بالفتح والكسر كما في البيضاوي، فالذي تحصل أنه بهما بمعنى الاستسلام والصلح والاسلام.

ومثله قول امرىء القَيْسِ بن عابِسٍ:

فَلَسْتُ مُبَدِّلاً باللّه رَبّاً،
ولا مُسْتَبْدِلاً بالسِّلْمِ دينا

ومثله قول أَخي كِنْدَةَ:

دَعَوْتُ عَشِيرتي للسِّلْم لَمَّا
رأَيْتُهُمْ تَوَلَّوْا مُدْبِرينا

والسَّلْمُ: الإسلام. والسَّلْمُ: الاستخذاءُ والانقياد والاستِسْلامُ. وقوله تعالى: ولا تقولوا لمن ألقى إليكم السَّلَمَ لَسْتَ مؤمناً، وقرئت: السَّلامَ، بالألف، فأما السلامُ فيجوز أن يكون من التَّسْليم، ويجوز أن يكون بمعنى السَّلَم، وهو الاستِسلامُ وإلقاء المَقادة إلى إرادة المسلمين. وأَخذه سَلَماً: أَسَرَه من غير حرب. وحكى ابن الأعرابي: أخذه سَلَماً أي جاء به منقاداً لم يمتنع، وإن كان جَريحاً. وتَسَلَّمَه مني: قبضه. وسَلَّمْتُ إليه الشيء فَتَسَلَّمَه أي أخذه. والتَّسْليمُ: بذل الرضا بالحكم. والتَّسليمُ: السَّلامُ. والسَّلَمُ، بالتحريك: السَّلَفُ، وأَسْلَمَ في الشيء وسَلَّمَ وأَسْلَفَ بمعنى واحد، والاسم السَّلَمُ. وكان راعيَ غَنَمٍ ثم أسلم أي تركها، كذا جاء، أَسْلَم هنا غير مُتَعَدٍّ. وفي حديث خُزَيْمَةَ: مَنْ تَسَلَّمَ في شيء فلا يَصْرِفْه إلى غيره. يقال: أَسْلَمَ وسَلَّمَ إذا أَسْلَفَ وهو أن تعطي ذهباً وفضة في سِلْعةٍ معلومة إلى أَمَدٍ معلوم، فكأَنك قد أَسْلَمْتَ الثمن إلى صاحب السِّلْعَةِ وسَلَّمْتَهُ إليه، ومعنى الحديث أن يُسْلِفَ مثلاً في بُرٍّ فيعطيه المُسْتَلِفُ غيرَه من جنس آخر، فلا يجوز له أن يأْخذه؛ قال القتيبي: لم أسمع تَفَعَّلَ من السَّلَمِ، إذا دفع، إلاَّ في هذا. وفي حديث ابن عمر: كان يكره أن يقال السَّلَمُ بمعنى السَّلَفِ، ويقول الإسْلامُ للّه عز وجل، كأَنه ضَنَّ بالاسم(٢) الذي هو موضع الطاعة والانقياد للّه عز وجل عن أن يُسَمَّى به غيره، وأن يستعمل في غير طاعة ويذهب به إلى معنى السَّلَفِ؛ قال ابن الأَثير: وهذا من الإخْلاصِ باب لطيف المَسْلَكِ. الجوهري: أَسْلَمَ الرجل في الطعام

(٢) قوله «كأنه ضن بالاسم» أي الذي هو السلم وقوله الذي هو موضع الطاعة والانقياد لأن السلم اسم من الاسلام بمعنى الاذعان والانقياد فكره أن يستعمل في غير طاعة اللّه وإن كان يذهب به مستعمله إلى معنى السلف الذي ليس من الاستسلام.

مُسْنَد

المتوفى ٢٤١ هـ

حَقَّقه، وضبط نَصَّه

السيد أبو المعاطي النوري — أحمد عبد الرزاق عيد

أيمن إبراهيم الزاملي — إبراهيم محمد النوري

محمد مهدي المسلمي — محمود محمد خليل

المجلد الأول

عالم الكتب

١٤٨٠ ـ **حدّثنا** وكيع ، حدثنا سُفيان ، عن سَعْد بن إبراهيم ، عن عامر بن سعد ، عن أبيه ، أن النبيَّ ﷺ ، قال له : إنك مهما انفقتَ على أهلكَ من نفقةٍ ، فإنك تُؤْجَرُ فيها ، حتى اللقمة ترفعها إلى في ٱمْرأتِكَ [١] .

١٤٨١ ـ **حدّثنا** وَكيـع ، حـدثنـا سُفيـان ، عن عـاصم بن أبي النَّجُود ، عن مُصْعَب بن سعد ، عن أبيه . قال : قلتُ : يا رسولَ اللّٰه ، أيُّ الناسِ أشَدُّ بَلاءً ؟ قال : الأنبياء ، ثم الصالحونَ ، ثم الأمْثَلُ فالأمْثَلُ مِنَ الناس ، يُبْتَلَى الرجل علىٰ حسَبِ دينه ، فإن كان في دِينه صَلابة زِيدَ في بلائه ، وإن كان في دينه رقَّةٌ خُفِّفَ عنه ، وما يزال البلاءُ بالعبد حتى يمشيَ على ظهر الأرض لَيس عليه خَطيئة [٢] .

١٤٨٢ ـ **حدّثنا** وكيع ، حدثنا مِسْعَر ، وسُفيـان ، عن سَعْد بن إبـراهيم قال سُفيان : عن عامر بن سعد . وقال مِسْعَر : عن بعض آل سعد عن سعد ، أن النبيَّ ﷺ ، دخل عليه يعوده ، وهو مريض بمكة . فقلتُ : يا رسول اللّٰه ، أُوصي بمالي كله ؟ قال : لا . قلتُ : فبالشَّطْرِ ؟ قـال : لا . قلتُ : فبـالثلث ؟ قـال : الثلث ، والثلث كبيـر ، أو كثير ، إنك أن تَدَعَ وارِثَكَ غنيًّا خيرٌ من أن تَدَعَهُ فقيرًا يَتَكَفَّفُ الناسَ ، وإنك مهمـا أنفقتَ على أهلكَ من نفقة فإنكَ تُؤْجَرُ فيها ، حتى في اللقمة ترفعها إلى في امرأتك . قال : ولم يكن له يومئذ إلا ابنة ، فذكر سعد الهجرة ، فقال : يـرحم اللّٰه ابنَ عَفْرَاءَ ، ولعل اللّٰه أن يرفعك حتى ينتفع بكَ قومٌ ويُضَرَّ بك آخرون [٣] .

١٤٨٣ ـ **حدّثنا** عبد الرحمٰن بن مهدي ، حدثنا شُعْبَةُ ، عن زياد بن مِخْرَاق ، قال : سمعت أبا عَبَايَةَ [٤] عن مولى لسعد أن سعدًا سمع ابنًـا له يدعو ، وهويقول : اللهم

---

(١) ياتي برقم (١٤٨٢).

(٢) أخرجه الطيالسي (٢١٥)، وابن أبي شيبة ٢٣٣/٣، وعبد بن حُميد (١٤٦)، والدارمي (٢٧٨٦)، وابن ماجه (٤٠٢٣)، والترمذي (٢٣٩٨)، وأبو يعلى (٨٣٠)، والبزار (١١٥٠ و١١٥٤ و١١٥٥). ويتكرر: (١٤٩٤ و١٥٥٥ و١٦٠٧).

(٣) أخرجه مالك (الموطأ) ٤٧٦، والطيالسي (١٩٥ و١٩٦ و١٩٧)، والحميدي (٦٦)، وابن أبي شيبة ١٩٩/١١، وعبد بن حُميد (١٣٣)، والدارمي (٣١٩٩)، والبخاري ٢٢/١ و١٠٣/٢ و٤/٤ و٨٧/٥ و٢٢٥ و١٥٥/٧ و٩٩/٨ و١٨٧، ومسلم ٧١/٥ وأبو داود (٢٨٦٤)، وابن ماجه (٢٧٠٨)، والترمذي (٢١١٦)، والبزار (١٠٨٥ و١١٣٦)، والنسائي ٢٤١/٦ و٢٤٢ و٢٤٣، وأبو يعلى (٧٤٧ و٨٠٣ و٨٣٤). ويتكرر: (١٤٨٨ و١٥٢٤ و١٥٤٦ و١٥٩٩). وتقدم: (١٤٨٠).

(٤) قال ابن حجر في «تعجيل المنفعة» ٤٩٧: أبو عباية هو قيس بن عباية، وهو من رجال التهذيب. انتهى. وهو قيس بن عباية الحنفى أبو نَعَامة.

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

الحمد للہ کہ دریں زمان فرخندہ آوان این رسالہ شریفہ محتوی مسائل عجیبہ

المسمّٰی بہ

تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ والالہام

از تصنیف فقیر ابو عبد اللہ قصوری معروف بہ غلام علی

حسب فرمایش میاں خیر الدین و فیروز الدین تاجران امرتسر

۱۲۹۸ھ

باہتمام شیخ نور احمد مالک و مہتمم

ریاض ہند پریس

روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 124 حاشیہ 11

انما انا بشر اذا امرتکم بشیءٍ من امر دینکم فخذوہ واذا امرتکم بشیءٍ من رأیی فانما انا بشر جب رسول اللہ کا یہہ حال ہے تو اور کون شخص ہے جسکا اقوال و افعال و اطوار سب محمود ہوں اور بلا تامل اسکی اقتدا کریں اور کبھی بہر اور کبھی عہینہ گھر چھوڑ کر اسکے جوار میں رہیں اور افعال و اقوال غیر شرعیہ اسکی کو تاویل کر کے طاعت بناویں جو کوئی کسی سے ایسا معاملہ کریگا وہ مشرک ہی اور صورت کا خیال تو محض بُت پرستی ہی جیسا ظاہر بُت پوجا ویسا باطن میں جواب سوال نمبر ۴ اور یہہ عذر انکا کہ ہم مسایل پوچھنے جاتے ہیں حالانکہ وہ آپ بھی علم والے ہیں اور قرب وجوار میں بھی عالم ہیں پھر اُن کا یہہ کھنا بھانہ ہے ؛

خاتمہ در بیان الہام

الہام کے معنی لغت میں یہہ ہیں الہام چیزے در دل انداختن و آنچہ خدا در دل انداز د صراح و یقال الہمہ اللہ خیر القنہ ایاہ قاموس لغات میں بعد تفحص کے معلوم ہوا کہ الہام دل کے خیال کو کھتے ہیں خواہ خدا کی طرف یا شیطان کیطرف سے یا طبعی ہو الہام کے معنوں میں دعا اور ندا ماخوذ نہیں اور کسی لغت میں نظر نہیں آیا جو شخص یہہ کھے کہ مجھکو الہام ہوا کہ یہہ بات کر اور مینے چاہا کہ کس طرح کروں یا میرے دل میں خیال آیا کہ سفر کو جاؤں یا نہ جاؤں تو مجھکو الہام ہوا کہ جا یا نہ جا شادمت شلاً ہاں ہاتف کی معنوں میں دعا و ندا ماخوذ ہے لیکن شرع

مین یہہ بات ثابت نہین کہ ایک شخص چلا جاتا تھا اور ہاتف نے یہہ آواز دیا قرآن
مین بھی کہین اسکا ذکر نہین اللّٰہ رسول اللہ کی کلام مین لغات اور محاورہ کے
طور پر آیا ہے کہ الہتف فلاناً یعنی فُلانے کو آواز کیا اِن معنون مین جو یہہ لوگ
استعمال کرتے ہین کہین حدیث و قرآن مین نہین آیا۔ پس معلوم ہوا کہ الہام
صرف خیال دلکو کہتے ہین خواہ وہ خیال دل کا خیر ہو یا شر جیسا کہ اللہ تعالی نے
فرمایا فالھمھا فجورھا وتقوٰھا اور وحی کے معنون مین تکلم اور کلام ماخوذ ہے
کبھی وحی کے معنی فقط الہام کے ہوتے ہین اور آیتہ واوحیٰ ربک الی النحل اور
واوحینا الی ام موسٰی مین مفسرین الہام کے معنی کرتے ہین لیکن الہام کے
معنی درست نہین ہوتے کیونکہ الہام مین صرف القاہی ہوتا ہے وہان جواب
وسوال نہین ہوتا اگر وحی کے معنی صرف اعلام کے یا ارسال فرشتہ کے کئے جاوین
تو منع نہین کیونکہ وحی رسالت خاصہ انبیاء ہے نہ وحی اطلاع و ارسال فرشتہ ۔
کئی اشخاص کے پاس فرشتے آئے اور کلامین کین اور کئی نے آوازین سُنی ایک
اُس شخص کے قصہ مین جو کھیتی بو رہا تھا اور اُسکے تین حصہ کرتا تھا ایک اللہ کے
نام پر اور ایک زراعت پر اور ایک اپنی کھانیکے واسطے خرچ کرتا تھا الحدیث
واقف حدیث پر پوشیدہ نہین ہے اور نیز اندہے اور گنجے اور برص کی مرض والے
کے پاس آیا تھا ایک کو گائی دی اور ایک کو بکری اور ایک کو اونٹ الحدیث
اور جو شخص اپنے بھائی حقیقی کو ملنے گیا تھا اُسکو راستہ مین خوشخبری دی یہہ

باتیں احادیث صحیحہ میں مفصل ہیں اور مریم کے پاس جبرئیل کا آنا اور باتیں کرنی قرآن میں ہے غرضکہ فرشتہ کا کسی کے پاس آنا یا کسی طرح سے وحی یا اعلام کرنا منع نہیں ہے وحی رسالت اور اعلام نبوت خاصہ انبیاء کا ہے پس کلام الٰہی میں جہاں نحل کو وحی ہونے کا یا موسیٰ کی ماں کو۔ وحی کا ذکر ہے کیوں الہام پر حمل کریں مشہور معنی کیوں نہ رہنے دیں جائز ہے کہ کبھی اور موسیٰ کی ماں سے کو فرشتہ کے ذریعہ سے یا کسی اور وسیلہ سے کلام ہوئی ہو جب یہہ بات ثابت ہو گئی کہ الہام کے معنوں میں کلام اور تکلم ماخوذ نہیں اگر کوئی شخص دعوی کلام تکلم کا کرے اور پھر اُسپر اطلاق الہام کا کرے تو ہم اُسکو صادق نہ جانیں گے مثلاً کوئی کہے کہ اللہ نے آج رات کو مجھے یہہ الہام کیا اور یہہ بات کہی اور مینے اُسکو یہہ جواب دیا اور پھر اُس نے مجھ کو یہہ فرمایا تو اُسپہ الہام بولنا اُسکا غلط ہے وحی کیوں نہیں بولتا وحی کے معنوں میں کلام ماخوذ ہے نہ الہام کے معنوں میں جب یہہ بات ثابت ہو چکی تو میں کہتا ہوں کہ الہام ہر ایک کو ہوتا ہے مکھی سے لے انسان تک اور کافر سے مسلمان تک اس میں کسی کے خصوصیت نہیں انبیا کو بھی اور غیر انبیاء کو بھی حدیث میں ہے۔ الهمنی ربی لیکن پیغمبر کا الہام اور القاء یقینی اور سچا اور خیر ہی ہوتا ہے کیونکہ پیغمبر کو خطا پہ مستقر نہیں رکھتے اور لوگوں کا الہام ایسا نہیں کبھی خیر کبھی شر ہوتا ہے یعنی خیال کبھی نیک کبھی بد اور جو نیک خیال آوے وہ بھی یقینی نہیں کہ

اللہ ہی کی طرف سے ہو کیونکہ شیطان کبھی نیک القا بھی کرتا ہے کہ اُس نیکی کے
رستہ سے اُسکو بدی مین ڈالے ابوہریرہ کو آیت الکرسی سے تعلیم کرنی شیطان سے مشہور
ہے رسول اللہ صلعم کی تقریر سے بھی معلوم ہے اگرچہ اس معاملہ مین بہت حکایات
ہین لیکن یہان حکایات کا ذکر نہین یہان صحاح کا ذکر ہے اور یہہ بھی تخصیص
نہین کہ صالح اور متقی کو ہی الہام نیک ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ فاسق سے فاسق کا
الہام نیک ہو اور صالح سے صالح کا الہام بد اللہ جل جلالہ نے صریح فرمادیا ہے
کہ فالھمھا فجورھا وتقوٰیھا لفظ نفس عام ہے فاسق کا ہو یا صالح کا کافر کا ہو
یا مومن کا تقوی اور فجور کا الہام ہر ایک کو ممکن ہے پس یہہ لوگ جو دعوی الہام
کا کرتے ہین اور اُن کے معتقد لوگ قرآن وحدیث سے زیادہ خیال کرتے ہین اور
یقینی و بدیہی جانتے ہین اور ایذا دینے پر مستعد ہوتے ہین اور اُسکے منکرون پر
اشد انکار کرتے ہین بلکہ اُن کو کافر جانتے ہین یہہ باتین دین کی نہین ہین علماء
عقائد نے لکھدیا ہے والالھام لیس بحجۃ کسیکا الہام کسی پر حجت نہین اور نہ اُسکے
نفس پر اگرچہ بعض غالیون نے اُس کو حجت ہونا تسلیم کیا ہے اور اسباب علم سے
نہین ہے ہر چند کہ جازم وقاطع ہو پھر بھی وہم پیدا کرتا ہے وہم سے زیادہ مرتبہ
نہین رکھتا اور علماء عقائد نے لکھا ہے کہ اسباب علم کے تین ہین حواس سلیمہ اور
خبر صادق یعنی خبر پیغمبر یا خبر متواتر تیسرا عقل اور خواب اور الہام کو کسی نے
اسباب علم سے نہین بنایا بلکہ سب یہی کہتے ہین الالھام لیس من اسباب المعرفۃ

ضبطه وصححه

محمد عبد العزيز الخالدي

الجزء الثالث

دار الكتب العلمية

فليبلغ الشاهد الغائب.

ثم قال: يا معشر قريش ما ترون أني فاعل فيكم؟

قالوا: خيرًا، أخ كريم وابن أخ كريم.

قال: اذهبوا فأنتم الطلقاء.

أي: الذي أطلقوا، فلم يسترقوا ولم يؤسروا. والطليق: الأسير إذا أطلق. والمراد بالساعة التي أحلت له ـ عليه الصلاة والسلام ـ ما بين أول النهار ودخول وقت العصر، كذا قاله في فتح الباري.

وقد أجاد العلامة أبو محمد الشقراطسي حيث يقول في قصيدته المشهورة:

كما قاله المصنف، تبعًا لغيره فلا حاجة للتعسف **(فليبلغ)** بكسر اللام وسكونها **(الشاهد)** الحاضر **(الغائب)** بالنصب مفعول فالتبليغ عنه ﷺ فرض كفاية، **(ثم قال: «يا معشر قريش ما ترون أني فاعل فيكم؟»)** وعند ابن إسحٰق وغيره ماذا تقولون ماذا تظنون؟، **(قالوا: خيرًا أخ كريم، وابن أخ كريم)** وقد قدرت، **(قال)** ﷺ: «فإني أقول كما قال أخي يوسف، لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو أرحم الراحمين **(إذهبوا فأنتم الطلقاء)**» بضم الطاء المهملة وفتح اللام وقاف جمع طليق، **(أي الذين أطلقوا)** منا عليهم **(فلم يسترقوا ولم يؤسروا والطليق، الأسير إذا أطلق، والمراد بالساعة التي أحلت له عليه الصلاة والسلام ما بين أول النهار)** أي من طلوع الشمس **(ودخول وقت العصر، كذا قاله في فتح الباري)** بمعناه ولفظه في كتاب العلم وفي مسند أحمد من طريق عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن ذلك كان من طلوع الشمس إلى العصر ونحوه. قوله هنا عند أحمد من حديث عمرو، عن أبيه عن جده إنها استمرت من صبيحة يوم الفتح إلى العصر انتهى.

وحديث الخطبة رواه الشيخان، وغيرهما، وعند كل ما ليس عند الآخر وهي طويلة اقتصر المصنف على ما ذكره فتبعته قال الزهري، ثم نزل ﷺ ومعه المفتاح فجلس عند السقاية، وذكر الواقدي عن شيوخه أنه كان قد قبض مفتاح السقاية من العباس ومفتاح البيت من عثمان.

وروى ابن أبي شيبة أنه أتى بدلو من زمزم فغسل منها وجهه ما تقع منه قطرة إلا في يد إنسان إن كانت قدر ما يحسوها حساها وإلا مسح جلده، والمشركون ينظرون، فقالوا: ما رأينا ملكًا قط أعظم من اليوم ولا قومًا أحمق من القوم، **(وقد أجاد العلامة أبو محمد)** عبد الله بن أبي زكريا يحيى بن علي **(الشقراطسي)** نسبة إلى شقراطسة ذكر لي أنها بلدة من بلاد الجريد بإفريقية، قاله أبو شامة **(حيث يقول في قصيدته المشهورة)** بعدما ساق قصة بدر أتبعها بثمانية

براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 56

حوالہ نمبر 113

کِتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انار کلی۔ لاہور

براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 56

حوالہ نمبر **113**

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

۱۲ تب وہ اُس پہاڑ سے جو زیتون کا کہلاتا ہے اور یروشلیم کے نزدیک سبت کی منزل کے فاصلہ پر ہے یروشلیم کو پھرے ۔ ۱۳ اور جب اُس میں داخل ہُوئے تو اُس بالا خانہ پر چڑھے جس میں وہ یعنی پطرس اور یوحنا اور یعقوب اور اندریاس اور فلپس اور توما اور برتلمائی اور متی اور حلفئی کا بیٹا یعقوب اور شمعون زیلوتیس اور یعقوب کا بیٹا یہوداہ رہتے تھے ۔ ۱۴ یہ سب کے سب چند عورتوں اور یسوع کی ماں مریم اور اُسکے بھائیوں کے ساتھ ایک دِل ہو کر دُعا میں مشغول رہے ۔

۱۵ (ب) اور اُنہی دِنوں پطرس بھائیوں میں جو تخمیناً ایک سَو بیس شخصوں کی جماعت تھی کھڑا ہو کر کہنے لگا ۔ ۱۶ اَے بھائیو اُس نوشتہ کا پُورا ہونا ضرور تھا جو رُوح القُدس نے داؤد کی زبانی اُس یہوداہ کے حق میں پہلے سے کہا تھا جو یسوع کے پکڑنے والوں کا رہنما ہُوا ۔ ۱۷ کیونکہ وہ ہم میں شُمار کیا گیا اور اُس نے اِس خدمت کا حِصہ پایا ۔ ۱۸ (اُس نے بدکاری کی کمائی سے ایک کھیت حاصل کیا اور سر کے بل گرا اور اُسکا پیٹ پھٹ گیا اور اُسکی سب انتڑیاں نکل پڑیں ۔ ۱۹ اور یہ یروشلیم کے سب رہنے والوں کو معلوم ہُوا ۔ یہاں تک کہ اُس کھیت کا نام اُنکی زبان میں ہقل دما پڑ گیا یعنی خُون کا کھیت) ۔ ۲۰ کیونکہ (ج) زبور میں لِکھا ہے کہ

اُسکا گھر اُجڑ جائے
اور اُس میں کوئی بسنے والا نہ رہے
اور اُسکا عُہدہ دُوسرا لے لے ۔

۲۱ پس جتنے عرصہ تک خُداوند یسوع ہمارے ساتھ آتا جاتا رہا یعنی یوحنا کے بپتسمہ سے لیکر خُداوند کے ہمارے پاس سے ۲۲ اُٹھائے جانے تک جو برابر ہمارے ساتھ رہے ۔ چاہئے کہ اُن میں سے ایک مرد ہمارے ساتھ اُسکے جی اُٹھنے کا گواہ بنے ۔ ۲۳ پھر اُنہوں نے دو کو پیش کیا ۔ ایک یوسف کو جسے جو برسبا کہلاتا اور جِسکا لقب یوستس ہے ۔ دُوسرا متیاہ کو ۔ ۲۴ اور یہ کہہ کر دُعا کی کہ اَے خُداوند ! تُو جو سب کے دِلوں کی جانتا ہے ۔ یہ ظاہر کر کہ اِن دونوں میں سے تُو نے کِس کو چُنا ہے ۔ ۲۵ کہ وہ اِس خدمت اور رسالت کی جگہ لے جِسے یہوداہ چھوڑ کر اپنی جگہ گیا ۔ ۲۶ پھر اُنہوں نے اُنکے بارے میں قُرعہ ڈالا اور قُرعہ متیاہ کے نام کا نکلا ۔ پس وہ اُن گیارہ رسُولوں کے ساتھ شُمار ہُوا ۔

باب ۲

۱ جب عیدِ پنتکُست کا دِن آیا تو وہ سب ایک جگہ جمع تھے ۔ ۲ کہ یکایک آسمان سے اَیسی آواز آئی جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ہوتا ہے اور اُس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گُونج گیا ۔ ۳ اور اُنہیں آگ کے شُعلہ کی سی پھٹتی ہُوئی زبانیں دِکھائی دیں اور اُن میں سے ہر ایک پر آ ٹھہریں (د) ۔ ۴ اور وہ سب رُوح القُدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جِس طرح رُوح نے اُنہیں بولنے کی طاقت بخشی ۔

۵ اور ہر قوم میں سے جو آسمان کے تلے ہے خُدا ترس یہودی یروشلیم میں رہتے تھے ۔ ۶ جب یہ آواز آئی تو بھیڑ لگ گئی اور لوگ دنگ ہو گئے کیونکہ ہر ایک کو یہی سُنائی دیتا تھا کہ یہ میری ہی بولی بول رہے ہیں ۔ ۷ اور سب حیران اور متعجب ہو کر کہنے لگے دیکھو ! یہ بولنے والے کیا سب گلیلی نہیں ؟ ۸ پھر کیونکر ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے وطن کی بولی سُنتا ہے ؟ ۹ حالانکہ ہم پارتھی اور مادی اور عیلامی اور مسوپتامیہ اور یہودیہ اور کپدکیہ اور پنطس اور آسیہ ۱۰ اور فروگیہ اور پمفولیہ اور مصر اور لبوآ کے علاقہ کے رہنے والے ہیں جو کرینے کی طرف ہے اور رُومی مُسافر خواہ یہودی خواہ اُنکے مُرید ۱۱ اور کریتی اور عرب ہیں ۔ مگر اپنی اپنی زبان میں اُن سے خُدا کے بڑے بڑے کاموں کا بیان سُنتے ہیں ۔ ۱۲ اور سب حیران ہُوئے اور گھبرا کر ایک دُوسرے سے کہنے لگے کہ یہ کیا ہُوا چاہتا ہے ؟ ۱۳ اور بعض نے ٹھٹھا کر کے کہا کہ یہ تو تازہ مے کے نشہ میں ہیں ۔

۱۴ لیکن پطرس اُن گیارہ کے ساتھ کھڑا ہُوا اور اپنی آواز بلند کر کے لوگوں سے کہا کہ اَے یہودیو اور اَے یروشلیم کے سب رہنے والو ! یہ جان لو اور کان لگا کر میری باتیں سُنو ۔ ۱۵ کہ جیسا تُم سمجھتے ہو یہ نشہ میں نہیں کیونکہ ابھی تو پہر ہی دن چڑھا ہے ۔ ۱۶ بلکہ یہ وہ بات ہے جو یوئیل نبی کی معرفت کہی گئی ہے کہ

۱۷ خُدا فرماتا ہے کہ آخری دِنوں میں اَیسا ہوگا
کہ مَیں اپنے رُوح میں سے ہر بشر پر ڈالونگا
اور تُمہارے بیٹے اور تُمہاری بیٹیاں نبوّت کرینگی

(د) یونانی - ٹھہریں
(ج) زبور ۶۹ : ۲۵ ، ۱۰۹ : ۸

براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 56

حوالہ نمبر 113

کِتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 ص 56

حوالہ نمبر **114**

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 292 ...
بر ہمو سماج والوں کا اعتراض ہے کہ الہام خیالات کی ترقی کو روکتا ہے

معلوم کرنے میں خدا کی طرف سے الہام پاویں‘‘۔

پس جس صورت میں آپ کی اس دلیل میں بھی ’’ضرورت‘‘ کا قیاس مثل ہماری دونوں دلیلوں کے ہے اور قوانین نیچر اس کی تصدیق کرنے سے انکاری ہیں تو پھر ایسا قیاس بجز فرضی اور وہمی ہونے کے اور کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہم خود تو بات بات میں ایسی سینکڑوں ضرورتیں قائم کر سکتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ خدا کی حکمت بھی ہماری فرضی ضرورتوں کو تسلیم کرتی ہے یا نہیں؟ محققوں کے نزدیک وہی ضرورت ’’ضرورت‘‘ ہو سکتی ہے جس کو نیچر یا خدا کی حکمت نے قائم کیا ہو۔ جیسے ہماری بھوک کے دفعیہ کیلئے غذا اور سانس لینے کیلئے ہوا کی ضرورت ہماری فرضی نہیں بلکہ نیچری ہے اور اسی لئے اُس کا ذخیرہ بھی انسان کی زندگی کیلئے اُس نے فراہم کر دیا ہے۔ مگر جو ضرورت کہ نیچر کے نزدیک قابل تسلیم نہیں ہے اور اُسے خود ہم اپنے وہم سے قائم کرتے ہیں۔ وہ ایک طرف جس طور پر محض فرضی ہوتی ہے دوسری طرف اُسی طور پر اُسے علت ٹھہرا کر جو نتیجہ قائم کرتے ہیں وہ بھی فرضی ہونے کے باعث واقعات کے ساتھ مطابق نہیں ہوتا ہے اور یہ صورت ہم نے اپنی مثالوں میں بخوبی ظاہر کر دی ہے۔

دوم اس بات کی نسبت کہ آپ نے الہام کی تعریف میں جو کچھ عبارت رقم کی ہے اُس کا آپ کی دلیل سے کہاں تک ربط ہے۔ اسی قدر لکھنا کافی ہے کہ جس حالت میں آپ نے اپنے الہام کی کل بنیاد جس ’’ضرورت‘‘ پر قائم کی ہے درحقیقت وہ ضرورت جبکہ خود بے بنیاد ہے یعنی نیچر کے نزدیک وہ ضرورت قابل تسلیم نہیں ہے تو پھر اگر یہ بھی مانا جاوے کہ جو عمارت آپ نے کسی اپنی بنیاد پر کھڑی کی ہے وہ اچھے مصالحہ کے ساتھ بھی تعمیر کی ہے تاہم وہ بے بنیاد ہونے کے باعث بجز وہم کے اور کہیں نہیں ٹھہر سکتی اور جیسے اس کی بنیاد فرضی ہے ویسے ہی وہ بھی آخر کار فرضی رہتی ہے۔

الہام کے اس غلط عقیدہ کے باعث دنیا میں لوگوں کو جس قدر نقصان پہنچا ہے اور جس قدر خرابیاں برپا ہوئی ہیں اور انسانی ترقی کو جس قدر روک پہنچی ہے اس کے ذکر کرنے کو اگرچہ میرا دل چاہتا ہے مگر چونکہ امر متنازعہ سے اُس کا اس وقت کچھ علاقہ نہیں ہے لہٰذا اس کا بیان یہاں پر ملتوی رکھتا ہوں۔

آپ کا نیاز مند
شیونرائن۔ اگنی ہوتری

لاہور۔ ۳؍ جون ۱۸۷۹ء

روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 294 حاشیہ درحاشیہ 1

121

تفسير الخازن

حوالہ نمبر 115

المسمّى

لباب التأويل في معاني التنزيل

تأليف

علاء الدّين علي بن محمّد بن إبراهيم البغدادي

الشهير بالخازن

المتوفّى سنة ٧٢٥ هـ

ضبطه وصححه

عبد السّلام محمد علي شاهين

الجزء الثاني

المحتوى

سورة المائدة ـ سورة يوسف

دار الكتب العلمية

بيروت ـ لبنان

الجبارين، وقال مقاتل: هو من مدينة البلقاء وكانت قصته على ما ذكره ابن عباس ومحمد بن إسحاق والسدي وغيرهم من أصحاب الأخبار والسير قالوا: إن موسى عليه الصلاة والسلام لما قصد حرب الجبارين ونزل أرض كنعان من أرض الشام أتى قوم بلعام إليه وكان عنده اسم الله الأعظم، فقالوا: إن موسى رجل حديد وأن معه جنوداً كثيرة وأنه قد جاء يخرجنا من بلادنا ويقتلنا ويحلها بني إسرائيل وأنت رجل مجاب الدعوة فاخرج وادع الله أن يردهم عنا. فقال: ويلكم نبي الله ومعه الملائكة والمؤمنون فكيف أدعو عليهم وأنا أعلم من الله ما أعلم وإني إن فعلت هذا ذهبت دنياي وآخرتي؟ فراجعوه وألحوا عليه فقال: حتى أؤامر ربي وكان لا يدعو حتى يؤامر ربه في المنام فأتى في المنام فقيل له لا تدع عليهم فقال لقومه: إني قد آمرت ربي فنهاني أن أدعو عليهم فأهدوا له هدية فقبلها وراجعوه فقال حتى أؤامر ربي فآمر فلم يوح إليه شيء فقال قد آمرت ربي فلم يوح إلي بشيء فقالوا له: لو كره ربك أن تدعو عليهم لنهاك كما نهاك أول مرة فلم يزالوا يتضرعون إليه حتى فتنوه فافتتن فركب أتاناً له متوجهاً إلى جبل يطلعه على عسكر بني إسرائيل يقال لذلك الجبل جبل حسان فلما سار على أتانه غير بعيد ربضت فنزل عنها وضربها فقامت وركبها فلم تسر به كثيراً حتى ربضت فضربها حتى قامت فركبها فلم تسر به كثيراً حتى ربضت فضربها حتى أزلقها فأذن الله عز وجل لها في الكلام وأنطقها له فكلمته حجة عليه فقالت ويحك يا بلعام أتدري أين تذهب أما ترى الملائكة أمامي يردونني عن وجهي وهذا ويحك أتذهب إلى نبي الله والمؤمنين فتدعو عليهم فلم ينزع فخلى الله سبيل الأتان فانطلقت به حتى إذا أشرفت به على جبل حسان ومعه قومه جعل يدعو فلم يدع بشيء إلا صرف الله به لسانه إلى قومه ولا يدعو لقومه بخير إلا صرف الله به لسانه إلى بني إسرائيل فقال له قومه يا بلعام أتدري ما تصنع إنما تدعو لهم وتدعو علينا فقال هذا ما لا أملكه هذا شيء قد غلب الله عليه واندلع لسانه فوقع على صدره فقال لقومه: قد ذهبت مني الدنيا والآخرة ولم يبق لي إلا المكر والحيلة فسأمكر لكم وأحتال، ثم قال: جملوا النساء وزينوهن وأعطوهن السلع ثم أرسلوهن إلى عسكر بني إسرائيل ليبعنها عليهم ومروهن أن لا تمنع امرأة نفسها من رجل أرادها فإنه إن زنى رجل منهم بواحدة منهن كُفيتموهم ففعلوا ذلك فلما دخل النساء على العسكر مرت امرأة من الكنعانيين اسمها كستى بنت صور على رجل من عظماء بني إسرائيل يقال له زمري بن شلوم وكان رأس سبط شمعون بن يعقوب بن يعقوب فقام إلى المرأة وأخذ بيدها حين أعجبه جمالها ثم أقبل بها حتى وقف بها على موسى عليه الصلاة والسلام وقال إني لأظنك أنك تقول هذه حرام عليك فقال أجل هي حرام عليك لا تقربها قال والله إني لا أطيعك في هذا ثم قام ودخل بها إلى قبة فوقع عليها فأرسل الله عزّ وجلّ الطاعون على بني إسرائيل في ذلك الوقت. وكان فنحاص بن العيزار بن هارون وكان صاحب أمر موسى وكان رجلاً فظاً قد أعطي بسطة في الخلق وقوة في البطش، وكان غائباً حين صنع زمري بن شلون ما صنع فجاء والطاعون يجوس في بني إسرائيل فأخبر الخبر فأخذ حربته وكانت من حديد كلها ثم دخل عليهما القبة وهما متضاجعان فطعنهما بحربته فانتظمهما ثم خرج بهما وهو رافعهما إلى السماء وقد أخذ الحربة بذارعه واعتمد بمرفقه على خاصرته وأسند الحربة إلى لحيته وكان بكر بن العيزار وجعل يقول اللهم هكذا نفعل بمن عصاك ورفع الطاعون من بني إسرائيل فحسب من مات منهم في ذلك الطاعون فيما بين أن أصاب ذلك الرجل المرأة إلى أن قتله فنحاص فوجدوه قد هلك سبعون ألفاً في ساعة واحدة من النهار فمن هنالك يعطي بنو إسرائيل لولد فنحاص من كل ذبيحة يذبحونها القشة والذّراع واللحى لاعتماده بالحربة على خاصرته وأخذه إياها بذراعه وإسناده إياها إلى لحيته ويعطوهم البكر من كل أموالهم لأنه كان بكر العيزار وفي بلعام أنزل الله عز وجل:

إذا ماتوا صغاراً فأما من لا يحكم لهم بالجنة فإنه يقول من كان من أهل الشقاوة من الذرية السوداء وإنما آقروا بالمعرفة كرهاً فلم يغن عنهم ذلك شيئاً ومن بلغ وعقل لم يغن عنه إقراره بالميثاق الأول شيئاً حتى يؤمن ويصدق عند بلوغه وعقله بأن الله ربه وخالقه ويصدق رسله فيما جاؤوا به من عنده وإنما فعل ذلك لئلا يقول الكفار إنا كنا عن هذا الميثاق أو الإيمان بأن الله ربنا غافلين أو لئلا تقول أخلافهم إنما أشرك آباؤنا ونحن نسير على آثارهم ظناً منهم أن الحق ما كانوا عليه.

فإن قلت: إن ذلك الميثاق لا يذكره أحد اليوم فكيف يكون حجة عليهم اليوم أو فكيف يذكرونه يوم القيامة حتى يحتج عليهم به.

قلت: لما أخرج الذرية من صلب آدم ركب فيهم العقول وأخذ عليهم الميثاق فلما أعيدوا إلى صلب آدم بطل ما ركب فيهم فتوالدوا ناسين لذلك الميثاق لاقتضاء الحكمة الإلهية نسيانهم له ثم ابتدأهم بالخطاب على ألسنة الرسل عليهم الصلاة والسلام وأصحاب الشرائع فقام ذلك مقام الذكر، إذ الدار دار تكليف وامتحان ولو لم ينسوه لانتفت المحنة والابتلاء والتكليف، فقامت الحجة عليهم لإمدادهم بالرسل وإعلامهم بجريان أخذ الميثاق عليهم وبذلك قامت الحجة عليهم أيضاً يوم القيامة لإخبار الرسل إياهم بذلك الميثاق في الدنيا فمن أنكره كان معانداً ناقضاً للعهد ولزمتهم الحجة ولم تسقط الحجة عنهم بنسيانهم وعدم حفظهم بعد إخبار الصادق صاحب الشرع والمعجزات الباهرات.

أَوْ تَقُولُوٓاْ إِنَّمَآ أَشْرَكَ ءَابَآؤُنَا مِن قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنۢ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ ٱلْمُبْطِلُونَ ﴿١٧٣﴾ وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ ٱلْءَايَٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿١٧٤﴾ وَٱتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ٱلَّذِىٓ ءَاتَيْنَٰهُ ءَايَٰتِنَا فَٱنسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ ٱلشَّيْطَٰنُ فَكَانَ مِنَ ٱلْغَاوِينَ ﴿١٧٥﴾

وقوله تعالى: ﴿**أو تقولوا**﴾ يعني الذرية ﴿**إنما أشرك آباؤنا من قبل**﴾ يعني إنما أخذ الميثاق عليهم لئلا يقول المشركون إنما أشرك آباؤنا من قبل ﴿**وكنا ذرية من بعدهم**﴾ يعني وكنا أتباعاً لهم فاقتدينا بهم في الشرك ﴿**أفتهلكنا**﴾ يعني أفتعذبنا ﴿**بما فعل المبطلون**﴾ قال المفسرون: هذا قطع لعذر الكفار فلا يستطيع أحد من الذرية أن يقول يوم القيامة إنما أشرك آباؤنا من قبلنا ونقضوا العهد والميثاق وكنا نحن الذرية من بعدهم فقلدناهم واقتدينا بهم وكنا في غفلة عن هذا الميثاق فلا ذنب لنا فلا يمكنهم أن يحتجوا بمثل ذلك وقد أخذ عليهم جميعاً الميثاق وجاءتهم الرسل وذكروهم به وثبتت الحجة عليهم بذلك يوم القيامة، وأما الذين حملوا معنى الآية على أن المراد منه مجرد نصب الدلائل وهو مذهب أهل النظر قالوا معناه إن الله نصب هذه الدلائل وأظهرها للعقول لئلا يقولوا إنما أشركنا على سبيل التقليد لآبائنا لأن نصب أدلة التوحيد قائم معهم فلا عذر لهم في الإعراض عنه والإقبال على تقليد الآباء في الشرك.

وقوله تعالى: ﴿**وكذلك نفصِّل الآيات**﴾ يعني ليتدبرها العباد فيرجعوا إلى الحق والإيمان ويعرضوا عن الباطل والكفر وهو المراد من قوله ﴿**ولعلهم يرجعون**﴾ يعني عن الشرك إلى التوحيد وقيل معناه ولعلهم يرجعون إلى الميثاق الأول فيذكرونه ويعملون بموجبه ومقتضاه.

قوله عز وجل: ﴿**واتل عليهم**﴾ يعني واقرأ على قومك يا محمد ﴿**نبأ**﴾ يعني خبر ﴿**الذي آتيناه آياتنا**﴾ اختلفوا فيه فقال ابن عباس: هو بلعم بن باعوراء، وقال مجاهد: بلعام بن باعر، وقال ابن مسعود: هو بلعم بن أبر، قال عطية قال ابن عباس: إنه كان من بني إسرائيل وفي رواية أخرى عنه أنه كان من الكنعانيين من بلد

حوالہ نمبر 117

وسـالـة

عبد الله بن اسمعيل الهاشمي

الى

عبد المسيح بن اسحق الكندي

يدعوه بها الى الاسلام

ورسـالـة

عبد المسيح الى الهاشمي يرد بها عليه
ويدعوه الى النصرانية

۱۸۸۰

يكون هذا القول منك فى الصليب اعتقاداً ولا ابطالا للفضيلة التي رايتها حالة فيه .

واما قولك انك اشفقت عليَّ من النار ورضيت لي ما رضيته لنفسك فهذا القول يجب شكرك على ظاهره واذا عكست قولي لك فيه وجب شكري عليك في باطنه فميز اعزك الله هذا الموضع وافهمه فانه اصلح في البدء والعاقبة وما شرط الكلام الذي لا نفع فيه ولا خير وكيف اقول وانت تسال وتتضرع الى الله كل يوم في صلواتك الخمس قائلا '' اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضّالين'' فان كنت يرحمك الله مهتديا فقد استغنيت عن المسالة والتضرع في كل وقت وعند فاتحة كل صلاة ان يهديك اذ لا معنى لطلبك الهداية وانت مستغن عنها وان كنت لم تهتد بعد وكنت طالب الهداية فاعلمني اكرمك الله من هم هولآء المنعم عليهم الذين تسال ربك تبارك اسمه ليلا ونهارا ان يهديك الى صراطهم ويلحقك بهم وانت تدعي ''انكم خَيْرُ أُمَّة أُخْرِجَتْ للنَّاس'' وان الدين عند الله الدين الذي رضيته انت لنفسك وانه لم يقبل غيره من الاديان والنحل اهم المجوس عبدة الشمس والنار ذوو الشرائع النجسة التي تبيح نكاح الامهات والاخوات والبنات وما شاكل ذلك من السنن الدنسة التي تانفها النفوس وتستشنعها العقول وتنفر منها الطبائع فانت تعلم وكل ذي خبرة ايضا ان هولآء لم ينعم عليهم بالمعرفة التامة اذ هم لا يوحدون بل يشركون مع الله سبحانه وتعالى معبودهم ابليس فليست المجوس اذن المنعم عليهم فاخبرني

هل هم اليهود الذين تبرّأ صاحبك منهم وقال كتابك فيهم انهم هم المغضوب عليهم المرذلون المشتتون بين الامم الملقى عليهم الذل والمسكنة منهم القردة والخنازير الملعونون على لسان كل نبي ورسول فليست اليهود اذن المنعم عليهم الذين تسال ان تهدى الى صراطهم وما صراطهم بمتسقيم وان قلت عبدة اللات والعُزّى ويغوث ويعوق وكَثْرى وشمس وجِهار وهُبَل ونَسْر وسُوَاع وَوَدٍّ واساف ونائلة وذي الكَفَّيْن ومَنَاة وسَعْد وذي الخُلْصَة وسائر الاصنام التي كانت العرب تعبدها بمكة وتهامة فهذا كتابك ينقض عليك قولك ويدحض حجتك من قرب قائلا " ووجدك ضالًّا فهدى فالضالون اذن هم عبدة الاوثان اذ قال وجدك ضالا فهدى لان صاحبك لم يكن يهوديا ولا نصرانيا ولا مجوسيا وانما كان حنيفا يعبد اساف ونائلة الصنمين اللذين كانت قريش تعبدهما والاحابيش فلما مَنَّ الله عليه بمعرفة التوحيد بالسبب الذي ذكرناه سالفا سال ربه ان يعيذه من صراط الضالين الذين هم عبدة الاصنام فان ادعيت وقلت ان صراط الدهرية والجرهانية والسماتية والبراهمة وغيرهم ممن اشبههم في المقالة واعتقاد الزنادقة هو الصراط المستقيم وهم المنعم عليهم قلنا لك هذه المقالات انت تعلم وكل ذي عقل وعلم ان صاحبك لم يسمع بها قط ولا عرفها ولا حضر المجالس التي يجاوب فيها عنها بل تعوذ منهم ومن صراطهم واذ قد تعوذت من صراط المجوس وصراط اليهود المغضوب عليهم وصراط عبدة الاصنام الذين هم الضالون ولم يخطر ببالك صراط الدهرية والجرهانية والسماتية والبراهمة فما بقي الا صراط المنعم عليهم الذين هم

استوجب نار جهنم ولا تغربنَّ الشمس على احد وهو غضبان على اخيه" ثم قال "اذا كنتَ قائما في صلاتك وتذكرت ان اخاك واجد عليك فاقطع صلاتك وامضِ اليه مترضّيًا له ثم اَقبِلْ واتمم صلاتك" فقطع بهذه الشريعة اصل العداوة واسباب البغضة التي تنمي القتل ثم قال "قد سمعتم انه قيل لا تَزْنِ واما انا فاقول لكم مَن نظر الى امراة نظرة شهوة فقد زنى في قلبه" فدلّنا بهذا ان الله جل ثناؤه عارف بالظاهر والباطن لا تخفي عليه خافية وهو المكافي على السر علانية ثم قال "قد سمعتم انه قيل من طلق امراة فليعطها كتاب طلاقها وانا اقول لكم من طلق امراته عن غير فاحشة اَتتْهَا فقد الجاها الى الزناء ومن تزوج مُطلّقةً فهو زان" ثم قال في ذمّ الكذب "قد سمعتم انه قيل لا تكذب في قسمك اما انا فاقول لكم لا تقسمنَّ البتة لا بالسماء لانها كرسي الله ولا بالارض لانها موطا قدميْه ولا باورشليم لانها مدينة الملك الاعظم ولا براسك لانك لا تقدر ان تحدث فيه شعرة سوداء او بيضاء بل ليكن كلامك النعم نعم واللّا لا وما زاد على ذلك فهو خطا من الشيطان" ثم قال في ذمّ الاخذ بالطوائل والترغيب في الصفح والامتناع من الانتقام "قد سمعتم انه قيل العين بالعين والسن بالسن والجراح قصاص واما انا فاقول لكم لا تقاوموا الشر بل من لطمك على خدك الايمن فحوّل له الايسر ومن طلب ان ياخذ قميصك فلا تمنعه رداءك ومن سخّرك ميلا فامضِ معه ميلين ومن سالك فاعطه ومن اراد ان يقترض منك فلا تردّه" فقطع بهذه الوصية سبيل الخصومات وبرد نار

حوالہ نمبر **118**

کتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

دیگا (۲۷) اور تم بھی گواہی دوگے کیونکہ تم شروع سے میرے ساتھ ہو +

۱۶ باب

میں نے یہہ باتیں تمہیں کہیں تاکہ تم ٹھوکر نہ کھاؤ + (۲) وہ تم کو عبادت خانوں سے نکال دینگے بلکہ وہ گھڑی آتی ہے کہ جو کوئی تمہیں قتل کرے گمان کریگا کہ میں خدا کی بندگی بجا لاتا ہوں + (۳) اور وہ تم سے ایسا سلوک اس لئے کرینگے کہ اُنہوں نے نہ باپ کو جانا اور نہ مجھے + (۴) اور میں نے یہہ باتیں تم سے کہیں تاکہ جب وہ وقت آئے تو تم یاد کرو کہ میں نے تم سے کہیں اور میں نے شروع میں یہہ باتیں تمہیں نہ کہیں کیونکہ میں تمہارے ساتھ تھا + (۵) لیکن اب میں اُس پاس جس نے مجھے بھیجا جاتا ہوں اور تم میں سے کوئی مجھ سے نہیں پوچھتا کہ تو کہاں جاتا ہے + (۶) بلکہ اس لئے کہ میں نے یہہ باتیں تم سے کہیں تمہارا دل غم سے بھر گیا + (۷) لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آئیگا پر اگر میں جاؤں تو میں اُسے تم پاس بھیج دونگا + (۸) اور وہ آنکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائیگا۔ (۹) گناہ سے اسلئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے + (۱۰) راستی سے اِسلئے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھوگے + (۱۱) عدالت سے اِس لئے کہ اِس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے + (۱۲) میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم اُن کی برداشت نہیں کر سکتے + (۱۳) لیکن جب وہ یعنے روح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائیگی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہیگی لیکن جو کچھ وہ سنیگی سو کہیگی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگی + (۱۴) وہ میری بزرگی کریگی اِس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پائیگی اور تمہیں دکھائیگی + (۱۵) سب چیزیں جو باپ کی ہیں میری ہیں اِسلئے میں نے کہا کہ وہ میری چیزوں سے لیگی اور تمہیں دکھائیگی +

(۱۶) تھوڑی دیر اور مجھے نہ دیکھوگے اور پھر تھوڑی دیر اور مجھے دیکھوگے۔ کیونکہ میں باپ پاس جاتا ہوں + (۱۷) تب اُس کے بعضے شاگردوں نے آپس میں کہا یہہ کیا ہے جو وہ ہمیں کہتا ہے کہ تھوڑی دیر اور تم مجھے نہ دیکھوگے اور پھر تھوڑی دیر اور تم مجھے دیکھوگے۔ اور یہہ اِس لئے کہ میں باپ پاس جاتا ہوں ؟ (۱۸) پھر اُنہوں نے کہا یہہ کیا ہے جو وہ کہتا ہے۔ کہ تھوڑی دیر؟ ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا کہتا ہے + (۱۹) سو یسوع نے جانا کہ وہ چاہتے ہیں کہ مجھ سے سوال کریں تب اُنہیں کہا تم آپس میں اُس کی بابت پوچھتے ہو جو میں نے کہا کہ تھوڑی دیر اور تم مجھے نہ دیکھوگے اور پھر تھوڑی دیر اور تم مجھے دیکھوگے؟ (۲۰) میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ تم روؤگے اور نالہ کروگے پر دنیا خوش ہوگی۔ اور تم غمگین ہوگے لیکن تمہارا غم خوشی ہو جائیگا + (۲۱) جب عورت جننے لگتی ہے تو غمگین ہوتی ہے اِس لئے کہ اُس کی گھڑی آپہنچی۔ لیکن جب لڑکا جنی تو اِس خوشی سے کہ دنیا میں ایک آدمی پیدا ہوا اُس درد کو پھر یاد نہیں کرتی + (۲۲) پس اب تم غمگین ہو پر میں تمہیں پھر دیکھونگا اور تمہارا دل خوش ہوگا اور تمہاری خوشی کوئی تم سے چھین نہ لیگا + (۲۳) اور تم اُس دن مجھ سے کچھ سوال نہ کروگے + میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں جو کچھ تم میرا نام لیکے باپ سے مانگوگے وہ تم کو دیگا + (۲۴) اب تک تم نے میرے نام سے کچھ نہیں مانگا۔ مانگو کہ تم پاؤگے تاکہ تمہاری خوشی کامل ہو +

(۲۵) میں نے یہہ باتیں تمثیلوں میں تمہیں کہیں۔ پر وہ وقت آتا ہے کہ میں تمہیں تمثیلوں میں پھر نہ کہونگا بلکہ باپ کی صاف خبر تمہیں دونگا۔ (۲۶) اُس دن تم میرے نام سے مانگوگے اور میں تمہیں نہیں کہتا کہ میں باپ سے تمہارے لئے درخواست کرونگا۔ (۲۷) اِس لئے کہ باپ تو آپ ہی تمہیں پیار کرتا ہے کیونکہ تم نے مجھے پیار کیا اور ایمان لائے ہو کہ میں خدا سے نکلا ہوں + (۲۸) میں باپ سے نکلا اور دنیا میں آیا ہوں۔ پھر دنیا سے رخصت ہوتا اور باپ پاس جاتا ہوں + (۲۹) اُس کے شاگردوں نے اُسے کہا دیکھ اب تو صاف کہتا ہے اور تمثیل میں نہیں کہتا + (۳۰) اب ہم جانتے ہیں کہ تو سب کچھ جانتا ہے اور محتاج نہیں کہ کوئی تجھ سے سوال کرے۔ اِس سے ہم ایمان لائے کہ تو خدا سے نکلا ہے + (۳۱) یسوع نے اُنہیں جواب دیا کیا اب تم ایمان لائے ہو؟ (۳۲) دیکھو گھڑی آتی ہے بلکہ آچکی کہ تم میں سے ہر ایک پراگندہ ہو کے اپنی راہ لیگا اور تم مجھے اکیلا چھوڑ دوگے۔ تو بھی میں اکیلا نہیں کیونکہ باپ میرے ساتھ ہے + (۳۳) میں نے تمہیں یہہ باتیں کہیں تاکہ تم مجھ میں اطمینان پاؤ۔ تم دنیا میں مصیبت اُٹھاؤگے لیکن خاطر جمع رکھو کہ میں نے دنیا کو جیتا ہے +

۱۷ باب

یسوع نے یہہ باتیں فرمائیں اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھائیں اور کہا اے باپ گھڑی آپہنچی ہے اپنے بیٹے کو جلال بخش تاکہ تیرا بیٹا بھی تجھے جلال بخشے۔ (۲) چنانچہ تو نے اُسے سب جسموں پر اختیار دیا ہے تاکہ وہ اُن سب کو جنہیں تو نے اُسے بخشا ہمیشہ کی زندگی دے + (۳) اور ہمیشہ کی زندگی یہہ ہے کہ وہ تجھ کو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تو نے

سند عیسوی ۳۳

First Edition, London 1869

First Edition in Pakistan 1975

Published by : AL-BIRUNI, Lahore

Printed by : NAFEES PRINTERS, Lahore

پولوس نے تثلیث کا عقیدہ افلاطون سے لیا

and God, who would not leave the essential truths without testimony, sent his prophet to re-establish them. This is the reason why, in the Koran, the Mohammedans give themselves the designation of "UNITARIANS," in opposition to the so-called "Orthodox Christians" who are denominated "ASSOCIANTS," because, according to Mohammed, they associate with God, other objects of adoration and religious worship. Thus (in chapter 3) Mohammed says, "O people of the Book,"—that is to say, "O Jews and Christians, let not your worship transgress just bounds; say naught that is contrary to truth, when you speak of God; Jesus, the Messiah, the son of Mary, is nothing more than a prophet of God.* Believe then in God and His prophets, and make no mention of the Trinity. Set just bounds to your discourses. *God is only one God; all praise be unto Him!* God hath no son."

Another great object of the Koran was to unite the professors of the three different religions then followed, in the knowledge and worship of one God, under the sanction of certain laws and ceremonies partly of ancient and partly of novel institutions enforced by the consideration of rewards and punishments both temporal and eternal, and to bring them all to the obedience of Mohammed as the prophet and ambassador of God, who, after repeated admonitions, promises and threats of former ages, was sent at last to establish and propagate God's religion upon earth, and to be acknowledged as Chief Pontiff in spiritual mat-

copy of the Bible. Jesus taught the belief in *One* God, but Paul, with the Apostle John, who was a Platonist, despoiled Christ's religion of all its unity and simplicity, by introducing the incomprehensible *Trinity* of Plato, or *Triad* of the East, and also by deifying two of God's attributes—namely, His Holy Spirit, or the *Agion Pneuma* of Plato; and His Divine Intelligence, called by Plato the *Logos* (Word), and applied under this form to Jesus (John i.).

* "The Mussulmans are Christians, if Locke reasons justly, because they firmly believe the immaculate conception, divine character and miracles of the Messiah." (Sir William Jones, 'Asiatic Review,' vol. i. p. 275.)

حوالہ نمبر **124**

THE

Jewish Encyclopedia

A DESCRIPTIVE RECORD OF

THE HISTORY, RELIGION, LITERATURE, AND CUSTOMS OF THE JEWISH PEOPLE FROM THE EARLIEST TIMES TO THE PRESENT DAY

Prepared by More than Four Hundred Scholars and Specialists

UNDER THE DIRECTION OF THE FOLLOWING EDITORIAL BOARD

ASSISTED BY AMERICAN AND FOREIGN BOARDS OF CONSULTING EDITORS

VOLUME IX

MORAWCZYK—PHILIPPSON

FUNK AND WAGNALLS COMPANY

NEW YORK AND LONDON

tioned has preserved its Judæo-Christian character, the other two are anti-Jewish in conception. The story of the anointment of Jesus in the house of Simon the leper (Mark xiv. 3-9; Matt. xxvi. 6-13; recorded also in John xii. 3) is identical with the one told of the sinner (Magdalene?) in the house of Simon the Pharisee (Luke vii. 36-50), the name שמעון הצנוע = "Simon the Essene" having been misread הצרוע = "the leper" (as Chajes, "Markus-Studien," p. 74, suggests).

Altogether, the story of Jesus was built up upon Bible passages, which Mark, who writes for non-Jewish readers, omits in most cases, just as he omits the debate with Satan. Only in i. 2, xiv. 27, 49, xv. 28 does he refer to the Scripture, while in i. 11 and ix. 7 reference to Ps. ii. 7, and in viii. 31 reference to Hosea vi. 1-2, are indirectly made. In Matthew the statement "This is come to pass, that it might be fulfilled which was spoken by the Lord" is repeated in various forms (i. 22; ii. 5, 15, 17, 23; iii. 3; iv. 14; viii. 17; xii. 17; xiii. 14, 35; xxi. 4; xxii. 31; xxvi. 54, 56; xxvii. 9, 35); also in the latter but much older part of John (xii. 38; xiii. 18; xv. 25; xvii. 12; xviii. 9, 32; xix. 24, 36), as well as in Luke (i. 20; iv. 21; xx. 37; xxi. 22). In most cases the Messianic, or alleged Messianic, passages suggested the story, rather than the story suggesting the passages.

The Sayings of Jesus.

The sayings of Jesus were collected and grouped together by several writers before they were embodied in the first and third gospels; and they were circulated in many forms afterward as "Logia" ("Oracular Sayings of Christ"). This accounts for the repetition and dislocation of many of them. As they were handed down originally in the Aramaic language, traces of which are still preserved in Mark (iii. 17; v. 41; vii. 34; xv. 34), they were often misread; as, for instance, in Luke iv. 26: "armalita" (widow) for "aramaita" (heathen; see Wellhausen, "Das Evangelium Lucæ," 1904, p. 10); or Matt. vii. 6: "ḳudsha" (holy thing) for "ḳodosha" (ring, parallel to pearls); or Matt. viii. 22, where the original reading was "Sheboḳ li-bene mata de-yikberun yat metehon" (= "Let the men of the town bury their dead"; see Credner, "Einleitung ins Neue Testament," 1836, i. 75).

Misunderstood Passages.

Often the "Logia" were misunderstood by the translator, as in the case of the expressions "'ayin ṭob" and "'ayin ra'" (= "a good [friendly], unbegrudging eye" and "a malevolent, begrudging eye") (Matt. vi. 22-23; Luke xi. 34-36). Similarly, the fourfold meaning of "bar nasha" ("son of man," "man," "I," and "the Messiah") was misunderstood by the first three evangelists (see MAN, SON OF). So with the words (Luke xvii. 20-21), "The kingdom of God cometh not by calculation" (comp. the rabbinical "cursed be the calculators of the end" ["meḥashbe ḳizzim"], Sanh. 97b), "but suddenly, imperceptibly it is with you" (comp. "The Messiah comes when the thought of him is absent" ["be-ḥesseah ha-da'at"], Sanh. 97a). The "heathen" of Matt. vii. 7 (comp. Ber. 24b, xviii. 17) seems to be a mistranslation of the term "'amme ha-araẓot" (the ignorant class of men).

Misunderstanding of the term "be-ḥad le-shabba tinyana" (on the first of the second week after Passover), preserved only in Luke vi. 1, caused the confusion of the law concerning the new produce of the year (Lev. xxiii. 11-14) with the Sabbath law (see JEW. ENCYC. vii. 168, *s.v.* JESUS). In the one case Jesus, referring to David, defended his disciples, who in their hunger plucked the new corn in the field and ate it without waiting for the offering upon the altar; in the other case he himself disregarded the Sabbath law in view of the "pikkuaḥ nefesh" (peril of life), a case in which the Rabbis admitted the suspension of the law, upon the principle, "The Sabbath is given over to you ["the son of man"], and not you to the Sabbath" (see Mek., Wayaḳhel, 1; Chwolson, "Das Letzte Passahmahl," 1892, pp. 59-67, 91-92).

Many of the sayings attributed to Jesus have been literally taken over from the DIDACHE; others were Pharisaic teachings well known in the rabbinical schools, as has been shown by Lightfoot ("Horæ Hebraicæ et Talmudicæ," 1684), Shöttgen ("Horæ Hebraicæ et Talmudicæ," 1737), Nork ("Rabbinische Quellen und Parallelen zu Neutestamentlichen Schriften," 1839), Zipser ("The Sermon on the Mount," 1852), Wünsche ("Neue Beiträge zur Erläuterung der Evangelien," 1878), and others. It has been pointed out by Schreiner ("Die Jüngsten Urtheile über das Judenthum," 1902, pp. 27-29) that while Jesus' sayings are simply assertions without support of Scripture, the Rabbis show that they were derived from Scripture and thereby establish their claim to priority. Thus, the injunction to pray for the offender (Matt. v. 44) is derived (Tos. B. Ḳ. ix. 29) from the example of Abraham and Job (Gen. xx. 17; Job xlii. 8, 10); the idea of heavenly treasures (Matt. vi. 20) is derived from Deut. xxxii. 34, in connection with Isa. iii. 10 and Ps. xxxi. 20 (A. V. 19; Sifre, Deut. 324; comp. Tosef., Peah, iv. 8); the deprecation of lengthy prayers (Matt. vi. 7-8), from Ex. xv. 21 and Num. xii. 13 (Mek., Beshallaḥ, 3; Sifre, Num. 105; comp. Ber. 39a). So also with the sentence, "Let your speech be, Yea, yea; Nay, nay" (Matt. v. 37, R. V.), which is derived from Lev. xix. 36 (Sifra, Ḳedoshim, viii. 7; B. M. 49a; comp. Tos. Soṭah vii. 2; Giṭ. 35a; Num. R. xxii.); and the condemnation of the lustful look (Matt. v. 28), from Deut. xxiii. 9 ('Ab. Zarah 20a) and Job xxxi. (Midr., Yalḳuṭ, to the passage).

When in his dispute with the Sadducees concerning resurrection Jesus cites the passage, "I am the God of Abraham, Isaac, and Jacob," to prove that the Patriarchs shall come to life again, because "God is the God of the living, not of the dead," the argument fails to convince the believer in Scripture; but when Gamaliel refers the Sadducees to Deut. xi. 21, or Ex. vi. 4, ". . . the land which the Lord sware unto your fathers to give them," the argument is logical and convincing: "The dead can not receive, but they shall live again to receive the land" (Sanh. 90b). The originality, then, is with the Rabbis. In like manner the beautiful story of the widow's two mites (Mark xii. 42-44) betrays its midrashic origin in the words, "she has given all her living," which are an allusion to the Biblical phrase "we-nefesh ki taḳrib" (Lev. ii. 1), interpreted in Lev. R. iii. as sig-

تورہ
انجیل طالمود و دیگر کتابوں کا سرقہ ہے بقول یہود

جامع الترمذي

الجامع المختصر من السنن عن رسول الله ﷺ ومعرفة الصحيح والمعلول وما عليه العمل. للإمام الحافظ أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة ابن موسى الترمذي - رحمه الله -

(٢٠٠ - ٢٧٩هـ)

طبعة مصححة ومرقمة ومرتبة حسب المعجم المفهرس وتحفة الأشراف ومأخوذة من أصح النسخ ومذيلة بفهرس لتراجم الأبواب وأطراف الأحاديث والآثار من قبل بعض طلبة العلم

بإشراف ومراجعة

فضيلة الشيخ / صالح بن عبد العزيز بن محمد بن إبراهيم آل الشيخ / حفظه الله

دار السلام للنشر والتوزيع

الْجَنَّةُ» هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

٢٦٨٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِبرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ، فَحَيْثُ وَجَدَها فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا».

[قَالَ أَبُو عِيسَى]: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْفَضْلِ [الْمَدَنِيُّ] الْمَخْزُومِيُّ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ [مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ].

[بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ]

(المعجم ٤٠) - أبواب الاستئذان والآداب

عن رَسُولِ الله ﷺ (التحفة ٣٦)

(المعجم ١) - باب ما جاء في إفشاء السلام (التحفة ١)

٢٦٨٨ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤمِنُوا، وَلَا تُؤمِنوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَمْرٍ إِذَا أَنْتُمْ فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ».

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ وَشُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ، عَنْ أَبِيهِ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَالْبَرَاءِ وَأَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ.

[قَالَ أَبُو عِيسَى]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(المعجم ٢) - باب ما ذكر في فضل السلام (التحفة ٢)

٢٦٨٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُرَيْرِيُّ الْبَلْخِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيِّ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، [قَالَ]: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَشْرٌ»، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عِشْرُونَ»، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ثَلَاثُونَ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَعَلِيٍّ وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ.

(المعجم ٣) - باب ما جاء في أنّ الاستئذان ثلاث (التحفة ٣)

٢٦٩٠ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: اسْتَأْذَنَ أَبُو مُوسَى عَلَى عُمَرَ. فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟ فَقَالَ عُمَرُ: وَاحِدَةٌ، ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟ فَقَالَ عُمَرُ: ثِنْتَانِ، ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟ فَقَالَ عُمَرُ: ثَلَاثٌ، ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ عُمَرُ لِلْبَوَّابِ: مَا صَنَعَ؟ قَالَ رَجَعَ، قَالَ: عَلَيَّ بِهِ. فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ مَا هٰذَا الَّذِي صَنَعْتَ، قَالَ: السُّنَّةَ. قَالَ: السُّنَّةَ؟ وَاللهِ لَتَأْتِيَنِّي عَلَى هٰذَا بِبُرْهَانٍ [أَ]وْ بَيِّنَةٍ أَوْ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ، قَالَ: فَأَتَانَا وَنَحْنُ رُفْقَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ! أَلَسْتُمْ أَعْلَمَ النَّاسِ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الاسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَإِلَّا فَارْجِعْ»؟ فَجَعَلَ الْقَوْمُ

11 The rivers played, through his impetuous splendour, since with his bolt he compassed them on all sides.
Using his might and favouring him who worshipped, he made a ford, victorious, for Turvîti.

12 Vast, with thine ample power, with eager movement, against this Vṛitra cast thy bolt of thunder.
Rend thou his joints, as of an ox, dissevered, with bolt oblique, that floods of rain may follow.

13 Sing with new lauds his exploits wrought aforetime, the deeds of him, yea, him who moveth swiftly,
When, hurling forth his weapons in the battle, he with impetuous wrath lays low the foemen.

14 When he, yea, he, comes forth the firm-set mountains, and the whole heaven and earth, tremble for terror.
May Nodhas, ever praising the protection of that dear Friend, gain quickly strength heroic.

15 Now unto him of these things hath been given what he who rules alone o'er much, electeth.
Indra hath helped Etaṣa, Soma-presser, contending in the race of steeds with Sûrya.

16 Thus to thee, Indra, yoker of Bay Coursers, the Gotamas have brought their prayers to please thee.
Bestow upon them thought, decked with all beauty. May he, enriched with prayer, come soon and early.

HYMN LXII. 62 Indra.

Like Angiras a gladdening laud we ponder to him who loveth song, exceeding mighty.
Let us sing glory to the far-famed Hero who must be praised with fair hymns by the singer.

2 Unto the great bring ye great adoration, a chant with praise to him exceeding mighty,
Through whom our sires, Angirases, singing praises and knowing well the places, found the cattle.

---

11 *Turvîti :* Sâyaṇa says that this Ṛishi had been immersed in water and that Indra brought him to dry land. 14 *Nodhas :* the Rishi, or seer of the hymn. 15 Praises and sacrifice have been offered to Indra. He himself possesses everything else. Such praises and sacrifice led Indra to help Etaṣa, his worshipper, in his rivalry of Sûrya and his horses. See II. 19. 5, note. 16 The hymn ends with the refrain that concludes also Hymns I. 58 and 60.

1 *Like Angiras :* after the manner of Angiras, one of the first institutors of religious ceremonies. 2 *Found the cattle :* the rain-clouds, or the rays of light which follow the effusion of rain.

142

No. 9.

THE

HISTORY OF INDIA.

THE

Hindu and Mahomedan Periods.

BY THE

HON. MOUNTSTUART ELPHINSTONE,

TRANSLATED AND PUBLISHED INTO URDU

BY

THE SCIENTIFIC SOCIETY.

تاریخ ہندوستان

ہندوؤں اور مسلمانوں کی عہد کی ابتدا سے

سنہ ۱۷۶۱ء مطابق سنہ 1175 ہجری تک

مؤلفہ

آنریبل مونٹ اسٹورٹ الفنسٹن صاحب بہادر

سابق گورنر بمبئی

مع

نقشوں اور حواشی اور نقشہ ہندوستان کے

جسکو

سینٹیفک سوسائٹی علیگڑھ نے ترجمہ کر کے

مشتہر کیا

ALLYGURH.

PRINTED AT THE SECRETARY SYUD AHMED'S PRIVATE PRESS,

1866.

حوالہ نمبر **130**

اوم

انوارِ حقیقت

یعنی

رشی دیانند کی مقبولِ عام تصنیف

ستیارتھ پرکاش

کا

لفظی سلیس اور بامحاورہ

اُردو ترجمہ

از

چموپتی - ایم - اے

پرکاشک

شری سوامی ویدانند تیرتھ ادھشٹاتا چموپتی ساہتیہ وبھاگ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب گورودت بھون

لاہور

[illegible]

اوم

دیباچہ بارھواں ایڈیشن

مذہبی دنیا میں مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کی شہرہ آفاق تصنیف لطیف "ستیارتھ پرکاش" کو جو رتبہ حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ مہرشی نے اسے آریہ بھاشا میں تحریر فرمایا تھا لیکن آج سنسکرت۔ پنجابی۔ اردو۔ سندھی۔ گجراتی۔ مرہٹی۔ بنگالی۔ کرناٹکی۔ تامل۔ تلگو۔ اڑیا۔ نیپالی۔ انگریزی۔ فرنچ اور جرمن وغیرہ زبانوں میں اس کے تراجم موجود ہیں۔ یہ اس کے مقبول و مفید خلائق عامہ ہونے کی ہی زبردست دلیل ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ آریہ بھاشا میں اس کی اشاعت سب سے زیادہ ہوئی ہے۔ اور اس کے نسخوں کی تعداد بھی کئی لاکھ تک پہنچتی ہے۔ لیکن اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ آریہ بھاشا کے بعد مہرشی کی اس گرانقدر تصنیف کو عامۃ الناس تک لیجانے کا شرف جس زبان کو حاصل ہوا ہے۔ وہ اردو ہے۔ سنہ ۱۹۳۰ تک اس زبان میں ستیارتھ پرکاش کے ایک درجن سے زائد ایڈیشن نکلے۔ جن کے نسخوں کی مجموعی تعداد تقریباً ایک لاکھ تھی۔ سنہ ۱۹۳۷ میں آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ مہرشی کی اس بے نظیر تصنیف کو اردو زبان کا ایسا لباس پہنایا جائے۔ جو اپنے بلند پایہ مضامین کی طرح زبان کے لحاظ سے بھی اعلیٰ واقع ہو۔ چنانچہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے سبھا نے اپنے وقت کے بلند پایہ شاعر و بے مثال مقرر۔ ناقد و ادیب علامہ پنڈت **چموپتی جی ایم اے** کی خدمات حاصل کرنے کے لئے ان سے درخواست کی۔ علامہ موصوف کو مہرشی کی ذات ستودہ صفات سے جو گہری عقیدت و محبت تھی اس کے پیش نظر انہوں نے اس درخواست کو بصد شوق و مسرت قبول کر لیا۔ اور اس کے ترجمہ میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔ مگر افسوس!

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

من در چہ خیالم و فلک در چہ خیال

ابھی وہ دس ہی سملاسوں کا ترجمہ کر پائے تھے۔ کہ اجل کے لمبے ہاتھ نے علامہ ممدوح کو ہم سے چھین لیا اور باقی ماندہ حصہ ان کی تحریر کی رنگین کاری کے شرف سے محروم رہ گیا۔ سبھا مذکور نے اس بقیہ حصہ کو سادہ ترجمہ کے ساتھ علامہ ممدوح کے نئے ترجمہ کے ساتھ چھپوانے کا خاطر خواہ انتظام کیا۔ ستیارتھ پرکاش کا وہ ایڈیشن کس آب و تاب سے نکلا۔ کس قدر مقبول ہوا؟ اس کا جواب پبلک کا وہ پیہم اور مسلسل مطالبہ ہے جس سے مجبور ہو کر یہ نیا ایڈیشن کاغذ کی گرانی و نایابی کے باوجود پہلے سے کئی گنا زیادہ تعداد میں شائع کیا جا رہا ہے۔ ہمیں امید ہے۔ کہ متلاشیان حق اس کا بھی شاندار استقبال کریں گے۔ فقط۔

وجے دشمی سمت ۱۱۹ دیانند مطابق ۸۔ اکتوبر سنہ ۱۹۴۳

سمت ۲۰۰۰ بکرمی

(سوامی) ویدانند تیرتھ۔ گورودت بھون۔ لاہور

مندرجہ بالا قسم کی اشیا کبھی استعمال نہ کرے۔ جس قدر اناج سڑے ہوئے خراب اور بدبودار ہوں یا کھانے کے لئے اچھی طرح تیار نہ کئے گئے ہوں۔ (ان سے پرہیز کرے) شراب نوش اور گوشت خور ملیچھ جن کا جسم گوشت اور شراب کے ذرات سے پر ہوتا ہے۔ اُن کے ہاتھ کا نہ کھائے۔

مفید جانوروں کی حفاظت

مفید خلائق جانوروں مثلاً گائے جس کے جسم سے دودھ گھی۔ مزید گائے اور بیل کی پیدائش ہونے کی وجہ سے ایک پشت میں چار لاکھ پچھتر ہزار چھ سو اشخاص کو آرام پہنچتا ہے۔ کو نہ خود مارے اور نہ اوروں کو مارنے کی اجازت دے۔ اگر بالفرض ایک گائے روزانہ بیس سیر دودھ دے۔ اور ایک اور دو سیر۔ تو دونوں کی اوسط گیارہ سیر ہوگی کوئی گائے اٹھارہ مہینے اور کوئی چھ مہینے تک دودھ دیتی ہے اوسط بارہ مہینے ہوئی اس طرح ہر ایک گائے کے زندگی بھر کے دودھ سے چوبیس ہزار نو سو ساٹھ آدمی ایک وقت سیر ہو سکتے ہیں۔ اس کی چھ بچھڑیاں اور چھ بچھڑے ہوتے ہیں۔ اگر ان میں سے دو مر جائیں۔ تو بھی دس جانور باقی رہیں گے۔ ان میں سے پانچ بچھڑیوں کے زندگی بھر کے دودھ سے ایک لاکھ چوبیس ہزار آٹھ سو افراد سیر ہو سکتے ہیں۔ اب رہے پانچ بیل۔ وہ زندگی بھر میں کم سے کم پانچ ہزار من غلہ پیدا کر سکتے ہیں۔ اگر ایک آدمی ایک پاؤ غلہ کھائے۔ تو پانچ ہزار من سے اڑھائی لاکھ انسانوں کی سیری ہو سکتی ہے۔ یہ دودھ اور غلہ ملا دیا جائے۔ تو تین لاکھ چھہتر ہزار آٹھ سو انسانوں کی سیری کے لئے کافی ہے۔ ان تمام اعداد کی میزان چار لاکھ پچھتر ہزار چھ سو انسان ہوتے ہیں۔ پس ایک گائے کی ایک پشت سے اس قدر انسانوں کی ایک دفعہ کی۔ اور اگر پشت در پشت کا حساب لیں۔ تو بے شمار افراد کی پرورش ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بیل گاڑی سواری۔ بار برداری وغیرہ کاموں میں جانور انسان کے لئے بہت ہی مفید ہیں۔ گائے دودھ دینے کی وجہ سے زیادہ مفید ہے۔ یوں تو جیسے بیل مفید جانور ہیں ویسے ہی بھینسا بھی ہے۔ لیکن گائے کے دودھ۔ گھی سے جو عقل کی ترقی وغیرہ خاص فائدے ہیں وہ بھینس کے دودھ سے اس قدر حاصل نہیں ہوتے ایسی وجہ سے آریوں میں گائے خاص طور پر مفید سمجھی گئی ہے اور دیگر دانشمند اشخاص کی بھی یہی رائے ہوگی۔ بکری کے دودھ سے پچیس ہزار نو سو بیس افراد کی پرورش ہوتی ہے ایسی طرح ہاتھی۔ گھوڑے۔ اونٹ۔ بھیڑ وغیرہ سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہیں۔ جو ان جانوروں کو ذبح کریں۔ انہیں بنی نوع انسان کا قاتل سمجھنا چاہیئے۔ دیکھو! جب آریوں کی حکومت تھی اور یہ مفید جانور مثلاً گائے وغیرہ مارے نہیں جاتے تھے تبھی آریاورت اور روئے زمین کے دیگر ممالک میں انسان وغیرہ جاندار بڑے آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ کیونکہ دودھ۔ گھی اور بیل وغیرہ حیوانات کی افراط کے باعث کھانے پینے کی چیزیں با افراط میسر ہوتی تھیں۔ جب سے ممالک غیر کے گائے وغیرہ حیوانات کے مارنے والے گوشت خور اور شراب نوش لوگ اس ملک کے حاکم بنے ہیں تب سے آریوں کی تکالیف میں بالتدریج اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ کیونکہ

नष्टे मूले नैव फलं न पुष्पम् ।

جب درخت کی جڑ ہی کاٹ دی جائے۔ تو پھل پھول کہاں سے ہوں؟ (ودر چانکیہ ۱۰-۱۳)

بے آزاری

معترض۔ اگر تمام لوگ ایسے آزار ہو جائیں۔ تو بھیڑیا وغیرہ موذی حیوانات اتنے

اس مضمون کی بالتفصیل تشریح "گوکرُنا ندھی" میں کی گئی ہے (مصنف)

THE MISSIONS

OF THE

CHURCH MISSIONARY SOCIETY
AND THE CHURCH OF ENGLAND
ZENANA MISSIONARY SOCIETY

IN THE

PUNJAB AND SINDH

BY THE LATE

REV. ROBERT CLARK, M.A.

EDITED AND REVISED BY

ROBERT MACONACHIE, LATE I.C.S.

LONDON:
CHURCH MISSIONARY SOCIETY
SALISBURY SQUARE, E.C.
1904

soldiers' pet, and then to find a home at Batála.[1] Of the remaining forty boys, of ages ranging from five to eighteen, six are Afghans, two or three are from Calcutta, two from Lucknow, the remainder mostly from one or other of the races and tongues found in the Punjab. The school is Anglo-Vernacular, the teaching is carried up to the F.A. Standard. The headmaster, Babu Singha, is a man of exceptional governing powers and ability; and the boys have the advantage of the ministrations of a resident pastor, the Rev. Mián Sádiq, who has also the charge of a small resident Christian population, and conducts missionary operations in the neighbouring town. Batála has become in some respects a haven of refuge for young converts held under restraint or persecuted by their heathen relatives, and more than one interesting story of constancy under extraordinary difficulties is told of those who now live in peace and security there.

"A part of the school stands on a large and wide terrace, apart from the main building, forming a dormitory for the younger boys. In the palace itself the ground floor supplies hall, schoolrooms, chapel, and quarters for one or more masters. The first floor is in Miss Tucker's occupation; while a large room on the roof is the dormitory for the elder boys. The clean sheets and tidy *rezais* on the beds, and the well-decorated walls, were remarked as novel features in a native school. As an instance of the kindly and brotherly feeling engendered here, the fact, casually elicited, may be mentioned that two of the elder boys, one at least of whom was working double tides for the approaching Entrance Examination, were sharing the task of watching through the night by the bedside of a sick companion.

"Arriving towards evening, the Bishops received an enthusiastic welcome from Miss Tucker and from the boys. At seven o'clock a grand feast was served, the boys and the members of the resident Christian families sitting round clean white tablecloths spread down the length of the hall, while for Miss Tucker and her guests, who included the Rev. Mián Sádiq and the headmaster, was set in honour of the occasion a 'high table.' After dinner, boys and all were invited to Miss Tucker's drawing-room, where a small stage had been contrived, on which some excellent recitations from Shakespeare were given by the elder boys, and some school songs were well sung in chorus: the latter including one specially written as a welcome to Mr. Baring, who was expected from England during the following week, and in whose honour triumphal arches and other festive emblems were already in course of preparation. Mr. Baring has indeed thoroughly earned the enthusiastic affection with which 'the Founder' is regarded, in this as in every well-ordered school. Prayers in the chapel brought the day to a close."

On the 21st November, 1883, the then Lieutenant-Governor, Sir Charles Aitchison, with his staff, visited Batála to lay the foundation-stone of the Mission Church. After inspecting the Christian Boys' Boarding-school, and receiving an address of welcome from the inhabitants of Batála, he drove to the church site. A short service was said in the vernacular, and the corner-stone was laid by Sir Charles Aitchison in the Name of the Holy Trinity. His Honour then spoke to the following effect:—

"It gives me great pleasure to be present on this occasion, and to lay the corner-stone of this church; and I am glad to express my sympathy

[1] This was Charles Martin, L.F.P. & S. of the Glasgow University, now a surgeon in Burmah.

with the self-denying work of the missionaries here. Missionaries are frequently tried by seeing little fruit of their labours, but I feel assured that a great deal more silent progress is being made than has appeared as yet. I may mention that a native gentleman of rank, to whom some time ago I had lent certain Sanscrit books which he asked for, came to me and requested a private interview. He remained with me for above an hour, and the whole of our conversation turned on his religious difficulties. He felt the burden of sin, and was afraid to die. No books that he had read could bring him peace. I did my best to speak to him of the Blood shed on Calvary which had procured forgiveness of sins for all men. He assured me that he would pray to Jesus Christ, and seek to know Him. So far as I know, that man had only learnt of Christianity through books, and had never met a missionary. Such incidents may well encourage those who see little result of their labours now to labour on, looking for a large harvest."

After the service was finished, Sir Charles inspected the foundations, and then drove to the railway station with his party.

The following two songs are copied from a little book called *The Batála Boarding-school Songs*, which were written expressly for the boys by Miss Tucker, and which are sung by them with schoolboy emphasis:—

I.

A BOY OF BATÁLA.

"Generous and just,
True to his trust;
That's what a boy of Batála should be.

Eager to learn,
Knowledge to earn;
That's what a boy of Batála should be.

Valiant to dare,
Patient to bear;
That's what a boy of Batála should be.

Ready to show
Love to a foe;
That's what a boy of Batála should be.

Then, gathered by grace,
May each in their place
Show what a boy of Batála should be.

Steady,
Aye ready;
With heart to duty given,
Best blessing
Possessing,
A steadfast hope in heaven."

(۱۳) اُس کشتی کی لمبائی تین سو ہاتھ اور اُس کی چوڑائی پچاس ہاتھ اور اُس کی اونچائی تیس ہاتھ کی ہو۔ تو کشتی میں جائیگا تو اور تیرے بیٹے اور تیری جورو اور تیرے بیٹوں کی جوروئیں تیرے ساتھ اور سب جانوروں میں سے ہر جنس کے دو دو اپنے ساتھ کشتی میں لے کر وے زندہ رہیں چاہئے کہ وے نر اور مادہ ہوں + اور پرندوں میں سے ہر ایک جنس کے اور چرندوں میں سے ہر ایک جنس کے اور زمین کے سارے رینگنے والوں میں سے ہر ایک جنس کے دو دو اُن سب میں سے تیرے پاس اپنی اپنی جان بچانے آویں + اور تو اپنے پاس ہر طرح کی خوراک کی چیزیں جو کھانے میں آتی ہیں لے کر اپنے پاس جمع کرے تیری اور اُن کی خوراک ہو گی۔ اور نوح نے ایسا ہی کیا + (پیدائش باب ششم آیت ۱۵ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲۔)

(محقق) بھلا کوئی بھی عالم ایسے علم کے خلاف ناممکن باتوں کے کہنے والے کو خدا مان سکتا ہے؟ کیونکہ صرف اتنی لمبی چوڑی اونچی کشتی میں ہاتھی ہتھنی اونٹ اونٹنی وغیرہ کروڑ ہا جاندار اور اُن کے کھانے پینے کی چیزیں بمع کل خاندانوں کے سما سکتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ انسان کی بنائی ہوئی کتاب ہے۔ اور جس نے یہ باتیں تحریر کی ہیں وہ عالم بھی نہ تھا + ۱۳ +

(۱۴) تب نوح نے خداوند کے لئے ایک مذبح بنایا اور سارے پاک چرندوں اور پاک پرندوں میں سے لیکر اُس مذبح پر سوختنی قربانیاں چڑھائیں۔ اور خداوند نے خوشنودی کی بو سونگھی اور خداوند نے اپنے دل میں کہا کہ انسان کے لئے میں زمین کو پھر کبھی لعنت نہ کرونگا اس لئے کہ انسان کے دل کا خیال لڑکپن سے بُرا ہے اور جیسا کہ میں نے کیا ہے سارے جانداروں کو نہ مارونگا + (باب ہشتم آیت ۲۰ و ۲۱)

(محقق) مذبح (ویدی) کے بنانے اور سوختنی قربانیاں چڑھانے (ہوم کرنے) کا ذکر ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ باتیں ویدوں سے بائبل میں گئی ہیں۔ کیا خدا کا ناک بھی ہے۔ کہ جس سے اُس نے خوشبو سونگھی؟ کیا عیسائیوں کا خدا انسان کی طرح کم عقل نہیں ہے۔ کہ کبھی لعنت کرتا ہے اور کبھی پچھتاتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ لعنت نہ کرونگا۔ (جب) پہلے لعنت کی تھی تو پھر بھی کریگا۔ پہلے سب کو مار ڈالا اور اب کہتا ہے کہ کبھی نہ مارونگا۔ یہ باتیں سب لڑکوں کی سی ہیں۔ خدا کی نہیں اور نہ کسی عالم کی۔ کیونکہ عالم کا قول اور ارادہ پختہ ہوتا ہے + ۱۴ +

(۱۵) اور خدا نے نوح اور اُس کے بیٹوں کو برکت دی اور انہیں کہا سب جیتے چلتے جانور تمہارے کھانے کے واسطے ہیں۔ میں نے اُن سب کو نباتات کی مانند تمہیں دیا۔ مگر تم گوشت کو لہو کے ساتھ کہ اُس کی جان ہے مت کھانا (پیدائش باب ۹ آیت ۲ و ۳ و ۴)

ستیارتھ پرکاش (الہام) ایک تنقید ہے
۱۴۲
برانھو دھرم کے بنیادی اصول و عقائد
اور کوئی کتاب علم دینے نہیں سکتا

نئے الہام کا مقصد نسل انسان کو تعلیم دینا ہے تاکہ وہ ان مادی طاقتوں کو جو باہر ہیں اور ان جذبات کو جو اندر ہیں بہتر طور پر سمجھ سکیں۔ موجودہ شائستگی کی یہ نادر عمارت جو ہم اب دیکھتے ہیں پہلے انسان میں بطور بیج کے موجود تھی۔ اور اکٹھا ہو جانے والے علم کا جو مادی دنیا کا ظہور ہے اپنی نشو و نما کے لئے انتظار کر رہی تھی۔ اسی طرح شائستہ اقوام کی اعلےٰ روحانیت اور پسندیدہ اخلاق پہلے انسان میں بطور بیج کے موجود تھے۔ اور انہیں ایسے مذہبوں مثلاً بدھ مذہب یا عیسائی مذہب یا مذہب اسلام وغیرہ وغیرہ کے طفیل سے ترقی کرنا منظور تھا۔ ان مذاہب کی متبرک کتب انسانی قوم کے تجربوں کے خزانے ہیں اور ان کی سینہ بسینہ تعلیم کا نسل انسان کی ترقی پر نہایت ہی عجیب اثر پڑا ہے لیکن ان کتب کو انسان کے ضمیر پر بطور سند کے قائم کر دینا غلطی ہے۔ ان کو ایسا تسلیم کرنا انسانی روح کو غلام بنا دیتا ہے۔ روحانی غلامی اور ہر قسم کی غلامی سے زیادہ افسوسناک ہے۔ پرماتما کی جس نے ہمیں آزاد پیدا کیا ہے یہ مرضی کبھی نہیں ہو سکتی کہ ہمیں زبردستی غلامی کی حالت میں رکھا جائے۔ اور ہمیں اپنے پیدائشی حقوق سے محروم رکھا جائے۔

اگر ایک دفعہ الہام کی اس فراخ اور کشادہ تعلیم کو جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے اچھی طرح سمجھ لیں تو ہم اپنے آپ کو دنیا کی ہر ایک خوبی اور سچائی گذشتہ زمانہ کی ہر ایک قابل یادگار

لوقا کی انجیل

۱ باب

چونکہ بہتوں نے کمر باندھی کہ اُن کاموں کا جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کریں (۲) جس طرح سے اُنہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنے والے تھے ہم سے روایت کی (۳) میں نے بھی مناسب جانا کہ سب کو سرے سے صحیح طور پر دریافت کرکے تیرے لئے ای بزرگ تھیوفلس بہ ترتیب لکھوں (۴) تاکہ تو اُن باتوں کی حقیقت کو جن کی تو نے تعلیم پائی جانے ✢

(۵) یہودیہ کے بادشاہ ہیرودیس کے دنوں میں ابیاہ کے فریق میں سے ذکریاہ نامی ایک کاہن تھا۔ اُس کی جورو ہارون کی بیٹیوں میں سے تھی اور اُس کا نام الیسبات تھا (۶) وہ دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سارے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے ✢ (۷) اور اُن کے لڑکا نہ تھا کیونکہ الیسبات بانجھ تھی اور دونوں بہت دن کے تھے ✢

(۸) اور ایسا ہوا کہ جب وہ خدا کے حضور اپنے فریق کی باری پر کاہن کا کاروبار کرتا تھا (۹) کاہنی کے دستور پر اُس کی چٹھی نکلی کہ خداوند کی ہیکل میں جاکے خوشبوئی جلائے ✢ (۱۰) اور لوگوں کی ساری جماعت خوشبوئی جلاتے وقت باہر دعا مانگ رہی تھی ✢ (۱۱) تب اُس کو خداوند کا فرشتہ خوشبوئی جلانے کے مذبح کی دہنی طرف کھڑا ہوا دکھائی دیا (۱۲) ذکریاہ دیکھ کر گھبرایا اور بہت ڈرا ✢ (۱۳) پر فرشتے نے اُس سے کہا کہ ای ذکریاہ مت ڈر کہ تیری دعا سنی گئی اور تیری جورو الیسبات تیرے لئے ایک بیٹا جنے گی۔ تو اُس کا نام یوحنا رکھنا ✢ (۱۴) اور تجھے خوشی و خرمی ہوگی۔ اور بہتیرے اُس کی پیدائش سے خوش ہونگے ✢ (۱۵) کیونکہ وہ خداوند کے حضور بزرگ ہوگا اور نہ مے اور نہ کوئی نشہ پئیگا اور اپنی ماں کے پیٹ ہی سے روح القدس سے بھر جائیگا ✢ (۱۶) اور بنی اسرائیل میں سے بہتوں کو اُن کے خداوند خدا کی طرف پھیریگا ✢ (۱۷) اور وہ اُس کے آگے الیاس کی طبیعت اور قوت کے ساتھ چلیگا کہ باپ دادوں کے دلوں کو لڑکوں کی طرف اور نافرمانبرداروں کو راستبازوں کی دانائی کی طرف پھیرے کہ خداوند کے لئے ایک مستعد قوم تیار کرے ✢

(۱۸) تب ذکریاہ نے فرشتے کو کہا میں اِس کو کیونکر سچ جانوں؟ کیونکہ میں بوڑھا ہوں اور میری جورو کی بڑی عمر ہوئی ✢ (۱۹) فرشتے نے جواب میں اُس سے کہا میں جبرئیل ہوں جو خدا کے حضور کھڑا رہتا ہوں۔ اور بھیجا گیا کہ تجھے کہوں۔ اور یہہ خوش خبری تجھے دوں ✢ (۲۰) اور دیکھ تو گونگا ہو جائیگا اور جس دن تک کہ یہہ چیزیں واقع نہ ہوں بول نہ سکے گا اِسلئے کہ تو نے میری باتوں کو جو اپنے وقت پر پوری ہونگی یقین نہ کیا (۲۱) اور لوگ ذکریاہ کی راہ دیکھتے تھے اور ہیکل میں اُس کے دیر کرنے سے تعجب کرتے تھے ✢ (۲۲) جب وہ باہر آکے اُن سے بول نہ سکا اُنہوں نے دریافت کیا کہ اُس نے ہیکل میں کوئی رویا دیکھی تھی۔ اور وہ اُن سے اشارہ کرتا تھا اور گونگا رہ گیا (۲۳) اور ایسا ہوا کہ جب اُس کی خدمت کے دن پورے ہوئے ✢ وہ اپنے گھر گیا ✢

(۲۴) اور اُن دنوں کے بعد اُس کی جورو الیسبات حاملہ ہوئی

۱۵ ۷۰ و ۷۳ آئتیں
۱۶ ۵۸ آئت
۱۷ اگنہ ۶: ۳
قاض ۱۳: ۴
لوقا ۷: ۳۳
۱۸ یرم ۱: ۵
گلت ۱: ۱۵
۱۹ ملا ۴: ۵ و ۶
۲۰ ملا ۴: ۵
متی ۱۱: ۱۴
مرق ۹: ۱۲
۲۱ پید ۱۷: ۱۷
۲۲ دان ۸: ۱۶
اور ۹: ۲۱
و ۲۲ و ۲۳
متی ۱۸: ۱۰
عبر ۱: ۱۴
۲۳ خرق ۳: ۲۶
اور ۲۴: ۲۷
۲۴ دیکھو ۲ سلا ۱۱: ۵
اتوا ۹: ۲۵

A GUIDE TO THE GOSPELS

W. GRAHAM SCROGGIE, D.D. (EDIN.)

LONDON
PICKERING & INGLIS LTD.

'Date of Writing,' p. 170), and be followed by Matthew (about A.D. 58); then Luke (about A.D. 58-60), and finally by John (about A.D. 95). (See Div. A, Pt. II, Sec. 6, p. 138).

10

MARK'S SOURCES

SEEING that Mark was not one of the Twelve, from whence did he get his information? Luke was not of the Apostolate, but he tells us why and how he came to write his Gospel (i. 1-4), but we have no such information in Mark. There is, however, a wealth of external testimony which can leave us in no doubt as to the main origin of this Gospel, and the internal testimony is in harmony with it.

(i). No one now disputes that Mark's main source was the preaching of Peter. This was the belief of the post-apostolic Church, and it was this fact, no doubt, which saved this Gospel from exclusion from the Canon, and, perhaps, from oblivion. 'If we had no information as to the authorship of the second Gospel, or the connection of Mark with Peter, we should never have had any reason for supposing that Mark might have written it' (Plummer).

The belief that behind Mark's record is Peter's knowledge, can be traced through three hundred years, from the beginning of the second century to the end of the fourth. For this evidence in detail see sections 'Genuineness and Authenticity,' and 'Mark and Peter' (pp. 171-177). The evidence of Peter's influence in this Gospel is quite clear. whether Mark wrote it during the Apostle's life, or after his death, as Irenæus supposes, and irrespective of where he wrote it.

It is not without significance that Peter's name occurs in this Gospel almost as often as in Matthew and in Luke, notwithstanding that Mark is so much shorter than either of these. Simon, Peter, or Simon Peter is mentioned in Matthew twenty-eight times, in Luke twenty-seven times, and in Mark twenty-five times. Of Mark's references to the name in separate contexts, four are peculiar to him (i. 36; xi. 21; xiii. 3; xvi. 7).

Dr. Swete says the tradition that Mark is indebted to Peter is

حوالہ نمبر 147

کتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انار کلی۔ لاہور

حوالہ نمبر **147**

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

166

جین متر منڈل ٹریکٹ نمبر ۶۶

اہنسا دھرم پر بزدلی کا الزام

از قلم جادو رقم جناب بابو شب لال صاحب جین مختار عدالت
کلکٹری بلند شہر

جسکو

جین متر منڈل دہلی دریبہ کلاں نے شائع کیا

ویر نروان سمت ۲۴۵۵

دلّی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپا

تعداد ۲۰۰۰

اِس سے اُن خواصِ روحانی اور اسرارِ سربستہ کا انکشاف ہوجاتا ہے جو انسانی فہم و دانش کی حدود سے باہر اور اُسکے وہم و گمان سے پرے ہیں۔ اِس اصطلاحی دھرم کا مترادف لفظ عربی میں "مذہب" اور انگریزی میں "ریلیجن" (Religion) ہے۔ مختصراً دھرم یا مذہب تعلیم صداقت اور آئین حقیقت کا ہی نام ہے۔ زندہ رہو اور زندہ رہنے دو۔ اِس کا پیغام ہے۔ رواداری کا طریق۔ سلامت روی کا رویہ اور خوش اخلاقی کا مسلک ہے۔ اِسی سے تو کہا ہے ؎

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر کرنا ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

طریقت رواداری۔ اور مسلک خوش اخلاقی میں ایذارسانی کا امکان نہیں۔ بدیں وجہ عملِ عدم ایذارسانی ہی سچا دھرم یا مذہب ہے۔ دنیا کے مختلف مذاہب کا بنیادی اُصول عملِ عدم ایذارسانی یا اہنسا دھرم ہی ہے۔

"اہنسا پرمو دھرمہ" جین دھرم کا سب سے بڑا اور مقدم اُصول ہے۔ ہندو دھرم نے بھی اسی اصول کو اپنی مذہبی عمارت کا ستون قائم کیا ہے۔ عیسائی مذہب کا بھی یہی کہنا ہے (Thou shall-not-Kill) شیخ سعدی نے بھی ایسا ہی کہا ہے ؎ میازار مورے کہ دانہ کش ست که جاں دارد و جانِ شیریں خوش ست

تلسی داس جی نے بھی راماین میں فرمایا ہے ؎

دیا دھرم کا مول ہے پاپ مول ابھمان تلسی دیا نہ چھوڑیئے جبتک گھٹ میں پران

غرضکہ رحم یا عملِ عدم ایذارسانی سب سے بڑا دھرم اور عملِ ایذارسانی مسلمہ طور پر سب سے بڑا پاپ ہے۔

بزدلی

بزدلی۔ دلکی کمزوری ہے۔ جو دل میں کسی گناہ کے ارتکاب سے پیدا ہوتی ہے ضمیر کے

وهو مختصر تفسير ترجمان القرآن

للإمام
جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي
المتوفى سنة ٩١١هـ

الجزء الأول

محتوى الجزء الأول : من أول سورة الفاتحة ، إلى آخر سورة البقرة .

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

وأخرج الديلمي في مسند الفردوس عن ابن عباس مرفوعاً «أن المعلم إذا قال للصبي قل ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ كُتب للمعلم، وللصبي، ولأبويه، براءة من النار».

وأخرج ابن السني في عمل اليوم والليلة والديلمي عن علي مرفوعاً «إذا وقعت في ورطة فقل ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ لا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم. فإن الله يصرف بها ما يشاء من أنواع البلاء».

وأخرج الحافظ عن عبد القادر الرهاوي في الأربعين بسند حسن عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ «كل أمر ذي بال لا يبدأ فيه بـ ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ أقطع».

وأخرج عبد الرزاق في المصنف وأبو نعيم في الحلية عن عطاء قال: إذا تناهقت الحمر من الليل فقولوا ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ أعوذ بالله من الشيطان الرجيم.

وأخرج أبو الشيخ في العظمة عن صفوان بن سليم قال: الجن يستمتعون بمتاع الإنس وثيابهم، فمن أخذ منكم ثوباً أو وضعه فليقل ﴿بسم الله﴾ فإن اسم الله طابع.

وأخرج أبو نعيم والديلمي عن عائشة قالت: لما نزلت ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ ضجت الجبال حتى سمع أهل مكة دويها فقالوا: سحر محمد الجبال، فبعث الله دخاناً حتى أظل على أهل مكة فقال رسول الله ﷺ «من قرأ ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ موقناً سبحت معه الجبال إلا أنه لا يُسمع ذلك منها».

وأخرج الديلمي عن ابن مسعود قال: قال رسول الله ﷺ «من قرأ ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ كتب له بكل حرف أربعة آلاف حسنة، ومحي عنه أربعة آلاف سيئة، ورفع له أربعة آلاف درجة».

وأخرج ابن أبي شيبة والبخاري والدارقطني والحاكم والبيهقي في سننه عن أنس بن مالك أنه سئل عن قراءة رسول الله ﷺ فقال: كانت مداً، ثم قرأ ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ يمد ﴿بسم الله﴾ ويمد ﴿الرحمن﴾ ويمد ﴿الرحيم﴾.

وأخرج الحافظ أبو بكر البغدادي في الجامع عن أبي جعفر محمد بن علي قال «قال رسول الله ﷺ ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ مفتاح كل كتاب».

وأخرج الخطيب في الجامع عن سعيد بن جبير قال: لا يصلح كتاب إلا أوّله ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ وإن كان شعراً.

وأخرج الخطيب عن الزهري قال: قضت السنة أن لا يُكتب في الشعر ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾.

وأخرج ابن أبي شيبة وأبو بكر بن أبي داود والخطيب في الجامع عن الشعبي قال: كانوا يكرهون أن يكتبوا أمام الشعر ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾.

وأخرج الخطيب عن الشعبي قال أجمعوا أن لا يكتبوا أمام الشعر ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾.

وأخرج أبو عبيد وابن أبي شيبة في المصنف عن مجاهد والشعبي أنهما كرها أن يكتب الْجُنُبُ ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾.

وأخرج أبو نعيم في تاريخ أصبهان وابن أشته في المصاحف بسند ضعيف عن أنس قال: قال رسول

براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 56

حوالہ نمبر 155

کتابِ مقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

أسد الغابة
في معرفة الصحابة

لعز الدين بن الأثير أبي الحسن
علي بن محمد الجزري

٥٥٥ - ٦٣٠هـ

المجلد الرابع
ع - ي

طبعة مجددة

بإشراف
مكتب البحوث والدراسات
في
دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

ومما يستجاد من شعره قوله من قصيدة يرثي أخاه أربد[١]:

أَعَاذِلَ، مَا يُدْرِيكَ إِلاَّ تَظَنِّياً[٢] إِذَا رَحَلَ السُّفَّارُ: مَنْ هُوَ رَاجِعُ
أَتَجْزَعُ مِمَّا أَحْدَثَ الدَّهْرُ لِلْفَتَى وَأَيُّ كَرِيمٍ لَمْ تُصِبْهُ القَوَارِعُ
لعَمْرُكَ مَا تَدْرِي الضَّوَارِبُ بالحَصَى وَلاَ زَاجِرَاتُ الطيرِ ما الله صَانِعُ
وَمَا المَرْءُ إلا كالشِّهَابِ وَضَوْئِهِ يَحُورُ رَمَاداً بَعدَ مَا هُوَ سَاطِعُ
وَمَا البِرُّ إلا مُضْمَرَاتٌ مِنَ التقَى وَمَا المَالُ إلا مُعْمَرَاتٌ وَدَائِعُ

وقال عمر بن الخطاب يوماً للبيد بن ربيعة أنشدني شيئاً من شعرك. فقال: ما كنت لأقول شعراً بعد أن علمني الله «البقرة» «وآل عمران»، فزاده عمر في عطائه خمسمائة، وكان ألفين. فلما كان في زمن معاوية قال له معاوية: هذان الفودان[٣]، فما بال العِلاوة؟ يعني بالفَودَين الأَلفين، وبالعلاوة الخمسمائة، وأراد أن يحطه إياها فقال: أموت الآن وتبقى لك العلاوة والفَودَان! فَرَقَّ له وترك عطاءَهُ على حاله، فمات بعد ذلك بيسير.

وقيل: إنه لم يدرك خلافة معاوية، وإنما مات بالكوفة في إمارة الوليد بن عقبة عليها في خلافة عثمان. وهو أصح.

ولما مات بعث الوليد إلى منزله عشرين جزوراً، فنحرت عنه.

روى أن الشعبي قال لعبد الملك بن مروان تعيش ما عاش لبيد بن ربيعة. وذلك أنه لما بلغ سبعاً وسبعين سنة أنشأ يقول[٤]:

بَاتَتْ تَشَكَّى إِليَّ النفسُ مُجْهِشَةً وَقَد حملتُكِ سَبعاً بعد سَبْعِينا
فَإِن تُزَادِي ثَلاثاً تَبلُغي أَمَلا وَفي الثَّلاثِ وَفاءٌ لِلثَّمَانِينا

عاش حتى بلغ تسعين، فقال:

كَأَنِّي وَقد جَاوزتُ تِسعينَ حَجةً خَلَعْتُ بِها عَنْ مَنْكِبَيَّ رِدَائِيا

ثم عاش حتى بلغ مائة وعشراً فقال:

أَلَيْسَ في مَائة قد عَاشَهَا رجُلٌ وفي تكامُلِ عَشْرٍ بَعْدها عُمرُ

---

(١) الشعر والشعراء: ٢٧٨/١، ٢٧٩، والاستيعاب: ١٣٣٧/٣.
(٢) تظنياً: أصله «تظننا»، قال أبو عبيدة: «تظنية من ظننت، وأصله: تظننت، فكثرت النونات، فقلبت إحداها باء، كما قالوا: قصيت أظفاري، والأصل: قصصت».
(٣) الفودان: العدلان، مثنى عدل، بكسر فسكون، وهو المثيل والنظير.
(٤) الاستيعاب: ١٣٣٨/٣.

شذرات
من
الشعر العربي
القديم والحديث

إعداد وتقديم

د. خالق داد ملك
رئيس قسم اللغة العربية
جامعة بنجاب ، لاهور

آزاد بك دبو اردو بازار، لاهور، باكستان
هاتف: ٧٣٤٨١٢٧-٧١٢٠١٠٦-٠٤٢

ومعظم شعر العصر الجاهلي من هذا القبيل.

٢- الشعر القصصي أو شعر الملاحم:

هو الذي يروي سيراً وبطولات حقيقية أو خيالية، وهذا النوع كثير في الشعر الأجنبي، وكملحمة شوقي في التاريخ الإسلامي، وملحمة حافظ إبراهيم في سيرة عمر، وملحمة أحمد محرم في التاريخ الإسلامي.

٣- الشعر التمثيلي أو الدراما:

هو الذي يُعدّ للمسرح على ألسنة شخصيات ناطقة، وهو أيضا كثير في الشعر الأجنبي، قليل في الشعر العربي، ومن التمثيليات الشعرية مسرحيات شوقي، وهي ست مسرحيات نظمها شعراً ومُثّل بعضها على المسرح كعنترة وقيس وليلى.

المعلقات

هي قصائد ممتازة من أجود الشعر الجاهلي، عدها سبع في أحد الأقوال، وعشر على قول آخر. وقد سميت بالمعلقات تشبيها لها بعقود الدرّ التي تعلق في النحور. وقيل في سبب تسميتها إنّ العرب كتبوها بماء الذهب على القباطي (قطع الكتان المصري) وعلقوا على أستار الكعبة، وقيل بل سميت بالمعلقات لأن الناس علقوها في أذهانهم، أي حفظوها ولعل الرأي الأخير هو الأوجه لأن المسلمين حين فتحوا مكة وطهروا الكعبة لم يرد عنهم في كتب السيرة ذكر للمعلقات. وللمعلقات قيمة أدبية عظيمة. وذلك لأنها تصور البيئة الجاهلية والحية الجاهلية أوضح تصويرها وأشمله، مما حدا ببعض أدباء الغرب إلى ترجمتها ثم إن المعلقات تتميز بموضوعاتها المتنوعة وأسلوبها القوى، هذا إلى أن أصحاب تلك المعلقات كانوا أهم شعراء الجاهلية

من عدّ المعلقات سبعا جعل أصحابها كما يلي:

١- امرؤ القيس ومطلع معلقته:

قفا نبك من ذكرى حبيب ومنزل ‏ بسقط اللوى بين الدّخول فحومل

٢- عنترة بن شداد ومطلع معلقته:

هل غادر الشعراء من متردّم ‏ أم هل عرفت الدار بعد توهّم

٣- زهير بن أبي سلمى ومطلع معلقته:

أمن أم أوفى دمنة لم تكلّم ‏ بحومانة الدرّاج فالمتثلم

الجزء الثالث من

كتاب

الاصابة فى تمييز الصحابة

تأليف

شيخ الاسلام . علم الأعلام . إمام الحفاظ فى زمانه . قاضى القضاة . شهاب الدين
أبى الفضل احمد بن على بن محمد بن محمد بن على الكنانى العسقلانى
ثم المصرى (الشافعى) المعروف بابن حجر المولود سنة ٧٧٣
والمتوفى سنة ٨٥٢ هجريه رحمة الله عليه

وبهامشه كتاب الاستيعاب فى أسماء الاصحاب تأليف الفقيه الحافظ المحدث أبى عمر يوسف بن
عبدالله بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمرى القرطبى المالكى المولود سنة ٣٦٣ المتوفى
بشاطبة سنة ٤٦٣ تغمده الله بالرحمة والرضوان وأسكنه بمنه فسيح الجنان

طبع هذان الكتابان بعد مقابلتهما على عدة نسخ واردة من المغرب الاقصى عليها
خطوط بعض العلماء الاعيان مقابلة تلك النسخ على ما أحرزته
الكتبخانة الخديويه المصريه خدمة للسنة النبوية

على نفقة سلطان المغرب الاقصى جلالة أمير المؤمنين وحامى حوزة الدين فرع
الشجرة النبوية وخلاصة السلالة الطاهرة العلوية سيدنا ومولانا
ابن السلطان مولاى الحسن ابن السلطان سيدى محمد خلد الله ملكه

عبد الحفيظ

بتوكيل الحاج محمد بن العباس بن شقرون خديم المقام العالى بالله الآن بثغر طنجة
ووكيل دولة المغرب الاقصى سابقا بمصر على يد نجله الحاج عبد السلام بن شقرون

(الطبعة الاولى سنة ١٣٢٨ هـ)

دار احياء التراث العربى

٧٥٤١ (لبيد) بن ربيعة بن عامر بن مالك بن جعفر بن كلاب بن ربيعة بن عامر بن صعصعة الكلابى الجعفرى أبو عقيل الشاعر المشهور. قال المرزبانى فى معجمه كان فارسا شجاعا شاعرا سخيا قال الشعر فى الجاهلية دهرا ثم أسلم ولما كتب عمر الى عامله بالكوفة سل لبيدا والاغلب العجلى ما أحدثا من الشعر فى الاسلام فقال لبيد أبدلنى الله بالشعر سورة البقرة وآل عمران فزاد عمر فى عطائه قال ويقال انه ما قال فى الاسلام الا بيتا واحدا

ماعاتب المرء اللبيب كنفسه * والمرء يصلحه الجليس الصالح

* ويقال بل قوله *

الحمد لله اذ لم يأتنى أجلى * حتى لبست من الاسلام سربالا

ولما أسلم رجع الى بلاد قومه ثم نزل الكوفة حتى مات فى سنة احدى وأربعين لما دخل معاوية الكوفة اذ صالح الحسن بن على ونحوه قال العسكرى ودخل بنوه البادية قال وكان عمره مائة وخمسا وأربعين سنة منها خمس وخمسون فى الاسلام وتسعون فى الجاهلية * (قلت) المدة التى ذكرها فى الاسلام وهم والصواب ثلاثون وزيادة سنة أو سنتين الا أن يكون ذلك مبنيا على ان سنة وفاته كانت سنة نيف وستين وهو أحد الاقوال وقال أبو عمر البيت الذى أوله * الحمد لله اذ لم يأتنى أجلى * ليس للبيد بل هو لقردة بن نفاثة وهو القائل القصيدة المشهورة التى أولها * ألا كل شئ ما خلا الله باطل * وقد ثبت ان النبى صلى الله عليه وآله وسلم قال أصدق كلمة قالها الشاعر كلمة لبيد فذكر هذا الشطر قال أبو عمر فى هذه القصيدة ما يدل على أنه قاله فى الاسلام وذلك قوله

وكل امرئ يوما سيعلم سعيه * اذا كشفت عند الاله المحاصل

* (قلت) ولم يتعين ما قال بل فيه دلالة على انه كان يؤمن بالبعث مثل غيره من عقلاء الجاهلية كقس بن ساعدة وزيد بن عمرو وكيف يخفى على أبى عمر أنه قالها قبل أن يسلم مع القصة المشهورة فى السيرة لعثمان بن مظعون مع لبيد لما أنشد قريشا هذه القصيدة بعينها فلما قال ألا كل شئ قال له عثمان صدقت فلما قال * وكل نعيم لا محالة زائل * قال له عثمان كذبت نعيم الجنة لا يزول فغضب لبيد وكادت قريش تضرب سيفهم على وجهه انما كان هذا قبل أن يسلم لبيد نعم ويحتمل أن يكون زاد هذا البيت بخصوصه بعد ان أسلم ويكون مراد من قال انه لم ينظم شعرا منذ أسلم يريد شعرا كاملا لا تكميلا لقصيدة سبق نظمه لها والله التوفيق وقال أبو حاتم السجستانى فى المعمرين عن أشياخه قالوا عاش لبيد مائة وعشرين سنة وأدرك الاسلام فأسلم قال وسمعت الاصمعى يقول كتب معاوية الى زياد ان اجعل أعطيات الناس فى ألفين وكان عطاء لبيد ألفين وخمسمائة فقال له زياد أبا عقيل هذان الخراجان فما بال هذه العلاوة قال الحق الخراجين بالعلاوة فانك لا تلبث الا قليلا حتى يصير لك الخراجان والعلاوة قال فأكملها الزياد ولم يكملها لغيره فما أخذ لبيد عطاء آخر حتى مات وحكى الرياشى وهو فى ديوان شعره من غير رواية أبى سعيد اليشكرى قال لما اشتد الجدب على مضر بدعوة النبى صلى الله عليه وآله وسلم وفد عليه وفد قيس وفيهم لبيد فانشده

وكان أمير اعليها لعثمان فخطب الناس فقال انكم قد عرفتم نذر أبى عقيل وما وكد على نفسه فاعينوا أخاكم ثم نزل فبعث اليه بمائة ناقة وبعث الناس اليه فقضى نذره وفى خبر غير المبرد فاجتمعت عنده ألف راحلة وكتب اليه الوليد

أرى الجزار يشحذ شفرتيه
اذا هبت رياح أبى عقيل
اغر الوجه أبيض عامرى
طويل الباع كالسيف الصقيل
وفى ابن الجعفرى بحلفتيه
على العلات والمال القليل
بنحر الكوم اذ سحبت عليه
ذيول صبا تجاوب بالاصيل

قال فلما أتاه الشعر وكان قد ترك قول الشعر قال لابنته أجيبيه فقد رأيتنى وما أعيا بجواب شاعر فانشأت تقول *

اذا هبت رياح أبى عقيل
دعونا عند هبتها الوليدا
أشم الانف أصيد عبشميا
أعان على مروءته لبيدا
بامثال الهضاب كان ركبا
عليها من بنى حام قعودا
أبا وهب جزاك الله خيرا
نحرناها وأطعمنا الثريدا
فعد ان الكريم له معاد
وظنى بابن أروى أن يعودا

ثم عرضت الشعر على أبيها فقال أحسنت لولا أنك استزدته فقالت والله ما استزدته الا انه ملك ولو كان سوقة لم أفعل وقالت عائشة رحم الله لبيدا حيث يقول

ذهب الذين يعاش فى أكنافهم
وبقيت فى خلف كجلد الاجرب

The Avatars, or Incarnations, of Viṣṇu

Viṣṇu, the Pervader, supreme cause of all, Self of all, is everywhere, pervading all things, limitless. His qualities, his actions, the manifestations of his power, are endless. Having manifested the world, he enters it again as its guide and ruler. "Having created it, he entered it." (*Taittirīya Upaniṣad* 1.2.6. [274])

At all the crucial moments of the world's history the Pervader appears as a particular individuality who guides the evolution and destiny of the different orders of creation, of species and forms of life. Hence "the story of his 'descents,' of his 'incarnations,' of his 'manifestations,' is endless. It would ever be impossible to give a full account of the descents of the limitless Pervader into the world of form.

"Fire, the Sun, the Wind, the Creator, the Pervader, the lord of destruction, the cosmic Intellect, the principle of existence, the principle of individuality, the five principles of the elements, the living soul, all are embodiments of divinity manifested through its power of illusion." (Yogatrayānanda, *Śrī Rāmāvatāra kathā*, p. 116.)

"Just as from an inexhaustible lake thousands of streams flow on all sides, so also from the Remover-of-Sorrow (Hari), sum of all reality, come forth countless incarnations. The seers, the lawgivers, the gods, the human races, the lords of progeny, all are parts of him." (*Bhāgavata Purāṇa* 1.3.26–27. [275])

Whenever, for a group of men or even for a single individual, those forms of knowledge that are essential for man's fulfillment of his spiritual destiny happen to be beyond reach, and thus human life fails in its purpose, which is realization, Viṣṇu is bound to make this knowledge available again, and thus a new revelation has to take place. There is, therefore, a new incarnation for each cycle, to adapt the revelation to the new conditions of the world.

"With the purpose of protecting the earth, priests, gods, saints, and the

Scripture, and righteousness and prosperity, the Lord takes a body." (*Bhāgavata Purāṇa* 8.24.5. [276])

The history of the present creation is spanned by ten main cyclic incarnations, the Yuga avatars. "These ten are the Fish, the Tortoise, the Boar, the Man-Lion, the Dwarf, Rāma of the ax and the other Rāma [i.e., the Charming], Kṛṣṇa, Buddha, and Kalki." (*Matsya Purāṇa* 285.67. [277]) Kalki is yet to come. Among these, Kṛṣṇa alone is considered a total incarnation (*pūrṇāvatāra*) by Vaiṣṇavite sects.

There are further partial incarnations, said to maintain, complete, and interpret the revelation. These are mainly seers and sages who embody certain virtues which they practice to a heroic degree.

The *Varāha Purāṇa* (15.9–18) mentions ten avatars, the *Bhāgavata Purāṇa* (1.3.6–25) twenty-two, the *Ahirbudhnya Saṁhitā* (5.50–57) thirty-nine.

According to the *Bhāgavata Purāṇa*, the twenty-two incarnations of Viṣṇu are: (1) Kumāra or Sanatkumāra, the Eternal Youth; (2) Varāha, the Boar; (3) the sage Nārada; (4) the saints Nara and Nārāyaṇa; (5) the sage Kapila; (6) Dattātreya, the magician; (7) Yajña, the Sacrifice; (8) Ṛṣabha, the righteous king; (9) Pṛthu, the First Ruler; (10) Matsya, the Fish; (11) Kūrma, the Tortoise; (12) Dhanvantari, the Physician; (13) Mohinī, the Enchantress; (14) Nṛ-siṁha, the Man-Lion; (15) Vāmana, the Dwarf; (16) Paraśu-Rāma, the destroyer of the *kṣatriyas;* (17) Veda Vyāsa, the compiler of the Vedas; (18) Rāma, the embodiment of righteousness; (19) Bala-Rāma, the embodiment of princely virtues; (20) Kṛṣṇa, the embodiment of love; (21) Buddha, the embodiment of delusion; (22) Kalki, the Fulfiller.

The incarnations of the Boar, the Tortoise, and the Fish are, in the earlier writings, sometimes represented as manifestations of the lord-of-progeny (Prajāpati) or the Creator (Brahmā). The "three steps" of Viṣṇu are linked with the myth of the Dwarf incarnation, but they have also an astronomical and a cosmic significance. In the *Mahābhārata* Viṣṇu is the most prominent of the gods, and some of his incarnations are referred to, but it is only in the Purāṇas that they are described in full.

The Planets

IN THE order of creation the existence of the planets must precede that of the beings who live upon them. They determine the background of the three worlds in which individual existence develops. They are the causal stages of life nearest to divinity and, from the point of view of man, can be considered the

than to recognize him as an adversary." (Dowson, *Dictionary of Hindu Mythology*, p. 38.)

According to Hindu tradition, the Buddha avatar [15] came to the world during the Age of Strife as the embodiment of illusion (*māyā*) and delusion (*moha*) in order to mislead men of low birth and genii who had become too proficient in sacred knowledge and were a threat to the supremacy of the gods. His preaching left aside the search for the understanding of the cosmos and the technique of ritual which enable man to participate in the process of creation and control his own destiny. It replaced ritual by moral values, in which the righteousness of the individual takes precedence over ritual observances. This, according to the Hindus, led people away from the Vedic rules, made them disregard the hierarchy of society, and replaced intellectual and ritual values by a theory of morality. Buddha's teachings led to contempt for the traditional wisdom and instigated men and genii to believe in the importance of the individual. This was intended to hasten the ruin which must mark the end of the present cycle.

Kalki

The tenth avatar, Kalki,[16] is yet to come. At the end of the Age of Strife, he will appear riding a white horse and holding a sword blazing like a comet. He will re-establish a golden age, punish the evildoers, comfort the virtuous, and then destroy the world. Later, from the ruins of the earth a new mankind will arise.

The *Bhāgavata Purāṇa* (1.3.26 [312]) says: "In the twilight of this age, when all kings will be thieves, the Lord of the Universe will be born as Kalki from [a priest named] Viṣṇu's-Fame (Viṣṇu Yaśas)."

15 The story of the Buddha avatar is found mainly in the *Matsya Purāṇa* (47.247), *Agni Purāṇa* (ch. 16), *Bhāgavata Purāṇa* (1.3.24), and *Bhaviṣya Purāṇa* (3.1.6).

16 The Kalki incarnation is mainly described in the *Kalki Purāṇa*, but is also mentioned in the *Mahābhārata* (2.50, 3.192), the *Bhāgavata Purāṇa* (1.3, 10.11.2), *Brahma Purāṇa* (ch. 213), *Agni Purāṇa* (ch. 16), *Vāyu Purāṇa* (ch. 98 and 104), *Liṅga Purāṇa* (pt. 1, ch. 40), *Varāha Purāṇa* (ch. 15), *Bhaviṣya Purāṇa* (3.4.26), etc.

حوالہ نمبر 164

کتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی - لاہور

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

آسمان سے روٹیاں اتریں اور کھلائیں ... معجزات ... ابن آدم

۸ باب ۵ آیت ... مرقس ۷ ... ۸ باب ۳۸

سنہ عیسوی ۳۲

آدمی روٹی پائے کہ انہیں سیر کرے؟ (۵) تب اُس نے اُن سے پوچھا کہ تمہارے پاس کتنی روٹیاں ہیں؟ وہ بولے سات ۲۶ (۶) پھر اُس نے بھیڑ کو حکم کیا کہ زمین پر بیٹھ جائیں اور اُس نے وہی سات روٹیاں لیں اور شکر کرکے توڑیں اور اپنے شاگردوں کو دیں کہ اُن کے آگے رکھیں۔ اور اُنہوں نے لوگوں کے آگے رکھ دیں + (۷) اور اُنکے پاس کئی ایک چھوٹی مچھلیاں تھیں سو اُس نے برکت مانگ کے حکم کیا کہ اُنہیں بھی اُن کے آگے دھریں + (۸) چنانچہ اُنہوں نے کھایا اور سیر ہوئے۔ اور اُن ٹکڑوں کی جو بچ رہے تھے سات ٹوکریاں اُٹھائیں + (۹) اور کھانے والے چار ہزار کے قریب تھے + پھر اُس نے اُنہیں رخصت کیا + (۱۰) اور وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ فوراً کشتی پر چڑھ کے ۲۷ دلمنوتہ کی اطراف میں آیا +

(۱۱) تب فریسی نکلے اور اُس سے حجت کرکے اُسکے امتحان کے لیئے آسمان سے کوئی نشان چاہا ۲۸ (۱۲) اُس نے اپنے دل سے آہ کھینچ کے کہا اِس زمانے کے لوگ کیوں نشان چاہتے ہیں؟ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اِس زمانے کے لوگوں کو کوئی نشان دیا نہ جائیگا + (۱۳) اور وہ اُن سے جدا ہوکے پھر کشتی پر چڑھ کے پار گیا +

(۱۴) اور وہ روٹی لینے کو بھول گئے تھے ۲۹ اور کشتی پر سوا ایک روٹی کے اُن پاس کچھ نہ تھا + (۱۵) اور اُس نے اُنہیں یوں فرمایا خبردار فریسیوں کے خمیر اور ہیرودیس کے خمیر سے پرہیز کرو ۳۰ (۱۶) تب وہ آپس میں گفتگو کرکے کہنے لگے یہہ اِس لیئے ہے کہ ہمارے ساتھ روٹی نہیں ہے ۳۱ (۱۷) یسوع نے یہہ دریافت کرکے اُنہیں فرمایا تم کیوں خیال کرتے ہو کہ یہہ اِس لیئے ہے کہ ہمارے ساتھ روٹی نہیں ہے؟ کیا تم اب تک نہیں جانتے اور نہیں سمجھتے؟ کیا تمہارا دل اب تک سخت ہے ۳۲؟ (۱۸) آنکھیں ہوتے ہوئے تم نہیں دیکھتے؟ اور کان ہوتے ہوئے نہیں سنتے؟ اور کیا تمہیں یاد نہیں؟ (۱۹) جس وقت میں نے وہ پانچ روٹیاں پانچ ہزار کے لیئے توڑیں تم نے ٹکڑوں سے کتنی ٹوکریاں بھری اُٹھائیں؟ اُنہوں نے اُس سے کہا بارہ ۳۳ (۲۰) اور جب وقت سات چار ہزار کے لیئے توڑیں تم نے ٹکڑوں سے کتنی ٹوکریاں بھری اُٹھائیں؟ اُنہوں نے کہا سات ۳۴ (۲۱) تب اُس نے اُنہیں کہا پھر تم کیوں نہیں سمجھتے ۳۵؟

(۲۲) پھر وہ بیت صیدا میں آیا اور وہ ایک اندھے کو اُس پاس لائے اور اُس کی منت کی کہ وہ اُسے چھوئے + (۲۳) وہ اُس اندھے کا ہاتھ پکڑ کے اُس بستی سے باہر لے گیا اور اُس کی آنکھوں تھوک کے ۳۶ اپنے ہاتھ اُس پر رکھے اور اُس سے پوچھا کیا تو کچھ دیکھتا ہے؟ (۲۴) اُس نے نظر اوپر اُٹھا کے کہا میں آدمیوں کو درخت سے چلتے دیکھتا ہوں + (۲۵) تب اُس نے پھر اُس کی آنکھوں پر اپنے ہاتھ رکھے اور پھر اوپر دیکھنے کو فرمایا۔ اور وہ چنگا ہوا اور سب کو اچھی طرح دیکھا + (۲۶) اور اُس نے اُسے یہہ کہکے گھر بھیجا کہ بستی میں نہ جا اور بستی میں کسی سے مت کہہ ۳۷

(۲۷) تب یسوع اور اُس کے شاگرد قیصریہ فلپی کی بستیوں میں گئے اور راہ میں اُس نے اپنے شاگردوں سے پوچھا اور اُنہیں کہا کہ لوگ کیا کہتے ہیں کہ میں کون ہوں ۳۸؟ (۲۸) اُنہوں نے جواب دیا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا ۳۹ اور بعضے الیاس اور بعضے نبیوں میں سے ایک + (۲۹) پھر اُس نے اُنہیں کہا تم کیا کہتے ہو کہ میں کون ہوں؟ پطرس نے جواب میں اُس سے کہا تو تو مسیح ہے ۴۰ (۳۰) تب اُس نے اُنہیں تاکید کی کہ میری بابت کسی سے یہہ مت کہو ۴۱ (۳۱) پھر وہ اُنہیں سکھانے لگا کہ ضرور ہے کہ ابن آدم بہت سا دکھ اُٹھائے اور وہ بزرگوں اور سردار کاہنوں اور فقیہوں سے رد کیا جائے اور مارا جائے اور تین روز کے پیچھے جی اُٹھے ۴۲ (۳۲) اور اُس نے یہہ بات صاف کہی + تب پطرس اُسے الگ لے جاکے اُس پر جھنجلانے لگا + (۳۳) پر اُس نے پھر کے اور اپنے شاگردوں پر نگاہ کرکے پطرس پر جھنجلایا اور کہا اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو۔ کیونکہ تو خدا کی چیزوں کی نہیں بلکہ انسان کی چیزوں کی فکر کرتا ہے +

(۳۴) تب اُس نے اُن لوگوں کو اپنے شاگردوں کے ساتھ پاس بُلا کے اُن سے کہا جو کوئی میرے پیچھے آیا چاہے چاہیئے کہ وہ اپنے سے انکار کرے اور اپنی صلیب اُٹھا کے میری پیروی کرے ۴۳ (۳۵) اِس لیئے کہ جو کوئی چاہتا کہ اپنی جان بچائے اُسے گنوائیگا ۴۴ پر جو کوئی میرے اور انجیل کے لیئے اپنی جان کو گنوائیگا وہی اُسے بچائیگا + (۳۶) کیونکہ اگر کوئی آدمی ساری دنیا کو حاصل کرے اور اپنی جان کا نقصان اُٹھائے تو اُسے کیا فائدہ ہوگا؟ (۳۷) او آدمی اپنی جان کے بدلے میں کیا دیگا؟ (۳۸) کیونکہ جو کوئی اِس زناکار اور خطاکار زمانے میں مجھ سے اور میری باتوں سے شرمائیگا ۴۵ ابن آدم بھی جب اپنے باپ کی حشمت سے پاک فرشتوں کے ساتھ آئیگا اُس سے شرمائیگا +

۲ متی ۱۵: ۳۴ دیکھو مرقس ۶: ۳۸
۳ متی ۱۵: ۱۹ مرقس ۶: ۴۱
۴ متی ۱۵: ۳۹
۵ متی ۱۲: ۳۸ اور ۱۶: ۱ یوحنا ۶: ۳۰
۶ متی ۱۶: ۵
۷ متی ۱۶: ۶ لوقا ۱۲: ۱
۸ متی ۱۶: ۷
۹ مرقس ۶: ۵۲
۱۰ متی ۱۴: ۲۰ مرقس ۶: ۴۳ لوقا ۹: ۱۷ یوحنا ۶: ۱۳
۱۱ متی ۱۵: ۳۷ ۸ آیت
۱۲ مرقس ۶: ۵۲ ۱۷ آیت

... کیا نشان سے انکار

کتابِ مقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی - لاہور

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

یسوع کا کہنا کہ صلیب پر سے اتر آئے تو ایمان لائیں گے

سنہ عیسوی ۳۳

گاڑنے کے لئے خرید لیا + (۸) اس سبب آج تک وہ کھیت خون کا کھیت کہلاتا ہے ۞ (۹) تب وہ جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا پورا ہوا کہ

اُنہوں نے وہ تیس روپئے لئے اُس کی ٹھہرائی
ہوئی قیمت جس کی قیمت بنی اسرائیل میں سے
بعضوں نے ٹھہرائی ۞ (۱۰) اور اُنہوں نے
وہ روپئے کمہار کے کھیت کے واسطے دئے
جیسا خداوند نے مجھے فرمایا +

(۱۱) پھر یسوع حاکم کے روبرو کھڑا تھا۔ اور حاکم نے اُس سے پوچھا کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے ؟ یسوع نے اُس سے کہا ہاں تو ٹھیک کہتا ہے ۞ (۱۲) اور اُس وقت سردار کاہن اور بزرگ اُس پر فریاد کر رہے تھے پر وہ کچھ جواب نہ دیتا تھا ۞ (۱۳) تب پلاطُس نے اُس سے کہا کیا تو نہیں سُنتا کہ یہ تجھ پر کتنی گواہیاں دیتے ہیں ؟ (۱۴) پر اُس نے اُس کی ایک بات کا بھی جواب نہ دیا۔ چنانچہ حاکم نے بہت تعجب کیا + (۱۵) حاکم کا دستور تھا کہ ہر عید کو لوگوں کی خاطر ایک بندھوا جسے وہ چاہتے چھوڑ دیتا تھا + (۱۶) اُس وقت اُن کا برابّاس نامے ایک مشہور بندھوا تھا + (۱۷) سو جب وہ اکٹھے ہوئے پلاطُس نے اُن سے کہا تم کسے چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے چھوڑ دوں ؟ برابّاس یا یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے ؟ (۱۸) کیونکہ وہ سمجھ گیا کہ اُنہوں نے اُسے ڈاہ سے حوالہ کیا + (۱۹) اور جب وہ مسند پر بیٹھا اُس کی جورو نے اُسے کہلا بھیجا کہ تو اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھ کیونکہ میں نے آج خواب میں اُس کے سبب بہت تصدیع پائی + (۲۰) لیکن سردار کاہنوں اور بزرگوں نے لوگوں کو اُبھارا کہ برابّاس کو مانگ لیں اور یسوع کو قتل کریں (۲۱) حاکم نے پھر اُن سے کہا تم اِن دونوں میں سے کسے چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے چھوڑ دوں ؟ وہ بولے برابّاس کو + (۲۲) پلاطُس نے اُن سے کہا پھر یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے میں کیا کروں ؟ اُن سبھوں نے اُس سے کہا اُسے صلیب دے + (۲۳) حاکم نے کہا کیوں ؟ اُس نے کیا بدی کی ؟ پر اُنہوں نے اور بھی چلّا کے کہا کہ اُسے صلیب دے + (۲۴) جب پلاطُس نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا بلکہ اور بھی بلوا ہوتا ہے تو پانی لے کے بھیڑ کے

آگے اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا میں اِس راستباز کے خون سے پاک ہوں۔ تم جانو + (۲۵) تب سب لوگوں نے جواب میں کہا اُس کا خون ہم پر اور ہماری اولاد پر ہو + (۲۶) تب اُس نے برابّاس کو اُن کے لئے چھوڑ دیا اور یسوع کو کوڑے مار کر حوالہ کیا کہ صلیب کھینچا جائے ۞

(۲۷) تب حاکم کے سپاہیوں نے یسوع کو دیوان خانے میں لے جا کر اپنی تمام گروہ اُس کے گرد جمع کی + (۲۸) اور اُس کے کپڑے اُتار کر اُسے قرمزی پیراہن پہنایا ۞ (۲۹) اور کانٹوں کا تاج بنا کر اُس کے سر پر رکھا اور ایک سرکنڈا اُس کے ہاتھ میں دیا اور اُس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اُس پر ٹھٹھا مار کے کہا اے یہودیوں کے بادشاہ سلام ! (۳۰) اور اُس پر تھوکا اور وہ سرکنڈا لیکر اُس کے سر پر مارا ۞ (۳۱) اور جب وہ ٹھٹھا کر چکے تو اُس پیراہن کو اُس پر سے اُتار کر پھر اُسی کے کپڑے اُسے پہنائے اور صلیب پر کھینچنے کو اُسے لے چلے ۞

(۳۲) جب باہر جاتے تھے اُنہوں نے ایک قورینی آدمی شمعون نامے کو پایا۔ اُسے بیگار پکڑا کہ اُس کی صلیب اُٹھا لے چلے ۞ (۳۳) اور ایک مقام گلگتا نامے یعنے کھوپری کی جگہ پر پہنچ کے ۞ (۳۴) پت ملا ہوا سرکہ اُسے پینے کو دیا ۞ اُس نے چکھ کے نہ چاہا کہ پئے + (۳۵) اور اُسے صلیب پر کھینچ کر اُس کے کپڑوں پر چٹھی ڈال کے اُنہیں بانٹ لیا ۞ تا کہ جو نبی نے کہا تھا پورا ہو کہ اُنہوں نے میرے کپڑے آپس میں بانٹ لئے اور میرے لباس پر چٹھی ڈالی ۞ (۳۶) پھر وہاں بیٹھ کے اُس کی نگہبانی کرنے لگے ۞ (۳۷) اور اُس کے قتل کا سبب لکھ کر اُس کے سر سے اُونچا ٹانگ دیا کہ یہہ یسوع یہودیوں کا بادشاہ ہے ۞ (۳۸) اور اُس کے ساتھ دو چور بھی صلیب پر کھینچے گئے ایک دہنے دوسرا بائیں ۞ (۳۹) اور جو اِدھر اُدھر سے جاتے سر ہلا کر اُسے ملامت کرتے تھے ۞ (۴۰) اور کہتے تھے واہ ! تو جو ہیکل کا ڈھانے والا اور تین دن میں بنانے والا ہے آپ کو بچا + اگر تو خدا کا بیٹا ہے صلیب پر سے اُتر آ + (۴۱) یونہی سردار کاہنوں نے بھی فقیہوں اور بزرگوں کے ساتھ ٹھٹھا مار کے کہا (۴۲) اُس نے اوروں کو بچایا پر آپ کو نہیں بچا سکتا۔ اگر اسرائیل کا بادشاہ ہے تو اب صلیب پر سے اُتر آئے

حوالہ نمبر **166**

کتابِ مقدس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

(۱۹) تب انجیر کا ایک درخت راہ کے کنارے دیکھ کر اُس پاس گیا اور جب پتّوں کے سوا اُس میں کچھ نہ پایا تو کہا اب سے تجھ میں کبھی پھل نہ لگے + وُہیں انجیر کا درخت سوکھ گیا + (۲۰) اور شاگردوں نے یہہ دیکھ کر تعجّب کیا اور کہا کہ یہہ انجیر کا درخت کیا ہی جلد سوکھ گیا ! (۲۱) یسوع نے جواب میں اُنہیں کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم یقین کرو اور شک نہ لاؤ تو نہ صرف یہی کر سکوگے جو انجیر کے درخت پر ہوا بلکہ اگر اِس پہاڑ سے کہوگے تو ٹل کر دریا میں جا گر تو ویسا ہی ہوگا + (۲۲) اور جو کچھ دعا میں ایمان سے مانگوگے سو پاؤگے +

(۲۳) جب وہ ہیکل میں آکے تعلیم دیتا تھا تب سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں نے اُس پاس آکے کہا تو کس اختیار سے یہہ کرتا ہے؟ اور کس نے تجھے یہہ اختیار دیا ؟ (۲۴) تب یسوع نے جواب میں اُنہیں کہا میں بھی تم سے ایک بات پوچھوں۔ اگر بتاؤ تو میں بھی تمہیں بتاؤں کہ یہہ کس اختیار سے کرتا ہوں + (۲۵) یوحنا کا بپتسمہ کہاں سے تھا؟ آسمان سے یا اِنسان سے ؟ وہ اپنے دل میں سوچنے لگے کہ اگر ہم کہیں آسمان سے تو وہ ہم سے کہیگا پھر تم نے اُسے کیوں نہ مانا؟ (۲۶) اور اگر ہم کہیں کہ اِنسان سے تو عوام سے ڈرتے ہیں۔ کیونکہ سب یوحنا کو نبی جانتے ہیں + (۲۷) تب اُنہوں نے جواب میں یسوع سے کہا ہم نہیں جانتے + اُس نے اُن سے کہا میں بھی تمہیں نہیں بتاتا کہ کس اختیار سے یہہ کرتا ہوں + (۲۸) کیوں تم کیا سمجھتے ہو؟ ایک آدمی کے دو بیٹے تھے۔ اُس نے بڑے پاس جا کر کہا اَے بیٹے جا آج میرے انگورستان میں کام کر + (۲۹) اُس نے جواب میں کہا میں نہیں جاؤنگا۔ مگر پیچھے پچھتا کے گیا + (۳۰) پھر چھوٹے پاس جا کر وہی کہا اُس نے جواب میں کہا اچھا اَے خداوند۔ پر نہ گیا + (۳۱) اُن دونوں میں سے کون اپنے باپ کی مرضی پر چلا؟ وہ بولے بڑا + یسوع نے اُن سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ محصول لینے والے اور کسبیاں تم سے پہلے خدا کی بادشاہت میں داخل ہوتے ہیں + (۳۲) کیونکہ یوحنا راستی کی راہ سے تم پاس آیا اور تم نے اُس کی نہ مانی پر محصول لینے والوں اور کسبیوں نے اُس کی مانی تم یہہ دیکھ کر پیچھے بھی نہ پچھتائے کہ اُس کی مانو +

(۳۳) ایک اَور تمثیل سُنو۔ ایک گھر کا مالک تھا جسنے انگورستان لگایا اور اُس کی چاروں طرف روندھا۔ اور اُس کے بیچ میں کھود کے کولھو گاڑا اور برج بنایا اور باغبانوں کو سونپکے آپ پردیس گیا + (۳۴) اور جب میوہ کا موسم قریب آیا اُس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں پاس بھیجا کہ اُس کا پھل لائیں + (۳۵) پر اُن باغبانوں نے اُس کے نوکروں کو پکڑ کے ایک کو پیٹا اور ایک کو مار ڈالا اور ایک کو پتھراو کیا + (۳۶) پھر اُس نے اَور نوکروں کو جو پہلوں سے بڑھ کر تھے بھیجا۔ اُنہوں نے اُن کے ساتھ بھی ویسا ہی کیا + (۳۷) آخر اُس نے اپنے بیٹے کو اُن پاس یہہ کہہ کر بھیجا کہ وہ میرے بیٹے سے دبینگے + (۳۸) لیکن جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا آپس میں کہنے لگے وارث یہی ہے آؤ اِسے مار ڈالیں کہ اِس کی میراث ہماری ہو جائے + (۳۹) اور اُسے پکڑ کے اور انگورستان کے باہر لے جا کر قتل کیا + (۴۰) جب انگورستان کا مالک آئیگا تو اُن باغبانوں کے ساتھ کیا کریگا؟ (۴۱) وہ اُسے بولے اِن بدوں کو بُری طرح مار ڈالیگا اور انگورستان کو اَور باغبانوں کو سونپیگا جو اُسے موسم پر میوہ پہنچائیں + (۴۲) یسوع نے اُنہیں کہا کیا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ

جس پتھر کو راج گیروں نے ناپسند کیا وہی کونے
کا سرا ہوا یہہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری
نظروں میں عجیب ؟

(۴۳) اِس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی اور ایک قوم کو جو اُس کے میوہ لائے دی جائیگی + (۴۴) جو اِس پتھر پر گریگا چور ہو جائیگا + پر جس پر وہ گرے اُسے پیس ڈالیگا + (۴۵) جب سردار کاہنوں اور فریسیوں نے اُس کی یہہ تمثیلیں سُنیں تو سمجھ گئے کہ ہمارے ہی حق میں کہتا ہے + (۴۶) اور اُنہوں نے چاہا کہ اُسے پکڑلیں پر عوام سے ڈرے کیونکہ وہ اُسے نبی جانتے تھے +

۲۲ باب

یسوع اُنہیں پھر تمثیلوں میں کہنے لگا کہ (۲) آسمان کی بادشاہت اُس بادشاہ کی مانند ہے جس نے اپنے بیٹے کا بیاہ کیا (۳) اور اُس نے اپنے نوکروں کو بھیجا کہ مہمانوں کو بیاہ میں بُلائیں پر اُنہوں نے نہ چاہا کہ آئیں + (۴) پھر اُس نے اَور نوکروں کو یہہ کہکے بھیجا کہ مہمانوں سے کہو کہ دیکھو میں نے کھانا تیار کیا۔ میرے بیل اور موٹے موٹے جانور ذبح ہوئے اور سب کچھ تیار ہے۔ بیاہ میں آؤ + (۵) پر وہ کچھ خیال میں نہ لا کر چلے گئے ایک اپنے

حوالہ نمبر **166**

کتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی - لاہور

۳۱ نے میری پوشاک چھوئی ؟ ۝ اُسکے شاگردوں نے اُس سے کہا تُو دیکھتا ہے کہ بِھیڑ تجھ پر گری
۳۲ پڑتی ہے پھر تُو کہتا ہے مجھے کس نے چھُوا ؟ ۝ اُس نے چاروں طرف نگاہ کی تاکہ جس نے
۳۳ یہ کام کیا تھا اُسے دیکھے ۝ وہ عورت جو کچھ اُس سے ہُوا تھا محسوس کر کے ڈرتی اور کانپتی ہُوئی
۳۴ آئی اور اُسکے آگے گر پڑی اور سارا حال سچ سچ اُس سے کہہ دِیا ۝ اُس نے اُس سے کہا بیٹی
تیرے ایمان سے تجھے شِفا مِلی سلامت جا اور اپنی اِس بیماری سے بچی رہ ۝
۳۵ وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ عِبادتخانہ کے سردار کے ہاں سے لوگوں نے آکر کہا کہ تیری بیٹی مر
۳۶ گئی۔ اب اُستاد کو کیوں تکلیف دیتا ہے ؟ ۝ جو بات وہ کہہ رہے تھے اُس پر یسوع نے توجّہ
۳۷ نہ کر کے عِبادتخانہ کے سردار سے کہا خوف نہ کر فقط اِعتقاد رکھ ۝ پھر اُس نے پطرس اور یعقوب
۳۸ اور یعقوب کے بھائی یُوحنّا کے سِوا اَور کِسی کو اپنے ساتھ چلنے کی اِجازت نہ دی ۝ اور وہ عِبادتخانہ
کے سردار کے گھر میں آئے اور اُس نے دیکھا کہ ہُلّڑ ہو رہا ہے اور لوگ بہُت رو پیٹ رہے ہیں ۝
۳۹ اور اندر جا کر اُن سے کہا تُم کیوں غُل مچاتے اور روتے ہو ؟ لڑکی مر نہیں گئی بلکہ سوتی ہے ۝
۴۰ وہ اُس پر ہنسنے لگے لیکن وہ سب کو نِکال کر لڑکی کے ماں باپ کو اور اپنے ساتھیوں کو لیکر جہاں
۴۱ لڑکی پڑی تھی اندر گیا ۝ اور لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر اُس سے کہا تلیتا قُومی۔ جِسکا ترجمہ ہے اَے لڑکی
۴۲ مَیں تجھ سے کہتا ہُوں اُٹھ ۝ وہ لڑکی فی الفور اُٹھ کر چلنے پھرنے لگی کیونکہ وہ بارہ برس کی تھی۔
۴۳ اِس پر لوگ بہُت ہی حیران ہُوئے ۝ پھر اُس نے اُنکو تاکید سے حُکم دِیا کہ یہ کوئی نہ جانے اور فرمایا
کہ لڑکی کو کُچھ کھانے کو دیا جائے ۝

باب ۶ ۱ پھر وہاں سے نِکلکر وہ اپنے وطن میں آیا اور اُسکے شاگرد اُس کے پیچھے ہو لِئے ۝ جب
۲ سبت کا دِن آیا تو وہ عِبادتخانہ میں تعلیم دینے لگا اور بہُت لوگ سُنکر حیران ہُوئے اور کہنے لگے کہ
یہ باتیں اِس میں کہاں سے آگئیں ؟ اور یہ کیا حِکمت ہے جو اِسے بخشی گئی اور کیسے مُعجزے
۳ اُسکے ہاتھ سے ظاہِر ہوتے ہیں ؟ ۝ کیا یہ وُہی بڑھئی نہیں جو مریم کا بیٹا اور یعقوب اور یوسیس اور
یہُوداہ اور شمعُون کا بھائی ہے ؟ اور کیا اُسکی بہنیں یہاں ہمارے ہاں نہیں ؟ پس اُنہوں نے
۴ اُسکے سبب سے ٹھوکر کھائی ۝ یسُوع نے اُن سے کہا نبی اپنے وطن اور اپنے رِشتہ داروں اور
۵ اپنے گھر کے سِوا اَور کہیں بے عِزّت نہیں ہوتا ۝ اور وہ کوئی مُعجزہ وہاں نہ دِکھا سکا صِرف تھوڑے
۶ سے بیماروں پر ہاتھ رکھ کر اُنہیں اچھا کر دِیا ۝ اور اُس نے اُنکی بے اِعتقادی پر تعجّب کیا۔

حوالہ نمبر **166**

کِتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی - لاہور

حوالہ نمبر **166**

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

(۳۹) اور اُس شہر کے بہت سے سامری اُس عورت کے کہنے سے جس نے گواہی دی کہ اُس نے سب کچھ جو میں نے کیا ہی مجھے کہا ۳۹ اُس پر ایمان لائے + (۴۰) اور اُن سامریوں نے اُس پاس آ کے اُس کی منت کی کہ ہمارے ساتھ رہ۔ چنانچہ وہ دو روز وہاں رہا + (۴۱) اور اُن کے سوا اور بہتیرے اُسی کے کلام کے سبب ایمان لائے۔ (۴۲) اور اُس عورت کو کہا اب ہم فقط تیرے کہنے سے ایمان نہیں لاتے۔ کیونکہ ہم نے خود سنا اور جانتے ہیں کہ یہہ فی الحقیقت جہان کا نجات دینے والا مسیح ہی ۴۲ +

(۴۳) اور وہ دو روز بعد وہاں سے روانہ ہو کر جلیل کو گیا + (۴۴) کیونکہ یسوع نے خود گواہی دی کہ نبی اپنے وطن میں عزت نہیں پاتا ۴۴ + (۴۵) اور جب وہ جلیل میں آیا تو جلیلیوں نے اُس کی خاطرداری کی کہ سب کاموں کو جو اُس نے یروسلم کے بیچ عید میں کئے تھے دیکھا تھا ۴۵ کیونکہ وہ بھی عید میں گئے تھے ۴۵ +

(۴۶) اور یسوع پھر قانائے جلیل میں جہاں اُس نے پانی کو مے بنایا تھا ۴۶ آیا + اور بادشاہ کا ایک ملازم تھا جس کا بیٹا کفرناحوم میں بیمار تھا + (۴۷) جب سُنا کہ یسوع یہودیہ سے جلیل میں آیا اُس پاس گیا اور اُس کی منت کی کہ || آئے اور اُس کے بیٹے کو چنگا کرے۔ کیونکہ وہ مرنے پر تھا + (۴۸) تب یسوع نے اُسے کہا اگر تم نشانیاں اور کرامتیں نہ دیکھو گے تو ایمان نہ لاؤ گے ۴۸ + (۴۹) بادشاہ کے ملازم نے اُس سے کہا اے خداوند پیشتر اُس سے کہ میرا بیٹا مر جائے اُتر آ + (۵۰) یسوع نے اُسے کہا جا تیرا بیٹا جیتا ہی۔ اور اُس مرد نے اُس بات کا جو یسوع نے اُسے کہی اعتقاد کیا اور چلا گیا + (۵۱) وہ راہ ہی میں تھا کہ اُس کے نوکر اُسے ملے اور خبر پہنچائی کہ تیرا بیٹا جیتا ہی + (۵۲) تب اُس نے اُن سے پوچھا کہ اُسے کس وقت سے آرام ہونے لگا؟ اُنہوں نے کہا کہ کل ساتویں گھڑی اُس کی تپ جاتی رہی + (۵۳) تب باپ نے جانا کہ وہی گھڑی تھی جب یسوع نے اُس سے کہا تھا کہ تیرا بیٹا جیتا ہی + اور وہ خود اور اُس کا سارا گھر ایمان لایا + (۵۴) یہہ دوسرا معجزہ ہی جو یسوع نے یہودیہ سے جلیل میں آ کے دکھایا +

۵ باب

بعد اُس کے یہودیوں کی ایک عید تھی اور یسوع یروسلم کو گیا ۱ + (۲) اور یروسلم میں || بھیڑ دروازہ ۲ کے پاس ایک حوض ہی جو عبرانی میں بیت حسدا کہلاتا ہی۔ اُس کے پانچ اُسارے ہیں + (۳) اُن میں ناتوانوں اور اندھوں اور لنگڑوں اور پژمردوں کی ایک بڑی بھیڑ پڑی تھی جو پانی کے ہلنے کی منتظر تھی + (۴) کیونکہ ایک فرشتہ بعضے وقت اُس حوض میں اُتر کے پانی کو ہلاتا تھا اور پانی کے ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اُس میں اُترتا کیسی ہی بیماری میں گرفتار ہوا ہو اُس سے چنگا ہو جاتا تھا + (۵) اور وہاں ایک شخص تھا جو اٹھتیس برس سے بیمار تھا + (۶) یسوع نے جب اُسے پڑے ہوئے دیکھا اور جانا کہ وہ بڑی مدت سے اُس حالت میں ہی تو اُس سے کہا کہ کیا تو چاہتا ہی کہ چنگا ہو جاوے؟ (۷) بیمار نے اُسے جواب دیا کہ اے خداوند مجھ پاس آدمی نہیں کہ جب یہہ پانی ہلایا جائے تو مجھے حوض میں ڈال دے۔ اور جب تک میں آپ سے آؤں دوسرا مجھ سے پہلے اُتر پڑتا ہی + (۸) یسوع نے اُسے کہا اُٹھ اور اپنا کھٹولا اُٹھا کر چلا جا ۸ + (۹) وُونہیں وہ شخص چنگا ہو گیا اور اپنا کھٹولا اُٹھا لیا اور چلا گیا۔ اور وہ سبت کا دن تھا ۹ + (۱۰) اِس لئے یہودیوں نے اُسے جو چنگا ہوا تھا کہا کہ یہہ سبت کا روز ہی۔ تجھے روا نہیں کہ کھٹولے کو اُٹھائے جائے ۱۰ + (۱۱) اُس نے اُنہیں جواب دیا کہ جس نے مجھے چنگا کیا اُسی نے مجھے فرمایا کہ اپنا کھٹولا اُٹھا کے چلا جا + (۱۲) تب اُنہوں نے اُس سے پوچھا کہ وہ کون شخص ہی جس نے تجھے کہا اپنا کھٹولا اُٹھا کے چلا جا؟ (۱۳) اُس نے جو چنگا ہوا تھا نہ جانا کہ وہ کون ہی اِس لئے کہ یسوع || وہاں سے ٹل گیا تھا کیونکہ اُس جگہہ میں بھیڑ تھی + (۱۴) بعد اُس کے یسوع نے اُسے ہیکل میں پایا اور اُس سے کہا کہ دیکھ تو چنگا ہو گیا پھر گناہ نہ کرنا نہ ہو کہ تو اُس سے بدتر بلا میں پڑے ۱۴ + (۱۵) وہ شخص روانہ ہوا اور یہودیوں کو اطلاع دی کہ جس نے مجھے چنگا کیا یسوع ہی + (۱۶) اِس لئے یہودیوں نے یسوع کو ستایا اور اُس کے قتل کی گھات میں لگے۔ کیونکہ اُس نے یہہ کام سبت کے روز کیا تھا + (۱۷) لیکن یسوع نے اُنہیں جواب دیا کہ میرا باپ اب تک کام کیا کرتا ہی اور میں بھی کام کیا کرتا ہوں ۱۷ + (۱۸) تب یہودیوں نے اور بھی زیادہ اُس کو قتل کرنے چاہا ۱۸ کیونکہ اُس نے نہ فقط سبت ہی کو نہ مانا بلکہ خدا کو اپنا باپ کہہ کے اپنے تئیں خدا کے برابر کیا ۱۹ +

(۱۹) تب یسوع نے جواب دیا اور کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بیٹا آپ سے کچھ نہیں کر سکتا مگر وہ جو باپ کو کرتے دیکھتا ہی ۱۰ کیونکہ جو کچھ کہ وہ کرتا ہی بیٹا بھی اُسی طرح سے کرتا ہی + (۲۰) اِس لئے کہ باپ بیٹے کو پیار کرتا ہی ۱۱ اور سب کچھ جو خود کرتا ہی اُسے دکھاتا ہی۔ اور وہ

|| یا اُس بھیڑ سے جو اُس جگہہ میں تھی ٹل گیا تھا

رہو۔ پھر ذرا آگے بڑھا اور مُنہ کے بل گرکر یُوں دُعا کی کہ اَے میرے باپ! اگر ہو سکے تو یہ پیالہ ۳۹
مجھ سے ٹل جائے تو بھی نہ جیسا مَیں چاہتا ہُوں بلکہ جیسا تُو چاہتا ہے وَیسا ہی ہو۔ پھر شاگردوں ۴۰
کے پاس آکر اُنکو سوتے پایا اور پطرس سے کہا کیا تُم میرے ساتھ ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکے؟
جاگو اور دُعا کرو تاکہ آزمایش میں نہ پڑو۔ رُوح تو مُستعد ہے مگر جسم کمزور ہے۔ پھر دوبارہ اُس نے ۴۱ ۴۲
جاکر یُوں دُعا کی کہ اَے میرے باپ! اگر یہ میرے پئے بغیر نہیں ٹل سکتا تو تیری مرضی پُوری
ہو۔ اور آکر اُنہیں پھر سوتے پایا کیونکہ اُنکی آنکھیں نیند سے بھری تھیں۔ اور اُنکو چھوڑ کر پھر ۴۳ ۴۴
چلا گیا اور پھر وُہی بات کہہ کر تیسری بار دُعا کی۔ تب شاگردوں کے پاس آکر اُن سے کہا اب ۴۵
سوتے رہو اور آرام کرو۔ دیکھو وقت آ پہُنچا ہے اور ابنِ آدم گنہگاروں کے حوالہ کیا جاتا ہے۔
اُٹھو چلیں۔ دیکھو میرا پکڑوانے والا نزدیک آ پہُنچا ہے۔ ۴۶
وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ یہُوداہ جو اُن بارہ میں سے ایک تھا آیا اور اُسکے ساتھ ایک بڑی بھیڑ تلواریں ۴۷
اور لاٹھیاں لِئے سردار کاہنوں اور قوم کے بُزرگوں کی طرف سے آ پہُنچی۔ اور اُسکے پکڑوانے والے ۴۸
نے اُنکو یہ نشان دِیا تھا کہ جِسکا مَیں بوسہ لُوں وُہی ہے۔ اُسے پکڑ لینا۔ اور فوراً اُس نے یسُوع ۴۹
کے پاس آکر کہا اَے ربّی سلام! اور اُسکے بوسے لِئے۔ یسُوع نے اُس سے کہا میاں! جِس ۵۰
کام کو تُو آیا ہے وہ کرلے۔ اِس پر اُنہوں نے پاس آکر یسُوع پر ہاتھ ڈالا اور اُسے پکڑ لیا۔ اور دیکھو ۵۱
یسُوع کے ساتھیوں میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر اپنی تلوار کھینچی اور سردار کاہن کے نوکر
پر چلا کر اُسکا کان اُڑا دِیا۔ یسُوع نے اُس سے کہا اپنی تلوار کو میان میں کرلے کیونکہ جو تلوار ۵۲
کھینچتے ہیں وہ سب تلوار سے ہلاک کِئے جائینگے۔ کیا تُو نہیں سمجھتا کہ مَیں اپنے باپ سے ۵۳
مِنّت کر سکتا ہُوں اور وہ فرشتوں کے بارہ تُمن سے زیادہ میرے پاس ابھی مَوجُود کر دیگا؟
مگر وہ نوشتے کہ یُونہی ہونا ضرُور ہے کیونکر پُورے ہونگے؟ اُسی گھڑی یسُوع نے بھیڑ سے ۵۴ ۵۵
کہا کیا تُم تلواریں اور لاٹھیاں لیکر مُجھے ڈاکُو کی طرح پکڑنے نِکلے ہو؟ مَیں ہر روز ہَیکل میں
بَیٹھ کر تعلیم دیتا تھا اور تُم نے مُجھے نہیں پکڑا۔ مگر یہ سب کُچھ اِسلِئے ہُؤا ہے کہ نبیوں ۵۶
کے نوِشتے پُورے ہوں اِس پر سب شاگرد اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔
اور یسُوع کے پکڑنے والے اُسکو کائفا نام سردار کاہن کے پاس لے گئے جہاں ۵۷
فقیہ اور بُزرگ جمع ہوگئے تھے۔ اور پطرس دُور دُور اُسکے پیچھے پیچھے سردار کاہن کے ۵۸

حوالہ نمبر **171**

کِتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انار کلی - لاہور

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

اور اُن پہرے والوں کو بہت روپئے دیئے ؕ (۱۳) اور کہا تم کہو کہ رات کو جب ہم سوتے تھے اُس کے شاگرد آ کے اُسے چُرا لے گئے + (۱۴) اور اگر یہہ حاکم کے کان تک پہنچے ہم اُسے سمجھا کر تمہیں خطرے سے بچا لیں گے + (۱۵) چنانچہ اُنہوں نے روپئے لیکر سکھانے کے موافق کیا۔ اور یہہ بات آج تک یہودیوں میں مشہور ہے +

(۱۶) پھر وہ گیارہ شاگرد جلیل کے اُس پہاڑ کو جہاں یسوع نے اُنہیں فرمایا تھا گئے + (۱۷) اور اُسے دیکھ کر اُنہوں نے اُس کو سجدہ کیا۔ پر بعضے دُبدھے میں رہے +

(۱۸) اور یسوع نے پاس آ کر اُن سے کہا کہ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا ؕ (۱۹) اِس لئے تم جا کر سب قوموں کو شاگرد کرو ؕ ‖ اور اُنہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو (۲۰) اور اُنہیں سکھاؤ کہ اُن سب باتوں پر جن کا میں نے تم کو حکم دیا ہے عمل کریں۔ اور دیکھو میں زمانے کے تمام ہونے تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں + آمین +

۱۱ مرق ۱۶: ۱۵ ۱۲ یسع ۵۲: ۱۰ لوقا ۲۴: ۴۷ ... روم ۱۰: ۱۸
قلس ۱: ۲۳ ‖ یونانی میں اُنہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دیتے ہوئے،
۲۰ اور اُنہیں سکھاتے ہوئے کہ وغیرہ ۱۳ اعم ۲: ۴۲

مُرقس کی انجیل

۱ باب

خدا کے بیٹے یسوع مسیح کی انجیل کا شروع +

(۲) جیسا نبیوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ
دیکھ میں اپنے رسول کو تیرے آگے بھیجتا ہوں ؕ
وہ تیری راہ کو تیرے سامنے تیار کریگا +
(۳) بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہے
کہ خداوند کی راہ کو بناؤ اور اُس کے راستوں کو
سیدھا کرو ؕ

(۴) یوحنا بیابان میں بپتسمہ دیتا تھا ؕ اور گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کے بپتسمہ کی منادی کرتا تھا (۵) اور ساری سرزمین یہودیہ کے اور یروشلم کے رہنے والے اُس پاس نکل آئے ؕ اور سبھوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کر کے یردن کے دریا میں اُس سے بپتسمہ پایا + (۶) اور یوحنا اونٹ کے بالوں کی پوشاک پہنے ؕ اور چمڑے کا کمربند اپنی کمر میں باندھے تھا اور ٹڈی ؕ اور جنگلی شہد کھاتا تھا۔ (۷) اور منادی کرتا تھا کہ میرے پیچھے ایک مجھ سے زورآور آتا ہے اور میں اِس لائق نہیں کہ جھککے اُس کی جوتیوں کا تسمہ کھولوں + (۸) میں نے تو تمہیں پانی سے بپتسمہ دیا ؕ پر وہ تمہیں روح القدس سے بپتسمہ دے گا +

(۹) اور اُنہیں دنوں میں ایسا ہوا کہ یسوع نے ناصرت جلیل سے آ کر یردن میں یوحنا کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا + (۱۰) اور جونہیں وہ پانی سے باہر آیا اُس نے آسمان کو کھلا اور روح کو کبوتر کی مانند اپنے اُوپر اُترتے دیکھا ؕ (۱۱) اور آسمان سے ایک آواز آئی کہ تو میرا عزیز بیٹا ہے ؕ جس سے میں راضی ہوں +

(۱۲) اور روح اُسے فی الفور بیابان میں لے گئی + (۱۳) اور وہ وہاں بیابان میں چالیس دن تک رہ کے شیطان سے آزمایا گیا۔ اور جنگل کے جانوروں کے ساتھ رہتا تھا۔ اور فرشتے اُس کی خدمت کرتے تھے +

(۱۴) پھر یوحنا کی گرفتاری کے بعد یسوع نے جلیل میں آ کے خدا کی بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کی ؕ (۱۵) اور کہا کہ وقت پورا ہوا ؕ اور خدا کی بادشاہت نزدیک آئی ؕ

۱۸ دان ۹: ۲۵ گلتی ۴: ۴ افس ۱: ۱۰ ۱۹ متی ۳: ۲ اور ۴: ۱۷

اور جب وہ کفرنحوم میں داخل ہوا تو ایک صوبہ دار اُسکے پاس آیا اور اُسکی منت کرکے کہا ۞ اَے خداوند میرا خادم فالج کا مارا گھر میں پڑا ہے اور نہایت تکلیف میں ہے ۞ اُس نے اُس سے کہا میں آکر اُسکو شفا دُونگا ۞ صوبہ دار نے جواب میں کہا اَے خداوند مَیں اِس لائق نہیں کہ تو میری چھت کے نیچے آئے بلکہ صرف زبان سے کہدے تو میرا خادم شفا پا جائیگا ۞ کیونکہ مَیں بھی دُوسرے کے اختیار میں ہُوں اور سپاہی میرے ماتحت ہیں اور جب ایک سے کہتا ہُوں کہ جا تو وہ جاتا ہے اور دُوسرے سے کہ آ تو وہ آتا ہے اور اپنے نوکر سے کہ یہ کر تو وہ کرتا ہے ۞ یسُوع نے یہ سُنکر تعجب کیا اور پیچھے آنے والوں سے کہا مَیں تم سے سچ کہتا ہُوں کہ مَیں نے اِسرائیل میں بھی اَیسا ایمان نہیں پایا ۞ اور مَیں تم سے کہتا ہُوں کہ بہتیرے پُورب اور پچھم سے آکر ابرہام اور اِضحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہی کی ضیافت میں شریک ہونگے ۞ مگر بادشاہی کے بیٹے باہر اندھیرے میں ڈالے جائینگے۔ وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا ۞ اور یسُوع نے صوبہ دار سے کہا جا جیسا تُو نے اعتقاد کیا تیرے لِئے ویسا ہی ہو اور اُسی گھڑی خادم نے شفا پائی ۞

اور یسُوع نے پطرس کے گھر میں آکر اُسکی ساس کو تپ میں پڑی دیکھا ۞ اُس نے اُسکا ہاتھ چھُؤا اور تپ اُس پر سے اُتر گئی اور وہ اُٹھ کھڑی ہُوئی اور اُسکی خدمت کرنے لگی ۞ جب شام ہُوئی تو اُسکے پاس بہت سے لوگوں کو لائے جن میں بدرُوحیں تھیں۔ اُس نے رُوحوں کو زبان ہی سے کہہ کر نکال دیا اور سب بیماروں کو اچھا کر دیا ۞ تاکہ جو یسعیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا وہ پُورا ہو کہ اُس نے آپ ہماری کمزوریاں لے لیں اور بیماریاں اُٹھا لیں ۞

جب یسُوع نے اپنے گرد بہت سی بھیڑ دیکھی تو پار چلنے کا حکم دیا ۞ اور ایک فقیہ نے پاس آکر اُس سے کہا اَے اُستاد جہاں کہیں تُو جائیگا مَیں تیرے پیچھے چلُونگا ۞ یسُوع نے اُس سے کہا کہ لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے مگر ابنِ آدم کے لِئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں ۞ ایک اور شاگرد نے اُس سے کہا اَے خداوند مُجھے اجازت دے کہ پہلے جاکر اپنے باپ کو دفن کرُوں ۞ یسُوع نے اُس سے کہا تُو میرے پیچھے چل اور مُردوں کو اپنے مُردے دفن کرنے دے ۞

کتابِ مقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہدنامہ

برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی

انارکلی۔لاہور

نکلکر یسُوع کے پاس آئے اور جس میں بدرُوحیں یعنی بدرُوحوں کا
لشکر تھا اُسکو بیٹھے اور کپڑے پہنے اور ہوش میں دیکھکر ڈر گئے۔
۱۶ اور دیکھنے والوں نے اُسکا حال جس میں بدرُوحیں تھیں اور
۱۷ سؤاروں کا ماجرا اُن سے بیان کیا۔ اُسکی منّت کرنے لگے
۱۸ کہ ہماری سرحد سے چلا جا۔ اور جب وہ کشتی میں داخل ہونے
لگا تو جس میں بدرُوحیں تھیں اُس نے اُسکی منّت کی کہ مَیں
۱۹ تیرے ساتھ رہُوں۔ لیکن اُس نے اُسے اِجازت نہ
دی بلکہ اُس سے کہا کہ اپنے لوگوں کے پاس اپنے گھر جا اور
اُنکو خبر دے کہ خُداوند نے تیرے لِئے کیسے بڑے کام کِئے
۲۰ اور تجھ پر رحم کیا۔ وہ گیا اور دِکپُلس میں اِس بات کا چرچا
کرنے لگا کہ یسُوع نے اُسکے لِئے کیسے بڑے کام کِئے
اور سب لوگ تعجُّب کرتے تھے۔

۲۱ جب یسُوع پھر کشتی میں پار گیا تو بڑی بھیڑ اُسکے پاس جمع
۲۲ ہُوئی اور وہ جھیل کے کنارے تھا۔ اور عِبادتخانہ کے
سرداروں میں سے ایک شخص یائیر نام آیا اور اُسے دیکھ
۲۳ کر اُسکے قدموں پر گِرا۔ اور یہ کہکر اُسکی بہت منّت کی کہ میری
چھوٹی بیٹی مرنے کو ہے۔ تُو آکر اپنے ہاتھ اُس پر رکھ تاکہ وہ
۲۴ اچھّی ہو جائے اور زِندہ رہے۔ پس وہ اُسکے ساتھ چلا اور
بہت سے لوگ اُسکے پیچھے ہو لِئے اور اُس پر گرے پڑتے تھے۔
۲۵ ۲۶ پھر ایک عورت جِسکے بارہ برس سے خُون جاری تھا۔ اور
کئی طبیبوں سے بڑی تکلیف اُٹھا چکی تھی اور اپنا سب مال
خرچ کرکے بھی اُسے کچھ فائدہ نہ ہُوا تھا بلکہ زیادہ بیمار ہو گئی
۲۷ تھی۔ یسُوع کا حال سُنکر بھیڑ میں اُسکے پیچھے سے آئی اور
۲۸ اُسکی پوشاک کو چھُوا۔ کیونکہ وہ کہتی تھی کہ اگر مَیں صِرف
۲۹ اُسکی پوشاک ہی چھُو لُونگی تو اچھّی ہو جاؤنگی۔ اور فی الفور
اُسکا خُون بہنا بند ہو گیا اور اُس نے اپنے بدن میں معلُوم
۳۰ کیا کہ مَیں نے اِس بیماری سے شِفا پائی۔ یسُوع نے
فی الفور اپنے میں معلوم کرکے کہ مُجھ میں سے قُوّت نِکلی اُس بھیڑ
میں پیچھے مُڑ کر کہا کِس نے میری پوشاک چھُوئی؟
۳۱ اُسکے شاگِردوں نے اُس سے کہا تُو دیکھتا ہے کہ بھیڑ تُجھ پر
۳۲ گِری پڑتی ہے پھر تُو کہتا ہے مُجھے کِس نے چھُوا؟ اُس نے

چاروں طرف نِگاہ کی تاکہ جِس نے یہ کام کِیا تھا اُسے دیکھے۔ وہ
عورت جو کچھ اُس سے ہُوا تھا محسُوس کرکے ڈرتی اور کانپتی ہُوئی
آئی اور اُسکے آگے گِر پڑی اور سارا حال سچ سچ اُس سے
کہہ دیا۔ اُس نے اُس سے کہا بیٹی تیرے اِیمان سے
تُجھے شِفا مِلی۔ سلامت جا اور اپنی اِس بیماری سے بچی رہ۔
وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ عِبادتخانہ کے سردار کے ہاں سے لوگوں نے
آکر کہا کہ تیری بیٹی مر گئی۔ اب اُستاد کو کیوں تکلیف دیتا ہے؟
جو بات وہ کہہ رہے تھے اُس پر یسُوع نے توجُّہ نہ کرکے عِبادتخانہ
کے سردار سے کہا خوف نہ کر۔ فقط اِعتقاد رکھ۔ پھر اُس نے
پطرس اور یعقُوب اور یعقُوب کے بھائی یُوحنّا کے سِوا
اور کِسی کو اپنے ساتھ چلنے کی اِجازت نہ دی۔ اور وہ عِبادتخانہ
کے سردار کے گھر میں آئے اور اُس نے دیکھا کہ ہُلّڑ ہو رہا
ہے اور لوگ بہت رو پیٹ رہے ہیں۔ اور اندر جاکر اُن
سے کہا تُم کیوں غُل مچاتے اور روتے ہو؟ لڑکی مر نہیں گئی
بلکہ سوتی ہے۔ وہ اُس پر ہنسنے لگے لیکن وہ سب کو نِکال
کر لڑکی کے ماں باپ کو اور اپنے ساتھیوں کو لیکر جہاں
لڑکی پڑی تھی اندر گیا۔ اور لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر اُس سے
کہا تلیتا قُومی۔ جِسکا ترجمہ ہے اَے لڑکی مَیں تُجھ سے
کہتا ہُوں اُٹھ۔ وہ لڑکی فی الفور اُٹھ کر چلنے پھرنے
لگی کیونکہ وہ بارہ برس کی تھی۔ اِس پر لوگ بہت ہی حیران
ہُوئے۔ پھر اُس نے اُنکو تاکید سے حُکم دِیا کہ یہ کوئی نہ جانے
اور فرمایا کہ لڑکی کو کچھ کھانے کو دِیا جائے۔
پھر وہاں سے نِکل کر وہ اپنے وطن میں آیا اور اُسکے شاگِرد
اُسکے پیچھے ہو لِئے۔ جب سبت کا دِن آیا تو وہ عِبادتخانہ
میں تعلیم دینے لگا اور بہت لوگ سُنکر حیران ہُوئے اور کہنے
لگے کہ یہ باتیں اِس میں کہاں سے آگئیں؟ اور یہ کیا حِکمت
ہے جو اِسے بخشی گئی اور کیسے معجزے اُسکے ہاتھ سے ظاہِر
ہوتے ہیں؟ کیا یہ وُہی بڑھئی نہیں جو مریم کا بیٹا اور
یعقُوب اور یوسیس اور یہُوداہ اور شمعُون کا بھائی ہے؟
اور کیا اُسکی بہنیں یہاں ہمارے ہاں نہیں؟ پس اُنہوں
نے اُسکے سبب سے ٹھوکر کھائی۔ یسُوع نے اُن سے

حوالہ نمبر **175**

کِتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی - لاہور

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

نہ پھرینگے ہم کو جلا کہ تیرا نام لیا کرینگے + (۱۹) اے خداوند خدا لشکروں کے خدا ہم کو پھرا اپنے چہرے کی روشنی چمکا دے تو ہم بچ جائینگے +

۸۱ زبور

سردار مغنی کے لئے ||آسف کا زبور جو جتیت کے ساتھ گایا جائے *

خدا کے لئے خوشی سے للکارو (۲) سرایند چھکے ایک گیت گاؤ اور طبلہ اور خوش آواز بربط بین سمیت بجاؤ + (۳) اور نئے چاند کے وقت اور پورے چاند کے ہماری مقرری عید کے دن قرنائی پھونکو +

(۴) کیونکہ یہ اسرائیل کی سنت اور یعقوب کے خدا کا شرع ہے + (۵) اُس نے تو یہ یوسف کے درمیان شہادت کے لئے ٹھیرایا جب اُس نے ملک مصر میں خروج کیا وہاں میں نے ایک بولی سنی جو نہ سمجھا + (۶) میں نے اُسکے کاندھے پر سے بوجھ اُتارا اُسکے ہاتھ ٹوکریوں سے چھڑائے گئے +

(۷) تو نے بپتا میں فریاد کی میں نے تجھے چھڑایا میں نے گرج کی آڑ میں سے تجھے جواب دیا میں نے تجھے ||مریباہ کے پانیوں پر آزمایا + سلاہ +

(۸) اے میرے لوگو سنو کہ میں + تجھپر گواہی دونگا اے اسرائیل اگر تو میری سنیگا + (۹) تو تیرے درمیان کوئی دوسرا معبود نہ ہو تو کسی اجنبی معبود کو سجدہ نہ کرنا + (۱۰) خداوند تیرا خدا میں ہوں جو تجھے مصر کی سرزمین سے باہر لایا اپنا منہ کھول کہ میں اُسے بھر دونگا + (۱۱) پر میرے لوگوں نے میری آواز پہچان نہ دھرا اور اسرائیل نے مجھے نہ چاہا +

(۱۲) تب میں نے اُنہیں اُنکے دلوں کی سرکشی کے بس میں چھوڑ دیا۔ وہ اپنی مشورتوں پر چلے + (۱۳) اے کاش کہ میرے لوگ میری سنتے اور اسرائیل میری راہوں پر چلتا + (۱۴) کہ میں جلدی اُنکے دشمنوں کو مغلوب کرتا اور اُن کے بیریوں پر اپنا ہاتھ پھراتا + (۱۵) وہ جو خداوند کا کینہ رکھتے اُس سے دبکے اُس کی خوشامد کرتے پر اُن کا وقت ابدی ہوتا (۱۶) وہ اُن کو + ستھرے سے ستھرے گیہوں کھلاتا اور چٹان کے شہد سے میں تجھے سیر کرتا +

۸۲ زبور

||آسف کا زبور +

خدا کی جماعت میں خدا کھڑا ہے الہوں کے درمیان وہ عدالت کرتا ہے + (۲) تم کب تک بے انصافی سے عدالت کروگے اور شریروں کی طرفداری کروگے ؟ سلاہ + (۳) مسکینوں اور یتیموں کا انصاف کرو دلگیروں اور حاجتمندوں کا حق پہنچاؤ + (۴) محتاج اور مسکین کو رہائی دو شریروں کے ہاتھوں سے اُنہیں چھڑاؤ +

(۵) وہ نہیں جانتے اور وہ سمجھینگے نہیں۔ وہ اندھیرے میں چلتے ہیں زمین کی ساری بنیادیں جنبش کرتی ہیں +

(۶) میں نے تو کہا کہ تم الہ ہو اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو + (۷) پر تم بشر کی طرح مروگے اور شاہزادوں میں سے ایک کی مانند گر جاؤگے + (۸) اے خدا اُٹھ تو آپ زمین کی عدالت کر کہ تو ساری اُمتوں کا مالک ہے +

۸۳ زبور

||آسف کا ایک گیت یا زبور

اے خدا چُپ مت ہو۔ خاموشی مت کر اور چین نہ لے اے خدا + (۲) کیونکہ دیکھ تیرے دشمن دھوم مچاتے ہیں اور اُنہوں نے جو تیرا کینہ رکھتے ہیں سر اُٹھایا ہے + (۳) وہ حیلہ گری سے تیرے لوگوں پر منصوبہ باندھتے ہیں۔ اور تیرے چھپائے ہوؤں کے خلاف مشورت کرتے ہیں + (۴) وہ کہتے ہیں کہ آؤ اُن کو اکھاڑ ڈالیں کہ قوم نہ رہیں اور اسرائیل کا نام پھر ذکر میں نہ آئے + (۵) کیونکہ اُنہوں نے ایکا کر کے جی سے مشورت کی ہے اور تیری مخالفت میں عہد باندھا ہے + (۶) ادوم کے اہل خیمہ اور اسماعیلی اور موآبی اور ہاجری + (۷) اور جبل اور عمون اور عمالیق اور فلسطین صور کے باشندوں سمیت متفق ہیں + (۸) اسور بھی اُن میں شامل ہے۔ اُنہوں نے

حوالہ نمبر **175**

کِتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی - لاہور

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

(۱۳) پس میں فرزند جان کر تم سے کہتا ہوں کہ تم بھی اُس کے بدلے میں کشادہ دل ہو جاؤ۔

(۱۴) بے ایمانوں کے ساتھ ناہموار جوئے میں نہ جتو کیونکہ راستبازی اور بے دینی میں کیا میل جول؟ یا روشنی اور تاریکی میں کیا شراکت؟ (۱۵) مسیح کو بلیعال کے ساتھ کیا موافقت؟ یا ایماندار کا بے ایمان سے کیا واسطہ؟ (۱۶) اور خدا کے مقدس کو بتوں سے کیا مناسبت ہے؟ کیونکہ ہم زندہ خدا کا مقدس ہیں چنانچہ خدا نے کہا ہے کہ میں اُن میں بسونگا اور اُن میں چلوں پھروں گا اور میں اُن کا خدا ہونگا اور وہ میری اُمت ہوں گے۔ (۱۷) اس واسطے خداوند فرماتا ہے کہ

اُن میں سے نکل کر علیحدہ رہو
اور ناپاک چیز کو نہ چھوؤ
تو میں تم کو قبول کر لونگا
(۱۸) اور تمہارا باپ ہونگا
اور تم میرے بیٹے بیٹیاں ہوگے
یہہ خداوند قادر مطلق کا قول ہے۔

۷ باب

(۱) پس اے عزیزو چونکہ ہم سے ایسے وعدے کئے گئے تو آؤ اپنے آپکو ہر طرح کی جسمانی اور روحانی آلودگی سے پاک کریں اور خدا کے خوف کے ساتھ پاکیزگی کو کمال تک پہنچائیں۔

(۲) ہم کو اپنے دل میں جگہہ دو ہم نے کسی سے بے انصافی نہیں کی کسی کو نہیں بگاڑا کسی سے دغا نہیں کی۔ (۳) میں تمہیں مجرم ٹھہرانے کے لئے یہہ نہیں کہتا کیونکہ پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تم ہمارے دلوں میں ایسے بس گئے ہو کہ ہم تم ایک ساتھ مریں اور جئیں۔ (۴) میں تم سے بڑی دلیری کے ساتھ باتیں کرتا ہوں مجھے تم پر بڑا فخر ہے مجھ کو پوری تسلی ہو گئی ہے جتنی مصیبتیں ہم پر آتی ہیں ان سب میں میرا دل خوشی سے لبریز رہتا ہے۔

اپنے پہلے خط کی تاثیر پر پولس کی خوشی

(۵) کیونکہ جب ہم مکدنیہ میں آئے اُس وقت بھی ہمارے جسم کو چین نہ ملا بلکہ ہر طرف سے مصیبت میں گرفتار رہے باہر لڑائیاں تھیں اندر دہشتیں۔ (۶) تاہم عاجزوں کو تسلی بخشنے والے یعنی خدا نے ططس کے آنے سے ہم کو تسلی بخشی (۷) اور نہ صرف اس کے آنے سے بلکہ اُس کی اُس تسلی سے بھی جو اُس کو تمہاری طرف سے ہوئی اور اس نے تمہارا اشتیاق تمہارا غم اور تمہارا جوش جو میری بابت تھا ہم سے بیان کیا جس سے میں اور بھی خوش ہوا۔ (۸) گو میں نے تم کو اپنے خط سے غمگین کیا مگر اُس سے پچھتاتا نہیں اگرچہ پہلے پچھتاتا تھا چنانچہ دیکھتا ہوں کہ اس خط سے تم کو غم ہوا گو تھوڑے ہی عرصے تک رہا۔ (۹) اب میں اس لئے خوش نہیں ہوں کہ تم کو غم ہوا بلکہ اس لئے کہ تمہارے غم کا انجام توبہ ہوا کیونکہ تمہارا غم خدا پرستی کا تھا تاکہ تم کو ہماری طرف سے کسی طرح کا نقصان نہ ہو۔ (۱۰) کیونکہ خدا پرستی کا غم ایسی توبہ پیدا کرتا ہے جس کا انجام نجات ہے اور اس سے پچھتانا نہیں پڑتا مگر دنیا کا غم موت پیدا کرتا ہے۔ (۱۱) پس دیکھو اسی بات نے کہ تم خدا پرستی کے طور پر غمگین ہوئے تم میں کس قدر سرگرمی اور عذر اور خفگی اور خوف اور اشتیاق اور جوش اور انتقام پیدا کیا! تم نے ہر طرح سے ثابت کر دکھایا کہ تم اس امر میں بری ہو۔ (۱۲) پس اگرچہ میں نے تم کو لکھا تھا مگر نہ اُس کے باعث لکھا جس نے بے انصافی کی اور نہ اُس کے باعث جس پر بے انصافی ہوئی بلکہ اس لئے کہ تمہاری سرگرمی جو ہمارے واسطے ہے خدا کے حضور تم پر ظاہر ہو جائے۔ (۱۳) اسی لئے ہم کو تسلی ہوئی ہے اور ہماری اس تسلی میں ہم کو ططس کی خوشی کے سبب اور بھی زیادہ خوشی ہوئی کیونکہ تم سب کے باعث

سنہ عیسوی ۶۰ | ۲ ا قرن ۴: ۱۴ | ۳ مقابلہ گلت ۴: ۱۲ | ۴ استث ۷: ۳ | یشوع ۲۳: ۱۲ | عزرا ۹: ۲ | نحم ۱۳: ۲۵ | مقابلہ ا قرن ۷: ۳۹ | ۵ افس ۵: ۷ | ۱۱ یوحنا ۱: ۶ | ۳ دیکھو اعمال ۱۸: ۲۶ | ۳ مقابلہ ا قرن ۱: ۲۱ | ۳ مقابلہ افس ۲: ۲۲ | دیکھو ا قرن ۳: ۱۶ | ۳ دیکھو خر ۲۹: ۴۵ | ۳ مقابلہ مکاشفہ ۲۱: ۳ | ۳ خر ۶: ۷ | یرم ۳۱: ۳۳ | حزقی ۱۱: ۲۰ | زکر ۸: ۸ | ۱۳: ۹ وغیرہ | مقابلہ باب ۷: ۱ | حزقی ۲۰: ۳۴ | ۴ | ہوس ۱: ۱۰ | مکاشفہ ۲۱: ۷ | ۱ پطرس ۲: ۱۱ | یوحنا ۳: ۳

سنہ عیسوی ۶۰ | ۸ باب ۲: ۱۳ | ۹ مقابلہ استث ۳۲: ۲۵ | اور یوحنا ۲۰: ۱۰ | ۱۰ باب ۱: ۴ | ۱۱ آیت ۱۳ | مقابلہ استث ۶: ۳ | ۱۲ مقابلہ باب ۲: ۲ | ۱۳ باب ۲: ۴ | ۱۴ زبور ۳۴: ۱۸ | مقابلہ ا قرن ۵: ۲ | ۱۵ مقابلہ ۲ سموئیل ۱۲: ۱۳ | اور اعمال ۱۱: ۱۸ | ۱۶ مقابلہ امثال ۱۷: ۲۲ | ۱۷ مقابلہ باب ۲: ۶ | ۱۸ مقابلہ ا قرن ۵: ۱ و ۲ | ۱۹ آیت ۶ | ۲۰ دیکھو روم ۱۵: ۳۲

ان۔ بلیعال ۔ احبار ۲۶: ۱۲ ۔ یسعیاہ ۵۲: ۱۱

یونانی ۔ میں خوشی سے اُمنڈتا ہوں ۔ ن ۔ چنانچہ ندارد

اور خُداوند کا ہاتھ کس پر ظاہر ہُوا ہے؟

۳۹ اِس سبب سے وہ ایمان نہ لا سکے کہ یسعیاہ نے پھر کہا۔

۴۰ اُس نے اُنکی آنکھوں کو اندھا اور اُنکے دِل کو سخت کر دِیا۔

ایسا نہ ہو کہ وہ آنکھوں سے دیکھیں اور دِل سے سمجھیں

اور رُجوع کریں

اور مَیں اُنہیں شِفا بخشُوں۔

۴۱ یسعیاہ نے یہ باتیں اِسلئے کہیں کہ اُس نے اُسکا جلال دیکھا اور اُس نے اُسی کے بارے میں
۴۲ کلام کیا۔ تَو بھی سرداروں میں سے بھی بہتیرے اُس پر ایمان لائے مگر فریسیوں کے سبب
۴۳ سے اِقرار نہ کرتے تھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ عبادتخانہ سے خارج کئے جائیں۔ کیونکہ وہ خُدا سے عزت
حاصِل کرنے کی نسبت اِنسان سے عزت حاصِل کرنا زیادہ چاہتے تھے۔

۴۴ یسُوع نے پُکار کر کہا کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ مجھ پر نہیں بلکہ میرے بھیجنے والے پر
۴۵ ۴۶ ایمان لاتا ہے۔ اور جو مجھے دیکھتا ہے وہ میرے بھیجنے والے کو دیکھتا ہے۔ مَیں نُور ہو کر دُنیا
۴۷ میں آیا ہُوں تاکہ جو کوئی مجھ پر ایمان لائے اندھیرے میں نہ رہے۔ اگر کوئی میری باتیں سُنکر
اُن پر عمل نہ کرے تو مَیں اُسکو مُجرم نہیں ٹھہراتا کیونکہ مَیں دُنیا کو مُجرم ٹھہرانے نہیں بلکہ دُنیا کو
۴۸ نجات دینے آیا ہُوں۔ جو مجھے نہیں مانتا اور میری باتوں کو قبُول نہیں کرتا اُسکا ایک مُجرم ٹھہرانے
۴۹ والا ہے یعنی جو کلام مَیں نے کیا ہے آخری دِن وُہی اُسے مُجرم ٹھہرائیگا۔ کیونکہ مَیں نے کُچھ اپنی
طرف سے نہیں کہا بلکہ باپ جس نے مجھے بھیجا اُسی نے مجھ کو حُکم دِیا ہے کہ کیا کہُوں اور کیا
۵۰ بولُوں۔ اور مَیں جانتا ہُوں کہ اُسکا حُکم ہمیشہ کی زندگی ہے۔ پس جو کُچھ مَیں کہتا ہُوں جس
طرح باپ نے مجھ سے فرمایا ہے اُسی طرح کہتا ہُوں۔

۱۳ ۱ عیدِ فسح سے پہلے جب یسُوع نے جان لیا کہ میرا وہ وقت آ پہنچا کہ دُنیا سے رُخصت
ہو کر باپ کے پاس جاؤں تو اپنے اُن لوگوں سے جو دُنیا میں تھے جیسی محبت رکھتا تھا آخر
۲ تک محبت رکھتا رہا۔ اور جب اِبلیس شمعُون کے بیٹے یہُوداہ اِسکریوتی کے دِل میں ڈال چُکا
۳ تھا کہ اُسے پکڑوائے تو شام کا کھانا کھاتے وقت۔ یسُوع نے یہ جان کر کہ باپ نے سب
چیزیں میرے ہاتھ میں کر دی ہیں اور مَیں خُدا کے پاس سے آیا اور خُدا ہی کے پاس جاتا

THE

Jewish Encyclopedia

A DESCRIPTIVE RECORD OF

THE HISTORY, RELIGION, LITERATURE, AND CUSTOMS OF THE JEWISH PEOPLE FROM THE EARLIEST TIMES TO THE PRESENT DAY

Prepared by More than Four Hundred Scholars and Specialists

UNDER THE DIRECTION OF THE FOLLOWING EDITORIAL BOARD

CYRUS ADLER, PH.D. (*Departments of Post-Biblical Antiquities; the Jews of America*).

GOTTHARD DEUTSCH, PH.D. (*Department of History from 1492 to 1904*).

RICHARD GOTTHEIL, PH.D. (*Departments of History from Ezra to 1492; History of Post-Talmudic Literature*).

EMIL G. HIRSCH, PH.D., LL.D. (*Department of the Bible*).

JOSEPH JACOBS, B.A. (*Departments of the Jews of England and Anthropology; Revising Editor*).

KAUFMANN KOHLER, PH.D. (*Departments of Theology and Philosophy*).

HERMAN ROSENTHAL (*Department of the Jews of Russia and Poland*).

SOLOMON SCHECHTER, M.A., LITT.D. (*Department of the Talmud*).

ISIDORE SINGER, PH.D. (*Department of Modern Biography from 1750 to 1904*).

CRAWFORD H. TOY, D.D., LL.D. (*Departments of Hebrew Philology and Hellenistic Literature*).

ISAAC K. FUNK, D.D., LL.D.
Chairman of the Board

FRANK H. VIZETELLY, F.S.A.
Secretary of the Board

WILLIAM POPPER, M.A., PH.D.
Associate Revising Editor; Chief of the Bureau of Translation

ISIDORE SINGER, Ph.D.
Projector and Managing Editor

ASSISTED BY AMERICAN AND FOREIGN BOARDS OF CONSULTING EDITORS

VOLUME VI

GOD—ISTRIA

FUNK AND WAGNALLS COMPANY

NEW YORK AND LONDON

Ben Jeroham), in his famous work "Kitab al-Amanat wal-I'tiḳadat" (Hebrew, "Sefer Emunot we-De'ot"). He shows his familiarity with the positions of the Motazilites as well as with Greek philosophy and even with Christian theology. His purpose in composing the treatise was to set forth the harmony between the revealed truths of Judaism and the reason of man. In its controversial chapters he attacks the theology of Christianity with greater vehemence than that of Islam (see Geiger, "Wiss. Zeit. Jüd. Theol." i. 192). His philosophical point of view has rightly been characterized as eclectic, though strongly influenced by Aristotelianism. He prefaces his presentation of the God-concept with a discussion of the theory of human knowledge, which latter, according to him, proceeds from the perception of the grossly sensual elements common to men and animals. But when a man perceives an object, merely the accidents come to his vision. By comparison, however, he learns to know the quantity of bodies, thus forming the notion of space; while through the observation of motion he arrives at the perception of time ("Sefer Emunot we-De'ot," ed. Amsterdam, ii.). In this way man, through continued reflection, attains to ever finer and higher degrees of knowledge, discovering the relation of cause to effect. Many men, says Saadia, reject the existence of God on the ground that the knowledge of Him is too subtle and too abstract. But this is easily met by the assertion of the graduation of knowledge, which in its ascent always reaches finer degrees, and develops into the faculty of apprehending the less concrete and more abstract.

Saadia.

"Sefer Emunot we-De'ot."

The final cause some philosophers have held to be material, an atom. But in going one degree higher, and in assuming the existence of a creator, man must know him as the highest; that is to say, God is the noblest but also the most subtile goal of speculative reflection. Many represent God as corporeal, because they do not push their ascending knowledge far enough beyond the corporeal to the abstract and incorporeal. The Creator being the originator of all bodies, He of necessity must be apprehended as supramundane, supercorporeal. Those that ascribe to God motion and rest, wrath and goodness, also apperceive Him as corporeal. The correct conception culminates in the representation of God as free from all accidents (*ib.*). If this conception be too abstract, and is to be replaced by one more material and concrete, reflection is forced to recede. The final cause must be, by the very postulates of reason, an abstract being. God-perception is thus the rise from the sensual to the supersensual and highest limits of thought.

But the Creator has revealed Himself to His Prophets as the One, the Living, the Almighty, the All-Wise, the Incomparable. It is the philosopher's part to investigate the reality of these attributes, and to justify them before the tribunal of reason (*ib.* ii. 24b, 25a). The unity of God includes His being absolutely one, as well as His uniqueness, and is necessarily postulated by the reflection that He is the Creator of all. For if He were not one, He would be many; and multiplicity is characteristic of corporeality. Therefore, as the highest thinking rejects His corporeality, He must be one. Again, human reason postulates one creator, since for creation a creator is indispensable; but, as one creator satisfies all the implications of this concept, reason has no call to assume two or more. If there were more than one creator, proof would have to be adduced for the existence of every one; but such proof could not be taken from creation, to account for which one creator suffices. That Scripture uses two names for God is merely due to linguistic idiomatic peculiarities, as "Jerubbaal" is also named "Gideon."

God is living because He, the Creator of the world, can not be thought of as without life (*i.e.*, self-consciousness and knowledge of His deeds). His omnipotence is self-evident, since He is the Creator of the all: since creation is perfectly adjusted to its ends, God must be all-wise. These three attributes human reason discovers "at one stroke" ("pit'om," "beli maḥshabah," "mebi'ah aḥat"; *ib.* ii. 26a). Human speech, however, is so constituted as not to be able to express the three in one word. God's being is simple, not complex, every single attribute connoting Him in His entirety. Abstract and subtle though God is, He is not inactive. The illustration of this is the soul and its directive function over the body. Knowledge is still more subtile than the soul; and the same is again exemplified in the four elements. Water percolates through earth; light dominates water; the sphere of fire surrounds all other spheres and through its motion regulates the position of the planets in the universe. The motion of the spheres is caused by the command of the Creator, who, more subtile than any of the elements, is more powerful than aught else.

The Living God.

Still, Saadia concedes that no attribute may in strict construction be ascribed to God (*ib.* ii. 28b). God has also created the concept attribute; and created things can not belong to the essence of the Creator. Man may only predicate God's existence ("yeshut"). Biblical expressions are metaphorical. The errors concerning God are set forth in ten categories. Some have thought God to be a substance; some have ascribed to Him quantity; others quiddity (ποιόν in Aristotle); others have assigned to Him relations and dependency (πρός τι). The Eternal can not be in relation to or dependent upon anything created. He was before creation was. God is in no space (ποῦ in Aristotle). He is timeless (ποτέ). God can not be said to possess (ἔχειν): all is His. He lacks nothing. Possession, however, includes lack as its negative. God is incorporeal; therefore, He can not be apprehended as conditioned by status (κεῖσθαι). Nor does God work (ποιεῖν). In the common sense of the term, work implies motion; and motion, in the subject, can not be in God. His will suffices to achieve His purposes; and, moreover, in work matter is an element, and place and time are factors—all considerations inapplicable to God.

Nor does God suffer (πάσχειν). Even God's seeing is not analogous to human sight, which is an effect by some exterior object. Saadia controverts trinitarianism more especially, as well as DUALISM. He

کِتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انار کلی۔ لاہور

حوالہ نمبر **188**

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

۲۴ اور ہوسیوں میں پہنچا دیگا اور مَیں اُنکو ہلاک کر ڈالونگا۔ تو اُنکے معبُودوں کو سجدہ نہ کرنا نہ اُنکی عبادت کرنا نہ اُنکے سے کام کرنا بلکہ تُو اُنکو بالکل اُلٹ دینا اور اُنکے ستُونوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنا۔ ۲۵ اور تُم خُداوند اپنے خُدا کی عبادت کرنا تب وہ تیری روٹی اور پانی پر برکت دیگا اور مَیں تیرے بیچ سے بیماری کو دُور کر دُونگا۔ ۲۶ اور تیرے مُلک میں نہ تو کسی کے اِسقاط ہوگا اور نہ کوئی بانجھ رہیگی اور مَیں تیری عُمر پُوری کرونگا۔ ۲۷ مَیں اپنی ہَیبت کو تیرے آگے آگے بھیجُونگا اور مَیں اُن سب لوگوں کو جنکے پاس تُو جائیگا شکست دُونگا اور مَیں اَیسا کرونگا کہ تیرے سب دُشمن تیرے آگے اپنی پُشت پھیر دینگے۔ ۲۸ مَیں تیرے آگے زنبُوروں کو بھیجُونگا جو حوّی اور کنعانی اور حِتّی کو تیرے سامنے سے بھگا دینگے۔ ۲۹ مَیں اُنکو ایک ہی سال میں تیرے آگے سے دُور نہیں کرونگا تا نہ ہو کہ زمین وِیران ہو جائے اور جنگلی دَرِندے زیادہ ہو کر تجھے ستانے لگیں۔ ۳۰ بلکہ مَیں تھوڑا تھوڑا کر کے اُنکو تیرے سامنے سے دُور کرتا رہُونگا جب تک تُو شُمار میں بڑھ کر مُلک کا وارِث نہ ہو جائے۔ ۳۱ مَیں بحرِ قُلزُم سے لیکر فلستیوں کے سمندر تک اور بیابان سے لیکر نہرِ فرات تک تیری حدیں باندھُونگا کیونکہ مَیں اُس مُلک کے باشندوں کو تمہارے ہاتھ میں کر دُونگا اور تُو اُنکو اپنے آگے سے نکال دیگا۔ ۳۲ تُو اُن سے یا اُنکے معبُودوں سے کوئی عہد نہ باندھنا۔ ۳۳ وہ تیرے مُلک میں رہنے نہ پائیں تا نہ ہو کہ وہ تجھ سے میرے خِلاف گُناہ کرائیں کیونکہ اگر تُو اُنکے معبُودوں کی عبادت کرے تو یہ تیرے لِئے ضرور پھندا ہو جائیگا۔

باب ۲۴

۱ اور اُس نے مُوسیٰ سے کہا کہ تُو ہارُون اور ندب اور ابیہو اور بنی اِسرائیل کے ستّر بزرگوں کو لیکر خُداوند کے پاس اُوپر آ ۲ اور تُم دُور ہی سے سجدہ کرنا۔ اور مُوسیٰ اکیلا خُداوند کے نزدیک آئے پر وہ نزدیک نہ آئیں اور اور لوگ اُسکے ساتھ اُوپر نہ چڑھیں۔ ۳ اور مُوسیٰ نے لوگوں کے پاس جا کر خُداوند کی سب باتیں اور احکام اُنکو بتا دِئے اور سب لوگوں نے ہم آواز ہو کر جواب دِیا کہ جتنی باتیں خُداوند نے فرمائی ہیں ہم اُن سب کو مانینگے۔ ۴ اور مُوسیٰ نے خُداوند کی سب باتیں لکھ لیں اور صُبح کو سویرے اُٹھکر پہاڑ کے نیچے ایک قُربانگاہ اور بنی اِسرائیل کے بارہ قبیلوں کے حساب سے بارہ ستُون بنائے۔ ۵ اور اُس نے بنی اِسرائیل کے جوانوں کو بھیجا جنہوں نے سوختنی قُربانیاں چڑھائیں اور بیلوں کو ذبح کر کے سلامتی کے ذبیحے خُداوند کے لِئے گُذرانے۔ ۶ اور مُوسیٰ نے آدھا خُون لیکر باسنوں میں رکھا اور آدھا قُربانگاہ پر چھڑک دیا۔ ۷ پھر اُس نے عہد نامہ لیا اور لوگوں کو پڑھ کر سُنایا۔ اُنہوں نے کہا کہ جو کُچھ خُداوند نے فرمایا ہے اُس سب کو ہم کرینگے اور تابع رہینگے۔ ۸ تب مُوسیٰ نے اُس خُون کو لیکر لوگوں پر چھڑکا اور کہا دیکھو یہ اُس عہد کا خُون ہے جو خُداوند نے اِن سب باتوں کے بارے میں تُمہارے ساتھ باندھا ہے۔ ۹ تب مُوسیٰ اور ہارُون اور ندب اور ابیہو اور بنی اِسرائیل کے ستّر بزرگ اُوپر گئے۔ ۱۰ اور اُنہوں نے اِسرائیل کے خُدا کو دیکھا اور اُسکے پاؤں کے نیچے نیلم کے پتھر کا چبُوترا سا تھا جو آسمان کی مانند شفّاف تھا۔ ۱۱ اور اُس نے بنی اِسرائیل کے شُرفا پر اپنا ہاتھ نہ بڑھایا۔ سو اُنہوں نے خُدا کو دیکھا اور کھایا اور پیا۔

۱۲ اور خُداوند نے مُوسیٰ سے کہا کہ پہاڑ پر میرے پاس آ اور وہیں ٹھہرا رہ اور مَیں تجھے پتھر کی لَوحیں اور شریعت اور احکام جو مَیں نے لکھے ہیں دُونگا تا کہ تُو اُنکو سِکھائے۔ ۱۳ اور مُوسیٰ اور اُسکا خادِم یشُوع اُٹھے اور مُوسیٰ خُدا کے پہاڑ کے اُوپر گیا۔ ۱۴ اور بزرگوں سے کہہ گیا کہ جب تک ہم لَوٹکر تُمہارے پاس نہ آجائیں تُم ہمارے لِئے یہیں ٹھہرے رہو اور دیکھو ہارُون اور حُور تُمہارے ساتھ ہیں۔ جس کسی کا کوئی مُقدّمہ ہو وہ اُنکے پاس جائے۔ ۱۵ تب مُوسیٰ پہاڑ کے اُوپر گیا اور پہاڑ پر گھٹا چھا گئی۔ ۱۶ اور خُداوند کا جلال کوہِ سینا پر آکر ٹھہرا اور چھ دِن تک گھٹا اُس پر چھائی رہی اور ساتویں دِن اُس نے گھٹا میں سے مُوسیٰ کو بُلایا۔ ۱۷ اور بنی اِسرائیل کی نگاہ میں پہاڑ کی چوٹی پر خُداوند کے جلال کا منظر بھسم کرنے والی آگ کی مانند تھا۔ ۱۸ اور مُوسیٰ گھٹا کے بیچ میں ہو کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہ پہاڑ پر چالیس دِن اور چالیس رات رہا۔

باب ۲۵

۱ اور خُداوند نے مُوسیٰ کو فرمایا۔ ۲ بنی اِسرائیل سے یہ کہنا کہ میرے لِئے نذر لائیں اور تُم اُن ہی سے میری نذر لینا جو اپنے دِل کی خُوشی سے دیں۔ ۳ اور جن چیزوں کی نذر تُمکو اُن سے لینی ہے وہ یہ ہیں:- سونا اور چاندی اور پیتل۔ ۴ اور آسمانی اور ارغوانی اور سُرخ رنگ کا کپڑا اور باریک کتان اور بکری کی پشم۔ ۵ اور مینڈھوں کی سُرخ رنگی ہُوئی کھالیں اور تخس کی کھالیں اور کیکر کی لکڑی۔ ۶ اور چراغ کے لِئے تیل اور مسح

کتابِ مقدّس

یعنی

پرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی - لاہور

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

تو اُسکو جو خداوند تیرے خدا کی نظروں میں بھلا ہے بجا لائے ٭

۱۴ باب

تم خداوند اپنے خدا کے فرزند ہو[۱] تم کسی مُردے کے سبب اپنے کو نہ کاٹو نہ اپنی آنکھوں کے بیچ کے بال مونڈو[۲] (۲) کیونکہ تو خداوند اپنے خدا کیلئے مُقدّس قوم ہے[۳] اور خداوند نے تجھکو چُن لیا ہے تاکہ سب قوموں کی نسبت جو زمین پر ہیں تو اُسکے لئے خاص قوم ہو ٭

(۳) تو کسی گھنونی چیز کو مت کھائیو[۴] (۴) وہ چارپائے کہ جنہیں تم کھا سکتے ہو یہ ہیں[۵] بَیل اور بھیڑ اور بکری (۵) اور ہرن اور آہو اور چیوڑا اور پہاڑی بکری اور ریم اور گاؤمیش اور تلہ گوزنی (۶) اور ہر ایک چارپایہ جسکے کُھر چِرے ہوئے ہوں اور اُسکے کُھر میں شگاف ہو یا کہ اُس سے دو پنجے ہوتے اور جگالی کرتا ہو تو تم اُسے کھاؤ گے ٭ (۷) لیکن اُن میں سے کہ جگالی کرتے ہیں یا اُنکے کُھر چِرے ہوئے ہیں تم اِنہیں مت کھائیو۔ جیسے اونٹ اور خرگوش اور بربوع۔ اِسلئے کہ یہ جگالی کرتے ہیں لیکن اُنکے کُھر چِرے ہوئے نہیں ہیں۔ سو یہ تمہارے لئے ناپاک ہیں ٭ (۸) اور سؤر بھی کہ اُسکے کُھر چِرے ہوئے ہیں پر جگالی نہیں کرتا۔ وہ تمہارے لئے ناپاک ہے۔ تم اُنکا گوشت نہ کھائیو نہ اُنکی لاش کو ہاتھ لگائیو[۶] ٭

(۹) آبی جانوروں میں سے یہی کھاؤ گے جتنوں کے پر ہوں اور چھلکے تم اُنہیں کھاؤ گے[۷] (۱۰) مگر جسکے پر اور چھلکے نہ ہوں تم اُسے مت کھائیو۔ وہ تمہارے لئے ناپاک ہے ٭ (۱۱) ہر ایک پرندہ جو پاک ہے تم اُسے کھاؤ گے ٭ (۱۲) لیکن وہ جنکا کھانا حرام ہے یہ ہیں[۸] عقاب اور استخوان خوار اور بحری عقاب ٭ (۱۳) اور چیل۔ اور سفید چیل۔ اور گدھ اور جو اُنکی جنس سے ہیں ٭ (۱۴) ہر ایک جنس کا کوّا ٭ (۱۵) اور شُتر مرغ اور اُلّو اور بحری بگلا۔ اور باز کی ہر ایک قسم ٭ (۱۶) اور بوم اور چُغد اور چکوا ٭ (۱۷) اور حواصل اور رخم اُسکی قسم کے مطابق اور ماہی خوار ٭ (۱۸) اور لک لک اور بگلا اور جو اُنکی جنس سے ہوں۔ ہُدہُد اور چمگادڑ ٭ (۱۹) اور ہر ایک حیوان جو رینگ کے چلے اور اُڑے تمہارے لئے ناپاک ہے[۹] تم اُسے مت کھائیو[۱۰] (۲۰) سب وہ پرندے جو پاک ہیں تم اُنہیں کھاؤ گے ٭

(۲۱) جو حیوان آپ سے مر جائے تم اُسے مت کھائیو[۱۱] تو اُسے کسی پردیسی کو جو تیرے پھاٹکوں کے اندر ہو دیجیو تاکہ وہ اُسے کھائے یا کسی اجنبی آدمی کے ہاتھ بیچ ڈالیو کیونکہ تو خداوند اپنے خدا کی مُقدّس قوم ہے[۱۲] تو حلوان اُسکی ماں کے دودھ میں مت اُبالیو[۱۳] ٭

(۲۲) تو اپنے غلّے میں سے جو سال بسال تیرے کھیتوں میں حاصل ہوتا ہے دسواں حصّہ وفاداری سے جدا کیجیو[۱۴] (۲۳) اور تو خداوند اپنے خدا کے حضور اُس جگہ جسے اُسنے اپنے نام کے لئے پسند فرمایا کہ اُسکا نام وہاں رہے اپنے غلّے کی اور اپنی مَے کی اور اپنے تیل کی دہیکی اور اپنے گائے بیل اور بھیڑ بکری کے پہلے بچّے کھائیو۔ تاکہ تو خداوند اپنے خدا سے ہمیشہ ڈرنا سیکھے ٭ (۲۴) اور اگر رستہ تیرے لئے دراز ہوا ایسا کہ تو اُسے نہ لیجا سکے یا اگر وہ مکان جسے خداوند تیرے خدا نے پسند فرمایا کہ اپنا نام وہاں رکھے بہت دور ہو[۱۵] جب خداوند تیرے خدا نے تجھکو برکت بخشی ٭ (۲۵) تب تو نقدی کیلئے اُنکو بیچ اور اُس نقدی کو باندھی ہوئی اپنے ہاتھ میں لیکے اُس مقام پر جسے خداوند تیرا خدا چُن لے۔ جا ٭ (۲۶) اور اُس نقدی سے جس چیز کو تیرا جی چاہے مول لے خواہ گائے بیل یا بھیڑ بکری یا مَے یا مُسکر یا اور کچھ جس پر تیرا جی راغب ہو اور وہاں خداوند اپنے خدا کے آگے کھانا کھا اور تو اور تیرا سارا گھرانا خوشی کرے[۱۶] ٭ (۲۷) اور لاوی بھی جو تیرے پھاٹکوں کے اندر ہے تو اُسے ہرگز ترک نہ کیجیو[۱۷] کیونکہ اُسکے لئے حصّہ اور میراث تیرے ساتھ نہیں ہے[۱۸] ٭ (۲۸) تین سال کے بعد تو اُس سال کی پیداوار کی ساری دہیکی نکالیو اور اپنے پھاٹکوں کے اندر اُسے جمع کیجیو ٭ (۲۹) اور لاوی[۱۹] اِسلئے کہ اُس کا کوئی حصّہ اور میراث تیرے ساتھ نہیں[۲۰] اور مسافر اور یتیم اور بیوہ جو تیرے پھاٹکوں کے اندر ہیں آئیں اور کھائیں اور سیر ہوں تاکہ خداوند تیرا خدا

(۱۳) پس میں فرزند جان کر تم سے کہتا ہوں کہ تم بھی اُس کے بدلے میں کشادہ دل ہو جاؤ ✣

(۱۴) بے ایمانوں کے ساتھ ناہموار جوئے میں نہ جتو کیونکہ راستبازی اور بے دینی میں کیا میل جول؟ یا روشنی اور تاریکی میں کیا شراکت؟ (۱۵) مسیح کو بلیعل کے ساتھ کیا موافقت؟ یا ایماندار کا بے ایمان سے کیا واسطہ؟ (۱۶) اور خدا کے مقدس کو بتوں سے کیا مناسبت ہے؟ کیونکہ ہم زندہ خدا کا مقدس ہیں چنانچہ خدا نے کہا ہے کہ میں اُن میں بسوں گا اور اُن میں چلوں پھروں گا اور میں اُن کا خدا ہونگا اور وہ میری اُمت ہوں گے۔ (۱۷) اس واسطے خداوند فرماتا ہے کہ

اُن میں سے نکل کر علیحدہ رہو
اور ناپاک چیز کو نہ چھوؤ
تو میں تم کو قبول کر لونگا
(۱۸) اور تمہارا باپ ہونگا
اور تم میرے بیٹے بیٹیاں ہوگے
یہہ خداوند قادر مطلق کا قول ہے ✣

۷ باب

(۱) پس اَے عزیزو چونکہ ہم سے ایسے وعدے کئے گئے تو آؤ اپنے آپکو ہر طرح کی جسمانی اور روحانی آلودگی سے پاک کریں اور خدا کے خوف کے ساتھ پاکیزگی کو کمال تک پہنچائیں ✣

(۲) ہم کو اپنے دل میں جگہہ دو ہم نے کسی سے بے انصافی نہیں کی کسی کو نہیں بگاڑا کسی سے دغا نہیں کی۔ (۳) میں تمہیں مجرم ٹھہرانے کے لئے یہہ نہیں کہتا کیونکہ پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تم ہمارے دلوں میں ایسے بس گئے ہو کہ ہم تم ایک ساتھ مریں اور جئیں۔ (۴) میں تم سے بڑی دلیری کے ساتھ باتیں کرتا ہوں مجھے تم پر بڑا فخر ہے مجھ کو پوری تسلی ہو گئی ہے جتنی مصیبتیں ہم پر آتی ہیں ان سب میں میرا دل خوشی سے لبریز رہتا ہے ✣

اپنے پچھلے خط کی تاثیر پر پولس کی خوشی

(۵) کیونکہ جب ہم مکدنیہ میں آئے اُس وقت بھی ہمارے جسم کو چین نہ ملا بلکہ ہر طرف سے مصیبت میں گرفتار رہے باہر لڑائیاں تھیں اندر دہشتیں۔ (۶) تاہم عاجزوں کو تسلی بخشنے والے یعنی خدا نے طِطُس کے آنے سے ہم کو تسلی بخشی (۷) اور نہ صرف اس کے آنے سے بلکہ اُس کی اُس تسلی سے بھی جو اُس کو تمہاری طرف سے ہوئی اور اس نے تمہارا اشتیاق تمہارا غم اور تمہارا جوش جو میری بابت تھا ہم سے بیان کیا جس سے میں اور بھی خوش ہوا۔ (۸) گو میں نے تم کو اپنے خط سے غمگین کیا مگر اُس سے پچھتاتا نہیں اگرچہ پہلے پچھتاتا تھا چنانچہ دیکھتا ہوں کہ اس خط سے تم کو غم ہوا گو تھوڑے ہی عرصے تک رہا۔ (۹) اب میں اس لئے خوش نہیں ہوں کہ تم کو غم ہوا بلکہ اس لئے کہ تمہارے غم کا انجام توبہ ہوا کیونکہ تمہارا غم خدا پرستی کا تھا تاکہ تم کو ہماری طرف سے کسی طرح کا نقصان نہ ہو۔ (۱۰) کیونکہ خدا پرستی کا غم ایسی توبہ پیدا کرتا ہے جس کا انجام نجات ہے اور اس سے پچھتانا نہیں پڑتا مگر دنیا کا غم موت پیدا کرتا ہے۔ (۱۱) پس دیکھو اسی بات نے کہ تم خدا پرستی کے طور پر غمگین ہوئے تم میں کس قدر سرگرمی اور عذر اور خفگی اور خوف اور اشتیاق اور جوش اور انتقام پیدا کیا! تم نے ہر طرح سے ثابت کر دکھایا کہ تم اس امر میں بری ہو۔ (۱۲) پس اگرچہ میں نے تم کو لکھا تھا مگر نہ اُس کے باعث لکھا جس نے بے انصافی کی اور نہ اُس کے باعث جس پر بے انصافی ہوئی بلکہ اس لئے کہ تمہاری سرگرمی جو ہمارے واسطے ہے خدا کے حضور تم پر ظاہر ہو جائے۔ (۱۳) اسی لئے ہم کو تسلی ہوئی ہے اور ہماری اس تسلی میں ہم کو طِطُس کی خوشی کے سبب اور بھی زیادہ خوشی ہوئی کیونکہ تم سب کے باعث

ا ن۔ بلی یعل۔ ۲ احبار ۲۶: ۱۲۔ ۳ یسعیاہ ۵۲: ۱۱ ✣

۴ یونانی۔ میں خوشی سے امنڈتا ہوں۔ ۵ ن۔ چنانچہ ندارد ✣

Encyclopædia
of
Religion and Ethics

EDITED BY

JAMES HASTINGS

WITH THE ASSISTANCE OF

JOHN A. SELBIE, M.A., D.D.

PROFESSOR OF OLD TESTAMENT LANGUAGE AND LITERATURE IN THE UNITED FREE CHURCH COLLEGE, ABERDEEN

AND

LOUIS H. GRAY, M.A., Ph.D.

SOMETIME FELLOW IN INDO-IRANIAN LANGUAGES IN COLUMBIA UNIVERSITY, NEW YORK

VOLUME VI

FICTION—HYKSOS

EDINBURGH: T. & T. CLARK, 38 GEORGE STREET

NEW YORK: CHARLES SCRIBNER'S SONS, 597 FIFTH AVENUE

the Aryans of India the theory, as it meets us for the first time in the literature, appears already fully formed in the shape of belief in a permanently continued but ever-changing existence. And the different forms under which the individual lives are in their rank, and the measure of happiness or misery which they experience is regarded as dependent on moral conduct. At the basis of the Indian conception of transmigration lies the immovable conviction that there is no unmerited happiness and no unmerited misery, that each man shapes his own fortune down to the smallest details. This conviction has given to the Indian people a power to endure suffering which has often enough excited the wonder of foreign observers.

Since the Indian recognized that no explanation of the apportionment of happiness and misery, of joy and sorrow, by the moral state of the individual was to be found in the present life, he concluded that man's fate is determined by his good and evil deeds in a former existence. A moral qualification, therefore, according to this view, attaches to the soul; and this corresponds exactly to the sum of its good and evil deeds, and demands reward or punishment in the next existence, if not in the present.

Granted, then, that we endure in the present life the consequences of our own behaviour in the past, the conditions must have been precisely the same in the previous existence; the joy and sorrow that we experienced therein were again the consequences of our own actions in a preceding life, and so on without end. For that part of the individual, therefore, which was involved in the cycle of existences no beginning could be assigned. It was thus that quite early in India the theory of the endless pre-existence of the soul was developed; and the doctrine of the soul's eternal duration in the future was inferred according to the law that that which is without beginning is also endless, and in accordance with the ancient popular view of the permanence of personal existence in heaven. The belief in the eternity of soul was followed by belief in the eternal existence of the universe.

Life for the ease-loving Indian was overshadowed by the belief in transmigration. The thought of wandering perpetually through the bodies of men, animals, and plants, of being compelled in each existence to experience more pain than joy, and perpetually to renew the pangs of death, occasionally also to sojourn for a time in hell—this thought must have been dreadful for the Indian. Nor would he be sufficiently compensated by the prospect of being able to gain heaven by his merit, and to raise himself to divine honours. For with the very ascent to divine honours no more than a transitory success has been gained. Even the gods, according to the transmigration theory, are involved in the cycle of existence, the *saṁsāra*, and must again descend to lower forms of life when their time comes round, that is, when the power of former merit is exhausted through the enjoyment of divine position and honours. The popular gods, therefore, have ceased to be eternal and omnipotent beings, as they were in Vedic times.

According to this view, therefore, the wheel of existence rolls on without rest or intermission, and hurries living creatures perpetually to renewed suffering and renewed death. Naturally, then, the question must have been raised whether there is no deliverance, no release, from this constantly renewed existence upon earth.

The hypothesis that once in the course of time the previous deeds of a living being may meet with their complete reward or punishment, and that, therefore, the basis for a re-birth may and will disappear, was not made in India. According to the Indian view

unrewarded and unpunished, from which is derived the germ of a new existence. Even sacrifice and deeds of piety or asceticism cannot deliver from the necessity of renewed birth and death. In the *Śatapatha Brāhmaṇa* it is said that the powers of death which pursue men from one existence to another may be appeased by sacrificial offerings, and that by such offerings release may be obtained from the return of death. This thought, however, is soon abandoned, and it is supplanted by the conviction that no sacrifices can do more than secure temporary happiness in higher forms of existence.

Since, then, in India it had become the supreme aim of spiritual endeavour to find this release, the issue could not fail to be the conviction that success had been attained; not by the way which had been previously followed and which no longer afforded inward satisfaction, but by the way of *knowledge*, which, in fact, might be trodden only by a few. In the knowledge of the essential nature of things, which is veiled from ordinary sight, was found the means of deliverance from the pressure of worldly existence. This saving 'knowledge' removes 'ignorance,' *i.e.* the empirical view of the universe which is natural to man, but is mistaken and perverted. With ignorance disappears also desire, which fetters man to existence, and is the cause of all action; as, on the other hand, successful resistance to the desires of the senses promotes the entrance of knowledge. Saving knowledge has the power—to use the technical Indian expression—of 'consuming the seed of works,' and so making impossible for all future time a continuance of migration.

The entire course of thought as hitherto developed is already contained in substance in the ancient *Upaniṣads* (*q.v.*). For them saving knowledge consists in the recognition of the sole existence of the Brahman, the soul of the universe, of the illusory nature of the phenomenal world, and especially of the identity of the individual soul, the *ātman*, with the Brahman. In what way the saving knowledge is conceived in Buddhism, in the religion of the Jains, and in the philosophical systems of the Brāhmans (Sāṅkhya, Yoga, Mīmāṁsā, Vedānta, Vaiśeṣika, Nyāya), must be ascertained from the respective articles. Cf. also art. MOKṢA.

LITERATURE.—Leopold von Schroeder, *Indiens Literatur und Cultur*, Leipzig, 1887; A. Barth, *Religions of India*[3], London, 1891; E. W. Hopkins, *Religions of India*, London, 1896; P. Deussen, *Philosophie der Upanishads*, Leipzig, 1899, Eng. tr., Edinburgh, 1906; A. E. Gough, *Philosophy of the Upanishads*[2], London, 1891; H. Haigh, *Leading Ideas of Hinduism*, London, 1903.

R. GARBE.

TRANSMIGRATION (Jewish).

—Metempsychosis, or the migration of the soul (Heb. *gilgūl*, 'rotation' or 'cycle'), is a doctrine which forms part of a system of esoteric mysticism tolerated rather than approved or furthered by Judaism. Its beginnings are difficult to trace. Whether they were Egyptian or Indian—probably through Gnostic or Manichæan intermediaries—this doctrine, no doubt, had to accommodate itself to other Jewish conceptions before it could be assimilated and adopted, and it had to undergo such a profound modification as to give to Jewish metempsychosis a character of its own.

The belief in the migration of the soul presupposes the existence of the soul; and a whole esoteric system about the creation of the soul, and the conception of sin and redemption, are the fundamental principles upon which such a doctrine must rest. The relation between spirit and matter, soul and body, must be determined, as must the question of pre-existence as well as that of the finality of soul and body. An attempt will here be made

حوالہ نمبر **194**

کتابِ مقدس

یعنی

پرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

صدوقیوں کا قیامت سے انکار

پتھر پر گریگا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا لیکن جس پر وہ گریگا اُسے پیس ڈالیگا۔ ۴۵ اور جب سردار کاہنوں اور فریسیوں نے اُسکی تمثیلیں سُنیں تو سمجھ گئے کہ ہمارے حق میں کہتا ہے۔ ۴۶ اور وہ اُسے پکڑنے کی کوشش میں تھے لیکن لوگوں سے ڈرتے تھے کیونکہ وہ اُسے نبی جانتے تھے۔

باب ۲۲

۱ اور یسوع پھر اُن سے تمثیلوں میں کہنے لگا (الف) کہ ۲ آسمان کی بادشاہی اُس بادشاہ کی مانند ہے جس نے اپنے بیٹے کی شادی کی۔ ۳ اور اپنے نوکروں کو بھیجا کہ بُلائے ہُوؤں کو شادی میں بُلا لائیں مگر اُنہوں نے آنا نہ چاہا۔ ۴ پھر اُس نے اَور نوکروں کو یہ کہہ کر بھیجا کہ بُلائے ہوؤں سے کہو کہ دیکھو میں نے ضیافت تیار کر لی ہے۔ میرے بَیل اور موٹے موٹے جانور ذبح ہو چکے ہیں اور سب کُچھ تیار ہے۔ شادی میں آؤ۔ ۵ مگر وہ بے پروائی کر کے چل دِئے۔ کوئی اپنے کھیت کو کوئی اپنی سوداگری کو۔ ۶ اور باقیوں نے اُسکے نوکروں کو پکڑ کر بے عزت کیا اور مار ڈالا۔ ۷ بادشاہ غضبناک ہُوا اور اُس نے اپنا لشکر بھیج کر اُن خونیوں کو ہلاک کر دیا اور اُنکا شہر جلا دیا۔ ۸ تب اُس نے اپنے نوکروں سے کہا کہ شادی کی ضیافت تو تیار ہے مگر بُلائے ہوئے لائق نہ تھے۔ ۹ پس راستوں کے ناکوں پر جاؤ اور جتنے تمہیں ملیں شادی میں بُلا لاؤ۔ ۱۰ اور وہ نوکر باہر راستوں پر جا کر جو اُنہیں مِلے کیا بُرے کیا بھلے سب کو جمع کر لائے اور شادی کی محفل مہمانوں سے بھر گئی۔ ۱۱ اور جب بادشاہ مہمانوں کو دیکھنے کو اندر آیا تو اُس نے وہاں ایک آدمی کو دیکھا جو شادی کے لباس میں نہ تھا۔ ۱۲ اور اُس نے اُس سے کہا میاں تُو شادی کی پوشاک پہنے بغیر یہاں کیونکر آگیا؟ لیکن اُسکا مُنہ بند ہو گیا۔ ۱۳ اِس پر بادشاہ نے خادموں سے کہا اُسکے ہاتھ پاؤں باندھ کر باہر اندھیرے میں ڈال دو۔ وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ ۱۴ کیونکہ بُلائے ہوئے بہت ہیں مگر برگزیدہ تھوڑے۔

۱۵ اُس وقت فریسیوں نے جا کر مشورہ کیا کہ اُسے کیونکر باتوں میں پھنسائیں۔ ۱۶ پس اُنہوں نے اپنے شاگردوں کو ہیرودیوں کے ساتھ اُسکے پاس بھیجا اور اُنہوں نے کہا اَے اُستاد ہم جانتے ہیں کہ تُو سچا ہے اور سچائی سے خدا کی راہ کی تعلیم دیتا ہے اور کسی کی پروا نہیں کرتا کیونکہ تُو کسی آدمی کا طرفدار نہیں۔ ۱۷ پس ہمیں بتا۔ تُو کیا سمجھتا ہے؟ قیصر کو جزیہ دینا روا ہے یا نہیں؟ ۱۸ یسوع نے اُنکی شرارت جان کر کہا اَے ریاکارو مجھے کیوں آزماتے ہو؟ ۱۹ جزیہ کا سِکہ مجھے دِکھاؤ۔ وہ ایک دینار اُسکے پاس لائے۔ ۲۰ اُس نے اُن سے کہا یہ صُورت اور نام کِس کا ہے؟ ۲۱ اُنہوں نے اُس سے کہا قیصر کا۔ اِس پر اُس نے اُن سے کہا پس جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خُدا کا ہے خُدا کو ادا کرو۔ ۲۲ اُنہوں نے یہ سُن کر تعجب کیا اور اُسے چھوڑ کر چلے گئے۔

۲۳ اُسی دِن صدوقی جو کہتے ہیں کہ قیامت ہے ہی نہیں اُسکے پاس آئے اور اُس سے یہ سوال کیا کہ ۲۴ اَے اُستاد موسیٰ نے کہا تھا کہ اگر کوئی بے اَولاد مر جائے تو اُسکا بھائی اُسکی بیوی سے بیاہ کر لے اور اپنے بھائی کے لِئے نسل پیدا کرے۔ ۲۵ اب ہمارے درمیان سات بھائی تھے اور پہلا بیاہ کر کے مر گیا اور اِس سبب سے کہ اُسکے اَولاد نہ تھی اپنی بیوی اپنے بھائی کے لِئے چھوڑ گیا۔ ۲۶ اِسی طرح دُوسرا اور تیسرا بھی ساتویں تک۔ ۲۷ سب کے بعد وہ عورت بھی مر گئی۔ ۲۸ پس وہ قیامت میں اُن ساتوں میں سے کِس کی بیوی ہوگی؟ کیونکہ سب نے اُس سے بیاہ کیا تھا۔ ۲۹ یسوع نے جواب میں اُن سے کہا کہ تم گُمراہ ہو اِسلئے کہ نہ کتابِ مُقدس کو جانتے ہو نہ خُدا کی قُدرت کو۔ ۳۰ کیونکہ قیامت میں بیاہ شادی نہ ہوگی بلکہ لوگ آسمان پر فرشتوں کی مانند ہونگے۔ ۳۱ مگر مُردوں کے جی اُٹھنے کی بابت جو خُدا نے تمہیں فرمایا تھا کیا تم نے وہ نہیں پڑھا کہ ۳۲ میں ابرہام کا خُدا اور اِضحاق کا خُدا اور یعقوب کا خُدا ہُوں؟ وہ تو مُردوں کا خُدا نہیں بلکہ زِندوں کا ہے۔ ۳۳ لوگ یہ سُن کر اُسکی تعلیم سے حیران ہُوئے۔

۳۴ اور جب فریسیوں نے سُنا کہ اُس نے صدوقیوں کا مُنہ بند کر دیا تو وہ جمع ہو گئے۔ ۳۵ اور اُن میں سے ایک عالمِ شرع نے آزمانے کے لِئے اُس سے پُوچھا۔ ۳۶ اَے اُستاد توریت میں کونسا حکم بڑا ہے؟ ۳۷ اُس نے اُس سے کہا کہ خُداوند اپنے خُدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔ ۳۸ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے۔ ۳۹ اور دُوسرا اِسکی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ ۴۰ اِنہی دو حکموں پر تمام توریت اور انبیا کے صحیفوں کا مدار ہے۔

۴۱ اور جب فریسی جمع ہوئے تو یسوع نے اُن سے یہ پُوچھا کہ ۴۲ تم مسیح کے حق میں کیا سمجھتے ہو؟ وہ کِس کا بیٹا ہے؟ اُنہوں نے اُس سے کہا داؤد کا۔ ۴۳ اُس نے اُن سے کہا پس داؤد رُوح (ب) میں کی

(الف) یُونانی - جواب میں کہنے لگا۔

(ب) یُونانی - رُوح میں۔

Encyclopædia
of
Religion and Ethics

EDITED BY

JAMES HASTINGS

WITH THE ASSISTANCE OF

JOHN A. SELBIE, M.A., D.D.

PROFESSOR OF OLD TESTAMENT LANGUAGE AND LITERATURE IN THE UNITED FREE CHURCH COLLEGE, ABERDEEN

AND

LOUIS H. GRAY, M.A., Ph.D.

SOMETIME FELLOW IN INDO-IRANIAN LANGUAGES IN COLUMBIA UNIVERSITY, NEW YORK

VOLUME XI

SACRIFICE—SUDRA

EDINBURGH: T. & T. CLARK, 38 GEORGE STREET

NEW YORK: CHARLES SCRIBNER'S SONS, 597 FIFTH AVENUE

صدوقیوں کا قیامت سے انکار

A certain Jacob of Kefar Nibburaya (A.D. 4th cent.) taught in Tyre certain practices which were regarded by R. Ḥaggai as heterodox. The rabbi summoned the delinquent before him, and asked him to justify himself. Jacob quoted passages from the Law (Nu 1[18] and Gn 17[12]). The rabbi declared that his teaching was wrong, and justified his view of its erroneousness by quoting a passage from the Hagiographa, viz. Ezr 10[3]. Jacob was consequently condemned to be flogged. 'What!' he exclaimed, 'will you have me flogged on the strength of mere Ḳabbalah?'[1]

We have already seen that the Sadducees rejected the Messianic doctrine of the Pharisees, which looked for a Davidic Messiah, because they considered that the prophetic teaching on this subject was in conflict with that of the Tôrāh. They further rejected the Pharisaic doctrine of the resurrection of the body, on the same ground.[2] It should be noted that both in the Talmudic and in the NT passages just cited the question in debate is not, 'Is there a resurrection or not?' but rather, 'How can the resurrection be proved from the Tôrāh?' According to Ac 23[8], the Sadducees also denied the existence of angels and spirits. This can hardly mean, however, a mere denial of the reality of such existences, for it is obvious that the Pentateuch contains many narratives which affirm the activity and appearance of angels. The statement may possibly mean that they did not accept the developed and elaborated angelology and demonology—in which angels and demons were graded and assigned special names and functions—that had grown up in the Persian period under Persian and Babylonian influence. In matters of binding rule and law (Halākhāh) the Sadducees were, as we should expect, apt to press the literal and plain meaning of the letter of the Tôrāh. The most notorious example of this is their insistence on the literal interpretation of the law of retaliation: 'An eye for an eye, a tooth for a tooth' (Ex 21[24]).[3] Another instance is their famous controversy with the Pharisees over the method of reckoning Pentecost. They contended that the seven weeks from the offering of the 'omer' (first barley sheaf) to Pentecost should be counted as Lv 23[15f.] directs, 'from the morrow after the Sabbath,' 'Sabbath' being interpreted as the Saturday which fell in Passover week, with the consequence that Pentecost would always fall on a Sunday, whereas the Pharisees reckoned from the day immediately following the Passover (reckoned as a 'Sabbath'). Here, as generally, the Sadducæan rule undoubtedly conformed to ancient practice.[4] It was naturally within the Temple precincts that Sadducæan influence was strongest and most firmly entrenched. While the Pharisees were supreme outside the Temple, and even made their power felt within it for at least a century before A.D. 70—it must always be remembered that there were many Pharisaic priests—yet they did not secure absolute power in the Temple itself till about A.D. 50 to 60. Thus the Sadducees claimed that the high-priest's burnt-offering should be provided at his own expense, in accordance with Nu 28[4] (where the singular is used), whereas the Pharisees insisted that the sacrifice was a national one, and should be provided out of the Temple treasury. Against the Pharisees they laid great stress on the high degree of purity of those who officiated at the preparation of the ashes of the red heifer,[5] and they extended the power of contamination to indirect as well as to direct contact.[1] On the other hand, they refused to accept the Pharisaic view that the scrolls of Holy Scripture 'defile the hands' like any holy vessel.[2] They also refused to countenance the ingenious method devised by the Pharisees for evading the strict Sabbath law, known as *'Erūb*. They opposed the popular festivity of the water-drawing, and its associated processions, which took place at the Feast of Tabernacles. In all these cases they were faithful to their fundamental principle—that what could not be proved by the letter of the written Tôrāh was not to be made of binding obligation.

Reference has been made to the fact that the Sadducees, when they found it necessary to develop or innovate on the letter of the Law in order to meet the needs of the time, issued decrees or decisions on their own authority, as provided by the Law itself (Dt 17[8ff.]). But these 'decrees' were never put on a level with the letter of the Law; and they could be modified or abrogated as circumstances dictated. The evidence for the existence of such a 'Book of Decrees' (or legal decisions) is contained in the *Mᵉgillāth Ta'ănîth*,[3] iv., where under date of the 14th of Tammuz this 'book' (ספר גזירתא) is stated to have been finally abrogated (by the victory of the Pharisees over the Sadducees). The 'book' is explained by the glossator to mean the Sadducæan code of laws, or rather, it is probable, a collection of case-law. Instances are given of the harsh interpretation of Biblical law on which the Sadducees proceeded, and the day when this code was finally abrogated is marked as a festival.

With the destruction of the Temple in A.D. 70 the power of the Sadducees, which had already been seriously impaired, still further declined. Though their influence was still apparent in various ways, and was later perpetuated, it would seem, by the Ḳaraites, their organized force as a party vanished with the Temple and the cultus.

4. The vitality and influence of Sadduceeism.—That Sadduceeism stood for something more than mere negations is evident from the persistence with which it waged its age-long conflict with Pharisaism. It even impressed itself, to some extent, on the latter, and we can see its influence especially in the conservative element among the Pharisees represented by the school of Shammai.[4] If, as is generally conceded, the book of Ben Sira represents the standpoint of the primitive Zaddukim, it is clear that Sadduceeism inherited a positive, though conservative, theology. The attitude of Ben Sira, in this connexion, to the books of the Bible outside the Law is interesting. He quotes freely from all parts of the Hebrew Scriptures to illustrate his themes, though he would, of course, not found any doctrine on a book outside the Tôrāh, nor uphold such unless it could be proved from the Pentateuch.[5] We must also be on our guard against identifying Sadduceeism as a whole with the small body of the Temple hierarchy. Doubtless the high-priest and his immediate circle were (up to quite the last years of the existence of the Temple) members of the Sadducæan party. But the worldly and political character of this small section must not be imputed to the party as a whole. It must be remembered

[1] See *Qoheleth rabbāh*, vii. 23. The rabbi evidently felt the force of this appeal, for he immediately cited a further proof from the Law itself (Dt 7[3]), whereupon Jacob gracefully submitted.

[2] Cf. T.B. *Sanh.* 90*b*; Mk 12[18].

[3] Cf. T.B. *Bābhā Qamma*, 84*a*; Mt 5[38].

[4] Another old view interpreted 'Sabbath' as ='festival-week' in this passage (*i.e.* Nisan 15–21); its 'morrow' would then be Nisan 22; see the writer's Introd. to *The Book of Jubilees*, London, 1917, p. xviii.

[5] *Parah*, iii. 7.

[1] *Yad*, iv. 7.

[2] *Yad*, iv. 6.

[3] The *Mᵉgillāth Ta'ănîth*, in its original form, is written in Aramaic, and was probably compiled within the first decade of the Christian era. It enumerates 35 eventful days which were to be kept as joyful festivals, and which were reminders of glorious events in the life of the nation.

[4] After the destruction of the Temple the most consistent Shammaite was Eliezer b. Hyrḳanos (end of 1st–beginning of 2nd cent.). R. Jose the Galilæan (early 2nd cent.) maintained in his Halākhāh older conservative tradition.

[5] 1 Mac may also be a Sadducæan work, the companion book of 2 Mac being a Pharisaic counterblast.

THE

حوالہ نمبر 197

Jewish Encyclopedia

A DESCRIPTIVE RECORD OF

THE HISTORY, RELIGION, LITERATURE, AND CUSTOMS OF THE JEWISH PEOPLE FROM THE EARLIEST TIMES TO THE PRESENT DAY

Prepared by More than Four Hundred Scholars and Specialists

VOLUME VI

GOD—ISTRIA

FUNK AND WAGNALLS COMPANY

NEW YORK AND LONDON

their ears to hear "His glorious voice" (*ib.* verse 13). He liveth in all eternity and judgeth all things. None may search out His wondrous might (*ib.* xviii. 1-2), or describe His grace (*ib.* verse 3). To Him naught may be added, and from Him nothing may be taken away (*ib.* verse 6, xlii. 21). Even the "Holy ones" are not competent to relate the marvels of His works (*ib.* xlii. 17). He announces that which was and that which is to be and all hidden things (*ib.* verses 19-20). He is one from all eternity (*ib.* verse 21). He is the Living God (*ib.* verse 23). Among all the varieties of things He has created nothing without purpose (לבטלה, *ib.* verse 24).

The "wisdom of God" is spoken of and exalted in the same strains as in the Biblical books (Prov. vii., viii.). All wisdom is from God and is with Him forever (Ecclus. [Sirach] i. 1). It came forth from the mouth of the Most High (*ib.* xxiv. 3); but it was created before all things (*ib.* i. 4). It is subject to the will of Him who alone is "wise, and greatly to be feared," seated on His throne (*ib.* i. 8). God "poured it out over all His works" (*ib.* i. 7; comp. xxiv. 31). However close this description of wisdom may come to a personification, it is plain that it is free from any element which might be construed as involving a departure from the Biblical position regarding God's absolute unity.

It is in the Alexandrian Apocrypha that modifications of the Biblical doctrine appear; but even here are to be found books whose theology is a reiteration of the Biblical teachings. The so-called Third Book of the Maccabees, in the prayer of the high priest Simon, invokes "God as the King of the Heavens, the Ruler of all creatures, the most Holy, the sole Governor, the Omnipotent," declaring Him to be "a just ruler," and appeals to the events of past days in support of the faith in God's supremacy and in Israel's appointment to glorify Him (III Macc. ii. 1-20) who is all-merciful and the maker of peace.

In Alexandrian Apocrypha.

The third book of the "Oracula Sibyllina," also, reiterates with great emphasis and without equivocation the unity of God, who is alone in His superlative greatness. God is imperishable, everlasting, self-existent, alone subsisting from eternity to eternity. He alone really is: men are nothing. He, the omnipotent, is wholly invisible to the fleshly eye. Yet He dwells in the firmament (Sibyllines, i. 1, 7-17, 20, 32; ii. 1-3, 17, 36, 46). From this heavenly abode He exercises His creative power, and rules over the universe. He sustains all that is. He is "all-nourishing," the "leader of the cosmos," the constant ruler of all things. He is the "supreme Knower" (*ib.* i. 3, 4, 5, 8, 15, 17, 35; ii. 42). He is "the One God sending out rains, winds, earthquakes, lightnings, famines, pestilences, dismal sorrows, and so forth" (*ib.* i. 32-34). By these agencies He expresses His indignation at the doings of the wicked (*ib.* ii. 19-20); while the good are rewarded beyond their deserts (*ib.* ii. 1-8). God's indwelling in man (πᾶσι βροτοῖσιν ἐνῶν) "as the faculty of judgment" is also taught (*ib.* i. 18). This indwelling of God, which has been claimed as an indication of the book's leaning toward a modification of the transcendentalism of the Biblical idea of God, may perhaps rest on a faulty reading (comp. Drummond, "Philo Judæus," i. 173).

In the Septuagint, also, the treatment of anthropomorphic statements alone exhibits a progress beyond the earlier Biblical conceptions. For example, in Gen. vi. 6-7 "it repented the Lord" is softened into "He took it to heart"; Ex. xxiv. 9-10, "They [Moses, Aaron, and the others mentioned] saw the place where the God of Israel stood" is rendered "They saw the God of Israel"; Ex. xv. 3, instead of "The Lord is a man of war," has "The Lord is one who crushes wars"; Josh. iv. 24, "the power" for "the hand." In Isa. vi. 1, the "train of his [God's] robe" is changed into "his glory" (see Zeller, "Die Philosophie der Griechen," iii., part ii., 254). As the Targumim, so the Septuagint, on account of a more spiritualized conception of God, takes care to modify the earlier and grosser terminology; but even the phrase ὁ Θεὸς τῶν δυνάμεων (Isa. xlii. 13) does not imply the recognition of powers self-existent though under the control of God. The doctrine of the unity of God is put forth as the central truth also in the Septuagint.

Nor is this theology toned down in other Hellenistic writings. While in style and method under the influence of Greek thought, the fragments of Demetrius, Pseudo-Artapanus, Pseudo-Phocylides, Ezekielus' tragedy on Exodus, and the so-called Fourth Book of Maccabees can not be said to put forth notions concerning God at variance with the Palestinian theology. The Wisdom of Solomon, the Letter of Aristeas, and the fragments of Aristobulus, however, do this. In the first of these three, Israel's God is pronounced to be the only God. He lives in solitary supremacy, responsible to Himself alone (Wisdom xii. 12-14). He IS (τὸν ὄντα; *ib.* xiii. 1). He is the "eternal light" (*ib.* vii. 26). He is the Artificer (Τεχνίτης) who created or prepared (both verbs are used) the various things in nature (*ib.* xviii. 1-5). This uncertainty in the verb descriptive of God's part in creation suggests that the old Biblical conception of the Creator's functions is in this book attenuated to the bringing into order of formless primeval matter (comp. *ib.* xi. 17). Matter is compared to a lump of wax which, originally devoid of attributes, owes its qualities to divine agency (Drummond, *l.c.* p. 188).

Hellenistic Influences.

But, while the cosmos is an expression and the result of the greatness, power, and beauty of God, He remains transcendent above it. Nevertheless, He continues to administer all things (Wisdom xii. 15, 18; xv. 1). It is His providence that acts as a pilot or rudder (*ib.* xiv. 3). In this is manifested His truth, justice, mercy, loving-kindness, and long-suffering (*ib.* xi. 23; xii. 15, 18; xv. 1). It is among His holy ones that His grace and mercy are conspicuous; but evil-doers are punished (iii. 9, 10). The pious are those who dwell with wisdom (vii. 28). God possesses immediate knowledge of men's secrets, of their speech, feelings, and thoughts (*ib.* i. 6). He foreknows but does not foreordain the future. Necessity and right (ἀνάγκη and δίκη) are both postulated. The former blinds the judgment of the impious. If they continue in their impenitence, they will be overtaken by their punishment

wisdom. From these is derived another attribute, justice.

These theories respecting the soul seem to have been shared by Ibn Gabirol and Joseph ibn Ẓaddiḳ, who repeatedly asserted in their respective works the existence of three distinct souls in man. A less fanciful psychological system was elaborated by the Jewish Peripatetics, especially by Maimonides. It was substantially that of Aristotle as propounded by his commentators. According to this system the soul is a concrete unit having various activities or faculties. It is the first principle of action in an organized body, possessing life potentially. Its faculties are five: the nutritive, the sensitive, the imaginative, the appetitive, and the rational; the superior comprehending the inferior potentially. The sensitive faculty is that by which one perceives and feels: it does not perceive itself or its organs, but only external objects through the intervention of sight, hearing, smell, taste, and touch. The senses perceive species, or forms, but not matter, as wax receives the impression of a seal without retaining any part of its substance. The imaginative faculty is the power to give quite different forms to the images impressed upon the soul by the senses. Memory is derived from fancy, and has its seat in the same power of the soul. The appetitive faculty consists in the ability to feel either a desire or an aversion. The rational faculty is that which enables man to think, to acquire knowledge, and to discern evil actions from good ones. The action of the intellect is either theoretical or practical: theoretical, when it simply considers what is true or false; and practical, when it judges whether a thing is good or evil, and thereby excites the will to pursue or to avoid it.

Maimonides, except in a few instances, closely followed Aristotle with regard to the ontological aspect of the soul. The life of the soul, which is derived from that of the spheres, is represented on earth in three potencies: in vegetable, in animal, and in human life. In the vegetable it is confined to the nutritive faculty; in the animal it combines, in addition, the sensitive, the appetitive, and, in animals of a higher organism, also the imaginative; while in human life it comprises, in addition to all these faculties, the rational. As each soul, constituting the form of the body, is indissolubly united with it and has no individual existence, so the soul of man and its various faculties constitute with the body a concrete, inseparable unit. With the death of the body, therefore, the soul with all its faculties, including the rational, ceases to exist. There is, however, something in the human soul which is not a mere faculty, but a real substance having an independent life. It is the acquired intellect, the ideas and notions which man obtains through study and speculation.

Levi ben Gershon.

Levi ben Gershon, in "Milḥamot Adonai," followed Maimonides in his psychological system, but differed from him with regard to the knowledge which constitutes the acquired intellect. He divided human knowledge into three classes: (1) that which is acquired directly by the perception of the senses and which relates to the individuals of this world; (2) that which is the product of abstraction and generalities—*i.e.*, of that process of the mind which consists in evolving from knowledge concerning the individual general ideas concerning its species, genus, or family; (3) that which is obtained by reflection and which is relative to God, the angels, etc. There can be no doubt as to the objective reality of the knowledge of the first and third classes; but there is a question as to that of the knowledge of the second class. Levi ben Gershon differs from Maimonides, holding not only that the generic forms of things exist in themselves and outside of these things, "ante rem," in the universal intellect; but that even mathematical theories are real substances and contribute to the formation of the acquired intellect.

Ḥasdai Crescas vehemently attacked, both on theological and on philosophical grounds, the principle of the acquired intellect upon which the psychological system of Maimonides and Levi ben Gershon is based. "How," asked he, "can a thing which came into existence during man's lifetime acquire immortality?" Then, if the soul is to be considered a mere faculty of the body, which ceases with the death of the latter, and only the acquired intellect is a real substance which survives, there can be no question of reward and punishment, since that part of man which committed the sin or performed the good deed no longer exists. "Maimonides," argues Crescas, "asserts that the future reward will consist in the enjoyment derived from objects of which the intellect is cognizant; but since the soul, which is the seat of joy, will no longer be in existence, what is to enjoy?" According to Crescas, the soul, although constituting the form of the body, is a spiritual substance in which the faculty of thinking exists potentially.

Psychology of the Cabala.

The influence exercised by Neoplatonism on the development of the Cabala is particularly noticeable in the psychological doctrines found in the Zohar; these, but for the mystic garb in which they are clothed and the attempt to connect the soul with the all-pervading Sefirot, are the same as those professed by the Neoplatonists. The soul, teaches the Zohar, has its origin in the Supreme Intelligence, in which the forms of the living existences may already be distinguished from one another: and this Supreme Intelligence may be termed "universal soul." "At the time the Holy One, blessed be He! desired to create the world, it came in His will before Him, and He formed all the souls which were prepared to be given afterward to the children of men; and all were formed before Him in the identical forms in which they were destined to appear as the children of the men of this world; and He saw every one of them, and that the ways of some of them in the world would become corrupt" (Zohar i. 96b). The soul is constituted of three elements: the rational ("neshamah"), the moral ("ruaḥ"), and the vital ("nefesh"). They are emanations from the Sefirot; and as such each of them possesses ten potencies, which are subdivided into a trinity of triads. Through the rational element of the soul, which is the highest degree of being, and which both corresponds to and is operated upon by the highest Sefi-

THE
Jewish Encyclopedia

A DESCRIPTIVE RECORD OF

THE HISTORY, RELIGION, LITERATURE, AND CUSTOMS OF THE JEWISH PEOPLE FROM THE EARLIEST TIMES TO THE PRESENT DAY

Prepared by More than Four Hundred Scholars and Specialists

VOLUME VI

GOD—ISTRIA

FUNK AND WAGNALLS COMPANY
NEW YORK AND LONDON

(*ib.* i. 15; ii. 6–22; iii. 2–17; iv. 3–14; xii. 2, 10, 20; and more especially xix. 1–5). The avenging Right is, however, not hypostatized or personified to any great degree (*ib.* i. 8, xi. 20, xiv. 31, xviii. 11). God is not the creator of evil (*ib.* i. 12–14); therefore in evil He is confronted with a tendency that He can not tolerate. Hence He or His is the avenging justice.

God is neither unknown nor unknowable. The external universe reveals Him. It implies the existence of a primal source greater than it (*ib.* xiii. 1–9); and, again, through wisdom and "the spirit" sent from on high, God is found by them who do not disobey Him (*ib.* i. 2–4, ix. 13–17). Yet man can never attain unto perfect knowledge of the divine essence (see Gfrörer, cited by Drummond, *l.c.* p. 198). Notwithstanding God's transcendence, anthropopathic phraseology is introduced (Wisdom iv. 18, "God shall laugh"; "His right hand" and "arm," v. 16; "His hand," vii. 16, x. 20, xi. 17, xix. 8). This proves that the doctrine of intermediate agents is not fully developed in the book, though in its presentation of God's wisdom elements appear that root in this conception. Certainly the question had begun to force itself upon the writer's mind: How is it that God enthroned on high is yet omnipresent in the universe? Like the Stoics, the author assumes an all-penetrating divine principle which appears as the rational order of the cosmos and as the conscious reason in man. Hence God's spirit is all-pervasive (*ib.* i. 6–7). This spirit is, in a certain sense, distinct from God, an extension of the Divine Being, bringing God into relation with the phenomenal world. Still, this spirit is not a separate or subordinate person. "Wisdom" and this "spirit" are used interchangeably (*ib.* ix. 17); "wisdom is a spirit that is" a lover of mankind (*ib.* i. 4–6); wisdom is "a vapor of the power of God," a reflection of eternal light (*ib.* vii. 25–26).

"Wisdom" of God.

This wisdom has twenty-one attributes: it is "an understanding spirit, holy, alone in kind, manifold, subtile, freely moving, clear in utterance, unpolluted, distinct, unharmed, loving what is good, keen, unhindered, beneficent, loving toward man, steadfast, sure, free from care, all-powerful, all-surveying, and penetrating through all spirits that are quick of understanding, pure, most subtile" (*ib.* vii. 22–24). Wisdom is a person, the "assessor" at God's throne (*ib.* ix. 4); the chooser of God's works (*ib.* viii. 3–4). She was with God when He made the cosmos (*ib.* ix. 9). She is the artificer of all things (*ib.* vii. 21). As all this is elsewhere predicated of God also, it is plain that this "wisdom" is regarded only as an instrument, not as a delegate of the Divine. The Wisdom of Solomon speaks also of the "Logos" (*ib.* ii. 2–3, ix. 1–2, xvi. 12, xviii. 14–16); and this, taken in connection with its peculiar conception of wisdom, makes the book an important link in the chain leading from the absolute God-conception of Palestinian Judaism to the theory of the mediating agency of the Word (Λόγος, "Memra") in Philo. The Aristeas Letter does not present as clear a modification of the God-conception (but see Eleazar's statement therein, "there is only one God and 'His power' is through all things"). Aristobulus, in the Orphic verses, teaches that God is invisible (verse 20), but that through the mind He may be beheld (verses 11, 12). Maker and Ruler of the world, He is Himself the beginning, middle, and end (verses 8, 34, 35, 39). But wisdom existed before heaven and earth; God is the "molder of the cosmos" (verse 8)—statements which, by no means clear enough to form the basis of a conclusion, yet suggest also in Aristobulus' theology a departure from the doctrine of God's transcendence and His immediate control of all as the Creator ex nihilo.

Philo is the philosopher who boldly, though not always consistently, attempts to harmonize the supramundane existence and majesty of the one God with His being the Creator and Governor of all. Reverting to the Old Testament idiom, according to which "by the word of YHWH were the heavens made" (Ps. xxxiii. [xxxii.] 6)—which passage is also at the root of the Targumic use of MEMRA (see ANTHROPOMORPHISM)—and on the whole but not consistently assuming that matter was uncreated (see CREATION), he introduces the Logos as the mediating agent between God on high and the phenomenal world.

Philo's Logos.

Philo is also the first Jewish writer who undertakes to prove the existence of God. His arguments are of two kinds: those drawn from nature, and those supplied by the intuitions of the soul. Man's mind, also invisible, occupies in him the same position as does that of God in the universe ("De Opificio Mundi," § 23). From this one arrives at a knowledge of God. The mind is the sovereign of the body. The cosmos must also have a king who holds it together and governs it justly, and who is the Supreme ("De Abrahamo," § 16; "De Migratione Abrahami," § 33). From a ship man forms the idea of a ship-builder. Similarly, from the cosmos he must conceive the notion of the Father and Creator, the great and excellent and all-knowing artist ("De Monarchia," i. 4; "De Præmiis et Pœnis," § 7). For a first and an efficient cause man must look outside of the material universe, which fails in the points of eternity and efficiency ("De Confusione Linguarum," §§ 21, 25; "De Somniis," i. 33). This cause is mind. But man has the gift of immortal thoughts ("De Eo Quod Deterius Potiori Insidiatur," § 24): these culminate in the apprehension of God; they press beyond the limits of the entire phenomenal world to the Unbegotten ("De Plantatione Noe," § 5). This intuition of God was the especial prerogative of the Prophets, of Abraham, and of Jacob.

The essence of God is unknown to man, whose conceptions are colored through the medium of his own nature. Anthropopathisms and anthropomorphisms are wicked. God is incorporeal. He is without any irrational affections of the soul. God is a free, self-determining mind. His benevolence is due not to any incapacity of His for evil, but to His free preference for the good (*ib.* § 20).

Man's personality lifts him above the rest of the creatures. In analogy therewith, Philo gives God the attributes of personality, which are not restrictive, but the very reverse (Drummond, "Philo Judæus," ii. 15). Efficiency is the property of God;

Alain Daniélou

HINDU POLYTHEISM

ROUTLEDGE & KEGAN PAUL LONDON

The Avatars, or Incarnations, of Viṣṇu

Viṣṇu, the Pervader, supreme cause of all, Self of all, is everywhere, pervading all things, limitless. His qualities, his actions, the manifestations of his power, are endless. Having manifested the world, he enters it again as its guide and ruler. "Having created it, he entered it." (*Taittirīya Upaniṣad* 1.2.6. [274])

At all the crucial moments of the world's history the Pervader appears as a particular individuality who guides the evolution and destiny of the different orders of creation, of species and forms of life. Hence "the story of his 'descents,' of his 'incarnations,' of his 'manifestations,' is endless. It would ever be impossible to give a full account of the descents of the limitless Pervader into the world of form.

"Fire, the Sun, the Wind, the Creator, the Pervader, the lord of destruction, the cosmic Intellect, the principle of existence, the principle of individuality, the five principles of the elements, the living soul, all are embodiments of divinity manifested through its power of illusion." (Yogatrayānanda, *Śrī Rāmāvatāra kathā*, p. 116.)

"Just as from an inexhaustible lake thousands of streams flow on all sides, so also from the Remover-of-Sorrow (Hari), sum of all reality, come forth countless incarnations. The seers, the lawgivers, the gods, the human races, the lords of progeny, all are parts of him." (*Bhāgavata Purāṇa* 1.3.26–27. [275])

Whenever, for a group of men or even for a single individual, those forms of knowledge that are essential for man's fulfillment of his spiritual destiny happen to be beyond reach, and thus human life fails in its purpose, which is realization, Viṣṇu is bound to make this knowledge available again, and thus a new revelation has to take place. There is, therefore, a new incarnation for each cycle, to adapt the revelation to the new conditions of the world.

"With the purpose of protecting the earth, priests, gods, saints, and the

Scripture, and righteousness and prosperity, the Lord takes a body." (*Bhāgavata Purāṇa* 8.24.5. [276])

The history of the present creation is spanned by ten main cyclic incarnations, the Yuga avatars. "These ten are the Fish, the Tortoise, the Boar, the Man-Lion, the Dwarf, Rāma of the ax and the other Rāma [i.e., the Charming], Kṛṣṇa, Buddha, and Kalki." (*Matsya Purāṇa* 285.67. [277]) Kalki is yet to come. Among these, Kṛṣṇa alone is considered a total incarnation (*pūrṇāvatāra*) by Vaiṣṇavite sects.

There are further partial incarnations, said to maintain, complete, and interpret the revelation. These are mainly seers and sages who embody certain virtues which they practice to a heroic degree.

The *Varāha Purāṇa* (15.9–18) mentions ten avatars, the *Bhāgavata Purāṇa* (1.3.6–25) twenty-two, the *Ahirbudhnya Saṁhitā* (5.50–57) thirty-nine.

According to the *Bhāgavata Purāṇa*, the twenty-two incarnations of Viṣṇu are: (1) Kumāra or Sanatkumāra, the Eternal Youth; (2) Varāha, the Boar; (3) the sage Nārada; (4) the saints Nara and Nārāyaṇa; (5) the sage Kapila; (6) Dattātreya, the magician; (7) Yajña, the Sacrifice; (8) Ṛṣabha, the righteous king; (9) Pṛthu, the First Ruler; (10) Matsya, the Fish; (11) Kūrma, the Tortoise; (12) Dhanvantari, the Physician; (13) Mohinī, the Enchantress; (14) Nṛ-siṁha, the Man-Lion; (15) Vāmana, the Dwarf; (16) Paraśu-Rāma, the destroyer of the *kṣatriyas;* (17) Veda Vyāsa, the compiler of the Vedas; (18) Rāma, the embodiment of righteousness; (19) Bala-Rāma, the embodiment of princely virtues; (20) Kṛṣṇa, the embodiment of love; (21) Buddha, the embodiment of delusion; (22) Kalki, the Fulfiller.

The incarnations of the Boar, the Tortoise, and the Fish are, in the earlier writings, sometimes represented as manifestations of the lord-of-progeny (Prajāpati) or the Creator (Brahmā). The "three steps" of Viṣṇu are linked with the myth of the Dwarf incarnation, but they have also an astronomical and a cosmic significance. In the *Mahābhārata* Viṣṇu is the most prominent of the gods, and some of his incarnations are referred to, but it is only in the Purāṇas that they are described in full.

The Planets

IN THE order of creation the existence of the planets must precede that of the beings who live upon them. They determine the background of the three worlds in which individual existence develops. They are the causal stages of life nearest to divinity and, from the point of view of man, can be considered the

Encyclopædia of Religion and Ethics

EDITED BY

JAMES HASTINGS

WITH THE ASSISTANCE OF

JOHN A. SELBIE, M.A., D.D.

PROFESSOR OF OLD TESTAMENT LANGUAGE AND LITERATURE IN THE UNITED FREE CHURCH COLLEGE, ABERDEEN

AND

LOUIS H. GRAY, M.A., Ph.D.

SOMETIME FELLOW IN INDO-IRANIAN LANGUAGES IN COLUMBIA UNIVERSITY, NEW YORK

VOLUME VI

FICTION—HYKSOS

EDINBURGH: T. & T. CLARK, 38 GEORGE STREET

NEW YORK: CHARLES SCRIBNER'S SONS, 597 FIFTH AVENUE

intervention of a Divine power. The latter view, however—that the founder of Buddhism intended to give expression to distinctly atheistic views—seems to be a mistaken inference from the response which he is recorded in the Buddhist books to have given to the questioning of his disciples with regard to another world, and his refusal to offer any definite instruction on the spiritual and unseen, or to illuminate, with any ray of light which he was competent to give, the uncertainty and darkness of the unknown realm that lay beyond the touch of sense. To all requests for enlightenment and teaching on the subject of the supernatural he steadily, if the record of the sacred books may be trusted, opposed a negative. The redaction of these books is, of course, many centuries later than the period at which Gautama lived. There is no reason, however, to doubt that in this respect they correctly report his views.

The inference, however, that he intended to imply personal disbelief in the supernatural and in the existence of a God, and to urge or enjoin this upon his disciples, is certainly mistaken. As 'enlightened' and in possession of the true and perfect *bodhi*, which he had gained after so many years of strife and endeavour, it is most unlikely that he meant to indicate that in this one particular—a subject of so transcendent importance—his insight was defective, and that he was unable of his own personal knowledge to satisfy inquiries as to the other world and its Ruler. Such a disclaimer would be entirely out of harmony with the attribute of omniscience, to which as *Tathāgata* and *Buddha* he laid claim, and which in other respects his teaching seems to have uniformly implied. Neither apparently did his hearers understand him in any such sense. The significance of his reply was rather this, that his disciples were to rely upon their own unaided efforts for deliverance from the misery of the world and of existence, not upon possible external aid; and that the question whether there were a God and a hereafter was of no moment for the obligation and duty of the present. The position which it was his purpose to adopt was neither atheistic, nor, in the strict sense of the term, agnostic. But for his hearers it was immaterial whether the reply were in the affirmative or negative; and speculation on the subject was discouraged or forbidden, lest it should impair or destroy that firm spirit of self-reliance which it was his object to arouse in their hearts. A declaration of ignorance on so momentous a subject would have been entirely at variance with his claims as a teacher of the truth, enlightened in regard to all the secrets of the universe, and of man's course and destiny therein. He simply refuses to communicate to his disciples knowledge which he judges to be needless for practical life, and the consideration of which would only minister to a harmful curiosity anxious to speculate on matters beyond human ken. In all probability he himself shared the ordinary views of his contemporaries with regard to the being and nature of God, and philosophically found himself in sympathy with the negative doctrines of the Sāṅkhya school of thought, which ignored the question of His existence, and constructed its scheme of the universe without reference to any possible interposition of the Divine (see AGNOSTICISM [Buddhist]).

The presentation of the doctrine of God in the Buddhist books of the Hīnayāna school is entirely in harmony with this interpretation of the mind and purpose of Gautama himself. There is, indeed, no exposition of set or formal doctrine on the subject, or any definite and consistent body of teaching. It is assumed that the hearer or reader is in possession of certain general views, which are neither atheistic nor agnostic, but entirely theistic. And a strongly anthropomorphic conception is elaborated with the utmost possible freedom, presenting a rich and even extravagant mythology, which is based ultimately, in all essentials, upon the popular polytheism of the Indian peoples, and reproduces the two main currents of thought of its original—that, namely, which exalted the object of its reverent worship as the supreme Author and Creator of all; and that which was content with an innumerable company of deities, of varied attributes and power, often deficient and liable to err, as frail and incompetent as men.

Thus a more or less complete enumeration is presented of the various classes of gods. There are Sakka and Yāma gods, gods of the Tuṣita and other heavens, Brahmā and Mahābrahmā gods, etc.;[1] and of the thirty-one grades of being or sentient existence, the divine or that of the gods is one.[2] Elsewhere reference is made to the gods of the Thirty-Three, *i.e.* subordinate classes or varieties of gods, who approached Sakka the ruler of the gods with questions or complaints.[3] And, entirely after the manner of Indian mystical conceptions and rules, of the ten subjects of meditation or 'reflexion' (which include the physical body and death, as well as the three 'gems'—the Buddha, Dharma, and Saṅgha) meditation upon the gods is one.[4] The infirmities and disabilities of men are all predicated of the gods, *e.g.* they are liable to old age, decay, and death,[5] and are not exempt from the law of transmigration or the control of *karma*;[6] they are subject to desire or passion with all its evil consequences;[7] and even the greatest of them, Brahmā himself, has to confess to ignorance of the nature and constitution of things which he might be expected to know.[8] As they are not omniscient, so also they are not omnipotent;[9] and it is further explained that not even a god, but only one who is born a man, can by resolution and perseverance attain the highest state of a Buddha.[10]

Apparently also the abstract and philosophical conception of Brahmā as the First Cause, the Creator and Ruler of all, was taken over by Buddhism, but made no impression upon the disciples of the Hīnayāna, and was too much out of harmony with the general prepossessions of the Southern School of thought to influence their system of doctrine. It appears in the *sūtras* of the Mahāyāna, sometimes only to be controverted; especially in the Chinese version of Aśvaghoṣa's *Life of the Buddha*.[11]

The most striking and for Buddhist doctrine important conception of the Divine was the uniform exaltation of the Buddha himself above the highest god. In the Northern School this thought found expression in the conception of the Ādibuddha, supreme and alone, the first of all the

[1] The *Dhamma-cakka-ppavattana Sutta*, 27, enumerates seven of these heavens, each with its appropriate company of gods.
[2] *Abhidhammattha-Saṅgaha*, v.; *Kevaddha Sutta*, xi.; *Jātaka*, i. 47, 68, etc.
[3] *Saṁyutta-Nikāya*, xi.; Buddhaghoṣa on *Dhammapada*, 48.
[4] *Visuddhi-Magga*, iii.
[5] *Mahā-Parinibbāna Sutta*, vi. 16.
[6] *Ib.* 19 ff., etc.
[7] *Sutta-Nipāta*, iii. 6.
[8] *Kevaddha Sutta*, 81; cf. the wisdom of the true Brāhman contrasted with the ignorance of others, including the gods (*Dhammapada*, 419 f.; *Sutta-Nipāta*, iii. 9).
[9] 'Not even a god . . . could change into defeat the victory of a man who has vanquished himself' (*Dhammapada*, viii. 105; cf. *ib.* iv. 44 f., xvii. 224 f., *Sutta-Nipāta*, iii. 35, and *Dhamma-cakka-ppavattana Sutta*, 25 ff.: the wheel of the empire of Truth, which the Buddha has set on its course, cannot be turned back by any god).
[10] *Jātaka*, i. 14.
[11] See S. Beal, *Fo-sho-hing-tsan-king*, Oxford, 1883, pp. 106, 195, 206–208, etc.; *SBE* xlix. [1894] 176, etc.; cf. *Brahmajāla Sutta*, ii. 5 f., where the titles of Creator, Ruler, Father, etc., are applied to the great Brahmā. An atheistic or semi-atheistic view is expressed, *ib.* iii. 14.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

AN APOLOGY

39

FOR

MOHAMMED AND THE KORAN.

BY

JOHN DAVENPORT,

AUTHOR OF THE 'LIFE OF ALI PACHA OF JANINA;' 'OUDE VINDICATED;' 'KOORG AND ITS RAJAHS;' 'AIDE MEMOIRE TO THE HISTORY OF INDIA;' 'HISTORICAL CLASS BOOK,' AND VARIOUS EDUCATIONAL WORKS.

Contents:

"I confess I can make nothing of the critics in these times, who would accuse Mohammed of deceit *prepense*; of conscious deceit generally, or, perhaps, at all; still more, of living in a mere element of conscious deceit, and writing this Koran as a forger and juggler would hav- [illegible]
[illegible]
WORKS, Vol. VI., p. 214.

Dryden Press:
J. DAVY & SONS, 137, LONG ACRE, LONDON,

1882.

حوالہ نمبر 208

also fled thither in order to escape the massacres occasioned by the Nestorian Eutychianism* and Arian discussions. It is not easy to conceive of anything more deplorable than the condition of Christianity at this time.† The scattered branches of the Christian Church in Asia and Africa were at variance with each other, and had adopted the wildest heresies and superstitions. They were engaged in perpetual controversies and torn to pieces by the disputes of the Arians, Sabellians, Nestorians, and Eutychians, whilst the simony, the incontinence, the general barbarism and ignorance which were to be found amongst the clergy caused great scandal to the Christian religion, and introduced universal profligacy of manners among the people. In Arabia the deserts swarmed with ignorant and infatuated Cenobites, or recluses, wasting their lives in vain but fiery speculations, and then rushing, often armed, in mobs into the cities, preaching their fantasies in the churches, and enforcing assent to them by the sword. The grossest idolatry had usurped the place of the simple worship instituted by Jesus —that of an all-wise, almighty, and all-beneficent Being, without equal and without similitude; a new Olympus had been imagined, peopled with a crowd of martyrs, saints, and angels, in lieu of the ancient gods of paganism. There were found Christian sects impious enough to invest the wife of Joseph with the honours and attributes of a goddess.‡ Relics and carved and painted images were objects of the most

* The doctrine of Eutyches, a famous Greek heresiarch of the fifth century, who taught that the divine and human natures of Christ, after their union, became so blended together as to constitute but one nature, the human nature being absorbed by the divine one, as a drop of water is by the sea.

† In fact, the corruption of the teachers of Christianity had alienated the popular mind. "Their lies, their legends, their saints and their miracles, but, above all, the abandoned behaviour of their priesthood, had brought their churches in Arabia very low" (Bruce's 'Travels,' vol. i. p. 501).

‡ The so-called Marianites are said to have even attempted the introduction of an heretical Trinity by substituting the Virgin for the Holy Ghost.

عیسائیوں کا چال چلن آنحضرت کے زمانہ میں

was under the sway of the Emperors of Constantinople. The shores of the Persian Gulf, the countries watered by the Tigris and the Euphrates, and the southern provinces of the Peninsula, acknowledged the supremacy of the Chosroes of Persia. A portion of the coasts of the Red Sea to the south of Mecca was subject to the Christian kings of Abyssinia. Mecca and the all but inaccessible countries of the interior had preserved their independence. The political state of the country necessarily determined, to a great extent, the religious belief of the inhabitants. Thus, where the Greek and Abyssinian authority prevailed, there Christianity had the ascendancy; the doctrines of the Magi and that of the Manicheans, both of which recognised two antagonistic principles, were predominant in the Persian provinces, while everywhere else idolatry held unbounded sway. In the first ages the Arabs had adored one supreme God (Allah Taala) creator of the heavens and the earth, but subsequently, had abandoned that worship and raised temples for the adoration of demons, sons of God, who, residing in the planets and fixed stars, governed the earth. These Gods were not universally adored throughout the country; each tribe, each family had its particular divinities, its Lares, in fact, in honour of which even human victims were immolated. The Arabs believed neither in a future state nor in the creation of the world, but attributed the formation of the universe to nature, and its future destruction to time. Debauchery and robbery everywhere prevailed, and since death was regarded as the end, strictly so called, of existence, so was there neither recompense for virtue nor punishment for vice. A like moral and religious corruption was to be found among the Christians and the Jews who, for ages had established themselves in the Arabian Peninsula, and had there formed very powerful parties. The Jews had come to seek in that land of liberty an asylum from the persecution of the Romans; the Christians had

حوالہ نمبر 209

Mr. GODFREY HIGGINS'

APOLOGY FOR MOHAMED

[*A Verbatim Reprint*]

EDITED,
WITH INTRODUCTION, CRITICAL NOTES,
APPENDICES, AND A CHAPTER ON ISLAM,

BY MIRZA ABU'L-FAZL

My Lord! was I aught but a mortal apostle?
—Koran, S. 17. 93.

Premier Book House
KATCHERY ROAD, ANARKALI, LAHORE

قرآنی تحریک

روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 214 حاشیہ II

/ —

MUHAMMAD

AND

TEACHINGS OF QURAN

حوالہ نمبر 209

by
JOHN DAVENPORT

Edited by
MOHAMMAD AMIN
Barrister at Law

SHAIKH MUHAMMAD ASHRAF
KASHMIRI BAZAR . LAHORE
(WEST PAKISTAN)

Chapter 1

THE word Quran is derived from the Arabic "Quraa" (he read), and properly signifies "the reading" or rather "that which ought to be read."

The Quran is regarded by the Musalmans as of divine origin and revealed to Muhammad for the guidance of humanity. The first part that was revealed is agreed to be the first five verses of the 96th Chapter, as follows :

"Recite thou in the name of thy Lord Who created—

Created man from clots of blood !

Recite thou ! for thy Lord is the Most Beneficent.

Who hath taught man the use of the pen.

Hath taught man that which he knew not."

From a literary point of view the Quran is the best poetical work of the East. It is confessedly the standard of the Arabic language,

and abounds in splendid imagery and the boldest metaphors. Goethe says about it: "The Koran is a work with whose dullness the reader is at first disgusted, afterwards attracted by its charms, and finally irresistibly ravished by its many beauties."

"The miracle of the Quran," says a Muslim author, "consists in its elegance, purity of diction, and melody of its sentences, so that every one who hears it recited perceives at once its superiority over all other Arabic compositions. Every sentence of it inserted in a composition, however elegant, is like a brilliant ruby, and shines as a gem of the most dazzling lustre, while in its diction it is so inimitable as to have been the subject of astonishment to all learned men, ever since its first promulgation."

It was to the Quran so considered as a permanent miracle that Muhammad appealed as the chief confirmation of his mission, publicly challenging the most eloquent men in Arabia, then abounding with persons whose sole study and ambition it was to excel in elegance of style and composition, to produce

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 Agni thou madest heaven to thunder for mankind; thou, yet more pious, for pious Purûravâs.

When thou art rapidly freed from thy parents, first eastward they bear thee round, and, after, to the west.

5 Thou, Agni, art a Bull who makes our store increase, to be invoked by him who lifts the ladle up.

Well knowing the oblation with the hallowing word, uniting all who live, thou lightenest first our folk.

6 Agni, thou savest in the synod when pursued e'en him, far-seeing One! who walks in evil ways.

Thou, when the heroes fight for spoil which men rush round, slayest in war the many by the hands of few.

7 For glory, Agni, day by day, thou liftest up the mortal man to highest immortality,—

Even thou who yearning for both races givest them great bliss, and to the prince grantest abundant food.

8 O Agni, highly lauded, make our singer famous that he may win us store of riches;

May we improve the rite with new performance. O Earth and Heaven, with all the Gods, protect us.

9 O blameless Agni lying in thy Parents' lap, a God among the Gods, be watchful for our good.

Former of bodies, be the singer's Providence: all good things hast thou sown for him, auspicious One!

10 Agni, thou art our Providence, our Father thou: we are thy brethren and thou art our spring of life.

In thee, rich in good heroes, guard of high decrees, meet hundred, thousand treasures, O infallible!

---

4 *Purûravâs:* son of Budha. He is said to have instituted the three sacrificial fires. Agni, to reward him, sent thunder the forerunner of rain. *Freed from thy parents:* produced and separated from the fire-sticks. *Eastward they bear thee:* the fire is first applied to light the Ahavaniya fire and then the Gârhapatya. 5 *A Bull:* exceedingly strong. *With the hallowing word:* the exclamation *Vashat:* (may he (Agni) bear it (to the Gods), used at the moment of pouring the sacrificial oil or clarified butter on the fire. 6 *Agni, thou savest in the synod:* the *vidàtha*, synod or sacrificial assembly, seems to have been regarded as an inviolable asylum. 7 *Both races:* Gods and men. *The prince:* the Sûri, the noble or eminent man who institutes and pays the charges of the sacrifice. 9 *Thy Parents:* here said to mean Heaven and Earth. *Former of bodies:* giver of children.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 We will bring fuel and prepare burnt offerings, reminding thee at each successive festival.

Fulfil our thought that so we may prolong our lives. Let us not in thy friendship, Agni suffer harm.

5 His ministers move forth, the guardians of the folk, protecting quadruped and biped with their rays.

Mighty art thou, the wondrous herald of the Dawn. Let us not in thy friendship, Agni, suffer harm.

6 Thou art Presenter and the chief Invoker, thou Director, Purifier, great High Priest by birth.

Knowing all priestly work thou perfectest it, Sage. Let us not in thy friendship, Agni, suffer harm.

7 Lovely of form art thou, alike on every side; though far, thou shinest brightly as if close at hand.

O God, thou seest through even the dark of night. Let us not in thy friendship, Agni, suffer harm.

8 Gods, foremost be his car who pours libations out, and let our hymn prevail o'er evil-hearted men.

Attend to this our speech and make it prosper well. Let us not in thy friendship, Agni, suffer harm.

9 Smite with thy weapons those of evil speech and thought, devouring demons, whether near or far away.

Then to the singer give free away for sacrifice. Let us not in thy friendship, Agni, suffer harm.

10 When to thy chariot thou hadst yoked two red steeds and two ruddy steeds, wind-sped, thy roar was like a bull's.

Thou with smoke-bannered flame attackest forest trees. Let us not in thy friendship, Agni, suffer harm.

11 Then at thy roar the very birds are terrified, when, eating up the grass, thy sparks fly forth abroad.

Then is it easy for thee and thy car to pass. Let us not in thy friendship, Agni, suffer harm.

---

5 *His ministers*: his beams of light. 6 'Agni is here identified with the chief of the sixteen priests engaged at solemn sacrifices. He is *Adhwaryu*, usually called the reciter of the *Yajush*,—here defined, by the scholiast, as the presenter of the offerings: he is the *Hotri*, or invoking priest: he is the *Prasástri*, or the *Maitrávaruna*, whose duty it is to direct the other priests what to do, and when to perform their functions: he is the *potri*, or priest so termed, and the family or hereditary *purohita*: or *purohita* may be the same as the *Brahmá* of a ceremony,—being, to men, what *Brihaspati* is to the Gods.'—Wilson.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

8 There as he lies like a bank-bursting river, the waters taking courage flow above him.
The Dragon lies beneath the feet of torrents which Vṛitra with his greatness had encompassed.

9 Then humbled was the strength of Vṛitra's mother: Indra hath cast his deadly bolt against her.
The mother was above, the son was under, and like a cow beside her calf lay Dânu.

10 Rolled in the midst of never-ceasing currents flowing without a rest for ever onward,
The waters bear off Vṛitra's nameless body: the foe of Indra sank to during darkness.

11 Guarded by Ahi stood the thralls of Dâsas, the waters stayed like kine held by the robber.
But he, when he had smitten Vṛitra, opened the cave wherein the floods had been imprisoned.

12 A horse's tail wast thou when he, O Indra, smote on thy bolt; thou, God without a second,
Thou hast won back the kine, hast won the Soma; thou hast let loose to flow the Seven Rivers.

13 Nothing availed him lightning, nothing thunder, hailstorm of mist which he had spread around him:
When Indra and the Dragon strove in battle, Maghavan gained the victory for ever.

14 Whom sawest thou to avenge the Dragon, Indra, that fear possessed thy heart when thou hadst slain him;
That, like a hawk affrighted through the regions, thou crossedst nine-and-ninety flowing rivers?

---

9 *Dânu*: according to Sâyaṇa, the mother of Vṛitra. 11 *Thralls of Dâsas*: in the power of Vṛitra and his allies. Dâsa is a general name applied in the Veda to certain evil beings or demons, hostile to Indra and to men. It means, also, a savage, a barbarian, one of the non-Âryan inhabitants of India. *The robber*: *paṇi* (literally, one who barters and traffics) means a miser, a niggard; an impious man who gives little or nothing to the Gods. The word is used also as the name of a class of envious demons watching over treasures, and as an epithet of the fiends who steal cows and hide them in mountain caverns. 12 *A horse's tail was thou*: destroying thy enemies as easily a horse sweeps away flies with his tail. Cf. I. 27. 1. *The Seven Rivers*: according to Professor Max Müller: the Indus, the five rivers of the Panjâb (Vitastâ, Asiknî Parushṇî, Vipâsi Sutudni) and the Sarasvatî. Lassen and Ludwig put the Kubhâ in the place of the last-named. 14 This flight of Indra is frequently alluded to. It it said that he fled thinking that he had committed a great sin in killing Vṛitra. *Nine-and-ninety*: used indefinitely for a great number.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 Praise ye, O men, and glorify Indra-Agni in the holy rites: Sing praise to them in sacred songs.

3 Indra and Agni we invite, the Soma-drinkers, for the fame Of Mitra, to the Soma-draught.

4 Strong Gods, we bid them come to this libation that stands ready here:
Indra and Agni, come to us.

5 Indra and Agni, mighty Lords of our assembly, crush the fiends:
Childless be the devouring ones.

6 Watch ye, through this your truthfulness, there in the place of spacious view:
Indra and Agni, send us bliss.

HYMN XXII. Asvins and Others.

Waken the Asvin Pair who yoke their car at early morn: may they
Approach to drink this Soma juice.

2 We call the Asvins Twain, the Gods borne in a noble car, the best
Of charioteers, who reach the heavens.

3 Dropping with honey is your whip, Asvins, and full of pleasantness:
Sprinkle therewith the sacrifice.

4 As ye go thither in your car, not far, O Asvins, is the home Of him who offers Soma juice.

5 For my protection I invoke the golden-handed Savitar:
He knoweth, as a God, the place.

---

3 *For the fame of Mitra:* the meaning is not clear. Mitra appears to be regarded as the guardian of the world Sâyana takes Mitra in the sense of friend, and refers it to the institutor of the sacrifice.
5 *Crush the fiends:* the Râkshasas, demons who go about at night, ensnaring and even devouring human beings, disturbing sacrifices and devout men, and generally hostile to the Aryan race. 6 *In the place of spacious view:* Sâyana explains 'in the station which preeminently makes known the experience of results (of actions) that is in heaven (Svarga).' In the place where what is hidden will be made known.

3 *Your whip:* the *madhukasâ* or Honey-whip of the Asvins is perhaps the stimulating morning breeze. See Atharva-veda IX. 1, the whole of which hymn is a glorification of this wondrous whip. 5 *Savitar:* the generator or vivifier, is a name of the Sun, in the Veda sometimes identified with and sometimes distinguished from Sûrya.

12 With Svâhâ pay the sacrifice to Indra in the offerer's house :
Thither I call the Deities.

HYMN XIV. Visvedevas.

To drink the Soma, Agni, come, come to our service and our songs
With all these Gods ; and worship them.
2 The Kanvas have invoked thee ; they, O Singer, sing thee songs of praise :
Agni, come hither with the Gods ;
3 Indra, Vâyu, Brihaspati, Mitra, Agni, Pûshan, Bhaga,
Âdityas, and the Marut host.

---

12 *Svâhâ* is the sacred word or exclamation (Hail ! Blessing !) used in pouring the oblation on the fire. According to Sâyaṇa, Svâhâ also may be identified with Agni.

2 *The Kaṇvas :* sons or descendants of Kaṇva, men of the same family as the seer of the hymn. 3 *Indra, Vâyu,* etc. The names of these Gods are in the accusative case, governed by ' they (the Kaṇvas) have invoked,' or ' worship them,' understood. *Brihaspati,* 'alternating with Brahmaṇaspati is the name of a deity in whom the action of the worshipper upon the Gods is personified. He is the suppliant, the priest who intercedes with the Gods for men, and protects them against the wicked. Hence he appears as the prototype of the priests and the priestly order, and is also designated as the Purohita of the divine community. The essential difference between the original idea represented in this God and those expressed in most of the other and older deities of the Veda consists in the fact that the latter are personifications of various departments of nature, or of physical forces, while the former is the product of moral ideas, and an impersonation of the power of devotion.'—Muir, *O. S. Texts,* V. 272. *Pûshan* is a God who protects and multiplies cattle and human possessions generally. In character he is a solar deity, beholds the entire universe, and is a guide on roads and journeys. *Bhaga,* the gracious Lord and protector, is regarded as the bestower of wealth. *Âdityas.* 'There (in the highest heaven) dwell and reign those Gods who bear in common the name of Âdityas. We must, however, if we would discover their earliest character, abandon the conceptions which in a later age, and even in that of the heroic poems, were entertained regarding these deities. According to this conception they were twelve Sun-gods, bearing evident reference to the twelve months. But for the most ancient period we must hold fast the primary signification of their name. They are the inviolable imperishable, eternal beings. Aditi, eternity or the eternal, is the element which sustains them and is sustained by them...The eternal and inviolable element in which the Âdityas dwell, and which forms their essence, is the celestial light...The Âdityas, the Gods of this light, do not therefore by any means coincide with any of the forms in which light is manifested in the universe. They are neither sun, nor moon, nor stars, nor dawn, but the eternal sustainers of this luminous life, which exists, as it were, behind all these phenomena.'—Roth, quoted by Muir, *O. S. Texts,* V. p. 56.

11 Drink ye the meath, O Asvins bright with flames, whose acts are pure, who with
Ritus accept the sacrifice.

12 With Ritu, through the house-fire, thou, kind Giver, guidest sacrifice :
Worship the Gods for the pious man.

HYMN XVI. Indra.

LET thy Bay Steeds bring thee, the Strong, hither to drink the Soma draught—
Those, Indra, who are bright as suns.

2 Here are the grains bedewed with oil : hither let the Bay Coursers bring
Indra upon his easiest car.

3 Indra at early morn we call, Indra in course of sacrifice,
Indra to drink the Soma juice.

4 Come hither, with thy long-maned Steeds, O Indra, to the draught we pour :
We call thee when the juice is shed.

5 Come thou to this our song of praise, to the libation poured for thee :
Drink of it like a stag athirst.

6 Here are the drops of Soma juice expressed on sacred grass : thereof
Drink, Indra, to increase thy might.

7 Welcome to thee be this our hymn, reaching thy heart, most excellent:
Then drink the Soma juice expressed.

8 To every draught of pressed-out juice Indra, the Vṛitra-slayer, comes,
To drink the Soma for delight.

9 Fulfil, O Satakratu, all our wish with horses and with kine:
With holy thoughts we sing thy praise.

---

12 *Through the house-fire.* The *gâ'rhapatya* is the sacred fire perpetually maintained by the householder; the fire from which fires for sacrificial purposes are lighted.

1 *Bright as suns : sû'rachaksasah.* Sâyaṇa understands this to refer to the priests, and Wilson renders accordingly: may (the priests), radiant as the sun (make thee manifest). 2 *Easiest car ; sukhátame ráthe :* that is, most easily moving, swiftest. 3 *Indra at early morn we call.* Although not more particularly named, the specification implies the morning, mid-day, and evening worship. 5 *Like a stag athirst :* like a *gaura* (Bos Gaurus) a kind of buffalo. 'Drink like a thirsty buffalo,' would perhaps be a more strictly accurate rendering.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

5 Destroy this ass, O Indra, who in tones discordant brays to thee:
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

6 Far distant on the forest fall the tempest in a circling course!
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

7 Slay each reviler, and destroy him who in secret injures us:
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine
In thousands, O most wealthy One.

HYMN XXX. Indra.

We seeking strength with Soma-drops fill full your Indra like a well,
Most liberal, Lord of Hundred Powers,

2 Who lets a hundred of the pure, a thousand of the milk-blent draughts
Flow, even as down a depth, to him;

3 When for the strong, the rapturous joy he in this manner hath made room
Within his belly, like the sea.

4 This is thine own. Thou drawest near, as turns a pigeon to his mate:
Thou carest too for this our prayer.

5 O Hero, Lord of Bounties, praised in hymns, may power and joyfulness
Be his who sings the laud to thee.

6 Lord of a Hundred Powers stand up to lend us succour in this fight:
In others too let us agree.

7 In every need, in every fray we call as friends to succour us
Indra the mightiest of all.

---

5 *This ass:* our adversary, says the Scholiast. 'Therefore is he called an ass, as braying, or uttering harsh sounds intolerable to hear.'
6 *Far distant on the forest:* may the cyclone or tempest expend its fury on the wood, and not come nigh us. The word *kundṛiṇā'chī*, which I have rendered in accordance with Sâyaṇa, means elsewhere a certain kind of animal, a lizard according to Sâyaṇa. This passage may perhaps mean, 'may the wind fall on the forest with the *kundṛiṇā'chī* whatever that may be.

---

1 *Lord of Hundred Powers:* Śatakratu. 3 *The strong, the rapturous joy:* the exhilarating Soma juice. 4 *This is thine own:* this Soma libation is for thee alone. 6 *In this fight:* the hymn is a prayer for aid in a coming battle.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

THE HYMNS OF THE RIGVEDA.

BOOK THE FIRST.

—o—

HYMN I. Agni.

1 I laud Agni, the chosen Priest, God, minister of sacrifice,
The hotar, lavishest of wealth.
2 Worthy is Agni to be praised by living as by ancient seers:
He shall bring hitherward the Gods.
3 Through Agni man obtaineth wealth, yea, plenty waxing day by day,
Most rich in heroes, glorious.
4 Agni, the perfect sacrifice which thou encompassest about
Verily goeth to the Gods.
5 May Agni, sapient-minded Priest, truthful, most gloriously great,
The God, come hither with the Gods.
6 Whatever blessing, Agni, thou wilt grant unto thy worshipper,
That, Angiras, is indeed thy truth.

25 26 2
262

The first two hymns of this Book are ascribed to the Rishi or seer Madhuchchhandas Vaisvâmitra, a son or descendant of the famous Visvâmitra. The deity to whom this hymn is addressed is Agni, the God of fire, the most prominent, next to Indra, of the deities of the Rigveda. Agni is the messenger and mediator between earth and heaven, announcing to the Gods the hymns, and conveying to them the oblations of their worshippers, inviting them with the sound of his crackling flames and bringing them down to the place of sacrifice. As concentrating in himself the various sacrificial duties of different classes of human priests, Agni is called the *Purohita* or chosen priest, the *præpositus* or *præses* He is a *Ritvij*, a priest or minister who sacrifices at the proper seasons, and a *Hotar*, an invoking priest, a herald who calls the Gods to enjoy the offering. All riches are at his disposal, and he is the most bountiful rewarder, both directly and indirectly, of the pious whose oblations he carries to the Gods. 2 *Ancient seers:* said by Sâyana to be Bhrigu, Angiras, and others. The expression indicates the existence of earlier hymns. 3 *Most rich in heroes:* the heroes here spoken of, who accompany the acquisition and increase of wealth, are brave sons and dependents. 4 *Perfect:* uninterrupted by Rákshasas or fiends, who are unable to mar a sacrifice which Agni protects on all sides. 6 *Angiras:* here a name of Agni. The Angirases appear to have been regarded as a race of higher beings between Gods and men, the typical first sacrificers, whose ritual is the pattern which later priests must follow.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 Wake up the willing Gods, since thou, Agni performest embassage:
Sit on the sacred grass with Gods.

5 O Agni, radiant One, to whom the holy oil is poured, burn up
Our enemies whom fiends protect.

6 By Agni Agni is inflamed, Lord of the House, wise, young, who bears
The gift: the ladle is his mouth.

7 Praise Agni in the sacrifice, the Sage whose ways are ever true,
The God who driveth grief away.

8 God, Agni, be his strong defence who, lord of sacrificial gifts,
Worshippeth thee the messenger.

9 Whoso with sacred gift would fain call Agni to the feast of Gods,
O Purifier, favour him.

10 Such, Agni, Purifier, bright, bring hither to our sacrifice,
To our oblation bring the Gods.

11 So lauded by our newest song of praise bring opulence to us,
And food, with heroes for our sons.

12 O Agni, by effulgent flame, by all invokings of the Gods,
Show pleasure in this laud of ours.

HYMN XIII. Agni.

Agni, well-kindled, bring the Gods for him who offers holy gifts.
Worship them, Purifier, Priest.

2 Son of Thyself, present, O Sage, our sacrifice to the Gods to-day.
Sweet to the taste, that they may feast.

---

9 *By Agni Agni is inflamed:* The fire into which the oblation is poured is lighted by the application of other fire. *Young:* as newly born each time the fire is produced. *The ladle:* used for pouring the sacrificial butter into the fire. 8 *Lord of sacrificial gifts:* the wealthy patron or institutor of the sacrifice. 9 *O Purifier: pâvaka,* purifying, is in later Sanskrit a common word for fire.

This is one of the Âprî or propitiatory hymns, consisting of invocations to a series of deified objects, and said to be introductory to the animal sacrifice. All the deified objects addressed in this hymn are said by Sâyaṇa to be forms of Agni.

1 *For him Who offers holy gifts:* for the institutor of the sacrifice.
2 *Son of Thyself.* Tanûnapât, son or descendant of oneself, is a frequently recurring name of Agni, so called because fire is sometimes self-generated, as in the lightning, or produced by attrition, and not necessarily derived from other fire. Other fanciful derivations are given.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 Wake up the willing Gods, since thou, Agni performest embassage:
Sit on the sacred grass with Gods. 359

5 O Agni, radiant One, to whom the holy oil is poured, burn up
Our enemies whom fiends protect. 354

6 By Agni Agni is inflamed, Lord of the House, wise, young, who bears
The gift: the ladle is his mouth.

7 Praise Agni in the sacrifice, the Sage whose ways are ever true,
The God who driveth grief away. 355

8 God, Agni, be his strong defence who, lord of sacrificial gifts,
Worshippeth thee the messenger. 356

9 Whoso with sacred gift would fain call Agni to the feast of Gods,
O Purifier, favour him. 357

10 Such, Agni, Purifier, bright, bring hither to our sacrifice,
To our oblation bring the Gods. 358

11 So lauded by our newest song of praise bring opulence to us,
And food, with heroes for our sons.

12 O Agni, by effulgent flame, by all invokings of the Gods,
Show pleasure in this laud of ours.

HYMN XIII. Agni.

Agni, well-kindled, bring the Gods for him who offers holy gifts.
Worship them, Purifier, Priest.

2 Son of Thyself, present, O Sage, our sacrifice to the Gods to-day.
Sweet to the taste, that they may feast. 252, 258

---

6 *By Agni Agni is inflamed:* The fire into which the oblation is poured is lighted by the application of other fire. *Young:* as newly born each time the fire is produced. *The ladle:* used for pouring the sacrificial butter into the fire. 8 *Lord of sacrificial gifts:* the wealthy patron or institutor of the sacrifice. 9 *O Purifier:* pâvaka, purifying is in later Sanskrit a common word for fire.

This is one of the Âprî or propitiatory hymns, consisting of invocations to a series of deified objects, and said to be introductory to the animal sacrifice. All the deified objects addressed in this hymn are said by Sâyana to be forms of Agni.

1 *For him Who offers holy gifts:* for the institutor of the sacrifice.

2 *Son of Thyself.* Tanûnapât, son or descendant of oneself, is a frequently recurring name of Agni, so called because fire is sometimes self-generated, as in the lightning, or produced by attrition, and not necessarily derived from other fire. Other fanciful derivations are given.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 Agni thou madest heaven to thunder for mankind; thou, yet more pious, for pious Purûravâs.
When thou art rapidly freed from thy parents, first eastward they bear thee round, and, after, to the west.

5 Thou, Agni, art a Bull who makes our store increase, to be invoked by him who lifts the ladle up.
Well knowing the oblation with the hallowing word, uniting all who live, thou lightenest first our folk.

6 Agni, thou savest in the synod when pursued e'en him, far-seeing One! who walks in evil ways.
Thou, when the heroes fight for spoil which men rush round, slayest in war the many by the hands of few.

7 For glory, Agni, day by day, thou liftest up the mortal man to highest immortality,—
Even thou who yearning for both races givest them great bliss, and to the prince grantest abundant food.

8 O Agni, highly lauded, make our singer famous that he may win us store of riches:
May we improve the rite with new performance. O Earth and Heaven, with all the Gods, protect us.

9 O blameless Agni lying in thy Parents' lap, a God among the Gods, be watchful for our good.
Former of bodies, be the singer's Providence: all good things hast thou sown for him, auspicious One!

10 Agni, thou art our Providence, our Father thou: we are thy brethren and thou art our spring of life.
In thee, rich in good heroes, guard of high decrees, meet hundred, thousand treasures, O infallible!

---

4 *Purûravâs:* son of Budha. He is said to have instituted the three sacrificial fires. Agni, to reward him, sent thunder the forerunner of rain. *Freed from thy parents:* produced and separated from the fire-sticks. *Eastward they bear thee:* the fire is first applied to light the Ahavaniya fire and then the Gârhapatya. 5 *A Bull:* exceedingly strong. *With the hallowing word:* the exclamation *Vashat:* (may he (Agni) bear it (to the Gods), [illegible]ed at the moment of pouring the sacrificial oil or clarified butte[illegible] the fire. 6 *Agni, thou savest in the synod:* the *vidátha*, synod [illegible] sacrificial assembly, seems to have been regarded as an inviolable asylum. 7 *Both races:* Gods and men. *The prince:* the Sûri, the noble or eminent man who institutes and pays the charges of the sacrifice. 9 *Thy Parents:* here said to mean Heaven and Earth. *Former of bodies:* giver of children,

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

24 Fill me with splendour, Agni; give offspring and length of days; the Gods
Shall know me even as I am, and Agni, with the Rishis, know.

HYMN XXIV. Varuna and Others.

Who now is he, what God among the Immortals, of whose auspicious name we may bethink us?
Who shall to mighty Aditi restore us, that I may see my Father and my Mother?

2 Agni the God the first among the Immortals,—of his auspicious name let us bethink us. 198
He shall to mighty Aditi restore us, that I may see my Father and my Mother.

3 To thee, O Savitar, the Lord of precious things, who helpest us
Continually, for our share we come—

4 Wealth, highly lauded ere reproach hath fallen on it, which is laid,
Free from all hatred, in thy hands.

---

24 *Indra with the Rishis:* Perhaps the seven great Rishis are intended,—Marichi, Atri, Angiras, Pulastya, Kratu, and Vasishtha.

This hymn, addressed to Varuna, Prajâpati, Agni, Savitar, and Bhaga, is the first of a series attributed to Sunahsepa, the son of Ajigarta. The legend is told in full detail in the *Aitareya Brahmana*. A king, named Harischandra, worships Varuna in order to obtain a son, promising to sacrifice to him his first-born. A son is born, named Rohita; but the king delays the sacrifice until Rohita grows up, when his father communicates to him his intended fate. Rohita refuses submission, and spends several years in the forest away from home. There, at last, he meets with Ajigarta, a Rishi in great distress, and persuades him to part with his second son Sunahsepa to be offered, as a substitute, to Varuna. Sunahsepa is about to be sacrificed, when, by the advice of Visvâmitra, one of the officiating priests, he appeals to the Gods, and is liberated. See Wilson, *Rigveda*, i. p. 60., Muir, *O. S. Texts*, i. 355, 407, 413, and M. Müller, *A. S. Literature*, p. 408. 1 *Mighty Aditi:* Professor Müller(*Trans. of the Rigveda*, 1 230) says that 'Aditi, an ancient god or goddess, is in reality the earliest name invented to express the Infinite; not the Infinite as the result of a long process of abstract reasoning, but the visible Infinite, the endless expanse beyond the earth, beyond the clouds, beyond the sky.' 'These words [Who shall to mighty Aditi restore us?] may be understood as spoken by some one in danger of death who prayed to be permitted again to behold the face of nature...If we should understand the father and mother whom the suppliant is anxious to behold, as meaning heaven and earth, it would become still more probable that Aditi is to be understood as meaning nature.'—Muir, *O. S. Texts*, v. 45. Sâyana explains Aditi in the text as Earth: Roth. as freedom or security; Benfey, as sinlessness.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN XLV. Agni.

WORSHIP the Vasus, Agni! here, the Rudras, the Âdityas, all
Who spring from Manu, those who know fair rites, who pour their blessings down.
2 Agni, the Gods who understand give ear unto the worshipper:
Lord of Red Steeds, who lovest song, bring thou those Three-and-Thirty Gods.
3 O Jâtavedas, great in act, hearken thou to Praskanva's call,
As Priyamedha erst was heard, Atri, Virûpa, Angiras.
4 The sons of Priyamedha skilled in lofty praise have called for help
On Agni who with fulgent flame is Ruler of all holy rites.
5 Hear thou, invoked with holy oil, bountiful giver of rewards,
These eulogies, whereby the sons of Kanva call thee to their aid.
6 O Agni, loved by many, thou of fame most wondrous, in their homes
Men call on thee whose hair is flame, to be the bearer of their gifts.
7 Thee, Agni, best to find out wealth, most widely famous, quick to hear,
Singers have stablished in their rites Herald and ministering Priest.
8 Singers with Soma pressed have made thee, Agni, hasten to the feast,
Great light to mortal worshipper, what time they bring the sacred gift.
9 Good, bounteous, Son of Strength, this day seat here on sacred grass the Gods
Who come at early morn, the host of heaven, to drink the Soma juice.
10 Bring with joint invocations thou, O Agni, the celestial host:
Here stands the Soma, bounteous Gods: drink this expressed ere yesterday.

---

1 *Vasus, Rudras, Âdityas:* three classes of Gods who make up almost the whole number of the thirty-three deities spoken of in the next stanza. *Who spring from Manu:* Manu appears here as Prajâpati, the progenitor of Gods as well as of men. 2 *Lord of Red Steeds:* Agni, whose horses are flames of fire. *The Three-and-Thirty Gods:* see I. 34. 11. 3 Priyamedha, Atri, and Virûpa are famous Rishis, the seers of many hymns of tht Rigveda. Angiras has already been mentioned. See I. 1. 6. 9 *Son of Strength:* made or generated by strong friction; 'kindled through agitation to a flame.'
10 *Expressed ere yesterday:* prepared two days before in order that juice might ferment before it was used.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 Wake up the willing Gods, since thou, Agni performest embassage:
Sit on the sacred grass with Gods. 35

5 O Agni, radiant One, to whom the holy oil is poured, burn up
Our enemies whom fiends protect. 35

6 By Agni Agni is inflamed, Lord of the House, wise, young, who bears
The gift: the ladle is his mouth.

7 Praise Agni in the sacrifice, the Sage whose ways are ever true,
The God who driveth grief away. 35

8 God, Agni, be his strong defence who, lord of sacrificial gifts,
Worshippeth thee the messenger. 35

9 Whoso with sacred gift would fain call Agni to the feast of Gods,
O Purifier, favour him. 35

10 Such, Agni, Purifier, bright, bring hither to our sacrifice,
To our oblation bring the Gods. 35

11 So lauded by our newest song of praise bring opulence to us,
And food, with heroes for our sons.

12 O Agni, by effulgent flame, by all invokings of the Gods,
Show pleasure in this laud of ours.

HYMN XIII. Agni.

Agni, well-kindled, bring the Gods for him who offers holy gifts.
Worship them, Purifier, Priest.

2 Son of Thyself, present, O Sage, our sacrifice to the Gods to-day.
Sweet to the taste, that they may feast. 252, 258

---

6 *By Agni Agni is inflamed*: The fire into which the oblation is poured is lighted by the application of other fire. *Young*: as newly born each time the fire is produced. *The ladle*: used for pouring the sacrificial butter into the fire. 8 *Lord of sacrificial gifts*: the wealthy patron or institutor of the sacrifice. 9 *O Purifier*: *pâvaka*, purifying is in later Sanskrit a common word for fire.

This is one of the Âprî or propitiatory hymns, consisting of invocations to a series of deified objects, and said to be introductory to the animal sacrifice. All the deified objects addressed in this hymn are said by Sâyana to be forms of Agni.

1 *For him Who offers holy gifts*: for the institutor of the sacrifice.
2 *Son of Thyself*. Tanûnapât, son or descendant of oneself, is a frequently recurring name of Agni, so called because fire is sometimes self-generated, as in the lightning, or produced by attrition, and not necessarily derived from other fire. Other fanciful derivations are given.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 Now all this world, for worship, shall come after thee—the offerer's libations like floods to the depth.
When the well-loved one seems to rest upon the hill, the thunderbolt of Indra, shatterer wrought of gold.

3 To him the terrible, most meet for lofty praise, like bright Dawn, now bring gifts with reverence in this rite,
Whose being, for renown, yea, Indra-power and light, have been created, like bay steeds, to move with speed.

4 Thine, Indra, praised by many, excellently rich! are we who trusting in thy help draw near to thee.
Lover of praise, none else but thou receives our laud: as earth loves all her creatures, love thou this our hymn.

5 Great is thy power, O Indra, we are thine. Fulfil, O Maghavan, the wish of this thy worshipper.
After thee lofty heaven hath measured out its strength: to thee and to thy power this earth hath bowed itself.

6 Thou, who hast thunder for thy weapon, with thy bolt hast shattered into pieces this broad massive cloud.
Thou hast sent down the obstructed floods that they may flow; thou hast, thine own for ever, all victorious might.

HYMN LVIII.

Agni

259 NE'ER waxeth faint the Immortal, Son of Strength, since he, the Herald, hath become Vivasvân's messenger.
On paths most excellent he measured out mid-air: he with oblation calls to service of the Gods.

260 2 Never decaying, seizing his appropriate food, rapidly, eagerly through the dry wood he spreads.
His back, as he is sprinkled, glistens like a horse: loud hath he roared, and shouted like the heights of heaven.

2 *When the well-loved one:* when the lightning-laden cloud is resting on the mountain, men pray to Indra in order that he may discharge his celestial artillery and bring down the rain. 5 *After thee:* the heaven has taken thy might as a pattern for its own might.

This Hymn and the five following are ascribed to Nodhas, the son of Gotama. 1 *Vivasvân's messenger:* Vivasvân is the morning heaven and the personification of the sacrificer of the Gods. *He measured out mid-air:* this act is ascribed to Indra in I. 56. 5. 2 *As he is sprinkled:* with clarified butter.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 Now all this world, for worship, shall come after thee—the offerer's libations like floods to the depth.
When the well-loved one seems to rest upon the hill, the thunderbolt of Indra, shatterer wrought of gold.

3 To him the terrible, most meet for lofty praise, like bright Dawn, now bring gifts with reverence in this rite,
Whose being, for renown, yea, Indra-power and light, have been created, like bay steeds, to meve with speed.

4 Thine, Indra, praised by many, excellently rich! are we who trusting in thy help draw near to thee.
Lover of praise, none else but thou receives our laud: as earth loves all her creatures, love thou this our hymn.

5 Great is thy power, O Indra, we are thine. Fulfil, O Maghavan, the wish of this thy worshipper.
After thee lofty heaven hath measured out its strength: to thee and to thy power this earth hath bowed itself.

6 Thou, who hast thunder for thy weapon, with thy bolt hast shattered into pieces this broad massive cloud.
Thou hast sent down the obstructed floods that they may flow; thou hast, thine own for ever, all victorious might.

HYMN LVIII.

Agni

NE'ER waxeth faint the Immortal, Son of Strength, since he, the Herald, hath become Vivasvân's messenger.
On paths most excellent he measured out mid-air: he with oblation calls to service of the Gods.

2 Never decaying, seizing his appropriate food, rapidly, eagerly through the dry wood he spreads.
His back, as he is sprinkled, glistens like a horse: loud hath he roared, and shouted like the heights of heaven.

---

2 *When the well-loved one:* when the lightning-laden cloud is resting on the mountain, men pray to Indra in order that he may discharge his celestial artillery and bring down the rain. 5 *After thee:* the heaven has taken thy might as a pattern for its own might.

This Hymn and the five following are ascribed to Nodhas, the son of Gotama. 1 *Vivasvân's messenger:* Vivasvân is the morning heaven and the personification of the sacrificer of the Gods. *He measured out mid-air:* this act is ascribed to Indra in I. 56. 5. 2 *As he is sprinkled:* with clarified butter.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

THE HYMNS OF THE RIGVEDA.

BOOK THE FIRST.

HYMN I. Agni.

1 I LAUD Agni, the chosen Priest, God, minister of sacrifice,
The hotar, lavishest of wealth.
2 Worthy is Agni to be praised by living as by ancient seers:
He shall bring hitherward the Gods.
3 Through Agni man obtaineth wealth, yea, plenty waxing day by day,
Most rich in heroes, glorious.
4 Agni, the perfect sacrifice which thou encompassest about
Verily goeth to the Gods.
5 May Agni, sapient-minded Priest, truthful, most gloriously great,
The God, come hither with the Gods.
6 Whatever blessing, Agni, thou wilt grant unto thy worshipper,
That, Angiras, is indeed thy truth.

The first two hymns of this Book are ascribed to the Rishi or seer Madhuchchhandas Vaisvâmitra, a son or descendant of the famous Visvâmitra. The deity to whom this hymn is addressed is Agni, the God of fire, the most prominent, next to Indra, of the deities of the Rigveda. Agni is the messenger and mediator between earth and heaven, announcing to the Gods the hymns, and conveying to them the oblations of their worshippers, inviting them with the sound of his crackling flames and bringing them down to the place of sacrifice. As concentrating in himself the various sacrificial duties of different classes of human priests, Agni is called the *Purohita* or chosen priest, the *præpositus or præses* He is a *Ritvij*, a priest or minister who sacrifices at the proper seasons, and a *Hotar*, an invoking priest, a herald who calls the Gods to enjoy the offering. All riches are at his disposal, and he is the most bountiful rewarder, both directly and indirectly, of the pious whose oblations he carries to the Gods. 2 *Ancient seers:* said by Sâyana to be Bhrigu, Angiras, and others. The expression indicates the existence of earlier hymns. 3 *Most rich in heroes:* the heroes here spoken of, who accompany the acquisition and increase of wealth, are brave sons and dependents. 4 *Perfect:* uninterrupted by Râkshasas or fiends, who are unable to mar a sacrifice which Agni protects on all sides. 6 *Angiras:* here a name of Agni. The Angirases appear to have been regarded as a race of higher beings between Gods and men, the typical first sacrificers, whose ritual is the pattern which later priests must follow.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

BOOK THE FIRST.

232 حوالہ نمبر

HYMN I. Agni.

I LAUD Agni, the chosen Priest, God, minister of sacrifice,
The hotar, lavishest of wealth.
2 Worthy is Agni to be praised by living as by ancient seers:
He shall bring hitherward the Gods.
3 Through Agni man obtaineth wealth, yea, plenty waxing day by day,
Most rich in heroes, glorious.
4 Agni, the perfect sacrifice which thou encompassest about
Verily goeth to the Gods.
5 May Agni, sapient-minded Priest, truthful, most gloriously great,
The God, come hither with the Gods.
6 Whatever blessing, Agni, thou wilt grant unto thy worshipper,
That, Angiras, is indeed thy truth.

The first two hymns of this Book are ascribed to the Rishi or seer Madhuchchhandas Vaiśvâmitra, a son or descendant of the famous Viśvâmitra. The deity to whom this hymn is addressed is Agni, the God of fire, the most prominent, next to Indra, of the deities of the Rigveda. Agni is the messenger and mediator between earth and heaven, announcing to the Gods the hymns, and conveying to them the oblations of their worshippers, inviting them with the sound of his crackling flames and bringing them down to the place of sacrifice. As concentrating in himself the various sacrificial duties of different classes of human priests, Agni is called the *Purohita* or chosen priest, the *præpositus* or *præses* He is a *Ritvij*, a priest or minister who sacrifices at the proper seasons, and a *Hotar*, an invoking priest, a herald who calls the Gods to enjoy the offering. All riches are at his disposal, and he is the most bountiful rewarder, both directly and indirectly, of the pious whose oblations he carries to the Gods. 2 *Ancient seers*: said by Sâyaṇa to be Bhrigu, Angiras, and others. The expression indicates the existence of earlier hymns. 3 *Most rich in heroes*: the heroes here spoken of, who accompany the acquisition and increase of wealth, are brave sons and dependents. 4 *Perfect*: uninterrupted by Râkshasas or fiends, who are unable to mar a sacrifice which Agni protects on all sides. 6 *Angiras*: here a name of Agni. The Angirases appear to have been regarded as a race of higher beings between Gods and men, the typical first sacrificers, whose ritual is the pattern which later priests must follow.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

THE HYMNS OF THE RIGVEDA.

BOOK THE FIRST.

HYMN I.

Agni.

1 I LAUD Agni, the chosen Priest, God, minister of sacrifice,
The hotar, lavishest of wealth.
2 Worthy is Agni to be praised by living as by ancient seers:
He shall bring hitherward the Gods.
3 Through Agni man obtaineth wealth, yea, plenty waxing day by day,
Most rich in heroes, glorious.
4 Agni, the perfect sacrifice which thou encompassest about
Verily goeth to the Gods.
5 May Agni, sapient-minded Priest, truthful, most gloriously great,
The God, come hither with the Gods.
6 Whatever blessing, Agni, thou wilt grant unto thy worshipper,
That, Angiras, is indeed thy truth.

The first two hymns of this Book are ascribed to the Rishi or seer Madhuchchhandas Vaiśvâmitra, a son or descendant of the famous Viśvâmitra. The deity to whom this hymn is addressed is Agni, the God of fire, the most prominent, next to Indra, of the deities of the Rigveda. Agni is the messenger and mediator between earth and heaven, announcing to the Gods the hymns, and conveying to them the oblations of their worshippers, inviting them with the sound of his crackling flames and bringing them down to the place of sacrifice. As concentrating in himself the various sacrificial duties of different classes of human priests, Agni is called the *Purohita* or chosen priest, the *præpositus* or *præses* He is a *Ritwij*, a priest or minister who sacrifices at the proper seasons, and a *Hotar*, an invoking priest, a herald who calls the Gods to enjoy the offering. All riches are at his disposal, and he is the most bountiful rewarder, both directly and indirectly, of the pious whose oblations he carries to the Gods. 2 *Ancient seers:* said by Sâyana to be Bhrigu, Angiras, and others. The expression indicates the existence of earlier hymns. 3 *Most rich in heroes:* the heroes here spoken of, who accompany the acquisition and increase of wealth, are brave sons and dependents. 4 *Perfect:* uninterrupted by Râkshasas or fiends, who are unable to mar a sacrifice which Agni protects on all sides. 6 *Angiras:* here a name of Agni. The Angirases appear to have been regarded as a race of higher beings between Gods and men, the typical first sacrificers, whose ritual is the pattern which later priests must follow.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

———:o:———

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

———:o:———

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 These, Indra-Vâyu, have been shed; come for our offered dainties' sake:
The drops are yearning for you both.
5 Well do ye mark libations, ye Vâyu and Indra, rich in spoil!
So come ye swiftly hitherward.
6 Vâyu and Indra, come to what the Soma-presser hath prepared:
Soon, Heroes, thus I make my prayer.
7 Mitra, of holy strength, I call, and foe destroying Varuna,
Who make the oil-fed rite complete.
8 Mitra and Varuṇa, through Law, lovers and cherishers of Law,
Have ye obtained your mighty power.
9 Our Sages, Mitra-Varuṇa, of wide dominion, strong by birth,
Vouchsafe us strength that worketh well.

HYMN III. Asvins.

Ye' Asvins, rich in treasure, Lords of splendour, having nimble hands,
Accept the sacrificial food.

---

lauds recited or spoken, in opposition to verses that are chanted or sung.
4 Indra and Vâyu are here conjointly addressed in a dual compound, Indravâyû. Indra was the favourite national deity of the Âryan Indians in the Vedic Age, and more hymns are dedicated to his honour than to the praise of any other divinity. He is the God who reigns over the intermediate region or atmosphere; he fights against and conquers with his thunderbolt the demons of drought and darkness, and is in general the type of noble heroism. 7 According to Sâyana, Mitra presides over the day as Varuna over the night; hence the closest connexion subsists between these two deities who are more frequently invoked together than Varuna is invoked singly; together they uphold and rule the earth and sky, together they guard the world, together they promote religious rites, avenge sin, and are the lords of truth and light. *Oil-fed*: performed with *ghritám* (the modren *ghi*), and clarified butter, or butter which has been boiled gently and then allowed to cool. The butter is then used for culinary purposes and also offered in sacrifice to the Gods. *Complete*: by granting the worshipper's prayer. 8 *Through Law*: i. e. in accordance with *ritá*, the eternal law or everlasting order of the universe. See I. 1. 8.
1 'The Asvins seem to have been a puzzle even to the oldest Indian Commentators. Yâska thus refers to them in the Nirukta, XII. 1:— 'Next in order are the deities whose sphere is the heaven; of these the Asvins are the first to arrive... Who then are these Asvins? 'Heaven and Earth,' say some; 'Day and Night,' say others; 'The Sun and Moon,' say others; 'Two King, performers of holy acts,' say the legendary writers' Professor Roth thus speaks of these Gods: 'The two Asvins, though, like the ancient interpreters of the Veda, we are by no means agreed as to the conception of their character, hold nevertheless, a perfectly distinct position in the entire body of the Vedic deities of light. They are the earliest bringers of light in the morning sky, who in their chariots hasten onward before the dawn,

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN V. Indra.

O come ye hither, sit ye down; to Indra sing ye forth your song, Companions, bringing hymns of praise ;

2 To him the richest of the rich, the Lord of treasures excellent, Indra, with Soma juice outpoured.

3 May he stand by us in our need and in abundance for our wealth ;
May he come nigh us with his strength ;

4 Whose pair of tawny horses yoked in battles foemen challenge not:
To him, to Indra sing your song.

5 Nigh to the Soma-drinker come, for his enjoyment, these pure drops,
The Somas mingled with the curd.

6 Thou, grown at once to perfect strength, wast born to drink the Soma juice,
Strong Indra, for preëminence.

7 O Indra, lover of the song, may these quick Somas enter thee : 265
May they bring bliss to thee the Sage.

8 Our chants of praise have strengthened thee, O Ṣatakratu, and our lauds :
So strengthen thee the songs we sing.

9 Indra, whose succour never fails, accept these viands thousandfold,
Wherein all manly powers abide.

10 O Indra, thou who lovest song, let no man hurt our bodies, keep 263
Slaughter far from us, for thou canst.

HYMN VI. Indra.

They who stand round him as he moves harness the bright, the ruddy Steed:
The lights are shining in the sky.

---

1 *Companions.* The call is addressed to the ministering priests.
3 'Two separate cases appear to be meant : *yoge,* where the God must recognize the necessity of his intervention, and *purandhyám,* where he may deem it superfluous.'—Ludwig. 4 At the sight of whose chariot and horses all enemies flee. 9 *Wherein all manly powers abide.* The oblations of worshippers, as well as their hymns of praise, stimulate and strengthen the Gods for deeds of heroism.

1 *They who stand round*: *lokatrayavartinaḥ práṇinaḥ,* 'the living beings of the three worlds,' is Sâyaṇa's explanation. Probably the Maruts, Indra's constant companions are intended. *The bright, the ruddy Steed,* (*bradhám arushám*), is probably the Sun, with whom Indra is frequently connected.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

9 Indra who rules with single sway men, riches, and the fivefold race
Of those who dwell upon the earth.

10 For your sake from each side we call Indra away from other men :
Ours, and none others', may he be.

HYMN VIII. Indra.

INDRA, bring wealth that gives delight, the victor's ever-conquering wealth,
Most excellent, to be our aid ;

2 By means of which we may repel our foes in battle hand to hand,
By thee assisted with the car.

3 Aided by thee, the thunder-armed, Indra, may we lift up the bolt,
And conquer all our foes in fight.

4 With thee, O Indra, for ally with missile-darting heroes, may
We conquer our embattled foes.

5 Mighty is Indra, yea supreme ; greatness be his, the Thunderer :
Wide as the heaven extends his power ;

6 Which aideth those to win them sons, who come as heroes to the fight,
Or singers loving holy thoughts.

7 His belly, drinking deepest draughts of Soma, like an ocean swells,
Like wide streams from the cope of heaven.

8 So also is his excellence, great, vigorous, rich in cattle, like
A ripe branch to the worshipper.

9 For verily thy mighty powers, Indra, are saving helps at once
Unto a worshipper like me.

9 *The fivefold race :* Benfey explains this as 'the whole inhabited world.' But the expression seems to mean the Aryan settlements or tribes only, and not the indigenous inhabitants of the country. The five tribes or settlements were probably the confederation of the Turvasas, Yadus, Anus, Druhyus, and Purus. Sâyaṇa's explanation is 'those who are fit for habitations,' and the phrase is said to imply the four castes and Nisâdas or indigenous barbarians. But there were no such distinctions of caste when the hymn was composed. 2 *With the car : árvatâ,* literally, with a horse, is explained by Sâyaṇa to mean fighting on horseback. But horses seem to have been used in war as drawers of chariots only, and *árvatá* here stands for *rathena,* with a car or chariot. 3 *May we lift up the bolt.* The thunderbolt here spoken of is sacrifice which, when employed against enemies, is as powerful a weapon as the bolt of Indra.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

9 Indra who rules with single sway men, riches, and the fivefold race
Of those who dwell upon the earth.

10 For your sake from each side we call Indra away from other men :
Ours, and none others', may he be.

HYMN VIII. Indra.

INDRA, bring wealth that gives delight, the victor's ever-conquering wealth,
Most excellent, to be our aid ;

2 By means of which we may repel our foes in battle hand to hand,
By thee assisted with the car.

3 Aided by thee, the thunder-armed, Indra, may we lift up the bolt,
And conquer all our foes in fight.

4 With thee, O Indra, for ally with missile-darting heroes, may
We conquer our embattled foes.

5 Mighty is Indra, yea supreme ; greatness be his, the Thunderer :
Wide as the heaven extends his power ;

6 Which aideth those to win them sons, who come as heroes to the fight,
Or singers loving holy thoughts.

7 His belly, drinking deepest draughts of Soma, like an ocean swells,
Like wide streams from the cope of heaven.

8 So also is his excellence, great, vigorous, rich in cattle, like
A ripe branch to the worshipper.

9 For verily thy mighty powers, Indra, are saving helps at once
Unto a worshipper like me.

---

9 *The fivefold race :* Benfey explains this as 'the whole inhabited world.' But the expression seems to mean the Aryan settlements or tribes only, and not the indigenous inhabitants of the country. The five tribes or settlements were probably the confederation of the Turvaşas, Yadus, Anus, Druhyus, and Purus. Sâyana's explanation is 'those who are fit for habitations,' and the phrase is said to imply the four castes and Nisâdas or indigenous barbarians. But there were no such distinctions of caste when the hymn was composed. 2 *With the car : árvatâ*, literally, with a horse, is explained by Sâyana to mean fighting on horseback. But horses seem to have been used in war as drawers of chariots only, and *árvatá* here stands for *ráthena*, with a car or chariot. 3 *May we lift up the bolt.* The thunderbolt here spoken of is sacrifice which, when employed against enemies, is as powerful a weapon as the bolt of Indra.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

———:o:———

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

———:o:———

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN C.

Indra.

MAY he who he hath his home with strength, the Mighty, the King supreme of earth and spacious heaven,
Lord of true power, to be invoked in battles,—may Indra, girt by Maruts, be our succour,

2 Whose way is unattainable like Sûrya's: he in each fight is the strong Vritra-slayer,
Mightiest with his Friends in his own course. May Indra, girt by Maruts, be our succour.

3 Whose paths go forth in their great might resistless, forth-milking, as it were, heaven's genial moisture.
With manly strength triumphant, foe-subduer,—may Indra, girt by Maruts, be our succour.

69 4 Among Angirases he was the chiefest, a Friend with friends, mighty amid the mighty.
Praiser mid praisers, honoured most of singers. May Indra, girt by Maruts, be our succour,

5 Strong with the Rudras as with his own children, in manly battle conquering his foemen,
With his close comrades doing deeds of glory,—may Indra, girt by Maruts, be our succour.

6 Humbler of pride, exciter of the conflict, the Lord of heroes, God invoked of many,
May he this day gain with our men the sunlight. May Indra, girt by Maruts, be our succour.

7 His help that made him cheerer in the battle, the folk have made him guardian of their comfort.
Sole Lord is he of every holy service. May Indra, girt by Maruts, be our succour.

This Hymn is ascribed to the regal Rishis the Vârshâgiras, the five sons of the Râjâ Vrishâgir, whose names are mentioned in the seventeenth stanza. 3 *Whose paths: pánthâsah* paths, is explained as 'rays' by Sâyana. Indra is here represented as the God of light and of rain. 5 *Rudras:* the Maruts, sons of Rudra the chief Storm-God. They are the *close comrades*. or faithful companions of Indra, who regards them not as his equals but as his children. 6 *The sunlight:* the hymn is addressed to Indra for aid in an approaching battle. Sâyana says that the Vârshâgiras pray that they may have daylight and that their enemies may fight in the dark. 7 Indra is regarded as their helper and inspirater in battle and their protector in peace. He also presides over all acts of worship, and as such rewards those who serve him.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

12 Like some rich Lord of men may he, Agni, the banner of the Gods,
Refulgent, hear us through our lauds.

13 Glory to Gods, the mighty and the lesser, glory to Gods the younger and the elder!
Let us, if we have power, pay the Gods worship: no better prayer than this, ye Gods, acknowledge.

HYMN XXVIII. Indra, Etc.

THERE where the broad-based stone is raised on high to press the juices out,
O Indra, drink with eager thirst the droppings which the mortar sheds.

2 Where, like broad hips, to hold the juice, the platters of the press are laid,
O Indra, drink with eager thirst the droppings which the mortar sheds.

3 There where the woman marks and learns the pestle's constant rise and fall,
O Indra, drink with eager thirst the droppings which the mortar sheds.

4 Where, as with reins to guide a horse, they bind the churning-staff with cords,
O Indra, drink with eager thirst the droppings which the mortar sheds.

5 If of a truth in every house, O Mortar, thou art set for work,
Here give thou forth thy clearest sound, loud as the drum of conquerors.

---

12 *The banner of the Gods:* who like a banner brings the Gods together; or it may be rendered 'the herald of the Gods,' the Gods,' he who notifies to them, as Sâyaṇa explains it. 13 These distinctions of greater and lesser, older and younger Gods, or as we should say, angels, are nowhere further explained. Sunaḥsepa, it is said, by the advice of Agni, worships the Visvedevas or the Universal Gods. The Visvedevas, as a separate troop or class of Gods, are ten in number, especially worshipped at funeral obsequies, and moreover, according to the laws of Manu, entitled to daily offerings.

This hymn—a song sung during the preparation of the Soma juice—is said to be addressed to Indra, and to the pestle and mortar and other utensils used in the work. 2 *Platters:* two shallow plates, one being used as a receiver and the other as a cover. *They bind the churning-staff with cords:* the churning-stick is moved by a rope passed round its handle and round a post used as a pivot. 5 *O Mortar:* according to Sâyaṇa the divinities presiding over the mortar and pestle, and not the implements themselves, are addressed.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

Unclose the stable of the kine, and give us wealth O Thunder-armed. 276

8 The heaven and earth contain thee not, together, in thy wrathful mood. 35

Win us the waters of the sky, and send us kine abundantly.

9 Hear, thou whose ear is quick, my call; take to thee readily my songs.

O Indra, let this laud of mine come nearer even than thy friend.

10 We know thee mightiest of all, in battles hearer of our cry. 27

Of thee most mighty we invoke the aid that giveth thousandfold.

11 O Indra, Son of Kusika, drink our libation with delight.

Prolong our life anew, and cause the seer to win a thousand gifts. 271

12 Lover of song, may these our songs on every side encompass thee: 35

Strengthening thee of lengthened life, may they be dear delights to thee.

HYMN. XI. Indra.

All sacred songs have magnified Indra expansive as the sea,
The best of warriors borne on cars, the Lord, the very Lord of strength.

2 Strong in thy friendship, Indra, Lord of power and might, we have no fear.

We glorify with praises thee, the never-conquered conqueror.

3 The gifts of Indra from of old, his saving succours, never fail,
When to the praise-singers he gives the boon of substance rich in kine.

Unclose the stable of the kine: Open the thick cloud that holds the water imprisoned, and fertilize our fields with rain. 9 *Thy friend:* probably the *vájra* or thunderbolt which is Indra's inseparable associate and ally. 11 *Son of Kuṣika:* Kuṣika was the father or the grandfather of Visvâmitra who was the father of the poet or seer of this hymn. This epithet Kausika, son of Kuṣika, is here applied to Indra as being the chief or special God of the seer's family. 12 *Of lengthened life*=immortal.

1 This hymn is ascribed to Jetar the son of Madhuchchhandas the seer of the preceding hymn. *Expansive as the sea*: cf. I. 8, 7. Or the expression may be, as Wilson says, 'a vague mode of indicating the univeral diffusion of Indra as the firmament.'

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

———:o:———

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

———:o:———

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

16 The red and tawny mare, blaze-marked, high standing celestial who, to bring Rijrâsva riches,
Drew at the pole the chariot yoked with stallions, joyous, among the hosts of men was noted.

17 The Vârshâgiras unto thee, O Indra, the Mighty One, sing forth this laud to please thee,
Rijrâsva with his fellows, Ambarisha, Surâdhâs, Sahadeva, Bhayamâna.

18 He, much invoked, hath slain Dasyus and Simyus, after his wont, and laid them low with arrows.
The mighty Thunderer with his fair-complexioned friend won the land, the sunlight, and the waters.

19 May Indra evermore be our protector, and unimperilled may we win the booty.
This prayer of ours may Varuna grant, and Mitra, and Aditi and Sindhu, Earth and Heaven.

HYMN CI. Indra.

Sing, with oblation, praise to him who maketh glad, who with Rijisvan drove the dusky brood away.
Fain for help, him the strong whose right hand wields the bolt, him girt by Maruts we invoke to be our Friend.

2 Indra, who with triumphant wrath smote Vyansa down, and Sambara, and Pipru the unrighteous one;
Who extirpated Sushna the insatiate,—him girt by Maruts we invoke to be our Friend.

3 He whose great work of manly might is heaven and earth, and Varuna and Sûrya keep his holy law;
Indra, whose law the rivers follow as they flow,—him girt by Maruts we invoke to be our Friend.

---

16 The epithets in this stanza are taken by Ludwig as names of the six horses with which Rijrâsva drove to battle and conquered. The last four verses of the hymn appear to have been added after the victory.
18 *Dasyus and Simyus:* men of indigenous hostile races. *His fair-complexioned friends:* explained by Sâyana as the glittering Maruts; means probably the Âryan invaders as opposed to the dark skinned races of the country.

This Hymn and the following thirteen are ascribed to the Rishi Kutsa. 1 *Rijisvan:* a king, favoured and protected by Indra. See I. 51. 5; 53. 8. *The dusky brood:* the dark aborigines who opposed the Âryans. 2 *Vyansa, Sambara, Pipru,* and *Sashna* are names of fiends of drought.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

16 The red and tawny mare, blaze-marked, high standing celestial who, to bring Ṛijrâṣva riches,

Drew at the pole the chariot yoked with stallions, joyous, among the hosts of men was noted.

17 The Vârshâgiras unto thee, O Indra, the Mighty One, sing forth this laud to please thee,

Ṛijrâṣva with his fellows, Ambarisha, Surâdhâs, Sahadeva, Bhayamâna.

18 He, much invoked, hath slain Dasyus and Simyus, after his wont, and laid them low with arrows.

The mighty Thunderer with his fair-complexioned friend won the land, the sunlight, and the waters.

19 May Indra evermore be our protector, and unimperilled may we win the booty.

This prayer of ours may, Varuṇa grant, and Mitra, and Aditi and Sindhu, Earth and Heaven.

HYMN CI. Indra.

Sing, with oblation, praise to him who maketh glad, who with Ṛijiṣvan drove the dusky brood away.

Fain for help, him the strong whose right hand wields the bolt, him girt by Maruts we invoke to be our Friend.

2 Indra, who with triumphant wrath smote Vyansa down, and Sambara, and Pipru the unrighteous one;

Who extirpated Sushṇa the insatiate,—him girt by Maruts we invoke to be our Friend.

3 He whose great work of manly might is heaven and earth, and Varuṇa and Sûrya keep his holy law;

Indra, whose law the rivers follow as they flow,—him girt by Maruts we invoke to be our Friend.

---

16 The epithets in this stanza are taken by Ludwig as names of the six horses with which Ṛijrâṣva drove to battle and conquered. The last four verses of the hymn appear to have been added after the victory. 18 *Dasyus and Simyus:* men of indigenous hostile races. *His fair-complexioned friends:* explained by Sâyaṇa as the glittering Maruts; means probably the Âryan invaders as opposed to the dark skinned races of the country.

This Hymn and the following thirteen are ascribed to the Ṛishi Kutsa. 1 *Ṛijisvan:* a king, favoured and protected by Indra. See I. 51. 5; 53. 8. *The dusky brood:* the dark aborigines who opposed the Âryans. 2 *Vyansa, Sambara, Pipru,* and *Sashṇa* are names of fiends of drought.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

Unclose the stable of the kine, and give us wealth O Thunder-armed. 276

8 The heaven and earth contain thee not, together, in thy wrathful mood. 351

Win us the waters of the sky, and send us kine abundantly.

9 Hear, thou whose ear is quick, my call; take to thee readily my songs.

O Indra, let this land of mine come nearer even than thy friend.

10 We know thee mightiest of all, in battles hearer of our cry. 275
Of thee most mighty we invoke the aid that giveth thousandfold.

11 O Indra, Son of Kuśika, drink our libation with delight.
Prolong our life anew, and cause the seer to win a thousand gifts. 271

12 Lover of song, may these our songs on every side encompass thee: 352

Strengthening thee of lengthened life, may they be dear delights to thee.

HYMN. XI. Indra.

All sacred songs have magnified Indra expansive as the sea,
The best of warriors borne on cars, the Lord, the very Lord of strength.

2 Strong in thy friendship, Indra, Lord of power and might, we have no fear.

We glorify with praises thee, the never-conquered conqueror.

3 The gifts of Indra from of old, his saving succours, never fail,
When to the praise-singers he gives the boon of substance rich in kine.

Unclose the stable of the kine: Open the thick cloud that holds the water imprisoned, and fertilize our fields with rain. 9 *Thy friend:* probably the *vájra* or thunderbolt which is Indra's inseparable associate and ally. 11 *Son of Kuśika:* Kuśika was the father or the grandfather of Visvâmitra who was the father of the poet or seer of this hymn. This epithet Kauśika, son of Kuśika, is here applied to Indra as being the chief or special God of the seer's family. 12 *Of lengthened life* = immortal.

1 This hymn is ascribed to Jetar the son of Madhuchchhandas the seer of the preceding hymn. *Expansive as the sea*: cf. I. 8, 7. Or the expression may be, as Wilson says, 'a vague mode of indicating the univeral diffusion of Indra as the firmament.'

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

———:o:———

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

———:o:———

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

Unclose the stable of the kine, and give us wealth O Thunder-armed. 276

8 The heaven and earth contain thee not, together, in thy wrathful mood. 351

Win us the waters of the sky, and send us kine abundantly.

9 Hear, thou whose ear is quick, my call; take to thee readily my songs.

O Indra, let this laud of mine come nearer even than thy friend.

10 We know thee mightiest of all, in battles hearer of our cry. 275
Of thee most mighty we invoke the aid that giveth thousandfold.

11 O Indra, Son of Kuṣika, drink our libation with delight.
Prolong our life anew, and cause the seer to win a thousand gifts. 271

12 Lover of song, may these our songs on every side encompass thee: 352

Strengthening thee of lengthened life, may they be dear delights to thee.

HYMN. XI. Indra.

All sacred songs have magnified Indra expansive as the sea,
The best of warriors borne on cars, the Lord, the very Lord of strength.

2 Strong in thy friendship, Indra, Lord of power and might, we have no fear.

We glorify with praises thee, the never-conquered conqueror.

3 The gifts of Indra from of old, his saving succours, never fail,
When to the praise-singers he gives the boon of substance rich in kine.

Unclose the stable of the kine: Open the thick cloud that holds the water imprisoned, and fertilize our fields with rain. 9 *Thy friend:* probably the *vájra* or thunderbolt which is Indra's inseparable associate and ally. 11 *Son of Kuṣika:* Kuṣika was the father or the grandfather of Visvâmitra who was the father of the poet or seer of this hymn. This epithet Kausika, son of Kuṣika, is here applied to Indra as being the chief or special God of the seer's family. 12 *Of lengthened life* = immortal.

1 This hymn is ascribed to Jetar the son of Madhuchchhandas the seer of the preceding hymn. *Expansive as the sea*: cf. I. 8, 7. Or the expression may be, as Wilson says, 'a vague mode of indicating the univeral diffusion of Indra as the firmament.'

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 These, Indra-Vâyu, have been shed ; come for our offered dainties' sake :
The drops are yearning for you both.
5 Well do ye mark libations, ye Vâyu and Indra, rich in spoil !
So come ye swiftly hitherward.
6 Vâyu and Indra, come to what the Soma-presser hath prepared :
Soon, Heroes, thus I make my prayer.
7 Mitra, of holy strength, I call, and foe destroying Varuṇa,
Who make the oil-fed rite complete.
8 Mitra and Varuṇa, through Law, lovers and cherishers of Law,
Have ye obtained your mighty power.
9 Our Sages, Mitra-Varuṇa, of wide dominion, strong by birth,
Vouchsafe us strength that worketh well.

HYMN III. Asvins.

YE Asvins, rich in treasure, Lords of splendour, having nimble hands,
Accept the sacrificial food.

---

lauds recited or spoken, in opposition to verses that are chanted or sung.
4 Indra and Vâyu are here conjointly addressed in a dual compound, Indravâyû. Indra was the favourite national deity of the Âryan Indians in the Vedic Age, and more hymns are dedicated to his honour than to the praise of any other divinity. He is the God who reigns over the intermediate region or atmosphere ; he fights against and conquers with his thunderbolt the demons of drought and darkness, and is in general the type of noble heroism. 7 According to Sâyaṇa, Mitra presides over the day as Varuṇa over the night ; hence the closest connexion subsists between these two deities who are more frequently invoked together than Varuṇa is invoked singly; together they uphold and rule the earth and sky, together they guard the world, together they promote religious rites, avenge sin, and are the lords of truth and light. *Oil-fed* : performed with *ghritám* (the modren *ghi*), and clarified butter, or butter which has been boiled gently and then allowed to cool. The butter is then used for culinary purposes and also offered in sacrifice to the Gods. *Complete* : by granting the worshipper's prayer. 8 *Through Law* : i. e. in accordance with *ritá*, the eternal law or everlasting order of the universe. See I. 1. 8.

1 'The Asvins seem to have been a puzzle even to the oldest Indian Commentators. Yâska thus refers to them in the Nirukta, XII. 1 :— 'Next in order are the deities whose sphere is the heaven ; of these the Asvins are the first to arrive... Who then are these Asvins ? 'Heaven and Earth,' say some ; 'Day and Night,' say others ; 'The Sun and Moon,' say others ; 'Two King, performers of holy acts,' say the legendary writers' Professor Roth thus speaks of these Gods : 'The two Asvins, though, like the ancient interpreters of the Veda, we are by no means agreed as to the conception of their character, hold nevertheless, a perfectly distinct position in the entire body of the Vedic deities of light. They are the earliest bringers of light in the morning sky, who in their chariots hasten onward before the dawn,

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

O Ushas, graciously answer our songs of praise with bounty and with brilliant light.

15 Ushas, as thou with light to day hast opened the twin doors of heaven,
So grant thou us a dwelling wide and free from foes. O Goddess, give us food with kine.

16 Bring us to wealth abundant, sent in every shape, to plentiful refreshing food,
To all-subduing splendour, Ushas, Mighty One, to srtength, thou rich in spoil and wealth.

HYMN XLIX. Dawn.

E'en from above the sky's bright realm come, Ushas, by auspicious ways:
Let red steeds bear thee to the house of him who pours the Soma juice.

2 The chariot which thou mountest, fair of shape, O Ushas! light to move,--
Therewith, O Daughter of the Sky, aid men of noble fame to day.

3 Bright Ushas, when thy times return, all quadrupeds, and bipeds stir,
And round about flock winged birds from all the boundaries of heaven.

4 Thou dawning with thy beams of light illumest all the radiant realm.
Thee, as thou art, the Kanvas, fain for wealth, have called with sacred songs.

HYMN L. Sûrya.

403 His bright rays bear him up aloft, the God who knoweth all that lives,
Sûrya, that all may look on him.

279 2 The constellations pass away, like thieves, together with their beams,
Before the all-beholding Snu.

3 His herald rays are seen afar refulgent o'er the world of men,
Like flames of fire that burn and blaze.

404 4 Swift and all beautiful art thou, O Sûrya, maker of the light,
Illuming all the radiant realm.

---

1 *Let red steeds bear thee*: the Scholiast explains *arunápsavah* as the purple cows, the vehicles of morning, that is, the dark-red clouds that accompany the dawn.

1 *The God who knoweth all that live*: *jâtavedasam*, have an epithet of Sûrya the Sun-God.

THE HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

5 Thou goest to the hosts of Gods, thou comest hither to mankind
Hither all light to beheld.

6 With that same eye of thine wherewith thou lookest, brilliant Varuṇa,
Upon the busy race of men,

7 Traversing sky and wide mid-air, thou metest with thy beams our days,
Sun, seeing all things that have birth.

8 Seven Bay Steeds harnessed to thy car bear thee, O thou far seeing One,
God, Sûrya with the radiant hair.

9 Sûrya hath yoked the pure bright Seven, the daughters of the car; with these,
His own dear team, he goeth forth.

10 Looking upon the loftier light above the darkness we have come
To Surya, God among the Gods, the light that is most excellent.

11 Rising this day, O rich in friends, ascending to the loftier heaven,
Sûrya, remove my heart's disease, take from me this my yellow hue.

12 To parrots and to starlings let us give away my yellowness,
Or this my yellowness let us transfer to Haritâla trees.

13 With all his conquering vigour this Âditya hath gone up on high,
Giving my foe into mine hand: let me not be my foeman's prey.

---

6 *Varuṇa:* the word is, as Sâyaṇa points out, used here as an appellative (the encompasser) and applied to Sûrya. Sâyaṇa explains it as *anishṭanivâraka*, averter of evil. 9 *Sûrya hath yoked the pure bright Seven:* the seven steeds that draw his car, and which, as intimately connected therewith, are called the daughters of the chariot. The number seven has reference to the seven days of the week. 11 This verse and the two following constitute a *tricha* or triplet, the repetition of which, with due formalities, is considered to be curative of disease. Wilson.

12 The yellowness here spoken of is probably the colour of the skin in jaundice. The *hâridravâ* of the text is said by Sâyaṇa to mean *haritâladruma*, a haritâla tree; but there seems to be no tree of that name. *Haritâla* means, usually, yellow orpiment, and *hâridrava*, a yellow vegetable powder. The word *hâridrava* is explained in the Petersburg Lexicon as a certain yellow bird. *To parrots and to starlings:* similarly, among the Romans, people with the jaundice were called 'icterici' according to Pliny (H. N. xxx. II), from the fanciful notion that the disease was cured by looking at the icterus, one of the many varieties of the sturnidæ or starling family. The bird was said to die instead of the patient.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

15 Save us from slanderous reproach, keep us, O Soma, from distress :

Be unto us a gracious Friend.

16 Soma, wax great. From every side may vigorous powers unite in thee :

Be in the gathering-place of strength.

17 Wax, O most gladdening Soma, great through all thy rays of light, and be

A Friend of most illustrious fame to prosper us.

18 In thee be juicy nutriments united, and powers and mighty foe subduing vigour,

Waxing to immortality, O Soma : win highest glories for thyself in heaven.

19 Such of thy glories as with poured oblations men honour, may they all invest our worship.

Wealth-giver, furtherer with troops of heroes, sparing the brave, come, Soma, to our houses.

20 To him who worships Soma gives the milch-cow, a fleet steed and a man of active knowledge,

Skilled in home duties, meet for holy synod, for council meet, a glory to his father.

21 Invincible in fight, saver in battles, guard of our camp, winner of light and water,

Born amid hymns, well-housed, exceeding famous, victor, in thee will we rejoice, O Soma.

22 These herbs, these milch-kine, and these running waters, all these, O Soma, thou hast generated.

The spacious firmament hast thou expanded, and with the light thou hast dispelled the darkness.

23 Do thou, God Soma, with thy Godlike spirit, victorious, win for us a share of riches.

Let none prevent thee : thou art Lord of valour. Provide for both sides in the fray for booty.

---

14 *The mighty Sage* : Soma himself. 16 *Be in the gathering place of strength* : be thou the central point and source of all power. 17 *Through all thy rays of light* : through all thy stalks, according to Ludwig who takes Soma to be the plant. Wilson, following Sâyaṇa, translates : 'Increase with all twining plants' 22 *These milch-kine* : the milk which is to be mixed with the Soma juice.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

15 Save us from slanderous reproach, keep us, O Soma, from distress:
Be unto us a gracious Friend.

16 Soma, wax great. From every side may vigorous powers unite in thee:
Be in the gathering-place of strength.

17 Wax, O most gladdening Soma, great through all thy rays of light, and be
A Friend of most illustrious fame to prosper us.

18 In thee be juicy nutriments united, and powers and mighty foe subduing vigour,
Waxing to immortality, O Soma: win highest glories for thyself in heaven.

19 Such of thy glories as with poured oblations men honour, may they all invest our worship.
Wealth-giver, furtherer with troops of heroes, sparing the brave, come, Soma, to our houses.

20 To him who worships Soma gives the milch-cow, a fleet steed and a man of active knowledge,
Skilled in home duties, meet for holy synod, for council meet, a glory to his father.

21 Invincible in fight, saver in battles, guard of our camp, winner of light and water,
Born amid hymns, well-housed, exceeding famous, victor, in thee will we rejoice, O Soma.

22 These herbs, these milch-kine, and these running waters, all these, O Soma, thou hast generated.
The spacious firmament hast thou expanded, and with the light thou hast dispelled the darkness.

23 Do thou, God Soma, with thy Godlike spirit, victorious, win for us a share of riches.
Let none prevent thee: thou art Lord of valour. Provide for both sides in the fray for booty.

---

14 *The mighty Sage*: Soma himself. 16 *Be in the gathering place of strength*: be thou the central point and source of all power. 17 *Through all thy rays of light*: through all thy stalks, according to Ludwig who takes Soma to be the plant. Wilson, following Sâyaṇa, translates: 'Increase with all twining plants' 22 *These milch-kine*: the milk which is to be mixed with the Soma juice.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

———:o:———

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

———:o:———

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

7 Taste, Agni, Soma, this prepared oblation; accept it, Mighty Ones, and let it please you.
Vouchsafe us good protection and kind favour: grant to the sacrificer health and riches.

8 Whoso with oil and poured oblation honours, with God-devoted heart, Agni and Soma,—
Protect his sacrifice, preserve him from distress, grant to the sacrificer great felicity.

9 Invoked together, mates in wealth, Agni-Soma, accept our hymns:
Together be among the Gods.

10 Agni and Soma, unto him who worships you with holy oil
Shine forth an ample recompense.

11 Agni and Soma, be ye pleased with these oblations brought to you,
And come, together, nigh to us.

12 Agni and Soma, cherish well our horses, and let our cows be fat who yield oblations.
Grant power to us and to our wealthy patrons, and cause our holy rites to be successful.

HYMN XCIV. Agni.

For Jâtavedas worthy of our praise will we frame with our mind this eulogy as 'twere a car.
For good, in his assembly, is this care of ours. Let us not, in thy friendship, Agni, suffer harm.

2 The man for whom thou sacrificest prospereth, dwelleth without a foe, gaineth heroic might.
He waxeth strong, distress never approacheth him. Let us not, in thy friendship, Agni, suffer harm.

3 May we have power to kindle thee. Fulfil our thoughts. In thee the Gods eat the presented offering.
Bring hither the Adityas, for we long for them. Let us not in thy friendship, Agni, suffer harm.

---

12 *Who yield oblations:* who supply milk to be mixed with Soma juice. *Our wealthy patrons:* the rich householders who institute the sacrifices.

This Hymn and the four following are attributed to the Rishi Kutsa, the son of Angiras. 1 *Jâtavedas:* Agni. See I. 44. 1. *As 'twere a car:* as a carpenter constructs a car or wain. *In his assembly:* among those who have met together to worship him. The meaning might also be: good, or auspicious, is his providence or loving care of us. 3 *Bring hither the Adityas:* the Sons of Aditi; all the Gods, according to Sâyaṇa.

16

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

13 Like some lost animal, drive to us, bright Pûshan, him who bears up heaven,
Resting on many-coloured grass.

14 Pûshan the Bright has found the King, concealed and hidden in a cave,
Who rests on grass of many hues.

15 And may he duly bring to me the six, bound closely, through these drops;
As one who ploughs with steers brings corn.

16 Along their paths the Mothers go, Sisters of priestly ministrants,
Mingling their sweetness with the milk.

17 May Waters gathered near the Sun, and those wherewith the Sun is joined,
Speed forth this sacrifice of ours.

18 I call the Waters, Goddesses, wherein our cattle quench their thirst;
Oblations to the Streams be given.

19 Amrit is in the Waters; in the Waters there is healing balm:
Be swift, ye Gods, to give them praise.

20 Within the Waters—Soma thus hath told me—dwell all balms that heal,
And Agni, he who blesseth all. The Waters hold all medicines.

21 O Waters, teem with medicine to keep my body safe from harm.
So that I long may see the Sun.

22 Whatever sin is found in me, whatever evil I have wrought,
If I have lied or falsely sworn, Waters, remove it far from me.

23 The Waters I this day have sought, and to their moisture have we come:
O Agni, rich in milk, come thou, and with thy splendour cover me.

---

13 *Him who bears up heaven:* Soma, the juice which prompts the world-sustaining deeds of the Gods. 14 *The King:* Soma. *Concealed and hidden in a cave*: in a place difficult of access; the reference is to the flight of Agni. See III. 9. 4. 15 *The six:* the six seasons, spring, summer, the rains, autumn, winter, the dews. *Through these drops*: May this libation induce him to bring, etc. 16 *The mothers:* the Waters, regarded as the close allies of the priests, as they are mingled with the ingredients of the Soma libation. 19 *Amrit:* nectar, the drink that confers immortality; the Greek Ambrosia.
20 *Soma thus hath told me*: Soma is especially lord of medicinal plants.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

———:o:———

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

———:o:———

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

15 Thornless be thou, O Earth, spread wide before us for a dwelling-place:
Vouchsafe us shelter broad and sure.

16 The Gods be gracious unto us even from the place whence Vishṇu strode
Through the seven regions of the earth!

17 Through all this world strode Vishṇu; thrice his foot he planted, and the whole
Was gathered in his footstep's dust.

18 Vishṇu, the Guardian, he whom none deceiveth, made three steps; thenceforth
Establishing his high decrees.

19 Look ye on Vishṇu's works, whereby the Friend of Indra, close-allied,
Hath let his holy ways be seen.

20 The princes evermore behold that loftiest place where Vishṇu is,
Laid as it were an eye in heaven.

21 This, Vishṇu's station most sublime, the singers, ever vigilant,
Lovers of holy song, light up.

---

16 *Vishṇu:* This God, 'the all-pervading or encompassing,' is not placed in the Veda in the foremost rank of deities, and, though frequently invoked with Indra, Varuṇa, the Maruts, Rudra, Vâyu and the Âdityas, his superiority to them is never stated, and he is even described in one place as celebrating the praise of Indra and deriving his power from that God. The point which distinguishes him from the other Vedic deities is chiefly his striding over the heavens, which he is said to do in three paces, explained as denoting the threefold manifestation of light in the form of fire, lightning and the sun, or as designating the three daily stations of the sun, in his rising, culminating and setting.
The meaning of the stanza is obscure: Wilson, after Sâyaṇa, translates: 'May the Gods preserve us (from that portion) of the earth whence Vishṇu, (aided) by the seven metres, stepped, and notes: 'According to the Taittirîyas, as cited by the scholiast, the Gods with Vishṇu at their head subdued the invincible earth, using the seven meters of the Veda as their instruments. Sâyaṇa conceives the text to allude to the *Trivikrama Avatâra*, in which Vishṇu traversed the three worlds in three steps. The phrase "preserve us from the earth" implies according to the commentary, the hinderance of the sin of those inhabiting the earth.

17 *The whole was gathered in his footstep's dust:* This is the meaning according to Sâyaṇa. Vishṇu was so mighty that the dust raised by his footstep enveloped the whole world, or the earth was formed from the dust of his strides. 20 *The princes:* the Sûris, the wealthy patrons of sacrifice. 21 *Light up:* glorify with their praises.

THE HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN XXIII. Vâyu and Others.

STRONG are the Somas; come thou nigh; these juices have been mixt with milk:
Drink, Vâyu, the presented draughts.

2 Both Deities who touch the heaven, Indra and Vâyu we invoke
To drink of this our Soma juice.

3 The singers, for their aid, invoke Indra and Vâyu, swift as mind,
The thousand-eyed, the Lords of thought.

4 Mitra and Varuṇa, renowned as Gods of consecrated might,
We call to drink the Soma juice.

5 Those who by Law, uphold the Law, Lords of the shining light of Law,
Mitra I call, and Varuṇa.

6 Let Varuṇa be our chief defence, let Mitra guard us with all aids:
Both make us rich exceedingly.

7 Indra, by Maruts girt, we call to drink the Soma juice: may he
Sate him in union with his troop.

8 Gods, Marut hosts whom Indra leads, distributers of Pûshan's gifts,
Hearken ye all unto my cry.

9 With conquering Indra for ally, strike Vṛitra down, ye bounteous Gods:
Let not the wicked master us.

10 We call the Universal Gods, and Maruts to the Soma draught,
For passing strong are Pṛiṣni's Sons.

11 Fierce comes the Maruts' thundering voice, like that of conquerors, when ye go
Forward to victory, O Men.

12 Born of the laughing lightning, may the Maruts guard us everywhere:
May they be gracious unto us.

This hymn is addressed to Vâyu, Indra, Mitra, Varuṇa, the Viṣve Devas, Pûshan, the Waters, Agni. 3 *Lords of thought : dhî* thought, means especially in the Veda holy thought, devotion, prayer, a religious rite, a sacrifice. 8 *Pûshan* is the guardian of flocks and herds and of property in general. 10 *Pṛiṣnimâtaraḥ :* Pṛiṣni's sons, those who have for their mother Pṛiṣni, the many-coloured earth or the speckled cloud; the Maruts. 11 *O Men :* O heroic Maruts.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES :

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN XXIII. Vâyu and Others.

STRONG are the Somas; come thou nigh; these juices have been mixt with milk:
Drink, Vâyu, the presented draughts.

2 Both Deities who touch the heaven, Indra and Vâyu we invoke
To drink of this our Soma juice.

3 The singers, for their aid, invoke Indra and Vâyu, swift as mind,
The thousand-eyed, the Lords of thought.

4 Mitra and Varuṇa, renowned as Gods of consecrated might,
We call to drink the Soma juice.

5 Those who by Law, uphold the Law, Lords of the shining light of Law,
Mitra I call, and Varuṇa.

6 Let Varuṇa be our chief defence, let Mitra guard us with all aids:
Both make us rich exceedingly.

7 Indra, by Maruts girt, we call to drink the Soma juice: may he
Sate him in union with his troop.

8 Gods, Marut hosts whom Indra leads, distributers of Pûshan's gifts,
Hearken ye all unto my cry.

9 With conquering Indra for ally, strike Vṛitra down, ye bounteous Gods:
Let not the wicked master us.

10 We call the Universal Gods, and Maruts to the Soma draught,
For passing strong are Pṛisni's Sons.

11 Fierce comes the Maruts' thundering voice, like that of conquerors, when ye go
Forward to victory, O Men.

12 Born of the laughing lightning, may the Maruts guard us everywhere:
May they be gracious unto us.

This hymn is addressed to Vâyu, Indra, Mitra, Varuṇa, the Visve Devas, Pûshan, the Waters, Agni. 3 *Lords of thought: dhî* thought, means especially in the Veda holy thought, devotion, prayer, a religious rite, a sacrifice. 8 *Pûshan* is the guardian of flocks and herds and of property in general. 10 *Prisnimâtarah:* Pṛisni's sons, those who have for their mother Pṛisni, the many-coloured earth or the speckled cloud; the Maruts. 11 *O Men:* O heroic Maruts.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 Drink from the Purifier's cup, Maruts, with Ritu; sanctify
The rite, for ye give precious gifts.

58 3 O Neshṭar, with thy Dame accept our sacrifice; with Ritu drink,
For thou art he who giveth wealth.

89 4 Bring the Gods, Agni; in the three appointed places set them down:
Surround them, and with Ritu drink.

5 Drink Soma after the Ritus, from the Brâhmaṇa's bounty: undissolved,
O Indra, is thy friendship's bond.

6 Mitra, Varuṇa, ye whose ways are firm—a Power that none deceives—,
With Ritu ye have reached the rite.

7 The Soma-pressers, fain for wealth, praise the Wealth-giver in the rite,
In sacrifices praise the God.

8 May the Wealth-giver grant to us riches that shall be far renowned:
These things gain among the Gods.

9 He with the Ritus fain would drink, Wealth-giver, from the Neshṭar's bowl.
Haste, give your offering, and depart.

10 As we this fourth time, Wealth-giver, honour thee with the Ritus, be
A giver bountiful to us.

---

2 *The Purifier's cup:* the sacrificial vessel of the Potar, or Purifier, who pours into the fire the libation for the Maruts. 3 *O Neshṭar:* the Neshṭar is one of the chief officiating priests, who leads forward the wife of the institutor of the sacrifice. In this place Neshṭar is said to be another name for the God Tvashṭar from his having on some occasion assumed the function of Neshṭar priest. 4 *The three appointed places:* by the three sacrificial fires. 5 *The Brâhmaṇa's bounty.* The Brâhmaṇa here is said to be the Brâhmaṇâchchhansî, one of the sixteen priests employed in sacrifices; and perhaps his office may have been to hold some ladle or vase in which the offering is presented. 7 *The Soma-pressers: grâvahastâsah,* men heaving stones in their hands with which to bruise the Soma plant. *The Wealth-giver* is Agni. *In the rite, In sacrifices:* 'in the *adhvara* and in the *yajnas*, the first said to be the primary or essential ceremony, such as the Agnishṭoma; the second, the modified ceremonies, such as the Ukthya which is elsewhere termed an offering with Soma juice.'—Wilson. 10 *As we this fourth time:* Agni, as Dravaṇodâs or Wealth-giver, has now been celebrated in four stanzas instead of the usual *tricha* or triad; or we may translate with Ludwig, 'As we in fourth place,' Agni being fourth place in the invocation (Indra, Maruts, Tvashṭar, Agni).

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 Drink from the Purifier's cup, Maruts, with Ṛitu; sanctify The rite, for ye give precious gifts.

3 O Neshṭar, with thy Dame accept our sacrifice; with Ṛitu drink, For thou art he who giveth wealth.

4 Bring the Gods, Agni; in the three appointed places set them down:
Surround them, and with Ṛitu drink.

5 Drink Soma after the Ṛitus, from the Brāhmana's bounty: undissolved,
O Indra, is thy friendship's bond.

6 Mitra, Varuṇa, ye whose ways are firm—a Power that none deceives—,
With Ṛitu ye have reached the rite.

7 The Soma-pressers, fain for wealth, praise the Wealth-giver in the rite,
In sacrifices praise the God.

8 May the Wealth-giver grant to us riches that shall be far-renowned:
These things gain among the Gods.

9 He with the Ṛitus fain would drink, Wealth-giver, from the Neshṭar's bowl.
Haste, give your offering, and depart.

10 As we this fourth time, Wealth-giver, honour thee with the Ṛitus, be
A giver bountiful to us.

---

2 *The Purifier's cup:* the sacrificial vessel of the Potar, or Purifier, who pours into the fire the libation for the Maruts. 3 *O Neshṭar:* the Neshṭar is one of the chief officiating priests, who leads forward the wife of the institutor of the sacrifice. In this place Neshṭar is said to be another name for the God Tvashṭar from his having on some occasion assumed the function of Neshṭar priest. 4 *The three appointed places:* by the three sacrificial fires. 5 *The Brāhmana's bounty.* The Brāhmaṇa here is said to be the Brāhmaṇāchchhaṃsī, one of the sixteen priests employed in sacrifices; and perhaps his office may have been to hold some ladle or vase in which the offering is presented. 7 *The Soma-pressers: grāvahastāsaḥ,* men heaving stones in their hands with which to bruise the Soma plant. *The Wealth-giver* is Agni. *In the rite, In sacrifices:* 'in the *adhvara* and in the *yajnas,* the first said to be the primary or essential ceremony, such as the Agnishṭoma; the second, the modified ceremonies, such as the Ukthya which is elsewhere termed an offering with Soma juice.'—Wilson. 10 *As we this fourth time:* Agni, as Draviṇodās or Wealth-giver, has now been celebrated in four stanzas instead of the usual *tricha* or triad; or we may translate with Ludwig, 'As we in fourth place,' Agni being fourth place in the invocation (Indra, Maruts, Tvashṭar, Agni).

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN XLV. Agni.

WORSHIP the Vasus, Agni! here, the Rudras, the Âdityas, all
Who spring from Manu, those who know fair rites, who pour their blessings down.

2 Agni, the Gods who understand give ear unto the worshipper:
Lord of Red Steeds, who lovest song, bring thou those Three-and-Thirty Gods.

3 O Jâtavedas, great in act, hearken thou to Praskaṇva's call,
As Priyamedha erst was heard, Atri, Virûpa, Angiras.

4 The sons of Priyamedha skilled in lofty praise have called for help
On Agni who with fulgent flame is Ruler of all holy rites.

5 Hear thou, invoked with holy oil, bountiful giver of rewards,
These eulogies, whereby the sons of Kaṇva call thee to their aid.

6 O Agni, loved by many, thou of fame most wondrous, in their homes
Men call on thee whose hair is flame, to be the bearer of their gifts.

7 Thee, Agni, best to find out wealth, most widely famous, quick to hear,
Singers have stablished in their rites Herald and ministering Priest.

8 Singers with Soma pressed have made thee, Agni, hasten to the feast,
Great light to mortal worshipper, what time they bring the sacred gift.

9 Good, bounteous, Son of Strength, this day seat here on sacred grass the Gods
Who come at early morn, the host of heaven, to drink the Soma juice.

10 Bring with joint invocations thou, O Agni, the celestial host:
Here stands the Soma, bounteous Gods: drink this expressed ere yesterday.

---

1 *Vasus, Rudras, Âdityas:* three classes of Gods who make up almost the whole number of the thirty-three deities spoken of in the next stanza. *Who spring from Manu:* Manu appears here as Prajâpati, the progenitor of Gods as well as of men. 2 *Lord of Red Steeds:* Agni, whose horses are flames of fire. *The Three-and-Thirty Gods:* see I. 34. 11. 3 Priyamedha, Atri, and Virûpa are famous Rishis, the seers of many hymns of tht Rigveda. Angiras has already been mentioned. See I. 1. 6. 9 *Son of Strength:* made or generated by strong friction; 'kindled through agitation to a flame.

10 *Expressed ere yesterday:* prepared two days before in order that juice might ferment before it was used.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN XLV. Agni.

WORSHIP the Vasus, Agni! here, the Rudras, the Âdityas, all
Who spring from Manu, those who know fair rites, who pour their blessings down.
2 Agni, the Gods who understand give ear unto the worshipper:
Lord of Red Steeds, who lovest song, bring thou those Three-and-Thirty Gods.
3 O Jâtavedas, great in act, hearken thou to Praskaṇva's call,
As Priyamedha erst was heard, Atri, Virûpa, Angiras.
4 The sons of Priyamedha skilled in lofty praise have called for help
On Agni who with fulgent flame is Ruler of all holy rites.
5 Hear thou, invoked with holy oil, bountiful giver of rewards,
These eulogies, whereby the sons of Kaṇva call thee to their aid.
6 O Agni, loved by many, thou of fame most wondrous, in their homes
Men call on thee whose hair is flame, to be the bearer of their gifts.
7 Thee, Agni, best to find out wealth, most widely famous, quick to hear,
Singers have stablished in their rites Herald and ministering Priest.
8 Singers with Soma pressed have made thee, Agni, hasten to the feast,
Great light to mortal worshipper, what time they bring the sacred gift.
9 Good, bounteous, Son of Strength, this day seat here on sacred grass the Gods
Who come at early morn, the host of heaven, to drink the Soma juice.
10 Bring with joint invocations thou, O Agni, the celestial host:
Here stands the Soma, bounteous Gods: drink this expressed ere yesterday.

---

1 *Vasus, Rudras, Âdityas:* three classes of Gods who make up almost the whole number of the thirty-three deities spoken of in the next stanza. *Who spring from Manu:* Manu appears here as Prajâpati, the progenitor of Gods as well as of men. 2 *Lord of Red Steeds:* Agni, whose horses are flames of fire. *The Three-and-Thirty Gods:* see I. 34. 11. 3 Priyamedha, Atri, and Virûpa are famous Rishis, the seers of many hymns of tht Rigveda. Angiras has already been mentioned. See I. 1. 6. 9 *Son of Strength:* made or generated by strong friction; 'kindled through agitation to a flame.'
10 *Expressed ere yesterday:* prepared two days before in order that juice might forment before it was used.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN XLV. Agni.

WORSHIP the Vasus, Agni! here, the Rudras, the Âdityas, all Who spring from Manu, those who know fair rites, who pour their blessings down.

2 Agni, the Gods who understand give ear unto the worshipper: Lord of Red Steeds, who lovest song, bring thou those Three-and-Thirty Gods.

3 O Jâtavedas, great in act, hearken thou to Praskanva's call, As Priyamedha erst was heard, Atri, Virûpa, Angiras.

4 The sons of Priyamedha skilled in lofty praise have called for help

On Agni who with fulgent flame is Ruler of all holy rites.

5 Hear thou, invoked with holy oil, bountiful giver of rewards, These eulogies, whereby the sons of Kanva call thee to their aid.

6 O Agni, loved by many, thou of fame most wondrous, in their homes

Men call on thee whose hair is flame, to be the bearer of their gifts.

7 Thee, Agni, best to find out wealth, most widely famous, quick to hear,

Singers have stablished in their rites Herald and ministering Priest.

8 Singers with Soma pressed have made thee, Agni, hasten to the feast,

Great light to mortal worshipper, what time they bring the sacred gift.

9 Good, bounteous, Son of Strength, this day seat here on sacred grass the Gods

Who come at early morn, the host of heaven, to drink the Soma juice.

10 Bring with joint invocations thou, O Agni, the celestial host: Here stands the Soma, bounteous Gods: drink this expressed ere yesterday.

---

1 *Vasus, Rudras, Âdityas:* three classes of Gods who make up almost the whole number of the thirty-three deities spoken of in the next stanza. *Who spring from Manu:* Manu appears here as Prajâpati, the progenitor of Gods as well as of men. 2 *Lord of Red Steeds:* Agni, whose horses are flames of fire. *The Three-and-Thirty Gods:* see I. 34. 11. 3 Priyamedha, Atri, and Virûpa are famous Rishis, the seers of many hymns of tht Rigveda. Angiras has already been mentioned. See I. 1. 6. 9 *Son of Strength:* made or generated by strong friction; 'kindled through agitation to a flame.

10 *Expressed ere yesterday:* prepared two days before in order that juice might ferment before it was used.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

3 Set high in place o'er all that Vasus, Rudras do immortal, Lord of riches, seated as High Priest;
Hastening like a car to men, to those who live, the God without delay gives boons to be desired.

4 Urged by the wind he spreads through dry wood as he lists, armed with his tongues for sickles, with a mighty roar.
Black is thy path, Agni, changeless, with glittering waves! when like a bull thou rushest eager to the trees.

5 With teeth of flame, wind-driven, through the wood he speeds, trumphant like a bull among the herd of cows,
With brigth strength roaming to the everlasting air: things fixed, things moving quake before him as he flies.

6 The Bhrigus stablished thee among mankind for men, like as a treasure, beauteous, easy to invoke;
Thee, Agni, as a herald and choice-worthy guest, as an auspicious Friend to the Celestial Race.

7 Agni, the seven tongues' deftest Sacrificer, him whom the priests elect at solemn worship,
The Herald, messenger of all the Vasus, I serve with dainty food, I ask for riches.

8 Grant, Son of Strength, thou rich in friends, a refuge without a flaw this day to us thy praisers.
O Agni, Son of Strength, with forts of iron preserve thou from distress the man who lauds thee.

9 Be thou a refuge, Bright One, to the singer, a shelter, Bounteous Lord, to those who worship.
Preserve the singer from distress, O Agni. May he, enriched with prayer, come soon and early.

HYMN LIX. Agni.

The other fires are, verily, thy branches; the Immortals all rejoice in thee, O Agni.
Centre art thou, Vaisvânarâ, of the people, sustaining men like a deep-founded pillar.

---

3 *Rudras, Vasus:* two classes of Gods. See. I. 34. 11. 4 The description of Agni in this verse and the next applies, not to the sacrificial fire, but to the fire that clears the jungle as the new settlers advance into the country. 6 *The Bhrigus:* one of the most eminent priestly families of more ancient times. *Friend to the Celestial Race:* as bearing to the Gods the oblations of their worshippers. 7 *Agni, the seven tongues' deftest Sacrificer:* the seven tongues appear to be the tongue-like flames which Agni employs to consume the oblations.

1 *Thy branches:* merely offshoots of thee. *Vaisvânara:* a name of Agni; common to, dweling with, and benefiting all Arya men,

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

3 Set high in place o'er all that Vasus, Rudras do immortal, Lord of riches, seated as High Priest;
Hastening like a car to men, to those who live, the God without delay gives boons to be desired.

4 Urged by the wind he spreads through dry wood as he lists, armed with his tongues for sickles, with a mighty roar.
Black is thy path, Agni, changeless, with glittering waves! when like a bull thou rushest eager to the trees.

5 With teeth of flame, wind-driven, through the wood he speeds, trumphant like a bull among the herd of cows,
With brigth strength roaming to the everlasting air: things fixed, things moving quake before him as he flies.

6 The Bhṛigus stablished thee among mankind for men, like as a treasure, beauteous, easy to invoke;
Thee, Agni, as a herald and choice-worthy guest, as an auspicious Friend to the Celestial Race.

7 Agni, the seven tongues' deftest Sacrificer, him whom the priests elect at solemn worship,
The Herald, messenger of all the Vasus, I serve with dainty food, I ask for riches.

8 Grant, Son of Strength, thou rich in friends, a refuge without a flaw this day to us thy praisers.
O Agni, Son of Strength, with forts of iron preserve thou from distress the man who lauds thee.

9 Be thou a refuge, Bright One, to the singer, a shelter, Bounteous Lord, to those who worshlp.
Preserve the singer from distress, O Agni. May he, enriched with prayer, come soon and early.

HYMN LIX. Agni.

The other fires are, verily, thy branches; the Immortals all rejoice in thee, O Agni.
Centre art thou, Vaisvânara, of the people, sustaining men like a deep-founded pillar.

---

3 *Rudras, Vasus:* two classes of Gods. See. I. 34. 11. 4 The description of Agni in this verse and the next applies, not to the sacrificial fire, but to the fire that clears the jungle as the new settlers advance into the country. 6 *The Bhṛigus:* one of the most eminent priestly families of more ancient times. *Friend to the Celestial Race:* as bearing to the Gods the oblations of their worshippers. 7 *Agni, the seven tongues' deftest Sacrificer:* the seven tongues appear to be the tongue-like flames which Agni employs to consume the oblations.

1 *Thy branches:* merely offshoots of thee. *Vaisvânara:* a name of Agni; common to, dwelling with, and benefiting all Arya men,

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 Both Gods and men obey this Ruler's order, Gods who are worshipped, men who yearn and worship.

As Priest he takes his seat ere break of morning, House-Lord, adorable with Men, Ordainer.

3 May our fair praise, heart-born, most recent, reach him whose tongue, e'en at his birth, is sweet as honey;

Whom mortal priests, men, with their strong endeavour, supplied with dainty viands, have created.

4 Good to mankind, the yeraning Purifier hath among men been placed as Priest choice-worthy.

May Agni be our Friend, Lord of the Household, protector of the riches in the dwelling.

5 As such we Gotamas with hymns extol thee, O Agni, as the guardian Lord of riches,

Decking thee like a horse, the swift prize-winner. May he, enriched with prayer, come soon and early.

HYMN LXI. Indra.

Even to him, swift, strong, and high-exalted, I bring my song of praise as dainty viands,

My thought to him resistless, praise-deserving, prayers offered most especially to Indra.

2 Praise, like oblation, I present, and utter aloud my song, my fair hymn to the Victor.

For Indra, who is Lord of old, the singers have decked their lauds with heart and mind and spirit.

3 To him then with my lips mine adoration, winning heaven's light, most excellent, I offer,

To magnify with songs of invocation and with fair hymns the Lord, most bounteous Giver.

The glorious Priest: Agni. *Bhrigu:* the chief of the ancient priestly family who bear that name. *Banner of sacrifice:* announcer of sacrifice by his crackling flames. *Child of two births:* born of heaven and earth and again from the two fire-sticks, or born from the fire-sticks and again when he is consecrated. *Swiftly moving envoy:* messenger between Gods and men. See I. 1. 1, note. 3 *Sweet as honey:* with tasting the sweet libations. *Have created:* by rapid agitation of the fire-stick. 5 *We Gotamas:* descendants of Gotama, men of the family to which the Rishi of the hymn belongs. *Decking thee:* trimming thee, to make thee shine as men groom a race-horse in the morning.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 He offers safety like a pleasant home, like ripened corn, the Conqueror of men.
Like a Seer lauding, famed among the folk; like a steed friendly he vouchsafes us power.
3 With flame insatiate, like eternal might; caring for each one like a dame at home;
Bright when he shines forth, whitish mid the folk, like a car, gold-decked, thundering to the fight.
4 He strikes with terror like a dart shot forth, e'en like an archer's arrow tipped with flame;
Master of present and of future life, the maidens' lover and the matrons' Lord.
5 To him lead all your ways: may we attain the kindled God as cows their home at eve.
He drives the flames below as floods their swell: the rays rise up to the fair place of heaven.

HYMN LXVII. Agni.

Victorious in the wood, Friend among men, ever he claims obedience as a King.
Gracious like peace, blessing like mental power, Priest was he, offering-bearer, full of thought.
2 He, bearing in his hand all manly might, crouched in the cavern, struck the Gods with fear.
Men filled with understanding find him there, when they have sung prayers formed within their heart.
3 He, like the Unborn, holds the broad earth up, and with effective utterance fixed the sky.
O Agni, guard the spots which cattle love: thou, life of all, hast gone from lair to lair.

---

2 *Like a steed*: like a war-horse who helps to win spoil in battle.
4 *The maidens' lover*: the offering to Agni being an essential part of the marriage-service. *The matrons' Lord*: children being especially the gift of Agni, in whose worship the wife of the sacrificer bears an important part. I have not attempted to imitate the rhythm of the original, and have contented myself with preserving the same number of syllables in each line.

1 *Victorious in the wood*: subduing the fuel and burning it to ashes.
2 *Crouched in the cavern*: concealed in the dark depth of the waters, See I. 65. 1. 3 *The Unborn*: the Sun; regarded as the Supreme God. *The spots which cattle love*: as thou knowest by experience how pleasant it is to find a safe place of refuge, do not

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 He offers safety like a pleasant home, like ripened corn, the Conqueror of men.
Like a Seer lauding, famed among the folk; like a steed friendly he vouchsafes us power.
3 With flame insatiate, like eternal might; caring for each one like a dame at home;
Bright when he shines forth, whitish mid the folk, like a car, gold-decked, thundering to the fight.
4 He strikes with terror like a dart shot forth, e'en like an archer's arrow tipped with flame;
Master of present and of future life, the maidens' lover and the matrons' Lord.
5 To him lead all your ways: may we attain the kindled God as cows their home at eve.
He drives the flames below as floods their swell: the rays rise up to the fair place of heaven.

HYMN LXVII. Agni.

VICTORIOUS in the wood, Friend among men, ever he claims obedience as a King.
Gracious like peace, blessing like mental power, Priest was he, offering-bearer, full of thought.
2 He, bearing in his hand all manly might, crouched in the cavern, struck the Gods with fear.
Men filled with understanding find him there, when they have sung prayers formed within their heart.
3 He, like the Unborn, holds the broad earth up, and with effective utterance fixed the sky.
O Agni, guard the spots which cattle love: thou, life of all, hast gone from lair to lair.

---

2 *Like a steed:* like a war-horse who helps to win spoil in battle.
4 *The maidens' lover:* the offering to Agni being an essential part of the marriage-service. *The matrons' Lord:* children being especially the gift of Agni, in whose worship the wife of the sacrificer bears an important part. I have not attempted to imitate the rhythm of the original, and have contented myself with preserving the same number of syllables in each line.

1 *Victorious in the wood:* subduing the fuel and burning it to ashes.
2 *Crouched in the cavern:* concealed in the dark depth of the waters, See I. 65. 1. 3 *The Unborn:* the Sun; regarded as the Supreme God. *The spots which cattle love:* as thou knowest by experience how pleasant it is to find a safe place of refuge, do not ...

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 He who is germ of waters, germ of woods, germ of all things that move not and that move,—
To him even in the rock and in the house: Immortal One, he cares for all mankind.

3 Agni is Lord of riches for the man who serves him readily with sacred songs.
Protect these beings thou with careful thought, knowing the races both of Gods and men.

4 Whom many dawns and nights, unlike, make strong, whom, born in Law, all things that move and stand,—
He hath been won, Herald who sits in light, making effectual all our holy works.

5 Thou settest value on our cows and woods: all shall bring tribute to us, to the light.
Men have served thee in many and sundry spots, parting, as 'twere, an aged father's wealth.

6 Like a brave archer, like one skilled and bold, a fierce avenger, so he shines in fight.

HYMN LXXI. Agni.

Loving the loving One, as wives their husband, the sisters of one home have urged him forward,
Bright-coloured, even as the cows love morning, dark, breaking forth to view, and redly beaming.

2 Our sires with lauds burst e'en the firm-set fortress, yea, the Angirases, with roar, the mountain.
They made for us a way to reach high heaven, they found us day, light, day's sign, beams of morning.

3 They stablished order, made his service fruitful; then parting them among the longing faithful,
Not thirsting after aught, they come, most active, while with sweet food the race of Gods they strengthen.

---

2 *To him even in the rock:* I can make nothing out of this. Wilson, after Sāyaṇa, paraphrases: '(They offer oblations) on the mountain, or in the mansion, to that Agni:' but this cannot be the meaning. Ludwig suggests an alteration of the text, so that the meaning would be, 'even within the stone is his dwelling.' 5 'Agni, confer excellence upon our valued cattle; and may all men bring us acceptable tribute.'—Wilson.

1 *The loving One,:* Agni. *The sisters of one home:* the fingers that serve him by kindling the fire, etc. *The cows:* the clouds brightened by the approach of Dawn. 2 The priestly Angirases, the earliest institutors of religious worship, caused by prayer and praise the mountain-like cloud, that hold the rain imprisoned, to be opened.
3 *His service:* the worship of Agni.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 He who is germ of waters, germ of woods, germ of all things that move not and that move,—
To him even in the rock and in the house: Immortal One, he cares for all mankind.

3 Agni is Lord of riches for the man who serves him readily with sacred songs.
Protect these beings thou with careful thought, knowing the races both of Gods and men.

4 Whom many dawns and nights, unlike, make strong, whom, born in Law, all things that move and stand,—
He hath been won, Herald who sits in light, making effectual all our holy works.

5 Thou settest value on our cows and woods: all shall bring tribute to us, to the light.
Men have served thee in many and sundry spots, parting, as 'twere, an aged father's wealth.

6 Like a brave archer, like one skilled and bold, a fierce avenger, so he shines in fight.

HYMN LXXI. Agni.

Loving the loving One, as wives their husband, the sisters of one home have urged him forward,
Bright-coloured, even as the cows love morning, dark, breaking forth to view, and redly beaming.

2 Our sires with lauds burst e'en the firm-set fortress, yea, the Angirases, with roar, the mountain.
They made for us a way to reach high heaven, they found us day, light, day's sign, beams of morning.

3 They stablished order, made his service fruitful; then parting them among the longing faithful,
Not thirsting after aught, they come, most active, while with sweet food the race of Gods they strengthen.

---

2 *To him even in the rock*: I can make nothing out of this. Wilson, after Sâyaṇa, paraphrases: '(They offer oblations) on the mountain, or in the mansion, to that Agni:' but this cannot be the meaning. Ludwig suggests an alteration of the text, so that the meaning would be, 'even within the stone is his dwelling.' 5 'Agni, confer excellence upon our valued cattle; and may all men bring us acceptable tribute.'—Wilson.

1 *The loving One*: Agni. *The sisters of one home*: the fingers that serve him by kindling the fire, etc. *The cows*: the clouds brightened by the approach of Dawn. 2 The priestly Angirases, the earliest institutors of religious worship, caused by prayer and praise the mountain-like cloud, that held the rain imprisoned, to be opened. 3 *His service*: the worship of Agni.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 Since Mâtarisvan, far-diffused, hath stirred him, and he in every house grown bright and noble,
He, Bhrigu-like, hath gone as his companion, as on commission to a greater Sovran.

5 When man poured juice to Heaven, the mighty Father, he knew and freed himself from close embracement.
The archer boldly shot at him his arrow, and the God threw his splendour on his Daughter.

6 Whoso hath flames for thee within his dwelling, or brings the worship which thou lovest daily,
Do thou of double might increase his substance: may he whom thou incitest meet with riches.

7 All sacrificial viands wait on Agni as the Seven mighty Rivers seek the ocean.
Not by our brethren was our food discoverad: find with the Gods care for us, thou who knowest.

8 When light hath filled the Lord of men for increase, straight from the heaven descends the limpid moisture.
Agni hath brought to light and filled with spirit the youthful host blameless and well providing.

9 He who like thought goes swiftly on his journey, the Sun, alone is ever Lord of riches.
The Kings with fair hands, Varuna and Mitra, protect the precious nectar in our cattle.

10 O Agni, break not our ancestral friendship, Sage as thou art, endowed with deepest knowledge.
Old age, like gathering cloud, impairs the body: before that evil be come nigh protect me.

---

4 *Mâtarisvan:* the divine or semi-divine being who brought Agni to Bhrigu. 5 This verse is very obscure. The meaning of the first hemistich seems to be that when oblations were offered to Dyaus or Heaven Agni shone forth freed from encompassing night. Who the archer is, whether Mâtarisvan or Agni, is uncertain nor is it clear at whom the arrow was shot. *The God* may be Dyaus, and *his Daughter* may be Ushas, or Dawn. 7 *The Seven mighty Rivers:* see I. 32. 12. *Not by our brethren:* we do not look to our kinsmen for food, but depend upon Agni and the other Gods. 8 *The Lord of men:* according to Sâyana, the sacrificer. Perhaps Indra is meant, who comes attended by *the youthful host* of Maruts.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 Since Mâtarisvan, far-diffused, hath stirred him, and he in every house grown bright and noble,
He, Bhṛigu-like, hath gone as his companion, as on commission to a greater Sovran.

5 When man poured juice to Heaven, the mighty Father, he knew and freed himself from close embracement.
The archer boldly shot at him his arrow, and the God threw his splendour on his Daughter.

6 Whoso hath flames for thee within his dwelling, or brings the worship which thou lovest daily,
Do thou of double might increase his substance: may he whom thou incitest meet with riches.

7 All sacrificial viands wait on Agni as the Seven mighty Rivers seek the ocean.
Not by our brethren was our food discoverad: find with the Gods care for us, thou who knowest.

8 When light hath filled the Lord of men for increase, straight from the heaven descends the limpid moisture.
Agni hath brought to light and filled with spirit the youthful host blameless and well providing.

9 He who like thought goes swiftly on his journey, the Sun, alone is ever Lord of riches.
The Kings with fair hands, Varuṇa and Mitra, protect the precious nectar in our cattle.

10 O Agni, break not our ancestral friendship, Sage as thou art, endowed with deepest knowledge.
Old age, like gathering cloud, impairs the body: before that evil be come nigh protect me.

---

4 *Mâtarisvan:* the divine or semi-divine being who brought Agni to Bhṛigu. 5 This verse is very obscure. The meaning of the first hemistich seems to be that when oblations were offered to Dyaus or Heaven Agni shone forth freed from encompassing night. Who the archer is, whether Mâtarisvan or Agni, is uncertain nor is it clear at whom the arrow was shot. *The God* may be Dyaus, and *his Daughter* may be Ushas, or Dawn. 7 *The Seven mighty Rivers:* see I. 32. 12. *Not by our brethren:* we do not look to our kinsmen for food, but depend upon Agni and the other Gods. 8 *The Lord of men:* according to Sâyaṇa, the sacrificer. Perhaps Indra is meant, who comes attended by *the youthful host* of Maruts.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 Wake up the willing Gods, since thou, Agni performest embassage:
Sit on the sacred grass with Gods.

5 O Agni, radiant One, to whom the holy oil is poured, burn up
Our enemies whom fiends protect.

6 By Agni Agni is inflamed, Lord of the House, wise, young, who bears
The gift: the ladle is his mouth. 303

7 Praise Agni in the sacrifice, the Sage whose ways are ever true,
The God who driveth grief away.

8 God, Agni, be his strong defence who, lord of sacrificial gifts,
Worshippeth thee the messenger.

9 Whoso with sacred gift would fain call Agni to the feast of Gods,
O Purifier, favour him.

10 Such, Agni, Purifier, bright, bring hither to our sacrifice,
To our oblation bring the Gods.

11 So lauded by our newest song of praise bring opulence to us,
And food, with heroes for our sons.

12 O Agni, by effulgent flame, by all invokings of the Gods,
Show pleasure in this laud of ours.

HYMN XIII. Agni.

Agni, well-kindled, bring the Gods for him who offers holy gifts.
Worship them, Purifier, Priest.

2 Son of Thyself, present, O Sage, our sacrifice to the Gods to-day.
Sweet to the taste, that they may feast.

---

9 *By Agni Agni is inflamed:* The fire into which the oblation is poured is lighted by the application of other fire. *Young:* as newly born each time the fire is produced. *The ladle:* used for pouring the sacrificial butter into the fire. 8 *Lord of sacrificial gifts:* the wealthy patron or institutor of the sacrifice. 9 *O Purifier:* *pâvaka*, purifying, is in later Sanskrit a common word for fire.

This is one of the Âprî or propitiatory hymns, consisting of invocations to a series of deified objects, and said to be introductory to the animal sacrifice. All the deified objects addressed in this hymn are said by Sâyana to be forms of Agni.

1 *For him Who offers holy gifts:* for the institutor of the sacrifice.
2 *Son of Thyself.* Tanûnapât, son or descendant of oneself, is a frequently recurring name of Agni, so called because fire is sometimes self-generated, as in the lightning, or produced by attrition, and not necessarily derived from other fire. Other fanciful derivations are given.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 Thee, such, in settlements secure, O Agni, our men serve ever kindled in each dwelling

On him have they laid splendour in abundance: dear to all men, bearer be he of riches.

5 May thy rich worshippers win food, O Agni, and princes gain long life who bring oblation.

May we get booty from our foe in battle, presenting to the Gods their share for glory.

6 The cows of holy law, sent us by Heaven, have swelled with laden udders, loudly lowing;

Soliciting his favour, from a distance the rivers to the rock have flowed together.

7 Agni, with thee, soliciting thy favour, the holy Ones have gained glory in heaven.

They made the Night and Dawn of different colours, and set the black and purple hues together.

8 May we and those who worship be the mortals whom thou, O Agni, leadest on to riches.

Thou hast filled earth and heaven and air's mid-region, and followest the whole world like a shadow.

9 Aided by thee, O Agni, may we conquer steeds with steeds, men with men, heroes with heroes,

Lords of the wealth transmitted by our fathers: and may our princes live a hundred winters.

10 May these our hymns of praise, Agni, Ordainer, be pleasant to thee in thy heart and spirit.

May we have power to hold thy steeds of riches, laying on thee the God-sent gift of glory.

---

6 *The cows of holy law:* the cows whose milk is used in the various sacrifices offered in accordance with the eternal ordinance. *The rivers:* the water used in sacrifice which flows or is brought to *the rock* or stone with which the Soma juice is expressed. 7 Through Agni's favour *the holy Ones*, the immortal Gods, receive the oblations which strengthen them for the performance of the great deeds which bring them glory. 8 *Like a shadow:* averting distress, as the shade of a great rock or tree wards off the oppressive heat of the sun. 9 *May our princes:* may the wealthy men who institute our sacrifices live to the greatest age usually allotted to men. 10 *To hold thy steeds of riches:* to retain by us thy horses which bring wealth, that is, continue to receive and keep the riches which thou sendest.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 Thee, such, in settlements secure, O Agni, our men serve ever kindled in each dwelling

On him have they laid splendour in abundance: dear to all men, bearer be he of riches.

5 May thy rich worshippers win food, O Agni, and princes gain long life who bring oblation.

May we get booty from our foe in battle, presenting to the Gods their share for glory.

6 The cows of holy law, sent us by Heaven, have swelled with laden udders, loudly lowing;

Soliciting his favour, from a distance the rivers to the rock have flowed together.

7 Agni, with thee, soliciting thy favour, the holy Ones have gained glory in heaven.

They made the Night and Dawn of different colours, and set the black and purple hues together.

8 May we and those who worship be the mortals whom thou, O Agni, leadest on to riches.

Thou hast filled earth and heaven and air's mid-region, and followest the whole world like a shadow.

9 Aided by thee, O Agni, may we conquer steeds with steeds, men with men, heroes with heroes,

Lords of the wealth transmitted by our fathers: and may our princes live a hundred winters.

10 May these our hymns of praise, Agni, Ordainer, be pleasant to thee in thy heart and spirit,

May we have power to hold thy steeds of riches, laying on thee the God-sent gift of glory.

---

6 *The cows of holy law*: the cows whose milk is used in the various sacrifices offered in accordance with the eternal ordinance. *The rivers*: the water used in sacrifice which flows or is brought to *the rock* or stone with which the Soma juice is expressed. 7 Through Agni's favour *the holy Ones*, the immortal Gods, receive the oblations which strengthen them for the performance of the great deeds which bring them glory. 8 *Like a shadow*: averting distress, as the shade of a great rock or tree wards off the oppressive heat of the sun. 9 *May our princes*: may the wealthy men who institute our sacrifices live to the greatest age usually allotted to men. 10 *To hold thy steeds of riches*: to retain by us thy horses which bring wealth, that is, continue to receive and keep the riches which thou sendest.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

13 Like some lost animal, drive to us, bright Pûshan, him who bears up heaven,
Resting on many-coloured grass.

14 Pûshan the Bright has found the King, concealed and hidden in a cave,
Who rests on grass of many hues.

15 And may he duly bring to me the six, bound closely, through these drops;
As one who ploughs with steers brings corn.

16 Along their paths the Mothers go, Sisters of priestly ministrants,
Mingling their sweetness with the milk.

17 May Waters gathered near the Sun, and those wherewith the Sun is joined,
Speed forth this sacrifice of ours.

18 I call the Waters, Goddesses, wherein our cattle quench their thirst;
Oblations to the Streams be given.

19 Amrit is in the Waters; in the Waters there is healing balm:
Be swift, ye Gods, to give them praise.

20 Within the Waters—Soma thus hath told me—dwell all balms that heal,
And Agni, he who blesseth all. The Waters hold all medicines.

21 O Waters, teem with medicine to keep my body safe from harm.
So that I long may see the Sun.

22 Whatever sin is found in me, whatever evil I have wrought,
If I have lied or falsely sworn, Waters, remove it far from me.

23 The Waters I this day have sought, and to their moisture have we come:
O Agni, rich in milk, come thou, and with thy splendour cover me.

---

13 *Him who bears up heaven:* Soma, the juice which prompts the world-sustaining deeds of the Gods. 14 *The King:* Soma. *Concealed and hidden in a cave*: in a place difficult of access; the reference is to the flight of Agni. See III. 9. 4. 15 *The six:* the six seasons, spring, summer, the rains, autumn, winter, the dews. *Through these drops*: May this libation induce him to bring, etc. 16 *The mothers:* the Waters, regarded as the close allies of the priests, as they are mingled with the ingredients of the Soma libation. 19 *Amrit:* nectar, the drink that confers immortality; the Greek Ambrosia. 20 *Soma thus hath told me:* Soma is especially lord of medicinal plants.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

13 Like some lost animal, drive to us, bright Pûshan, him who bears up heaven,
Resting on many-coloured grass.

14 Pûshan the Bright has found the King, concealed and hidden in a cave,
Who rests on grass of many hues.

15 And may he duly bring to me the six, bound closely, through these drops;
As one who ploughs with steers brings corn.

16 Along their paths the Mothers go, Sisters of priestly ministrants,
Mingling their sweetness with the milk.

17 May Waters gathered near the Sun, and those wherewith the Sun is joined,
Speed forth this sacrifice of ours.

18 I call the Waters, Goddesses, wherein our cattle quench their thirst;
Oblations to the Streams be given.

19 Amrit is in the Waters; in the Waters there is healing balm:
Be swift, ye Gods, to give them praise.

20 Within the Waters—Soma thus hath told me—dwell all balms that heal,
And Agni, he who blesseth all. The Waters hold all medicines.

21 O Waters, teem with medicine to keep my body safe from harm.
So that I long may see the Sun.

22 Whatever sin is found in me, whatever evil I have wrought,
If I have lied or falsely sworn, Waters, remove it far from me.

23 The Waters I this day have sought, and to their moisture have we come:
O Agni, rich in milk, come thou, and with thy splendour cover me.

---

13 *Him who bears up heaven:* Soma, the juice which prompts the world-sustaining deeds of the Gods. 14 *The King:* Soma. *Concealed and hidden in a cave:* in a place difficult of access; the reference is to the flight of Agni. See III. 9. 4. 15 *The six:* the six seasons, spring, summer, the rains, autumn, winter, the dews. *Through these drops:* May this libation induce him to bring, etc. 16 *The mothers:* the Waters, regarded as the close allies of the priests, as they are mingled with the ingredients of the Soma libation. 19 *Amrit:* nectar, the drink that confers immortality; the Greek Ambrosia. 20 *Soma thus hath told me:* Soma is especially lord of medicinal plants.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN LVI. Indra.

For this man's full libation held in ladles, he hath roused him, eager, as a horse to meet the mare.

He stays his golden car, yoked with Bay Horses, swift, and drinks the Soma juice which strengthens for great deeds.

2 To him the guidance-following songs of praise flow full, as those who seek gain go in company to the flood.

To him the Lord of power, the holy synod's might, as to a hill, with speed, ascend the loving ones.

3 Victorious, great is he ; in manly battle shines, unstained with dust, his might, as shines a mountain peak ;

Wherewith the iron one, fierce e'en against the strong, in rapture, fettered wily Sushna fast in bonds.

4 When Strength the Goddess, made more strong for help by thee, waits upon Indra as the Sun attends the Dawn,

Then he who with his might unflinching kills the gloom stirs up the dust aloft, with joy and triumphing.

5 When thou with might, upon the framework of the heaven, didst fix, across, air's region firmly, unremoved,

In the light-winning war, Indra, in rapturous joy, thou smotest Vritra dead and broughtest floods of rain.

6 Thou with thy might didst grasp the holder-up of heaven, thou who art mighty also in the seats of earth.

Thou, gladdened by the juice, hast set the waters free and broken Vritra's stony fences through and through.

HYMN LVII. Indra.

To him most liberal, lofty Lord of lofty wealth, verily powerful and strong, I bring my hymn,—

Whose checkless bounty, as of waters down a slope, is spread abroad for all that live, to give them strength.

---

1 *This man:* the institutor of the sacrifice. *He:* Indra. 2 *The flood:* (*samudrá*) any large gathering of waters not necessarily the sea or ocean. *The holy synod:* an assembly for worship of the Gods. *The loving ones:* the songs of loving praise. I find the stanza unintelligible; and the version (based chiefly on Grassmann's) which I offer is merely a temporary makeshift. 3 *The iron one:* the thunderbolt, made of *áyas*, iron or other metal. 4 *By thee:* by Soma. 5 *In the light-winning war:* waged with the demons of the air for rain and the light which follows the dispersion of the clouds. 6 *The bearer-up of heaven:* perhaps the thunderbolt, with which Indra maintains order.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

6 O Sovran of the Forest, as the wind blows soft in front of thee,

Mortar, for Indra press thou forth the Soma juice that he may drink.

7 Best strength-givers, ye stretch wide jaws, O Sacrificial Implements,

Like two bay horses champing herbs.

8 Ye Sovrans of the Forest, both swift, with swift pressers press to-day

Sweet Soma juice for Indra's drink.

9 Take up in beakers what remains : the Soma on the filter pour,

And on the ox-hide set the dregs.

HYMN XXIX. Indra.

O SOMA-DRINKER, ever true, utterly hopeless though we be,
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

2 O Lord of Strength, whose jaws are strong, great deeds are thine, the powerful :

Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

3 Lull thou asleep, to wake no more, the pair who on each other look :

Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

4 Hero, let hostile spirits sleep, and every gentler genius wake :
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

---

6 *O Sovran of the Forest:* (*vanaspati*) a large tree ; used in this place, by metonymy, for the mortar, and in verse 8, in the dual number, for the mortar and pestle. 7 *Strength-givers:* explained by Sâyana as especially givers of food. The two platters mentioned above are probably meant. When the upper platter is raised to receive the juice of the Soma stalks the aperture between the two is like a horse's mouth when he chews succulent grass. 2 This verse is addressed to the ministering priest. *What remains:* after the libation. *The filter* or sieve was used to purify the juice before it was poured into the receptacle. *Ox-hide:* laid under the mortor.

3 *The pair who on each other look:* 'The text is very elliptical and obscure. In is, literally: Put to sleep the two reciprocally looking: let them sleep, not being awakend. The Scholiast calls them the two female messengers of Yama [the God of the Dead].' Wilson.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:O:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:O:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

6 O Sovran of the Forest, as the wind blows soft in front of thee,
Mortar, for Indra press thou forth the Soma juice that he may drink.

7 Best strength-givers, ye stretch wide jaws, O Sacrificial Implements,
Like two bay horses champing herbs.

8 Ye Sovrans of the Forest, both swift, with swift pressers press to-day
Sweet Soma juice for Indra's drink.

9 Take up in beakers what remains : the Soma on the filter pour,
And on the ox-hide set the dregs.

HYMN XXIX.

Indra.

O SOMA-DRINKER, ever true, utterly hopeless though we be,
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

2 O Lord of Strength, whose jaws are strong, great deeds are thine, the powerful :
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

3 Lull thou asleep, to wake no more, the pair who on each other look :
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

4 Hero, let hostile spirits sleep, and every gentler genius wake :
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

---

6 *O Sovran of the Forest : (vanaspati)* a large tree ; used in this place, by metonymy, for the mortar, and in verse 8, in the dual number, for the mortar and pestle. 7 *Strength-givers :* explained by Sâyaṇa as especially givers of food. The two platters mentioned above are probably meant. When the upper platter is raised to receive the juice of the Soma stalks the aperture between the two is like a horse's mouth when he chews succulent grass. 2 This verse is addressed to the ministering priest. *What remains :* after the libation. *The filter* or sieve was used to purify the juice before it was poured into the receptacle. *Ox-hide :* laid under the mortor.

3 *The pair who on each other look :* 'The text is very elliptical and obscure. In is, literally : Put to sleep the two reciprocally looking : let them sleep, not being awakend. The Scholiast calls them the two female messengers of Yama [the God of the Dead].' Wilson.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

6 O Sovran of the Forest, as the wind blows soft in front of thee,

Mortar, for Indra press thou forth the Soma juice that he may drink.

7 Best strength-givers, ye stretch wide jaws, O Sacrificial Implements,

Like two bay horses champing herbs.

8 Ye Sovrans of the Forest, both swift, with swift pressers press to-day

Sweet Soma juice for Indra's drink.

9 Take up in beakers what remains : the Soma on the filter pour,

And on the ox-hide set the dregs.

HYMN XXIX.

Indra.

O SOMA-DRINKER, ever true, utterly hopeless though we be,
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

2 O Lord of Strength, whose jaws are strong, great deeds are thine, the powerful :

Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

3 Lull thou asleep, to wake no more, the pair who on each other look :
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

4 Hero, let hostile spirits sleep, and every gentler genius wake :
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

---

6 *O Sovran of the Forest: (vanaspati)* a large tree ; used in this place, by metonymy, for the mortar, and in verse 8, in the dual number, for the mortar and pestle. 7 *Strength-givers:* explained by Sâyaṇa as especially givers of food. The two platters mentioned above are probably meant. When the upper platter is raised to receive the juice of the Soma stalks the aperture between the two is like a horse's mouth when he chews succulent grass. 2 This verse is addressed to the ministering priest. *What remains:* after the libation. *The filter* or sieve was used to purify the juice before it was poured into the receptacle. *Ox-hide:* laid under the mortor.

---

3 *The pair who on each other look:* 'The text is very elliptical and obscure. In is, literally: Put to sleep the two reciprocally looking: let them sleep, not being awakend. The Scholiast calls them the two female messengers of Yama [the God of the Dead].' Wilson.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

5 Destroy this ass, O Indra, who in tones discordant brays to thee:
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

6 Far distant on the forest fall the tempest in a circling course!
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

7 Slay each reviler, and destroy him who in secret injures us:
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine
In thousands, O most wealthy One.

HYMN XXX. Indra.

WE seeking strength with Soma-drops fill full your Indra like a well,
Most liberal, Lord of Hundred Powers,

2 Who lets a hundred of the pure, a thousand of the milk-blent draughts
Flow, even as down a depth, to him;

3 When for the strong, the rapturous joy he in this manner hath made room
Within his belly, like the sea.

4 This is thine own. Thou drawest near, as turns a pigeon to his mate:
Thou carest too for this our prayer.

5 O Hero, Lord of Bounties, praised in hymns, may power and joyfulness
Be his who sings the laud to thee.

6 Lord of a Hundred Powers stand up to lend us succour in this fight:
In others too let us agree.

7 In every need, in every fray we call as friends to succour us
Indra the mightiest of all.

---

5 *This ass:* our adversary, says the Scholiast. 'Therefore is he called an ass, as braying, or uttering harsh sounds intolerable to hear.'
6 *Far distant on the forest:* may the cyclone or tempest expend its fury on the wood, and not come nigh us. The word *kundriṇā'chi*, which I have rendered in accordance with Sâyaṇa, means elsewhere a certain kind of animal, a lizard according to Sâyaṇa. This passage may perhaps mean, 'may the wind fall on the forest with the *kundriṇā'chi* whatever that may be.

---

1 *Lord of Hundred Powers:* Satakratu. 3 *The strong, the rapturous joy:* the exhilarating Soma juice. 4 *This is thine own:* this Soma libation is for thee alone. 6 *In this fight:* the hymn is a prayer for aid in a coming battle.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

6 O Sovran of the Forest, as the wind blows soft in front of thee,
Mortar, for Indra press thou forth the Soma juice that he may drink.

7 Best strength-givers, ye stretch wide jaws, O Sacrificial Implements,
Like two bay horses champing herbs.

8 Ye Sovrans of the Forest, both swift, with swift pressers press to-day
Sweet Soma juice for Indra's drink.

9 Take up in beakers what remains : the Soma on the filter pour,
And on the ox-hide set the dregs.

HYMN XXIX.

Indra.

O SOMA-DRINKER, ever true, utterly hopeless though we be,
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

2 O Lord of Strength, whose jaws are strong, great deeds are thine, the powerful :
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

3 Lull thou asleep, to wake no more, the pair who on each other look :
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

4 Hero, let hostile spirits sleep, and every gentler genius wake :
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

---

6 *O Sovran of the Forest : (vanaspati)* a large tree ; used in this place, by metonymy, for the mortar, and in verse 8, in the dual number, for the mortar and pestle. 7 *Strength-givers :* explained by Sâyaṇa as especially givers of food. The two platters mentioned above are probably meant. When the upper platter is raised to receive the juice of the Soma stalks the aperture between the two is like a horse's mouth when he chews succulent grass. 2 This verse is addressed to the ministering priest. *What remains :* after the libation. *The filter* or sieve was used to purify the juice before it was poured into the receptacle. *Ox-hide :* laid under the mortor.

---

3 *The pair who on each other look :* 'The text is very elliptical and obscure. In is, literally : Put to sleep the two reciprocally looking : let them sleep, not being awakend. The Scholiast calls them the two female messengers of Yama [the God of the Dead].' Wilson.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:O:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:O:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

8 If he will hear us let him come with succour of a thousand kinds,
And all that strengthens, to our call.

9 I call him mighty to resist, the Hero of our ancient home,
Thee whom my sire invoked of old.

10 We pray to thee, O much-invoked, rich in all precious gifts, O Friend,
Kind God to those who sing thy praise.

11 O Soma-drinker, Thunder-armed, Friend of our lovely-featured dames
And of our Soma-drinking friends.

12 Thus, Soma-drinker, may it be; thus, Friend who wieldest thunder, act
To aid each wish as we desire.

13 With Indra splendid feasts be ours, rich in all strengthening things wherewith,
Wealthy in food, we may rejoice.

14 Like thee, thyself, the singers' Friend, thou movest, as it were, besought,
Bold One, the axle of the car,

15 That Satakratu, thou to grace and please thy praisers, as it were,
Stirrest the axle with thy strength,

16 With champing, neighing, loudly-snorting horses Indra hath ever won himself great treasures.
A car of gold hath he whose deeds are wondrous received from us, and led us too receive it.

17 Come, Asvins, with enduring strength wealthy in horses and in kine,
And gold, O ye of wondrous deeds.

---

9 *The Hero of our ancient home*: the tutelary God of our family.
11 *Friend of our lovely-featured dames*: the meaning of *siprininām* in the text is very doubtful. Wilson, following Sāyana, paraphrases: (bestow upon) us, thy friends, (abundance of cows) with projecting jaws. Benfey takes the word to mean beautiful women. Ludwig suggests helmeted, from a possible form *siprini*, agreeing with *viṣām*, of men, understood. Roth considers the reading to be faulty, and suggests *siprinīvan*, in the vocative case, agreeing with Soma-drinker. 14 The lines in this and the following stanza referring to the axle and the chariot or wain are somewhat obscure and have been variously interpreted. Ludwig's explanation, which I follow, appears to be the simplest and the best. The expression, movest, or stirrest, the axle, which is the firmest and strongest part of the car, is intended to signify Indra's great strength

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

6 O Sovran of the Forest, as the wind blows soft in front of thee,
Mortar, for Indra press thou forth the Soma juice that he may drink.

7 Best strength-givers, ye stretch wide jaws, O Sacrificial Implements,
Like two bay horses champing herbs.

8 Ye Sovrans of the Forest, both swift, with swift pressers press to-day
Sweet Soma juice for Indra's drink.

9 Take up in beakers what remains : the Soma on the filter pour,
And on the ox-hide set the dregs.

HYMN XXIX. Indra.

O SOMA-DRINKER, ever true, utterly hopeless though we be,
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

2 O Lord of Strength, whose jaws are strong, great deeds are thine, the powerful :
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

3 Lull thou asleep, to wake no more, the pair who on each other look :
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

4 Hero, let hostile spirits sleep, and every gentler genius wake :
Do thou, O Indra, give us hope of beauteous horses and of kine,
In thousands, O most wealthy One.

---

6 *O Sovran of the Forest: (vanaspati)* a large tree ; used in this place, by metonymy, for the mortar, and in verse 8, in the dual number, for the mortar and pestle. 7 *Strength-givers:* explained by Sâyaṇa as especially givers of food. The two platters mentioned above are probably meant. When the upper platter is raised to receive the juice of the Soma stalks the aperture between the two is like a horse's mouth when he chews succulent grass. 2 This verse is addressed to the ministering priest. *What remains:* after the libation. *The filter* or sieve was used to purify the juice before it was poured into the receptacle. *Ox-hide:* laid under the mortor.

---

3 *The pair who on each other look:* 'The text is very elliptical and obscure. In is, literally: Put to sleep the two reciprocally looking: let them sleep, not being awakend. The Scholiast calls them the two female messengers of Yama [the God of the Dead].' Wilson.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

9 Whether, O Indra-Agni, ye be dwelling in lowest earth, in central, or in highest,
Even from thence, ye mighty Lords, come hither, and drink libations of the flowing Soma.

10 Whether, O Indra-Agni, ye be dwelling in highest earth, in central, or in lowest,
Even from thence, ye mighty Lords, come hither, and drink libations of the flowing Soma.

11 Whether ye be in heaven, O Indra-Agni, on earth, on mountains, in the herbs, or waters.
Even from thence, ye mighty Lords, come hither, and drink libations of the flowing Soma.

12 If, when the Sun to the mid-heaven hath mounted, ye take delight in food, O Indra-Agni,
Even from thence, ye mighty Lords, come hither, and drink libations of the flowing Soma.

13 Thus having drunk your fill of our libation, win us all kinds of wealth, Indra and Agni.
This prayer of ours may Varuṇa grant, and Mitar, and Aditi and Sindhu, Earth and Heaven.

HYMN CIX. Indra-Agni.

LONGING for weal I looked around, in spirit, for kinsmen, Indra-Agni, or for brothers.
No providence but yours alone is with me: so have I wrought for you this hymn for succour.

2 For I have heard that ye give wealth more freely than worthless son-in-law or spouse's brother.
So offering to you this draught of Soma, I make you this new hymn, Indra and Agni,

3 Let us not break the cords : with this petition we strive to gain the powers of our forefathers.

---

6 *In lowest earth, in central, or highest :* in earth, mid-air, or heaven, the word earth used loosely for sphere or world. Or the reference may be to the fanciful threefold division of the earth.

---

2 *Than worthless son-in-law or spouse's brother:* the worthless or defective son-in, law, or suitor, who has not, as Yâska explains, the necessary qualifications, is obliged to win the consent of his future father-in-law by very liberal gifts. The maiden's brother gives her rich presents out of natural affection. 3 *Let us not break the cords :* let us not break or interrupt the long series of religious rites observed by our ancestors and continued to our time. Or, as Sâyaṇa explains, let us not cut or break off the long lion of posterity, but ask for and obtain 'descendants endowed with the vigour of their progenitors.'

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

9 Whether, O Indra-Agni, ye be dwelling in lowest earth, in central, or in highest,
Even from thence, ye mighty Lords, come hither, and drink libations of the flowing Soma.

10 Whether, O Indra-Agni, ye be dwelling in highest earth, in central, or in lowest,
Even from thence, ye mighty Lords, come hither, and drink libations of the flowing Soma.

11 Whether ye be in heaven, O Indra-Agni, on earth, on mountains, in the herbs, or waters.
Even from thence, ye mighty Lords, come hither, and drink libations of the flowing Soma.

12 If, when the Sun to the mid-heaven hath mounted, ye take delight in food, O Indra-Agni.
Even from thence, ye mighty Lords, come hither, and drink libations of the flowing Soma.

13 Thus having drunk your fill of our libation, win us all kinds of wealth, Indra and Agni.
This prayer of ours may Varuṇa grant, and Mitar, and Aditi and Sindhu, Earth and Heaven.

HYMN CIX. Indra-Agni.

LONGING for weal I looked around, in spirit, for kinsmen, Indra-Agni, or for brothers.
No providence but yours alone is with me: so have I wrought for you this hymn for succour.

2 For I have heard that ye give wealth more freely than worthless son-in-law or spouse's brother.
So offering to you this draught of Soma, I make you this new hymn, Indra and Agni,

3 Let us not break the cords : with this petition we strive to gain the powers of our forefathers.

---

6 *In lowest earth, in central, or highest :* in earth, mid-air, or heaven, the word earth used loosely for sphere or world. Or the reference may be to the fanciful threefold division of the earth.

2 *Than worthless son-in-law or spouse's brother:* the worthless or defective son-in, law, or suitor, who has not, as Yâska explains, the necessary qualifications, is obliged to win the consent of his future father-in-law by very liberal gifts. The maiden's brother gives her rich presents out of natural affection. 3 *Let us not break the cords :* let us not break or interrupt the long series of religious rites observed by our ancestors and continued to our time. Or, as Sâyaṇa explains, let us not cut or break off the long lion of posterity, but ask for and obtain 'descendants endowed with the vigour of their progenitors.'

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

———:o:———

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

———:o:———

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

9 Whether, O Indra-Agni, ye be dwelling in lowest earth, in central, or in highest,
Even from thence, ye mighty Lords, come hither, and drink libations of the flowing Soma.

10 Whether, O Indra-Agni, ye be dwelling in highest earth, in central, or in lowest,
Even from thence, ye mighty Lords, come hither, and drink libations of the flowing Soma.

11 Whether ye be in heaven, O Indra-Agni, on earth, on mountains, in the herbs, or waters.
Even from thence, ye mighty Lords, come hither, and drink libations of the flowing Soma.

12 If, when the Sun to the mid-heaven hath mounted, ye take delight in food, O Indra-Agni.
Even from thence, ye mighty Lords, come hither, and drink libations of the flowing Soma.

13 Thus having drunk your fill of our libation, win us all kinds of wealth, Indra and Agni.
This prayer of ours may Varuṇa grant, and Mitar, and Aditi and Sindhu, Earth and Heaven.

HYMN CIX. Indra-Agni.

Longing for weal I looked around, in spirit, for kinsmen, Indra-Agni, or for brothers.
No providence but yours alone is with me: so have I wrought for you this hymn for succour.

2 For I have heard that ye give wealth more freely than worthless son-in-law or spouse's brother.
So offering to you this draught of Soma, I make you this new hymn, Indra and Agni,

3 Let us not break the cords : with this petition we strive to gain the powers of our forefathers.

---

6 *In lowest earth, in central, or highest :* in earth, mid-air, or heaven, the word earth used loosely for sphere or world. Or the reference may be to the fanciful threefold division of the earth.

---

2 *Than worthless son-in-law or spouse's brother:* the worthless or defective son-in, law, or suitor, who has not, as Yâska explains, the necessary qualifications, is obliged to win the consent of his future father-in-law by very liberal gifts. The maiden's brother gives her rich presents out of natural affection. 3 *Let us not break the cords :* let us not break or interrupt the long series of religious rites observed by our ancestors and continued to our time. Or, as Sâyaṇa explains, let us not cut or break off the long lion of posterity, but ask for and obtain 'descendants endowed with the vigour of their progenitors.'

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

For Indra-Agni the strong drops are joyful, for here in the bowl's lap are both the press-stones.

4 For you the bowl divine, Indra and Agni, presses the Soma gladly to delight you.

With hands auspicious and fair arms, ye Asvins, haste, sprinkle it with sweetness in the waters.

5 You, I have heard, were mightiest, Indra-Agni, when Vṛitra fell and when the spoil was parted.

Sit at this sacrifice, ye ever active, on the strewn grass, and with the juice delight you.

6 Surpassing all men where they shout for battle, ye Twain exceed the earth and heaven in greatness.

Greater are ye than rivers and than mountains, O Indra-Agni, and all things beside them.

7 Bring wealth and give it, ye whose arms wield thunder; Indra and Agni, with your powers protect us.

Now of a truth these be the very sunbeams wherewith our fathers were of old united.

8 Give, ye who shatter forts, whose hands wield thunder: Indra and Agni save us in our battles.

This prayer of ours may Varuṇa grant, and Mitra, and Aditi and Sindhu, Earth and Heaven.

HYMN CX. Ribhus.

THE holy work I wrought before is wrought again: my sweetest hymn is sung to celebrate your praise.

Here, O ye Ribhus, is this sea for all the Gods: sate you with Soma offered with the hallowing word.

The strong drops: the exhilarating Soma. *In the bowl's lap:* close to the vessel which receives the juice. But see Ludwig, Ueber die neuesten Arbeiten etc. pp 85—88. 4 *Ye Asvins:* here called upon to perform the duties of the Adhvaryu and his assistant priest, to mix the sweetness, or Soma, with water to be offered to Indra and Agni.
7 *These be the very sunbeams:* The meaning of the line may be that the worship of Indra and Agni is the great bond which has kept the Rishi's ancestors united. Wilson, following Sâyaṇa translates: 'May those rays of the Sun, by which our forefathers have attained, together, a heavenly region,, shine also upon us.'

1 *This sea for all the Gods:* this vessel containing Soma juice for all the Gods, or for the particular class of Gods called Visvedevâh or Visvedas. *The hallowing word: Svâhâ* (Ave? Hail!); an exclamation used in making oblations to the Gods.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN CII. Indra.

To thee the Mighty One I bring this mighty hymn, for thy desire hath been gratified by my laud.
In Indra, yea in him victorious through his strength, the God have joyed at feast and when the Soma flowed.

2 The Seven Rivers bear his glory far and wide, and heaven and sky and earth display his comely form.
The Sun and Moon in change alternate run their course, that we, O Indra, may behold and may have faith.

3 Maghavan, grant us that same car to bring us spoil, thy conquering car in which we joy in shock of fight.
Thou, Indra, whom our hearts praise highly in the war, grant shelter, Maghavan, to us who love thee well.

4 Encourage thou our side in every fight ; may we, with thee for our ally, conquer the foeman's host.
Indra, bestow on us joy and felicity : break down, O Maghavan, the vigour of our foes,

5 For here in divers ways these men invoking thee, holder of treasures, sing thee hymns to win thine aid.
Ascend the car that thou mayest bring spoil to us, for, Indra, thy fixt mind winneth tho victory.

6 His arms win kine, his power is boundless, in each act best, with a hundred helps, waker of battle's din
Is Indra : none may rival him in mighty strength. Hence, eager for the spoil, the people call on him.

7 Thy glory, Maghavan, exceeds a hundred, yea, more than a hundred, than a thousand mid the folk.
The great bowl hath inspirited thee boundlessly : so mayst thou slay the Vṛitras, breaker-down of forts !

8 Of thy great might there is a threefold counterpart, the three earths, Lord of men ! and the three realms of light.
Above this whole world, Indra, thou hast waxen great : without a foe art thou, by nature, from of old.

---

2 *The Seven Rivers :* the chief rivers in the neighbourhood of the earliest Aryan settlements. See I. 32. 12. 7 *The great bowl :* the vessel containing the exhilarating Soma juice, or the mighty libation itself. The *forts* are the cloud-castles of the demons of the air which Indra destroys with his lightning : 'the clouds whose moving turrets make the bastions of the storm,'—Shelley, *Witch of Atlas.* 8 *The three earths* : perhaps the earth, the atmosphere and the heaven. *The three realms of light* : or according to Sâyaṇa, the three fires or fire in three forms, as the sun in heaven, the lightning in mid-air, and terrestrial fire on earth. See also I. 105. 5.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:O:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:O:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

We invocate thee first among the Deities: thou hast become a mighty Conqueror in fight.

May Indra fill with spirit this our singer's heart, and make our car impetuous, foremost in attack.

10 Thou hast prevailed, and hast not kept the booty back, in trifling battles or in those of great account.

We make thee keen, the Mighty One, to succour us: inspire us, Maghavan, when we defy the foe.

11 May Indra evermore be our Protector, and unimperilled may we win the booty.

This prayer of ours may Varuṇa grant, and Mitra, and Aditi and Sindhu, Earth and Heaven.

HYMN CIII. Indra.

THAT highest Indra-power of thine is distant: that which is here sages possessed aforetime.

This one is on the earth, in heaven the other, and both unite as flag with flag in battle.

2 He spread the wide earth out and firmly fixed it, smote with his thunderbolt and loosed the waters.

Maghavan with his puissance struck down Ahi, rent Rauhiṇa to death and slaughtered Vyansa.

3 Armed with his bolt and trusting in his prowess he wandered shattering the forts of Dâsas.

Cast thy dart, knowing, Thunderer, at the Daysu; increase the Arya's might and glory, Indra.

4 For him who thus hath taught these human races, Maghavan, bearing a fame-worthy title,

Thunderer, drawing nigh to slay the Dasyus, hath given himself the name of Son for glory.

---

1 *That highest Indra-power:* Benfey explains this verse as meaning: Indra's might is in a certain way divided: one part of it is possessed by the sages who by their hymns, sacrifices and libations of Sona juice give him complete power to perform his great deeds. Sâyaṇa says that the Sun and fire are equally the lustre of Indra, one in heaven and the other on earth; and that by day fire is combined with the Sun, and by night the Sun is combined with fire. 2 *Raahiṇa*, said to be a demon, is, like the other fiends of drought, a dark purple cloud that withholds the rain. 3 *Dâsas:* or Dasyus, the non-Âryan inhabitants of the land. *Knowing:* distinguishing the Aryan from the barbarian. 4 The meaning of this verse appears to be, as Ludwig says, that Indra, in preparing to slay the Dasyus, has become, as it were, a son to the pious worshipper who has proclaimed his great deeds to men.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

We invocate thee first among the Deities: thou hast become a mighty Conqueror in fight.

May Indra fill with spirit this our singer's heart, and make our car impetuous, foremost in attack.

10 Thou hast prevailed, and hast not kept the booty back, in trifling battles or in those of great account.

We make thee keen, the Mighty One, to succour us: inspire us, Maghavan, when we defy the foe.

11 May Indra evermore be our Protector, and unimperilled may we win the booty.

This prayer of ours may Varuṇa grant, and Mitra, and Aditi and Sindhu, Earth and Heaven.

HYMN CIII. Indra.

THAT highest Indra-power of thine is distant: that which is here sages possessed aforetime.

This one is on the earth, in heaven the other, and both unite as flag with flag in battle.

2 He spread the wide earth out and firmly fixed it, smote with his thunderbolt and loosed the waters.

Maghavan with his puissance struck down Ahi, rent Rauhiṇa to death and slaughtered Vyansa.

3 Armed with his bolt and trusting in his prowess he wandered shattering the forts of Dâsas.

Cast thy dart, knowing, Thunderer, at the Daysu; increase the Arya's might and glory, Indra.

4 For him who thus hath taught these human races, Maghavan, bearing a fame-worthy title,

Thunderer, drawing nigh to slay the Dasyus, hath given himself the name of Son for glory.

---

1 *That highest Indra-power:* Benfey explains this verse as meaning: Indra's might is in a certain way divided: one part of it is possessed by the sages who by their hymns, sacrifices and libations of Sona juice give him complete power to perform his great deeds. Sâyaṇa says that the Sun and fire are equally the lustre of Indra, one in heaven and the other on earth; and that by day fire is combined with the Sun, and by night the Sun is combined with fire. 2 *Raahiṇa,* said to be a demon, is, like the other fiends of drought, a dark purple cloud that withholds the rain. 3 *Dâsas:* or Dasyus, the non-Âryan inhabitants of the land. *Knowing:* distinguishing the Aryan from the barbarian. 4 The meaning of this verse appears to be, as Ludwig says, that Indra, in preparing to slay the Dasyus, has become, as it were, a son to the pious worshipper who has proclaimed his great deeds to men.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

We invocate thee first among the Deities: thou hast become a mighty Conqueror in fight.

May Indra fill with spirit this our singer's heart, and make our car impetuous, foremost in attack.

10 Thou hast prevailed, and hast not kept the booty back, in trifling battles or in those of great account.

We make thee keen, the Mighty One, to succour us: inspire us, Maghavan, when we defy the foe.

11 May Indra evermore be our Protector, and unimperilled may we win the booty.

This prayer of ours may Varuṇa grant, and Mitra, and Aditi and Sindhu, Earth and Heaven.

HYMN CIII. Indra.

That highest Indra-power of thine is distant: that which is here sages possessed aforetime.

This one is on the earth, in heaven the other, and both unite as flag with flag in battle.

2 He spread the wide earth out and firmly fixed it, smote with his thunderbolt and loosed the waters.

Maghavan with his puissance struck down Ahi, rent Rauhiṇa to death and slaughtered Vyansa.

3 Armed with his bolt and trusting in his prowess he wandered shattering the forts of Dâsas.

Cast thy dart, knowing, Thunderer, at the Daysu; increase the Arya's might and glory, Indra.

4 For him who thus hath taught these human races, Maghavan, bearing a fame-worthy title,

Thunderer, drawing nigh to slay the Dasyus, hath given himself the name of Son for glory.

---

1 *That highest Indra-power:* Benfey explains this verse as meaning: Indra's might is in a certain way divided: one part of it is possessed by the sages who by their hymns, sacrifices and libations of Sona juice give him complete power to perform his great deeds. Sâyaṇa says that the Sun and fire are equally the lustre of Indra, one in heaven and the other on earth; and that by day fire is combined with the Sun, and by night the Sun is combined with fire. 2 *Raahiṇa,* said to be a demon, is, like the other fiends of drought, a dark purple cloud that withholds the rain. 3 *Dâsas:* or Dasyus, the non-Âryan inhabitants of the land. *Knowing:* distinguishing the Aryan from the barbarian. 4 The meaning of this verse appears to be, as Ludwig says, that Indra, in preparing to slay the Dasyus, has become, as it were, a son to the pious worshipper who has proclaimed his great deeds to men.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

———:o:———

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

———:o:———

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 On both sides to the car they yoke the two bay coursers dear to him,
Bold, tawny, bearers of the Chief.

3 Thou, making light where no light was, and form, O men: where form was not,
Wast born together with the Dawns.

4 Thereafter they, as is their wont, threw off the state of babes unborn,
Assuming sacrificial names.

5 Thou, Indra, with the Tempest-Gods, the breakers down of what is firm,
Foundest the kine even in the cave.

6 Worshipping even as they list, singers laud him who findeth wealth,
The far-renowned, the mighty One.

7 Mayest thou verily be seen coming by fearless Indra's side:
Both joyous, equal in your sheen.

8 With Indra's well beloved hosts, the blameless, hastening to heaven,
The sacrificer cries aloud.

---

2 *On both sides*: *vipakshasā*: harnessed on different sides. 3 *Thou*, i. e. the Sun. *O men!* is perhaps merely an exclamation expressive of admiration. If *maryāh*, men, be taken to mean the Maruts the words *thou, making, wast born*, although in the singular number, may apply to these Gods regarded as one host or company and born at one birth. 4 *Threw off the state of babes unborn*: according to Prof. M Müller assumed 'again the form of new born babes.' 'The idea that the Maruts assumed the form of a garbha, lit. of an embryo or a new-born child, is only meant to express that the storms burst forth from the womb of the sky as soon as Indra arises to do battle against the demon of darkness. As assisting Indra in this battle, the Maruts, whose name retained for a long time its purely appellative meaning of storms, attained their rank as deities by the side of Indra, or as the poet expresses it, they assumed their sacred name. This seems to be the whole meaning of the later legend that the Maruts, like the Ribhus were not originally gods, but became deified for their works' M. Müller. *Rigveda Sanhitā*, i. p. 25. 5. *The Tempest-Gods*: the Maruts, the friends and helpers of Indra. *The kine*: are streams of water and the beams of light which follow theire effusion *The cave* is the thick dark cloud which holds the imprisoned waters and which Indra cleaves asunder with his thunderbolt or lightning. 7 *Thou*: the host of Maruts. According to Benfey, the Sun. 8 *The sacrificer cries aloud*: This is the interpretation proposed by Professor Max Müller, but it is only conjectural and not altogether satisfactory. Benfey translates: Mightily shines the sacrifice; and Ludwig: The warrior sings triumphantly.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 On both sides to the car they yoke the two bay coursers dear to him,
Bold, tawny, bearers of the Chief.

3 Thou, making light where no light was, and form, O men: where form was not,
Wast born together with the Dawns.

4 Thereafter they, as is their wont, threw off the state of babes unborn,
Assuming sacrificial names.

5 Thou, Indra, with the Tempest-Gods, the breakers down of what is firm,
Foundest the kine even in the cave.

6 Worshipping even as they list, singers laud him who findeth wealth,
The far-renowned, the mighty One.

7 Mayest thou verily be seen coming by fearless Indra's side:
Both joyous, equal in your sheen.

8 With Indra's well beloved hosts, the blameless, hastening to heaven,
The sacrificer cries aloud.

---

2 *On both sides*: *vipakshasā*: harnessed on different sides. 3 *Thou*, i. e the Sun. *O men!* is perhaps merely an exclamation expressive of admiration. If *maryāh*, men, be taken to mean the Maruts the words *thou, making, wast born*, although in the singular number, may apply to these Gods regarded as one host or company and born at one birth. 4 *Threw off the state of babes unborn*: according to Prof. M Müller assumed 'again the form of new born babes.' 'The idea that the Maruts assumed the form of a garbha, lit. of an embryo or a new-born child, is only meant to express that the storms burst forth from the womb of the sky as soon as Indra arises to do battle against the demon of darkness. As assisting Indra in this battle, the Maruts, whose name retained for a long time its purely appellative meaning of storms, attained their rank as deities by the side of Indra, or as the poet expresses it, they assumed their sacred name. This seems to be the whole meaning of the later legend that the Maruts, like the Ribhus were not originally gods, but became deified for their works' M Müller. *Rigveda Sanhitā*, i. p. 25. 5. *The Tempest-Gods*: the Maruts, the friends and helpers of Indra. *The kine*: are streams of water and the beams of light which follow theire effusion *The cave* is the thick dark cloud which holds the imprisoned waters and which Indra cleaves asunder with his thunderbolt or lightning. 7 *Thou*: the host of Maruts. According to Benfey, the Sun. 8 *The sacrificer cries aloud*: This is the interpretation proposed by Professor Max Müller, but it is only conjectural and not altogether satisfactory. Benfey translates: Mightily shines the sacrifice; and Ludwig: The warrior sings triumphantly.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

———:o:———

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

———:o:———

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 On both sides to the car they yoke the two bay coursers dear to him,
Bold, tawny, bearers of the Chief.

3 Thou, making light where no light was, and form, O men: where form was not,
Wast born together with the Dawns.

4 Thereafter they, as is their wont, threw off the state of babes unborn,
Assuming sacrificial names.

5 Thou, Indra, with the Tempest-Gods, the breakers down of what is firm,
Foundest the kine even in the cave.

6 Worshipping even as they list, singers laud him who findeth wealth,
The far-renowned, the mighty One.

7 Mayest thou verily be seen coming by fearless Indra's side:
Both joyous, equal in your sheen.

8 With Indra's well beloved hosts, the blameless, hastening to heaven,
The sacrificer cries aloud.

---

2 *On both sides*: *vipakshasā*: harnessed on different sides. 3 *Thou*, i. e the Sun. *O men!* is perhaps merely an exclamation expressive of admiration. If *maryāh*, men, be taken to mean the Maruts the words *thou, making, wast born*, although in the singular number, may apply to these Gods regarded as one host or company and born at one birth. 4 *Threw off the state of babes unborn*: according to Prof. M Müller assumed 'again the form of new born babes.' 'The idea that the Maruts assumed the form of a garbha, lit. of an embryo or a new-born child, is only meant to express that the storms burst forth from the womb of the sky as soon as Indra arises to do battle against the demon of darkness. As assisting Indra in this battle, the Maruts, whose name retained for a long time its purely appellative meaning of storms, attained their rank as deities by the side of Indra, or as the poet expresses it, they assumed their sacred name. This seems to be the whole meaning of the later legend that the Maruts, like the Ribhus were not originally gods, but became deified for their works' M Müller. *Rigveda Sanhitā*, i. p. 25. 5. *The Tempest-Gods*: the Maruts, the friends and helpers of Indra. *The kine*: are streams of water and the beams of light which follow theire effusion *The cave* is the thick dark cloud which holds the imprisoned waters and which Indra cleaves asunder with his thunderbolt or lightning. 7 *Thou*: the host of Maruts. According to Benfey, the Sun. 8 *The sacrificer cries aloud*: This is the interpretation proposed by Professor Max Müller, but it is only conjectural and not altogether satisfactory. Benfey translates: Mightily shines the sacrifice; and Ludwig: The warrior sings triumphantly.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

16 The red and tawny mare, blaze-marked, high standing celestial who, to bring Rijrâsva riches,
Drew at the pole the chariot yoked with stallions, joyous, among the hosts of men was noted.

17 The Vârshâgiras unto thee, O Indra, the Mighty One, sing forth this laud to please thee,
Rijrâsva with his fellows, Ambarisha, Surâdhâs, Sahadeva, Bhayamâna.

18 He, much invoked, hath slain Dasyus and Simyus, after his wont, and laid them low with arrows.
The mighty Thunderer with his fair-complexioned friend won the land, the sunlight, and the waters.

19 May Indra evermore be our protector, and unimperilled may we win the booty.
This prayer of ours may, Varuṇa grant, and Mitra, and Aditi and Sindhu, Earth and Heaven.

HYMN CI. Indra.

Sing, with oblation, praise to him who maketh glad, who with Rijisvan drove the dusky brood away.
Fain for help, him the strong whose right hand wields the bolt, him girt by Maruts we invoke to be our Friend.

2 Indra, who with triumphant wrath smote Vyansa down, and Sambara, and Pipru the unrighteous one;
Who extirpated Sushṇa the insatiate,—him girt by Maruts we invoke to be our Friend.

3 He whose great work of manly might is heaven and earth, and Varuṇa and Sûrya keep his holy law;
Indra, whose law the rivers follow as they flow,—him girt by Maruts we invoke to be our Friend.

---

16 The epithets in this stanza are taken by Ludwig as names of the six horses with which Rijrâsva drove to battle and conquered. The last four verses of the hymn appear to have been added after the victory.
18 *Dasyus and Simyus*: men of indigenous hostile races. *His fair-complexioned friends*: explained by Sâyaṇa as the glittering Maruts, means probably the Âryan invaders as opposed to the dark skinned races of the country.

This Hymn and the following thirteen are ascribed to the Rishi Kutsa. 1 *Rijisvan*: a king, favoured and protected by Indra. See I. 51. 5; 53. 8. *The dusky brood*: the dark aborigines who opposed the Âryans. 2 *Vyansa, Sambara, Pipru*, and *Sashṇa* are names of fiends of drought.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

9 Come from this place, O Wanderer, or downward from the light of heaven :
Our songs of praise all yearn for this.

10 Indra we seek to give us help, from here, from heaven above the earth,
Or from the spacious firmament.

HYMN VII. Indra.

INDRA the singers with high praise, Indra reciters with their lauds,
Indra the choirs have glorified.

2 Indra hath ever close to him his two bay steeds and word-yoked car,
Indra the golden, thunder-armed.

3 Indra hath raised the Sun on high in heaven, that he may see afar :
He burst the mountain for the kine.

4 Help us, O Indra, in the frays, yea, frays, where thousand spoils are gained,
With awful aids, O awful One.

5 In mighty battle we invoke Indra, Indra in lesser fight,
The Friend who bends his bolt at fiends. 332

6 Unclose, our manly Hero, thou for ever bounteous, yonder cloud,
For us, thou irresistible. 333

7 Still higher, at each strain of mine, thunder-armed Indra's praises rise :
I find no laud worthy of him.

8 Even as the bull drives on the herds, he drives the people with his might,
The Ruler irresistible : 334

---

9 *From this place:* from earth. *Wanderer: (parijman)* here applied to Indra. 10 *The spacious firmament:* the expanse between earth and heaven.

1 *The choirs: (vā́ṇī)* referring perhaps to both singers and chanters.

2 *The golden:* i. e. richly decorated *(sarvābharaṇabhūshitaḥ)* according to Sâyaṇa. 3 *The mountain:* is the mountain-shaped mass of thick cloud, and *the kine* are the waters as in I. 6, 5. The words *ádri* and *párvata* mean both mountain and cloud, these being constantly seen in close juxtaposition and being often indistinguishable one from the other.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

9 Come from this place, O Wanderer, or downward from the light of heaven :

Our songs of praise all yearn for this.

10 Indra we seek to give us help, from here, from heaven above the earth,

Or from the spacious firmament.

HYMN VII. Indra.

INDRA the singers with high praise, Indra reciters with their lauds,

Indra the choirs have glorified.

2 Indra hath ever close to him his two bay steeds and word-yoked car,

Indra the golden, thunder-armed.

3 Indra hath raised the Sun on high in heaven, that he may see afar :

He burst the mountain for the kine.

4 Help us, O Indra, in the frays, yea, frays, where thousand spoils are gained,

With awful aids, O awful One.

5 In mighty battle we invoke Indra, Indra in lesser fight,
The Friend who bends his bolt at fiends. 332

6 Unclose, our manly Hero, thou for ever bounteous, yonder cloud,

For us, thou irresistible. 333

7 Still higher, at each strain of mine, thunder-armed Indra's praises rise :

I find no laud worthy of him,

8 Even as the bull drives on the herds, he drives the people with his might,

The Ruler irresistible : 334

---

9 *From this place :* from earth. *Wanderer : (parijman)* here applied to Indra. 10 *The spacious firmament :* the expanse between earth and heaven.

1 *The choirs : (vā'ṇī)* referring perhaps to both singers and chanters.

2 *The golden :* i. e. richly decorated (*sarvābharaṇabhūshitaḥ*) according to Sâyaṇa. 3 *The mountain :* is the mountain-shaped mass of thick cloud, and *the kine* are the waters as in I. 6, 5. The words *ádri* and *párvata* mean both mountain and cloud, these being constantly seen in lose juxtaposition and being often indistinguishable one from the other.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

———:O:———

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

———:O:———

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

9 Come from this place, O Wanderer, or downward from the light of heaven :

Our songs of praise all yearn for this.

10 Indra we seek to give us help, from here, from heaven above the earth,

Or from the spacious firmament.

HYMN VII. Indra.

INDRA the singers with high praise, Indra reciters with their lauds,

Indra the choirs have glorified.

2 Indra hath ever close to him his two bay steeds and word-yoked car,

Indra the golden, thunder-armed.

3 Indra hath raised the Sun on high in heaven, that he may see afar :

He burst the mountain for the kine.

4 Help us, O Indra, in the frays, yea, frays, where thousand spoils are gained,

With awful aids, O awful One.

5 In mighty battle we invoke Indra, Indra in lesser fight,

The Friend who bends his bolt at fiends. 332

6 Unclose, our manly Hero, thou for ever bounteous, yonder cloud,

For us, thou irresistible. 333

7 Still higher, at each strain of mine, thunder-armed Indra's praises rise :

I find no laud worthy of him,

8 Even as the bull drives on the herds, he drives the people with his might,

The Ruler irresistible : 334

---

9 *From this place :* from earth. *Wanderer : (parijman)* here applied to Indra. 10 *The spacious firmament :* the expanse between earth and heaven.

1 *The choirs : (vā́ṇī)* referring perhaps to both singers and chanters.

2 *The golden :* i. e. richly decorated (*sarvābharaṇabhūshitaḥ*) according to Sâyaṇa. 3 *The mountain :* is the mountain-shaped mass of thick cloud, and *the kine* are the waters as in I. 6, 5. The words *ádri* and *párvata* mean both mountain and cloud, these being constantly seen in close juxtaposition and being often indistinguishable one from the other.

THE HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

9 Indra who rules with single sway men, riches, and the fivefold race
Of those who dwell upon the earth.
10 For your sake from each side we call Indra away from other men:
Ours, and none others', may he be.

HYMN VIII. Indra.

Indra, bring wealth that gives delight, the victor's ever-conquering wealth,
Most excellent, to be our aid;
2 By means of which we may repel our foes in battle hand to hand,
By thee assisted with the car.
3 Aided by thee, the thunder-armed, Indra, may we lift up the bolt,
And conquer all our foes in fight.
4 With thee, O Indra, for ally with missile-darting heroes, may
We conquer our embattled foes.
5 Mighty is Indra, yea supreme; greatness be his, the Thunderer:
Wide as the heaven extends his power;
6 Which aideth those to win them sons, who come as heroes to the fight,
Or singers loving holy thoughts.
7 His belly, drinking deepest draughts of Soma, like an ocean swells,
Like wide streams from the cope of heaven.
8 So also is his excellence, great, vigorous, rich in cattle, like
A ripe branch to the worshipper.
9 For verily thy mighty powers, Indra, are saving helps at once
Unto a worshipper like me.

---

9 *The fivefold race:* Benfey explains this as 'the whole inhabited world.' But the expression seems to mean the Aryan settlements or tribes only, and not the indigenous inhabitants of the country. The five tribes or settlements were probably the confederation of the Turvasas, Yadus, Anus, Druhyus, and Purus. Sâyana's explanation is 'those who are fit for habitations,' and the phrase is said to imply the four castes and Nisâdas or indigenous barbarians. But there were no such distinctions of caste when the hymn was composed. 2 *With the car: árvatá,* literally, with a horse, is explained by Sâyana to mean fighting on horseback. But horses seem to have been used in war as drawers of chariots only, and *árvatá* here stands for *rathena,* with a car or chariot. 3 *May we lift up the bolt.* The thunderbolt here spoken of is sacrifice which, when employed against enemies, is as powerful a weapon as the bolt of Indra.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

9 Indra who rules with single sway men, riches, and the fivefold race
Of those who dwell upon the earth.

10 For your sake from each side we call Indra away from other men:
Ours, and none others', may he be.

HYMN VIII. Indra.

INDRA, bring wealth that gives delight, the victor's ever-conquering wealth,
Most excellent, to be our aid;

2 By means of which we may repel our foes in battle hand to hand,
By thee assisted with the car. 272

3 Aided by thee, the thunder-armed, Indra, may we lift up the bolt,
And conquer all our foes in fight.

4 With thee, O Indra, for ally with missile-darting heroes, may
We conquer our embattled foes.

5 Mighty is Indra, yea supreme; greatness be his, the Thunderer:
Wide as the heaven extends his power;

6 Which aideth those to win them sons, who come as heroes to the fight,
Or singers loving holy thoughts.

7 His belly, drinking deepest draughts of Soma, like an ocean swells,
Like wide streams from the cope of heaven.

8 So also is his excellence, great, vigorous, rich in cattle, like
A ripe branch to the worshipper.

9 For verily thy mighty powers, Indra, are saving helps at once
Unto a worshipper like me.

---

9 *The fivefold race*: Benfey explains this as 'the whole inhabited world.' But the expression seems to mean the Aryan settlements or tribes only, and not the indigenous inhabitants of the country. The five tribes or settlements were probably the confederation of the Turvasas, Yadus, Anus, Druhyus, and Purus. Sâyaṇa's explanation is 'those who are fit for habitations,' and the phrase is said to imply the four castes and Nisâdas or indigenous barbarians. But there were no such distinctions of caste when the hymn was composed. 2 *With the car*: *árvatâ*, literally, with a horse, is explained by Sâyaṇa to mean fighting on horseback. But horses seem to have been used in war as drawers of chariots only, and *árvatá* here stands for *rathena*, with a car or chariot. 3 *May we lift up the bolt.* The thunderbolt here spoken of is sacrifice which, when employed against enemies, is as powerful a weapon as the bolt of Indra.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

———:o:———

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

———:o:———

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

9 Indra who rules with single sway men, riches, and the fivefold race
Of those who dwell upon the earth.

10 For your sake from each side we call Indra away from other men :
Ours, and none others', may he be.

HYMN VIII. Indra.

INDRA, bring wealth that gives delight, the victor's ever-conquering wealth,
Most excellent, to be our aid ;

2 By means of which we may repel our foes in battle hand to hand,
By thee assisted with the car.

3 Aided by thee, the thunder-armed, Indra, may we lift up the bolt,
And conquer all our foes in fight.

4 With thee, O Indra, for ally with missile-darting heroes, may
We conquer our embattled foes.

5 Mighty is Indra, yea supreme ; greatness be his, the Thunderer :
Wide as the heaven extends his power ;

6 Which aideth those to win them sons, who come as heroes to the fight,
Or singers loving holy thoughts.

7 His belly, drinking deepest draughts of Soma, like an ocean swells,
Like wide streams from the cope of heaven.

8 So also is his excellence, great, vigorous, rich in cattle, like
A ripe branch to the worshipper.

9 For verily thy mighty powers, Indra, are saving helps at once
Unto a worshipper like me.

---

9 *The fivefold race :* Benfey explains this as 'the whole inhabited world.' But the expression seems to mean the Aryan settlements or tribes only, and not the indigenous inhabitants of the country. The five tribes or settlements were probably the confederation of the Turvasas, Yadus, Anus, Druhyus, and Purus. Sâyaṇa's explanation is 'those who are fit for habitations,' and the phrase is said to imply the four castes and Nisâdas or indigenous barbarians. But there were no such distinctions of caste when the hymn was composed. 2 *With the car : árvatâ*, literally, with a horse, is explained by Sâyaṇa to mean fighting on horseback. But horses seem to have been used in war as drawers of chariots only, and *árvatá* here stands for *rathena*, with a car or chariot. 3 *May we lift up the bolt.* The thunderbolt here spoken of is sacrifice which, when employed against enemies, is as powerful a weapon as the bolt of Indra.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:O:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:O:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

10 So are his lovely gifts; let lauds and praises be to Indra sung,
338 That he may drink the Soma juice.

HYMN IX. Indra.

COME, Indra, and delight thee with the juice at all the Soma feasts,
Protector, mighty in thy strength. 339

2 To Indra pour ye forth the juice, the active gladdening juice to him
The gladdening, omnific God.

3 O Lord of all men, fair of cheek, rejoice thee in the gladdening lauds,
Present at these drink-offerings.

4 Songs have outpoured themselves to thee, Indra, the strong, the guardian Lord,
And raised themselves unsatisfied. 340

5 Send to us bounty manifold, O Indra, worthy of our wish,
For power supreme is only thine.

6 O Indra, stimulate thereto us emulously fain for wealth,
And glorious, O most splendid One. 341

7 Give, Indra, wide and lofty fame, wealthy in cattle and in strength,
Lasting our life-time, failing not. 342

8 Grant us high fame, O Indra, grant riches bestowing thousands, those
Fair fruits of earth borne home in wains. 343

9 Praising with songs the praise-worthy who cometh to our aid, we call 279
Indra, the Treasure-Lord of wealth. 344

10 To lofty Indra, dweller by each libation, the pious man
Sings forth aloud a strengthening hymn. 344

---

10 *Let lauds and praises be to Indra sung*: more exactly, 'be lauds, spoken and sung, to Indra given'; *uktha* being properly the laud that is recited, and *stoma* the hymn of praise that is sung.

4 *And raised themselves unsatisfied*: *ájoshâh*, not contented, that is, with prayers ever new. Ludwig observes that the Sâmaveda has preserved the correct reading *sajóshâh*, 'with one accord.' 8 *Those fair fruits of earth brought home in wains.* 'The original of this hymn, as of many others, is so concise and elliptical as to be unintelligible without the liberal amplification of the Scholiast. We have in the text simply "those car-having viands," *tá rathinír ishah*, meaning, Sâyana says, those articles of food which are conveyed in cars, carts, or waggons, from the site of their production; as rice, barley, and other kinds of grain.'—Wilson. The meaning of *rathinír* is not clear.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

10 So are his lovely gifts; let lauds and praises be to Indra sung,
That he may drink the Soma juice.

338

HYMN IX. Indrá.

Come, Indra, and delight thee with the juice at all the Soma feasts,
Protector, mighty in thy strength. 339

2 To Indra pour ye forth the juice, the active gladdening juice to him
The gladdening, omnific God.

3 O Lord of all men, fair of cheek, rejoice thee in the gladdening lauds,
Present at these drink-offerings.

4 Songs have outpoured themselves to thee, Indra, the strong, the guardian Lord,
And raised themselves unsatisfied. 340

5 Send to us bounty manifold, O Indra, worthy of our wish,
For power supreme is only thine.

6 O Indra, stimulate thereto us emulously fain for wealth,
And glorious, O most splendid One. 341

7 Give, Indra, wide and lofty fame, wealthy in cattle and in strength,
Lasting our life-time, failing not. 342

8 Grant us high fame, O Indra, grant riches bestowing thousands, those
Fair fruits of earth borne home in wains. 343

9 Praising with songs the praise-worthy who cometh to our aid, we call 279
Indra, the Treasure-Lord of wealth. 344

10 To lofty Indra, dweller by each libation, the pious man
Sings forth aloud a strengthening hymn. 34

---

10 *Let lauds and praises be to Indra sung*: more exactly, 'be lauds, spoken and sung, to Indra given'; *uktha* being properly the laud that is recited, and *stoma* the hymn of praise that is sung.

4 *And raised themselves unsatisfied*: *ájoshâḥ*, not contented, that is, with prayers ever new. Ludwig observes that the Sâmaveda has preserved the correct reading *sajóshâḥ*, 'with one accord.' 8 *Those fair fruits of earth brought home in wains*. 'The original of this hymn, as of many others, is so concise and elliptical as to be unintelligible without the liberal amplification of the Scholiast. We have in the text simply "those car-having viands," *tá rathinîr ishaḥ*, meaning, Sâyaṇa says, those articles of food which are conveyed in cars, carts, or waggons, from the site of their production; as rice, barley, and other kinds of grain.'—Wilson. The meaning of *rathinîr* is not clear.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

10 So are his lovely gifts; let lauds and praises be to Indra sung,
That he may drink the Soma juice.

338

HYMN IX. Indra.

COME, Indra, and delight thee with the juice at all the Soma feasts,
Protector, mighty in thy strength. 339
2 To Indra pour ye forth the juice, the active gladdening juice to him
The gladdening, omnific God.
3 O Lord of all men, fair of cheek, rejoice thee in the gladdening lauds,
Present at these drink-offerings.
4 Songs have outpoured themselves to thee, Indra, the strong, the guardian Lord,
And raised themselves unsatisfied. 340
5 Send to us bounty manifold, O Indra, worthy of our wish,
For power supreme is only thine.
6 O Indra, stimulate thereto us emulously fain for wealth,
And glorious, O most splendid One. 341
7 Give, Indra, wide and lofty fame, wealthy in cattle and in strength,
Lasting our life-time, failing not. 342
8 Grant us high fame, O Indra, grant riches bestowing thousands, those
Fair fruits of earth borne home in wains. 343
9 Praising with songs the praise-worthy who cometh to our aid, we call 279
Indra, the Treasure-Lord of wealth. 344
10 To lofty Indra, dweller by each libation, the pious man
Sings forth aloud a strengthening hymn. 34

---

10 *Let lauds and praises be to Indra sung*: more exactly, 'be lauds, spoken and sung, to Indra given'; *uktha* being properly the laud that is recited, and *stoma* the hymn of praise that is sung.

4 *And raised themselves unsatisfied*: *ájoshâh*, not contented, that is, with prayers ever new. Ludwig observes that the Sâmaveda has preserved the correct reading *sajóshâh*, 'with one accord.' 8 *Those fair fruits of earth brought home in wains*. 'The original of this hymn, as of many others, is so concise and elliptical as to be unintelligible without the liberal amplification of the Scholiast. We have in the text simply "those car-having viands," *tâ rathinîr ishah*, meaning, Sâyana says, those articles of food which are conveyed in cars, carts, or waggons, from the site of their production; as rice, barley, and other kinds of grain.'—Wilson. The meaning of *rathinîr* is not clear.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

10 So are his lovely gifts; let lauds and praises be to Indra sung,
That he may drink the Soma juice.

HYMN IX. Indra.

Come, Indra, and delight thee with the juice at all the Soma feasts,
Protector, mighty in thy strength.

2 To Indra pour ye forth the juice, the active gladdening juice to him
The gladdening, omnific God.

3 O Lord of all men, fair of cheek, rejoice thee in the gladdening lauds,
Present at these drink-offerings.

4 Songs have outpoured themselves to thee, Indra, the strong, the guardian Lord,
And raised themselves unsatisfied.

5 Send to us bounty manifold, O Indra, worthy of our wish,
For power supreme is only thine.

6 O Indra, stimulate thereto us emulously fain for wealth,
And glorious, O most splendid One.

7 Give, Indra, wide and lofty fame, wealthy in cattle and in strength,
Lasting our life-time, failing not.

8 Grant us high fame, O Indra, grant riches bestowing thousands, those
Fair fruits of earth borne home in wains.

9 Praising with songs the praise-worthy who cometh to our aid, we call
Indra, the Treasure-Lord of wealth.

10 To lofty Indra, dweller by each libation, the pious man
Sings forth aloud a strengthening hymn.

---

10 *Let lauds and praises be to Indra sung*: more exactly, 'be lauds, spoken and sung, to Indra given'; *uktha* being properly the laud that is recited, and *stoma* the hymn of praise that is sung.

4 *And raised themselves unsatisfied*: *ájoshâh*, not contented, that is, with prayers ever new. Ludwig observes that the Sâmaveda has preserved the correct reading *sajóshâh*, 'with one accord.' 8 *Those fair fruits of earth brought home in wains*. 'The original of this hymn, as of many others, is so concise and elliptical as to be unintelligible without the liberal amplification of the Scholiast. We have in the text simply "those car-having viands," *tâ rathinîr ishah*, meaning, Sâyaṇa says, those articles of food which are conveyed in cars, carts, or waggons, from the site of their production; as rice, barley, and other kinds of grain.'—Wilson. The meaning of *rathinîr* is not clear.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

10 So are his lovely gifts; let lauds and praises be to Indra sung,
That he may drink the Soma juice.

HYMN IX. Indra.

COME, Indra, and delight thee with the juice at all the Soma feasts,
Protector, mighty in thy strength.

2 To Indra pour ye forth the juice, the active gladdening juice to him
The gladdening, omnific God.

3 O Lord of all men, fair of cheek, rejoice thee in the gladdening lauds,
Present at these drink-offerings.

4 Songs have outpoured themselves to thee, Indra, the strong, the guardian Lord,
And raised themselves unsatisfied.

5 Send to us bounty manifold, O Indra, worthy of our wish,
For power supreme is only thine.

6 O Indra, stimulate thereto us emulously fain for wealth,
And glorious, O most splendid One.

7 Give, Indra, wide and lofty fame, wealthy in cattle and in strength,
Lasting our life-time, failing not.

8 Grant us high fame, O Indra, grant riches bestowing thousands, those
Fair fruits of earth borne home in wains.

9 Praising with songs the praise-worthy who cometh to our aid, we call
Indra, the Treasure-Lord of wealth.

10 To lofty Indra, dweller by each libation, the pious man
Sings forth aloud a strengthening hymn.

---

10 *Let lauds and praises be to Indra sung*: more exactly, 'be lauds, spoken and sung, to Indra given'; *uktha* being properly the laud that is recited, and *stoma* the hymn of praise that is sung.

4 *And raised themselves unsatisfied*: *ájoshâh*, not contented, that is, with prayers ever new. Ludwig observes that the Sâmaveda has preserved the correct reading *sajóshâh*, 'with one accord.' 8 *Those fair fruits of earth brought home in wains*. 'The original of this hymn, as of many others, is so concise and elliptical as to be unintelligible without the liberal amplification of the Scholiast. We have in the text simply "those car-having viands," *tâ rathinîr ishah*, meaning, Sâyana says, those articles of food which are conveyed in cars, carts, or waggons, from the site of their production; as rice, barley, and other kinds of grain.'—Wilson. The meaning of *rathinîr* is not clear.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

———:o:———

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

———:o:———

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

10 So are his lovely gifts; let lauds and praises be to Indra sung,
That he may drink the Soma juice.

338

HYMN IX. Indra.

COME, Indra, and delight thee with the juice at all the Soma feasts,
Protector, mighty in thy strength. 339

2 To Indra pour ye forth the juice, the active gladdening juice to him
The gladdening, omnific God.

3 O Lord of all men, fair of cheek, rejoice thee in the gladdening lauds,
Present at these drink-offerings.

4 Songs have outpoured themselves to thee, Indra, the strong, the guardian Lord,
And raised themselves unsatisfied. 340

5 Send to us bounty manifold, O Indra, worthy of our wish,
For power supreme is only thine.

6 O Indra, stimulate thereto us emulously fain for wealth,
And glorious, O most splendid One. 341

7 Give, Indra, wide and lofty fame, wealthy in cattle and in strength,
Lasting our life-time, failing not. 342

8 Grant us high fame, O Indra, grant riches bestowing thousands, those
Fair fruits of earth borne home in wains. 343

9 Praising with songs the praise-worthy who cometh to our aid, we call 279
Indra, the Treasure-Lord of wealth. 344

10 To lofty Indra, dweller by each libation, the pious man
Sings forth aloud a strengthening hymn. 344

---

10 *Let lauds and praises be to Indra sung*: more exactly, 'be lauds, spoken and sung, to Indra given'; *uktha* being properly the laud that is recited, and *stoma* the hymn of praise that is sung.

4 *And raised themselves unsatisfied*: *ájoshâh*, not contented, that is, with prayers ever new. Ludwig observes that the Sâmaveda has preserved the correct reading *sajóshâh*, 'with one accord.' 8 *Those fair fruits of earth brought home in wains.* 'The original of this hymn, as of many others, is so concise and elliptical as to be unintelligible without the liberal amplification of the Scholiast. We have in the text simply "those car-having viands," *tâ rathinîr ishah*, meaning, Sâyana says, those articles of food which are conveyed in cars, carts, or waggons, from the site of their production; as rice, barley, and other kinds of grain.'—Wilson. The meaning of *rathinîr* is not clear.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

10 So are his lovely gifts; let lauds and praises be to Indra sung,
338 That he may drink the Soma juice.

HYMN IX. Indra.

Come, Indra, and delight thee with the juice at all the Soma feasts,
Protector, mighty in thy strength. 339

2 To Indra pour ye forth the juice, the active gladdening juice to him
The gladdening, omnific God.

3 O Lord of all men, fair of cheek, rejoice thee in the gladdening lauds,
Present at these drink-offerings.

4 Songs have outpoured themselves to thee, Indra, the strong, the guardian Lord,
And raised themselves unsatisfied. 340

5 Send to us bounty manifold, O Indra, worthy of our wish,
For power supreme is only thine.

6 O Indra, stimulate thereto us emulously fain for wealth,
And glorious, O most splendid One. 341

7 Give, Indra, wide and lofty fame, wealthy in cattle and in strength,
Lasting our life-time, failing not. 342

8 Grant us high fame, O Indra, grant riches bestowing thousands, those
Fair fruits of earth borne home in wains. 343

9 Praising with songs the praise-worthy who cometh to our aid, we call 279
Indra, the Treasure-Lord of wealth. 344

10 To lofty Indra, dweller by each libation, the pious man
Sings forth aloud a strengthening hymn. 34

---

10 *Let lauds and praises be to Indra sung*: more exactly, 'be lauds, spoken and sung, to Indra given'; *uktha* being properly the laud that is recited, and *stoma* the hymn of praise that is sung.

4 *And raised themselves unsatisfied*: *ájoshâh*, not contented, that is, with prayers ever new. Ludwig observes that the Sâmaveda has preserved the correct reading *sajóshâh*, 'with one accord.' 8 *Those fair fruits of earth brought home in wains.* 'The original of this hymn, as of many others, is so concise and elliptical as to be unintelligible without the liberal amplification of the Scholiast. We have in the text simply "those car-having viands," *tá rathinír ishah*, meaning, Sâyana says, those articles of food which are conveyed in cars, carts, or waggons, from the site of their production; as rice, barley, and other kinds of grain.'—Wilson.

The meaning of *rathinír* is not clear.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN X. Indra.

THE chanters hymn thee, they who say the word of praise magnify thee.

The priests have raised thee up on high, O Satakratu, like a pole.

2 As up he clomb from ridge to ridge and looked upon the toilsome task,

Indra observes this wish of his, and the Ram hastens with his troop.

3 Harness thy pair of strong bay steeds, long-maned, whose bodies fill the girths,

And, Indra, Soma-drinker, come to listen to our songs of praise.

4 Come hither, answer thou the song, sing in approval, cry aloud.

Good Indra, make our prayer succeed, and prosper this our sacrifice.

5 To Indra must a laud be said, to strengthen him who freely gives,

That Sakra may take pleasure in our friendship and drink-offerings.

6 Him, him we seek for friendship, him for riches and heroic might.

For Indra, he is Sakra, he shall aid us while he gives us wealth.

7 Easy to turn and drive away, Indra, is spoil bestowed by thee.

---

1 'The concluding phrase, *twâ...ud vaṅsam iva yemire,* "they have raised thee, like a bamboo," is rather obscure. The Scholiast says, they have elevated Indra, as tumblers raise a bamboo—on the summit of which they balance themselves; a feat not uncommon in India: or, as *vaṅsa* means, also, a family, it may be rendered, as ambitious persons raise their family to consequence.'—Wilson. 2 The text has only, mounting from ridge to ridge, or from height to height, which the Scholiast completes by observing that this is said of the Yajamâna, the person who institutes or performs a regular sacrifice and pays the expenses of it, who goes to the mountain to gather the Soma plant, fuel, etc. Ludwig thinks that Indra is meant, rising higher and higher, and yet not delaying to come to the sacrifice. *The Ram, (vrishnih)* is Indra, and his flock or troop are the Maruts. *Hastens:* comes quickly to the sacrifice. 5 *Sakra,* a common name of Indra, used in the next stanza as an epithet = 'the powerful,' from *sak,* to be able. 7 *Easy to turn:* The Booty spoken of in the Rigveda consists chiefly of cattle, which with Indra's assistance are easily turned and driven away from the enemy who possesses them.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN X. Indra.

THE chanters hymn thee, they who say the word of praise magnify thee.
The priests have raised thee up on high, O Satakratu, like a pole.

2 As up he clomb from ridge to ridge and looked upon the toilsome task,
Indra observes this wish of his, and the Ram hastens with his troop.

3 Harness thy pair of strong bay steeds, long-maned, whose bodies fill the girths,
And, Indra, Soma-drinker, come to listen to our songs of praise.

4 Come hither, answer thou the song, sing in approval, cry aloud.
Good Indra, make our prayer succeed, and prosper this our sacrifice.

5 To Indra must a laud be said, to strengthen him who freely gives,
That Sakra may take pleasure in our friendship and drink-offerings.

6 Him, him we seek for friendship, him for riches and heroic might.
For Indra, he is Sakra, he shall aid us while he gives us wealth.

7 Easy to turn and drive away, Indra, is spoil bestowed by thee.

---

1 'The concluding phrase, *twá...ud vaṅsam iva yemire,* " they have raised thee, like a bamboo," is rather obscure. The Scholiast says, they have elevated Indra, as tumblers raise a bamboo—on the summit of which they balance themselves ; a feat not uncommon in India : or, as *vaṅsa* means, also, a family, it may be rendered, as ambitious persons raise their family to consequence.'—Wilson. 2 The text has only, mounting from ridge to ridge, or from height to height, which the Scholiast completes by observing that this is said of the Yajamâna, the person who institutes or performs a regular sacrifice and pays the expenses of it, who goes to the mountain to gather the Soma plant, fuel, etc. Ludwig thinks that Indra is meant, rising higher and higher, and yet not delaying to come to the sacrifice. *The Ram, (vrishnih)* is Indra, and his flock or troop are the Maruts. *Hastens :* comes quickly to the sacrifice. 5 *Sakra,* a common name of Indra, used in the next stanza as an epithet = 'the powerful,' from *sak,* to be able. 7 *Easy to turn :* The Booty spoken of in the Rigveda consists chiefly of cattle, which with Indra's assistance are easily turned and driven away from the enemy who possesses them.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN X. Indra.

THE chanters hymn thee, they who say the word of praise magnify thee.

The priests have raised thee up on high, O Satakratu, like a pole.

2 As up he clomb from ridge to ridge and looked upon the toilsome task,

Indra observes this wish of his, and the Ram hastens with his troop.

3 Harness thy pair of strong bay steeds, long-maned, whose bodies fill the girths,

And, Indra, Soma-drinker, come to listen to our songs of praise.

4 Come hither, answer thou the song, sing in approval, cry aloud.

Good Indra, make our prayer succeed, and prosper this our sacrifice.

5 To Indra must a laud be said, to strengthen him who freely gives,

That Ṣakra may take pleasure in our friendship and drink-offerings.

6 Him, him we seek for friendship, him for riches and heroic might.

For Indra, he is Ṣakra, he shall aid us while he gives us wealth.

7 Easy to turn and drive away, Indra, is spoil bestowed by thee.

---

1 'The concluding phrase, *twá...ud vanṡam iva yemire,* "they have raised thee, like a bamboo," is rather obscure. The Scholiast says, they have elevated Indra, as tumblers raise a bamboo—on the summit of which they balance themselves; a feat not uncommon in India: or, as *vanṡa* means, also, a family, it may be rendered, as ambitious persons raise their family to consequence.'—Wilson. 2 The text has only, mounting from ridge to ridge, or from height to height, which the Scholiast completes by observing that this is said of the Yajamâna, the person who institutes or performs a regular sacrifice and pays the expenses of it, who goes to the mountain to gather the Soma-plant, fuel, etc. Ludwig thinks that Indra is meant, rising higher and higher, and yet not delaying to come to the sacrifice. *The Ram, (vrishnih)* is Indra, and his flock or troop are the Maruts. *Hastens:* comes quickly to the sacrifice. 5 *Sakra,* a common name of Indra, used in the next stanza as an epithet='the powerful,' from *sak,* to be able. 7 *Easy to turn:* The Booty spoken of in the Rigveda consists chiefly of cattle, which with Indra's assistance are easily turned and driven away from the enemy who possesses them.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN X. Indra.

THE chanters hymn thee, they who say the word of praise magnify thee.
The priests have raised thee up on high, O Satakratu, like a pole.

2 As up he clomb from ridge to ridge and looked upon the toilsome task,
Indra observes this wish of his, and the Ram hastens with his troop.

3 Harness thy pair of strong bay steeds, long-maned, whose bodies fill the girths,
And, Indra, Soma-drinker, come to listen to our songs of praise.

4 Come hither, answer thou the song, sing in approval, cry aloud.
Good Indra, make our prayer succeed, and prosper this our sacrifice.

5 To Indra must a laud be said, to strengthen him who freely gives,
That Sakra may take pleasure in our friendship and drink-offerings.

6 Him, him we seek for friendship, him for riches and heroic might.
For Indra, he is Sakra, he shall aid us while he gives us wealth.

7 Easy to turn and drive away, Indra, is spoil bestowed by thee.

---

1 'The concluding phrase, *twá...ud vañsam iva yemire*, " they have raised thee, like a bamboo," is rather obscure. The Scholiast says, they have elevated Indra, as tumblers raise a bamboo—on the summit of which they balance themselves; a feat not uncommon in India: or, as *vañsa* means, also, a family, it may be rendered, as ambitious persons raise their family to consequence.'—Wilson. 2 The text has only, mounting from ridge to ridge, or from height to height, which the Scholiast completes by observing that this is said of the Yajamâna, the person who institutes or performs a regular sacrifice and pays the expenses of it, who goes to the mountain to gather the Soma plant, fuel, etc. Ludwig thinks that Indra is meant, rising higher and higher, and yet not delaying to come to the sacrifice. *The Ram, (vrishnih)* is Indra, and his flock or troop are the Maruts. *Hastens:* comes quickly to the sacrifice. 5 *Sakra*, a common name of Indra, used in the next stanza as an epithet = 'the powerful,' from *sak*, to be able. 7 *Easy to turn:* The Booty spoken of in the Rigveda consists chiefly of cattle, which with Indra's assistance are easily turned and driven away from the enemy who possesses them.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN X. Indra.

THE chanters hymn thee, they who say the word of praise magnify thee.

The priests have raised thee up on high, O Satakratu, like a pole.

2 As up he clomb from ridge to ridge and looked upon the toilsome task,

Indra observes this wish of his, and the Ram hastens with his troop.

3 Harness thy pair of strong bay steeds, long-maned, whose bodies fill the girths,

And, Indra, Soma-drinker, come to listen to our songs of praise.

4 Come hither, answer thou the song, sing in approval, cry aloud.

Good Indra, make our prayer succeed, and prosper this our sacrifice.

5 To Indra must a laud be said, to strengthen him who freely gives,

That Ṣakra may take pleasure in our friendship and drink-offerings.

6 Him, him we seek for friendship, him for riches and heroic might.

For Indra, he is Ṣakra, he shall aid us while he gives us wealth.

7 Easy to turn and drive away, Indra, is spoil bestowed by thee.

---

1 'The concluding phrase, *twâ...ud vanṣam iva yemire,* "they have raised thee, like a bamboo," is rather obscure. The Scholiast says, they have elevated Indra, as tumblers raise a bamboo—on the summit of which they balance themselves; a feat not uncommon in India: or, as *vanṣa* means, also, a family, it may be rendered, as ambitious persons raise their family to consequence.'—Wilson. 2 The text has only, mounting from ridge to ridge, or from height to height, which the Scholiast completes by observing that this is said of the Yajamâna, the person who institutes or performs a regular sacrifice and pays the expenses of it, who goes to the mountain to gather the Soma-plant, fuel, etc. Ludwig thinks that Indra is meant, rising higher and higher, and yet not delaying to come to the sacrifice. *The Ram, (vrishnih)* is Indra, and his flock or troop are the Maruts. *Hastens :* comes quickly to the sacrifice. 5 *Sakra,* a common name of Indra, used in the next stanza as an epithet = 'the powerful,' from *sak,* to be able. 7 *Easy to turn :* The Booty spoken of in the Rigveda consists chiefly of cattle, which with Indra's assistance are easily turned and driven away from the enemy who possesses them.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN X.

Indra.

THE chanters hymn thee, they who say the word of praise magnify thee.

The priests have raised thee up on high, O Satakratu, like a pole.

2 As up he clomb from ridge to ridge and looked upon the toilsome task,

Indra observes this wish of his, and the Ram hastens with his troop.

3 Harness thy pair of strong bay steeds, long-maned, whose bodies fill the girths,

And, Indra, Soma-drinker, come to listen to our songs of praise.

4 Come hither, answer thou the song, sing in approval, cry aloud.

Good Indra, make our prayer succeed, and prosper this our sacrifice.

5 To Indra must a laud be said, to strengthen him who freely gives,

That Sakra may take pleasure in our friendship and drink-offerings.

6 Him, him we seek for friendship, him for riches and heroic might.

For Indra, he is Sakra, he shall aid us while he gives us wealth.

7 Easy to turn and drive away, Indra, is spoil bestowed by thee.

---

1 'The concluding phrase, *twâ...ud vanśam iva yemire,* "they have raised thee, like a bamboo," is rather obscure. The Scholiast says, they have elevated Indra, as tumblers raise a bamboo—on the summit of which they balance themselves; a feat not uncommon in India: or, as *vanśa* means, also, a family, it may be rendered, as ambitious persons raise their family to consequence.'—Wilson. 2 The text has only, mounting from ridge to ridge, or from height to height, which the Scholiast completes by observing that this is said of the Yajamâna, the person who institutes or performs a regular sacrifice and pays the expenses of it, who goes to the mountain to gather the Soma plant, fuel, etc. Ludwig thinks that Indra is meant, rising higher and higher, and yet not delaying to come to the sacrifice. *The Ram, (vrishnih)* is Indra, and his flock or troop are the Maruts. *Hastens:* comes quickly to the sacrifice. 5 *Sakra,* a common name of Indra, used in the next stanza as an epithet = 'the powerful,' from *sak,* to be able. 7 *Easy to turn:* The Booty spoken of in the Rigveda consists chiefly of cattle, which with Indra's assistance are easily turned and driven away from the enemy who possesses them.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:O:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:O:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

Unclose the stable of the kine, and give us wealth O Thunder-armed.

8 The heaven and earth contain thee not, together, in thy wrathful mood.

Win us the waters of the sky, and send us kine abundantly.

9 Hear, thou whose ear is quick, my call; take to thee readily my songs.

O Indra, let this laud of mine come nearer even than thy friend.

10 We know thee mightiest of all, in battles hearer of our cry.
Of thee most mighty we invoke the aid that giveth thousandfold.

11 O Indra, Son of Kuśika, drink our libation with delight.
Prolong our life anew, and cause the seer to win a thousand gifts.

12 Lover of song, may these our songs on every side encompass thee:

Strengthening thee of lengthened life, may they be dear delights to thee.

HYMN. XI.

Indra.

All sacred songs have magnified Indra expansive as the sea,
The best of warriors borne on cars, the Lord, the very Lord of strength.

2 Strong in thy friendship, Indra, Lord of power and might, we have no fear.

We glorify with praises thee, the never-conquered conqueror.

3 The gifts of Indra from of old, his saving succours, never fail,
When to the praise-singers he gives the boon of substance rich in kine.

Unclose the stable of the kine: Open the thick cloud that holds the water imprisoned, and fertilize our fields with rain. 9 *Thy friend:* probably the *vájra* or thunderbolt which is Indra's inseparable associate and ally. 11 *Son of Kuśika:* Kuśika was the father or the grandfather of Visvâmitra who was the father of the poet or seer of this hymn. This epithet Kauśika, son of Kuśika, is here applied to Indra as being the chief or special God of the seer's family. 12 *Of lengthened life* = immortal.

1 This hymn is ascribed to Jetar the son of Madhuchchhandas the seer of the preceding hymn. *Expansive as the sea*: cf. I, 8, 7. Or the expression may be, as Wilson says, 'a vague mode of indicating the univeral diffusion of Indra as the firmament.'

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES :
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

Unclose the stable of the kine, and give us wealth O Thunder-armed.

8 The heaven and earth contain thee not, together, in thy wrathful mood.

Win us the waters of the sky, and send us kine abundantly.

9 Hear, thou whose ear is quick, my call; take to thee readily my songs.

O Indra, let this laud of mine come nearer even than thy friend.

10 We know thee mightiest of all, in battles hearer of our cry. Of thee most mighty we invoke the aid that giveth thousandfold.

11 O Indra, Son of Kuṣika, drink our libation with delight. Prolong our life anew, and cause the seer to win a thousand gifts.

12 Lover of song, may these our songs on every side encompass thee:

Strengthening thee of lengthened life, may they be dear delights to thee.

HYMN. XI. Indra.

All sacred songs have magnified Indra expansive as the sea, The best of warriors borne on cars, the Lord, the very Lord of strength.

2 Strong in thy friendship, Indra, Lord of power and might, we have no fear.

We glorify with praises thee, the never-conquered conqueror.

3 The gifts of Indra from of old, his saving succours, never fail, When to the praise-singers he gives the boon of substance rich in kine.

Unclose the stable of the kine: Open the thick cloud that holds the water imprisoned, and fertilize our fields with rain. 9 *Thy friend:* probably the *vájra* or thunderbolt which is Indra's inseparable associate and ally. 11 *Son of Kuṣika:* Kuṣika was the father or the grandfather of Visvâmitra who was the father of the poet or seer of this hymn. This epithet Kauṣika, son of Kuṣika, is here applied to Indra as being the chief or special God of the seer's family. 12 *Of lengthened life*=immortal.

1 This hymn is ascribed to Jetar the son of Madhuchchhandas the seer of the preceding hymn. *Expansive as the sea*: cf. I. 8, 7. Or the expression may be, as Wilson says, 'a vague mode of indicating the univeral diffusion of Indra as the firmament.'

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 Crusher of forts, the young, the wise, of strength unmeasured, was he born
Sustainer of each sacred rite, Indra, the Thunderer, much-extolled.

5 Lord of the thunder, thou didst burst the cave of Vala rich in cows.
The Gods came pressing to thy side, and free from terror aided thee.

6 I, Hero, through thy bounties am come to the flood addressing thee.
Song-lover, here the singers stand and testify to thee thereof.

7 The wily Sushna, Indra ! thou o'erthrewest with thy wondrous powers,
The wise beheld this deed of thine: now go beyond their eulogies.

8 Our songs of praise have glorified Indra who ruleth by his might,
Whose precious gifts in thousands come, yea, even more abundantly.

HYMM XII. Agni.

We choose Agni the messenger, the herald, master of all wealth,
Well skilled in this our sacrifice.

2 With callings ever they invoke Agni, Agni, Lord of the House,
Oblation-bearer, much beloved.

3 Bring the Gods hither, Agni, born for him who strews the sacred grass :
Thou art our herald, meet for praise.

---

4 *Crusher of forts :* destroyer or breaker-down of the clouds that withhold the rain, which are regarded as the forts or strongholds of Vritra and the other hostile powers of the air. 5 *The cave of Vala :* Vala is the brother of Vritra, or Vritra himself under another name, who stole the cows of the Gods and hid them in a cave, that is, kept the light and waters imprisoned in dark clouds. 6 *To the flood :* i. e. to Indra, the river or sea of bounty. 7 *The wily Sushna :* Sushna is described as a demon slain by Indra. The word means drier up : *bhûtânâm soshanahetu,* cause of the drying up of beings, the excessive heat and drought before the Rains, which Indra puts an end to. *Now go beyond their eulogies :* i. e. do deeds worthy of still higher praise. Or it may mean, make their eulogies endure.

1 The Hymns from XII to XXIII inclusive are ascribed to Medhâtithi, son of Kanva. *The messenger :* the mediator between men and Gods. *The herald : devânâm âhvâtâram,* the inviter of the Gods, is Sâyana's explanation. 3 *Born :* newly produced by attrition for the man who has prepared and spread the sacrifical grass as a seat for the expected deities.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 Wake up the willing Gods, since thou, Agni performest embassage:
Sit on the sacred grass with Gods.
5 O Agni, radiant One, to whom the holy oil is poured, burn up
Our enemies whom fiends protect.
6 By Agni Agni is inflamed, Lord of the House, wise, young, who bears
The gift: the ladle is his mouth.
7 Praise Agni in the sacrifice, the Sage whose ways are ever true,
The God who driveth grief away.
8 God, Agni, be his strong defence who, lord of sacrificial gifts,
Worshippeth thee the messenger.
9 Whoso with sacred gift would fain call Agni to the feast of Gods,
O Purifier, favour him.
10 Such, Agni, Purifier, bright, bring hither to our sacrifice,
To our oblation bring the Gods.
11 So lauded by our newest song of praise bring opulence to us,
And food, with heroes for our sons.
12 O Agni, by effulgent flame, by all invokings of the Gods,
Show pleasure in this laud of ours.

HYMN XIII. Agni.

AGNI, well-kindled, bring the Gods for him who offers holy gifts.
Worship them, Purifier, Priest.
2 Son of Thyself, present, O Sage, our sacrifice to the Gods to-day.
Sweet to the taste, that they may feast. 252, 258

---

6 *By Agni Agni is inflamed*: The fire into which the oblation is poured is lighted by the application of other fire. *Young*: as newly born each time the fire is produced. *The ladle*: used for pouring the sacrificial butter into the fire. 8 *Lord of sacrificial gifts*: the wealthy patron or institutor of the sacrifice. 9 *O Purifier*: *pâvaka*, purifying is in later Sanskrit a common word for fire.

This is one of the Âprî or propitiatory hymns, consisting of invocations to a series of deified objects, and said to be introductory to the animal sacrifice. All the deified objects addressed in this hymn are said by Sâyana to be forms of Agni.

1 *For him Who offers holy gifts*: for the institutor of the sacrifice.
2 *Son of Thyself*. Tanûnapât, son or descendant of oneself, is a frequently recurring name of Agni, so called because fire is sometimes self-generated, as in the lightning, or produced by attrition, and not necessarily derived from other fire. Other fanciful derivations are given.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 Wake up the willing Gods, since thou, Agni performest embassage:
Sit on the sacred grass with Gods.

5 O Agni, radiant One, to whom the holy oil is poured, burn up
Our enemies whom fiends protect.

6 By Agni Agni is inflamed, Lord of the House, wise, young, who bears
The gift: the ladle is his mouth.

7 Praise Agni in the sacrifice, the Sage whose ways are ever true,
The God who driveth grief away.

8 God, Agni, be his strong defence who, lord of sacrificial gifts,
Worshippeth thee the messenger.

9 Whoso with sacred gift would fain call Agni to the feast of Gods,
O Purifier, favour him.

10 Such, Agni, Purifier, bright, bring hither to our sacrifice,
To our oblation bring the Gods.

11 So lauded by our newest song of praise bring opulence to us,
And food, with heroes for our sons.

12 O Agni, by effulgent flame, by all invokings of the Gods,
Show pleasure in this laud of ours.

HYMN XIII.

Agni.

Agni, well-kindled, bring the Gods for him who offers holy gifts.
Worship them, Purifier, Priest.

2 Son of Thyself, present, O Sage, our sacrifice to the Gods to-day.
Sweet to the taste, that they may feast. 252, 258

---

6 *By Agni Agni is inflamed:* The fire into which the oblation is poured is lighted by the application of other fire. *Young:* as newly born each time the fire is produced. *The ladle:* used for pouring the sacrificial butter into the fire. 8 *Lord of sacrificial gifts:* the wealthy patron or institutor of the sacrifice. 9 *O Purifier:* pâvaka, purifying is in later Sanskrit a common word for fire.

This is one of the Âprî or propitiatory hymns, consisting of invocations to a series of deified objects, and said to be introductory to the animal sacrifice. All the deified objects addressed in this hymn are said by Sâyana to be forms of Agni.

1 *For him Who offers holy gifts:* for the institutor of the sacrifice.

2 *Son of Thyself.* Tanûnapât, son or descendant of oneself, is a frequently recurring name of Agni, so called because fire is sometimes self-generated, as in the lightning, or produced by attrition, and not necessarily derived from other fire. Other fanciful derivations are given.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 Wake up the willing Gods, since thou, Agni performest embassage:
Sit on the sacred grass with Gods.

5 O Agni, radiant One, to whom the holy oil is poured, burn up
Our enemies whom fiends protect.

6 By Agni Agni is inflamed, Lord of the House, wise, young, who bears
The gift: the ladle is his mouth.

7 Praise Agni in the sacrifice, the Sage whose ways are ever true,
The God who driveth grief away.

8 God, Agni, be his strong defence who, lord of sacrificial gifts,
Worshippeth thee the messenger.

9 Whoso with sacred gift would fain call Agni to the feast of Gods,
O Purifier, favour him.

10 Such, Agni, Purifier, bright, bring hither to our sacrifice,
To our oblation bring the Gods.

11 So lauded by our newest song of praise bring opulence to us,
And food, with heroes for our sons.

12 O Agni, by effulgent flame, by all invokings of the Gods,
Show pleasure in this laud of ours.

HYMN XIII. Agni.

Agni, well-kindled, bring the Gods for him who offers holy gifts.
Worship them, Purifier, Priest.

2 Son of Thyself, present, O Sage, our sacrifice to the Gods to-day.
Sweet to the taste, that they may feast. 252, 258

---

6 *By Agni Agni is inflamed*: The fire into which the oblation is poured is lighted by the application of other fire. *Young*: as newly born each time the fire is produced. *The ladle*: used for pouring the sacrificial butter into the fire. 8 *Lord of sacrificial gifts*: the wealthy patron or institutor of the sacrifice. 9 *O Purifier*: pâvaka, purifying is in later Sanskrit a common word for fire.

This is one of the Âprî or propitiatory hymns, consisting of invocations to a series of deified objects, and said to be introductory to the animal sacrifice. All the deified objects addressed in this hymn are said by Sâyana to be forms of Agni.

1 *For him Who offers holy gifts*: for the institutor of the sacrifice.
2 *Son of Thyself*. Tanûnapât, son or descendant of oneself, is a frequently recurring name of Agni, so called because fire is sometimes self-generated, as in the lightning, or produced by attrition, and not necessarily derived from other fire. Other fanciful derivations are given.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

———:o:———

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

———:o:———

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 Wake up the willing Gods, since thou, Agni performest embassage:
Sit on the sacred grass with Gods.

5 O Agni, radiant One, to whom the holy oil is poured, burn up
Our enemies whom fiends protect.

6 By Agni Agni is inflamed, Lord of the House, wise, young, who bears
The gift: the ladle is his mouth.

7 Praise Agni in the sacrifice, the Sage whose ways are ever true,
The God who driveth grief away.

8 God, Agni, be his strong defence who, lord of sacrificial gifts,
Worshippeth thee the messenger.

9 Whoso with sacred gift would fain call Agni to the feast of Gods,
O Purifier, favour him.

10 Such, Agni, Purifier, bright, bring hither to our sacrifice,
To our oblation bring the Gods.

11 So lauded by our newest song of praise bring opulence to us,
And food, with heroes for our sons.

12 O Agni, by effulgent flame, by all invokings of the Gods,
Show pleasure in this laud of ours.

HYMN XIII. Agni.

Agni, well-kindled, bring the Gods for him who offers holy gifts.
Worship them, Purifier, Priest.

2 Son of Thyself, present, O Sage, our sacrifice to the Gods to-day.
Sweet to the taste, that they may feast. 252, 258

---

6 *By Agni Agni is inflamed:* The fire into which the oblation is poured is lighted by the application of other fire. *Young:* as newly born each time the fire is produced. *The ladle:* used for pouring the sacrificial butter into the fire. 8 *Lord of sacrificial gifts:* the wealthy patron or institutor of the sacrifice. 9 *O Purifier:* pâvaka, purifying is in later Sanskrit a common word for fire.

This is one of the Âprî or propitiatory hymns, consisting of invocations to a series of deified objects, and said to be introductory to the animal sacrifice. All the deified objects addressed in this hymn are said by Sâyana to be forms of Agni.

1 *For him Who offers holy gifts:* for the institutor of the sacrifice.
2 *Son of Thyself.* Tanûnapât, son or descendant of oneself, is a frequently recurring name of Agni, so called because fire is sometimes self-generated, as in the lightning, or produced by attrition, and not necessarily derived from other fire. Other fanciful derivations are given.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:O:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:O:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 Wake up the willing Gods, since thou, Agni performest embassage:
Sit on the sacred grass with Gods.

5 O Agni, radiant One, to whom the holy oil is poured, burn up
Our enemies whom fiends protect.

6 By Agni Agni is inflamed, Lord of the House, wise, young, who bears
The gift: the ladle is his mouth.

7 Praise Agni in the sacrifice, the Sage whose ways are ever true,
The God who driveth grief away.

8 God, Agni, be his strong defence who, lord of sacrificial gifts,
Worshippeth thee the messenger.

9 Whoso with sacred gift would fain call Agni to the feast of Gods,
O Purifier, favour him.

10 Such, Agni, Purifier, bright, bring hither to our sacrifice,
To our oblation bring the Gods.

11 So lauded by our newest song of praise bring opulence to us,
And food, with heroes for our sons.

12 O Agni, by effulgent flame, by all invokings of the Gods,
Show pleasure in this laud of ours.

HYMN XIII.

Agni.

Agni, well-kindled, bring the Gods for him who offers holy gifts.
Worship them, Purifier, Priest.

2 Son of Thyself, present, O Sage, our sacrifice to the Gods to-day.
Sweet to the taste, that they may feast. 252, 258

---

6 *By Agni Agni is inflamed:* The fire into which the oblation is poured is lighted by the application of other fire. *Young:* as newly born each time the fire is produced. *The ladle:* used for pouring the sacrificial butter into the fire. 8 *Lord of sacrificial gifts:* the wealthy patron or institutor of the sacrifice. 9 *O Purifier:* pâvaka, purifying is in later Sanskrit a common word for fire.

This is one of the Âprî or propitiatory hymns, consisting of invocations to a series of deified objects, and said to be introductory to the animal sacrifice. All the deified objects addressed in this hymn are said by Sâyana to be forms of Agni.

1 *For him Who offers holy gifts:* for the institutor of the sacrifice.
2 *Son of Thyself.* Tanûnapât, son or descendant of oneself, is a frequently recurring name of Agni, so called because fire is sometimes self-generated, as in the lightning, or produced by attrition, and not necessarily derived from other fire. Other fanciful derivations are given.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 Wake up the willing Gods, since thou, Agni, performest embassage:
Sit on the sacred grass with Gods.

5 O Agni, radiant One, to whom the holy oil is poured, burn up
Our enemies whom fiends protect.

6 By Agni Agni is inflamed, Lord of the House, wise, young, who bears
The gift: the ladle is his mouth.

7 Praise Agni in the sacrifice, the Sage whose ways are ever true,
The God who driveth grief away.

8 God, Agni, be his strong defence who, lord of sacrificial gifts,
Worshippeth thee the messenger.

9 Whoso with sacred gift would fain call Agni to the feast of Gods,
O Purifier, favour him.

10 Such, Agni, Purifier, bright, bring hither to our sacrifice,
To our oblation bring the Gods.

11 So lauded by our newest song of praise bring opulence to us,
And food, with heroes for our sons.

12 O Agni, by effulgent flame, by all invokings of the Gods,
Show pleasure in this laud of ours.

HYMN XIII. Agni.

AGNI, well-kindled, bring the Gods for him who offers holy gifts.
Worship them, Purifier, Priest.

2 Son of Thyself, present, O Sage, our sacrifice to the Gods to-day.
Sweet to the taste, that they may feast. 252, 258

---

6 *By Agni Agni is inflamed:* The fire into which the oblation is poured is lighted by the application of other fire. *Young:* as newly born each time the fire is produced. *The ladle:* used for pouring the sacrificial butter into the fire. 8 *Lord of sacrificial gifts:* the wealthy patron or institutor of the sacrifice. 9 *O Purifier:* pāvaka, purifying is in later Sanskrit a common word for fire.

This is one of the Âprî or propitiatory hymns, consisting of invocations to a series of deified objects, and said to be introductory to the animal sacrifice. All the deified objects addressed in this hymn are said by Sāyana to be forms of Agni.

1 *For him Who offers holy gifts:* for the institutor of the sacrifice.
2 *Son of Thyself.* Tanūnapāt, son or descendant of oneself, is a frequently recurring name of Agni, so called because fire is sometimes self-generated, as in the lightning, or produced by attrition, and not necessarily derived from other fire. Other fanciful derivations are given.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

12 With Svâhâ pay the sacrifice to Indra in the offerer's house :
Thither I call the Deities.

HYMN XIV. Visvedevas.

To drink the Soma, Agni, come, come to our service and our songs
With all these Gods; and worship them.

2 The Kaṇvas have invoked thee ; they, O Singer, sing thee songs of praise :
Agni, come hither with the Gods ; 361

3 Indra, Vâyu, Bṛihaspati, Mitra, Agni, Pûshan, Bhaga,
Âdityas, and the Marut host. 362

12 *Svâhâ* is the sacred word or exclamation (Hail ! Blessing !) used in pouring the oblation on the fire. According to Sâyaṇa, Svâhâ also may be identified with Agni.

2 *The Kaṇvas* : sons or descendants of Kaṇva, men of the same family as the seer of the hymn. 3 *Indra, Vâyu*, etc. The names of these Gods are in the accusative case, governed by 'they (the Kaṇvas) have invoked,' or 'worship them,' understood. *Bṛihaspati*, 'alternating with Brahmaṇaspati is the name of a deity in whom the action of the worshipper upon the Gods is personified. He is the suppliant, the priest who intercedes with the Gods for men, and protects them against the wicked. Hence he appears as the prototype of the priests and the priestly order, and is also designated as the Purohita of the divine community. The essential difference between the original idea represented in this God and those expressed in most of the other and older deities of the Veda consists in the fact that the latter are personifications of various departments of nature, or of physical forces, while the former is the product of moral ideas, and an impersonation of the power of devotion.'—Muir, *O. S. Texts*, V. 272. *Pûshan* is a God who protects and multiplies cattle and human possessions generally. In character he is a solar deity, beholds the entire universe, and is a guide on roads and journeys. *Bhaga*, the gracious Lord and protector, is regarded as the bestower of wealth. *Âdityas*. 'There (in the highest heaven) dwell and reign those Gods who bear in common the name of Âdityas. We must, however, if we would discover their earliest character, abandon the conceptions which in a later age, and even in that of the heroic poems, were entertained regarding these deities. According to this conception they were twelve Sun-gods, bearing evident reference to the twelve months. But for the most ancient period we must hold fast the primary signification of their name. They are the inviolable imperishable, eternal beings. Aditi, eternity or the eternal, is the element which sustains them and is sustained by them...The eternal and inviolable element in which the Âdityas dwell, and which forms their essence, is the celestial light...The Âdityas, the Gods of this light, do not therefore by any means coincide with any of the forms in which light is manifested in the universe. They are neither sun, nor moon, nor stars, nor dawn, but the eternal sustainers of this luminous life, which exists, as it were, behind all these phenomena.'—Roth, quoted by Muir, *O. S. Texts*, V. p. 56.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

12 With Svâhâ pay the sacrifice to Indra in the offerer's house:
Thither I call the Deities.

HYMN XIV. Visvedevas.

To drink the Soma, Agni, come, come to our service and our songs
With all these Gods; and worship them.

2 The Kaṇvas have invoked thee; they, O Singer, sing thee songs of praise:
Agni, come hither with the Gods; 361

3 Indra, Vâyu, Brihaspati, Mitra, Agni, Pûshan, Bhaga,
Âdityas, and the Marut host. 362

12 *Svâhâ* is the sacred word or exclamation (Hail! Blessing!) used in pouring the oblation on the fire. According to Sâyaṇa, Svâhâ also may be identified with Agni.

2 *The Kaṇvas:* sons or descendants of Kaṇva, men of the same family as the seer of the hymn. 3 *Indra, Vâyu,* etc. The names of these Gods are in the accusative case, governed by 'they (the Kaṇvas) have invoked,' or 'worship them,' understood. *Brihaspati,* 'alternating with Brahmaṇaspati is the name of a deity in whom the action of the worshipper upon the Gods is personified. He is the suppliant, the priest who intercedes with the Gods for men, and protects them against the wicked. Hence he appears as the prototype of the priests and the priestly order, and is also designated as the Purohita of the divine community. The essential difference between the original idea represented in this God and those expressed in most of the other and older deities of the Veda consists in the fact that the latter are personifications of various departments of nature, or of physical forces, while the former is the product of moral ideas, and an impersonation of the power of devotion.'—Muir, *O. S. Texts,* V. 272. *Pûshan* is a God who protects and multiplies cattle and human possessions generally. In character he is a solar deity, beholds the entire universe, and is a guide on roads and journeys. *Bhaga,* the gracious Lord and protector, is regarded as the bestower of wealth. *Âdityas.* 'There (in the highest heaven) dwell and reign those Gods who bear in common the name of Âdityas. We must, however, if we would discover their earliest character, abandon the conceptions which in a later age, and even in that of the heroic poems, were entertained regarding these deities. According to this conception they were twelve Sun-gods, bearing evident reference to the twelve months. But for the most ancient period we must hold fast the primary signification of their name. They are the inviolable imperishable, eternal beings. Aditi, eternity or the eternal, is the element which sustains them and is sustained by them...The eternal and inviolable element in which the Âdityas dwell, and which forms their essence, is the celestial light...The Âdityas, the Gods of this light, do not therefore by any means coincide with any of the forms in which light is manifested in the universe. They are neither sun, nor moon, nor stars, nor dawn, but the eternal sustainers of this luminous life, which exists, as it were, behind all these phenomena.'—Roth, quoted by Muir, *O. S. Texts,* V. p. 56.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

12 With Svâhâ pay the sacrifice to Indra in the offerer's house: Thither I call the Deities.

HYMN XIV. Visvedevas.

To drink the Soma, Agni, come, come to our service and our songs
With all these Gods; and worship them.
2 The Kanvas have invoked thee; they, O Singer, sing thee songs of praise:
Agni, come hither with the Gods; 361
3 Indra, Vâyu, Brihaspati, Mitra, Agni, Pûshan, Bhaga, Âdityas, and the Marut host. 362

12 *Svâhâ* is the sacred word or exclamation (Hail! Blessing!) used in pouring the oblation on the fire. According to Sâyana, Svâhâ also may be identified with Agni.

2 *The Kanvas*: sons or descendants of Kanva, men of the same family as the seer of the hymn. 3 *Indra, Vâyu*, etc. The names of these Gods are in the accusative case, governed by 'they (the Kanvas) have invoked,' or 'worship them,' understood. *Brihaspati*, 'alternating with Brahmanaspati is the name of a deity in whom the action of the worshipper upon the Gods is personified. He is the suppliant, the priest who intercedes with the Gods for men, and protects them against the wicked. Hence he appears as the prototype of the priests and the priestly order, and is also designated as the Purohita of the divine community. The essential difference between the original idea represented in this God and those expressed in most of the other and older deities of the Veda consists in the fact that the latter are personifications of various departments of nature, or of physical forces, while the former is the product of moral ideas, and an impersonation of the power of devotion.'—Muir, *O. S. Texts*, V. 272. *Pûshan* is a God who protects and multiplies cattle and human possessions generally. In character he is a solar deity, beholds the entire universe, and is a guide on roads and journeys. *Bhaga*, the gracious Lord and protector, is regarded as the bestower of wealth. *Âdityas*. 'There (in the highest heaven) dwell and reign those Gods who bear in common the name of Âdityas. We must, however, if we would discover their earliest character, abandon the conceptions which in a later age, and even in that of the heroic poems, were entertained regarding these deities. According to this conception they were twelve Sun-gods, bearing evident reference to the twelve months. But for the most ancient period we must hold fast the primary signification of their name. They are the inviolable imperishable, eternal beings. Aditi, eternity or the eternal, is the element which sustains them and is sustained by them...The eternal and inviolable element in which the Âdityas dwell, and which forms their essence, is the celestial light...The Âdityas, the Gods of this light, do not therefore by any means coincide with any of the forms in which light is manifested in the universe. They are neither sun, nor moon, nor stars, nor dawn, but the eternal sustainers of this luminous life, which exists, as it were, behind all these phenomena.'—Roth, quoted by Muir, *O. S. Texts*, V. p. 56.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 For you these juices are poured forth that gladden and exhilarate,
The meath-drops resting in the cup.
5 The sons of Kaṇva fain for help adore thee, having strewn the grass,
With offerings and all things prepared.
6 Let the swift steeds who carry thee, thought-yoked and dropping holy oil,
Bring the Gods to the Soma draught.
7 Adored, the strengtheners of Law, unite them, Agni, with their Dames:
Make them drink meath, O bright of tongue. 363
8 Let them, O Agni, who deserve worship and praise drink with thy tongue
The meath in solemn sacrifice.
9 Away, from the sun's realm of light, the wise invoking Priest shall bring
All Gods awaking with the dawn.
10 With all the Gods, with Indra, with Vâyu, and Mitra's splendours, drink,
Agni, the pleasant Soma juice.
11 Ordained by Manu as our Priest, thou sittest, Agni, at each rite:
Hallow thou this our sacrifice.
12 Harness the Red Mares to thy car, the Bays, O God, the flaming ones:
With those bring hitherward the Gods.

HYMN XV. Ṛitu.

O INDRA drink the Soma juice with Ṛitu; let the cheering drops
Sink deep within, which settle there.

The Marut host: the Maruts are the Gods of the winds and storms, the companions and friends of Indra. They are said in the Veda to be the sons of Rudra and Pṛiṣni, the latter being explained by Sâyaṇa as 'the many-coloured earth,' but regarded by Professor Roth as a personification of the speckled clouds. 7 *Unite them with their Dames*: *pátnivatas kṛidhi*: make them (come) with their consorts. 9 *The wise invoking Priest*: Agni, who calls the Gods. 10 *All the Gods*: or Visvedevas; see I. 3. 7. 11 *Manu*: see I. 13, 4.

1 *Ṛitu*: meaning generally a season, a sixth part of the Indian year, is here personified and addressed as a deity.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 For you these juices are poured forth that gladden and exhilarate,
The meath-drops resting in the cup.
5 The sons of Kanva fain for help adore thee, having strewn the grass,
With offerings and all things prepared.
6 Let the swift steeds who carry thee, thought-yoked and dropping holy oil,
Bring the Gods to the Soma draught.
7 Adored, the strengtheners of Law, unite them, Agni, with their Dames;
Make them drink meath, O bright of tongue.
8 Let them, O Agni, who deserve worship and praise drink with thy tongue
The meath in solemn sacrifice. 364
9 Away, from the sun's realm of light, the wise invoking Priest shall bring
All Gods awaking with the dawn.
10 With all the Gods, with Indra, with Vâyu, and Mitra's splendours, drink,
Agni, the pleasant Soma juice.
11 Ordained by Manu as our Priest, thou sittest, Agni, at each rite:
Hallow thou this our sacrifice.
12 Harness the Red Mares to thy car, the Bays, O God, the flaming ones:
With those bring hitherward the Gods. 365

HYMN XV. Ritu.

O INDRA drink the Soma juice with Ritu; let the cheering drops
Sink deep within, which settle there.

The Marut host: the Maruts are the Gods of the winds and storms, the companions and friends of Indra. They are said in the Veda to be the sons of Rudra and Prisni, the latter being explained by Sâyana as 'the many-coloured earth,' but regarded by Professor Roth as a personification of the speckled clouds. 7 *Unite them with their Dames: pátnivatas kridhi*: make them (come) with their consorts. 9 *The wise invoking Priest*: Agni, who calls the Gods. 10 *All the Gods*: or Visvedevas; see I. 3. 7. 11 *Manu*: see I. 13, 4.

1 *Ritu*: meaning generally a season, a sixth part of the Indian year, is here personified and addressed as a deity.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 For you these juices are poured forth that gladden and exhilarate,
The meath-drops resting in the cup.

5 The sons of Kaṇva fain for help adore thee, having strewn the grass,
With offerings and all things prepared.

6 Let the swift steeds who carry thee, thought-yoked and dropping holy oil,
Bring the Gods to the Soma draught.

7 Adored, the strengtheners of Law, unite them, Agni, with their Dames;
Make them drink meath, O bright of tongue.

8 Let them, O Agni, who deserve worship and praise drink with thy tongue
The meath in solemn sacrifice. 364

9 Away, from the sun's realm of light, the wise invoking Priest shall bring
All Gods awaking with the dawn.

10 With all the Gods, with Indra, with Vâyu, and Mitra's splendours, drink,
Agni, the pleasant Soma juice.

11 Ordained by Manu as our Priest, thou sittest, Agni, at each rite:
Hallow thou this our sacrifice.

12 Harness the Red Mares to thy car, the Bays, O God, the flaming ones:
With those bring hitherward the Gods. 365

HYMN XV. Ṛitu.

O INDRA drink the Soma juice with Ṛitu; let the cheering drops
Sink deep within, which settle there.

The Marut host: the Maruts are the Gods of the winds and storms, the companions and friends of Indra. They are said in the Veda to be the sons of Rudra and Pṛiśni, the latter being explained by Sâyaṇa as 'the many-coloured earth,' but regarded by Professor Roth as a personification of the speckled clouds. 7 *Unite them with their Dames*: *pátnîvatas kṛidhi*: make them (come) with their consorts. 9 *The wise invoking Priest*: Agni, who calls the Gods. 10 *All the Gods*: or Viśvedevas; see I. 3. 7. 11 *Manu*: see I. 13, 4.

1 *Ṛitu*: meaning generally a season, a sixth part of the Indian year, is here personified and addressed as a deity.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

11 Drink ye the meath, O Asvins bright with flames, whose acts are pure, who with
Ritus accept the sacrifice.

12 With Ritu, through the house-fire, thou, kind Giver, guidest sacrifice:
Worship the Gods for the pious man. 366

HYMN XVI. 16 Indra.

Let thy Bay Steeds bring thee, the Strong, hither to drink the Soma draught—
Those, Indra, who are bright as suns.

2 Here are the grains bedewed with oil: hither let the Bay Coursers bring
Indra upon his easiest car.

3 Indra at early morn we call, Indra in course of sacrifice,
Indra to drink the Soma juice.

4 Come hither, with thy long-maned Steeds, O Indra, to the draught we pour:
We call thee when the juice is shed.

5 Come thou to this our song of praise, to the libation poured for thee:
Drink of it like a stag athirst.

6 Here are the drops of Soma juice expressed on sacred grass: thereof
Drink, Indra, to increase thy might.

7 Welcome to thee be this our hymn, reaching thy heart, most excellent:
Then drink the Soma juice expressed.

8 To every draught of pressed-out juice Indra, the Vritra-slayer, comes,
To drink the Soma for delight.

9 Fulfil, O Satakratu, all our wish with horses and with kine:
With holy thoughts we sing thy praise.

---

12 *Through the house-fire.* The *gá'rhapatya* is the sacred fire perpetually maintained by the householder; the fire from which fires for sacrificial purposes are lighted.

1 *Bright as suns: sú'rachakṣasah.* Sâyaṇa understands this to refer to the priests, and Wilson renders accordingly: may (the priests), radiant as the sun (make thee manifest). 2 *Easiest car; sukhátame ráthe:* that is, most easily moving, swiftest. 3 *Indra at early morn we call.* Although not more particularly named, the specification implies the morning, mid-day, and evening worship. 5 *Like a stag athirst:* like a *gaura* (Bos Gaurus) a kind of buffalo. 'Drink like a thirsty buffalo,' would perhaps be a more strictly accuate rendering.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN XIX. Agni. Maruts.

To this fair sacrifice to drink the milk draught thou art invoked:
O Agni, with the Maruts come.

2 No mortal man, no God exceeds thy mental power, O Mighty One:
O Agni, with the Maruts come.

3 All Gods devoid of guile, who know the mighty region of mid-air:
O Agni, with those Maruts come.

4 The terrible, who sing their song, not to be overcome by might:
O Agni, with those Maruts come.

5 Brilliant, and awful in their form, mighty, devourers of their foes:
O Agni, with those Maruts come.

6 Who sit as Deities in heaven, above the sky-vault's luminous sphere:
O Agni, with those Maruts come.

7 Who scatter clouds about the sky, away over the billowy sea:
O Agni, with those Maruts come.

8 Who with their bright beams spread them forth over the ocean in their might:
O Agni with those Maruts come.

9 For thee, to be thine early draught, I pour the Soma-mingled meath:
O Agni, with the Maruts come.

HYMN XX. Ribhus.

For the Celestial Race this song of praise which gives wealth lavishly
Was made by singers with their lips.

2 They who for Indra, with their mind, formed horses harnessed by a word,
Attained by works to sacrifice.

---

1 *For the Celestial Race: devâya jánmane*, the divine class or race of the Ribhus, the three sons of Sudhanvan who is said to have been a descendant of Angiras. They were named severally Ribhu, Vibhvan, and Vâja and styled collectively Ribhus from the name of the eldest. Through their assiduous performance of good works they obtained divinity and became entitled to receive praise and adoration. They are supposed to dwell in the solar sphere, and there is an indistinct identification of them with the rays of the sun: but, whether typical or not, they prove the admission, at an early date of the doctrine that men might become divinities.'—Wilson.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

6 That he may send us succour, praise, the Waters' Offspring Savitar :
Fain are we for his holy ways.
7 We call on him, distributer of wondrous bounty and of wealth,
On Savitar who looks on men.
8 Come hither, friends, and seat yourselves; Savitar, to be praised by us,
Giving good gift, is beautiful.
9 O Agni, hither bring to us the willing Spouses of the Gods,
And Tvashṭar, to the Soma draught.
10 Most youthful Agni, hither bring their Spouses, Hotrâ, Bhâratî,
Varûtrî, Dhishaṇâ, for aid.
11 Spouses of Heroes, Goddesses, with whole wings may they come to us
With great protection and with aid.
12 Indrânî, Varuṇânî and Agnâyî hither I invite,
For weal, to drink the Soma juice.
13 May Heaven and Earth, the Mighty Pair, bedew for us our sacrifice,
And feed us full with nourishments.
14 Their water rich with fatness, there in the Gandharva's stedfast place,
The singers taste through sacred songs.

---

6 *The Waters' Offspring Savitar :* son or offspring of the Waters, *apâmnápât,* is an epithet more frequently applied to Agni. Sâyaṇa explains it otherwise as 'one who does not cherish (na pâlakam) the water, but dries it up with his heat.' 10 *Hotrâ,* is called the wife of Agni, or the personified invocation ? *Bhâratî* is Holy Speech or Prayer : *Varûtrî* is explained as 'she who is to be chosen, the excellent ;' and *Dhishaṇâ* is said to be a synonym of Vâk or Vâgdevî, the Goddess of Speech. 11 *With whole wings :* literally, with unclipped wings ; that is, swift as birds whose wings have not been cut. 12 *Indrânî, Varuṇânî, and Agnâyî :* are respectively the consorts of Indra, Varuṇa, and Agni. 14 *Their water rich in fatness :* the fertilizing rain sent by Heaven and Earth. The meaning appears to be : the holy singers enjoy, as guerdon for their hymns, the kindly rain and other gifts which are sent down from the regions above by the great parents Heaven and Earth. *The Gandharva's stedfast place :* Though in later times the Gandharvas are regarded as a class, in the Rigveda more than one is seldom mentioned. He is commonly designated as 'the heavenly Gandharva,' whose habitation is the sky, and whose especial duty is to guard the heavenly Soma, which the Gods obtain through his permission.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN XXVII. Agni.

1 WITH worship will I glorify thee, Agni, like a long-tailed steed, Imperial Lord of sacred rites.

2 May the far striding Son of Strength, bringer of great felicity,
Who pours his gifts like rain, be ours.

3 Lord of all life, from near, from far, do thou, O Agni evermore Protect us from the sinful man.

4 O Agni, graciously announce this our oblation to the Gods, And this our newest song of praise.

5 Give us a share of strength most high, a share of strength that is below,
A share of strength that is between.

6 Thou dealest gifts, resplendent One; nigh, as with waves of Sindhu, thou
Swift streamest to the worshipper.

7 That man is lord of endless strength whom thou protectest in the fight,
Agni, or urgest to the fray.

8 Him, whosoever he may be, no man may vanquish, mighty One: Nay, very glorious power is his.

9 May he who dwells with all mankind bear us with war-steeds through the fight,
And with the singers win the spoil.

10 Help, thou who knowest lauds, this work, this eulogy to Rudra, him
Adorable in every house.

11 May this our God, great, limitless, smoke-bannered, excellently bright,
Urge us to strength and holy thought.

---

1 *Like a long-tailed steed:* Agni, or Fire, is likened to a horse, probably, on account of his impetuosity; and his long flames, curled and driven by the wind, are compared to the horse's flowing tail. Sâyana explains: scattering our foes with thy flames as a horse brushes away the flies that trouble him. 6 *Sindhu:* the Indus; or the word may stand for any river, and the expression mean, with great abundance. 9 *With the singers:* the priests who sing hymns of praise at the sacrifice. 10 *Thou who knowest lauds:* (*jarâbodha*) seems to refer to the Rishi or poet of the hymn, not to Agni. *Rudra:* the Roarer, or Howler, is here a name of Agni, on account of the loud crackling or roaring of his flames. Or the word may signify red, bright. See Pischel, Vedische Studien, 1. pp. 55 sqq.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

18 Your chariot yoked for both alike, immortal, ye of mighty acts,
Travels, O Asvins, in the sea.
19 High on the forehead of the Bull one chariot wheel ye ever keep,
The other round the sky revolves.
20 What mortal, O immortal Dawn, enjoyeth thee? Where lovest thou?
To whom, O radiant, dost thou go?
21 For we have had thee in our thoughts whether anear or far away,
Red-hued and like a dappled mare.
22 Hither, O Daughter of the Sky, come thou with these thy strengthenings,
And send thou riches down to us.

HYMN XXXI. Agni.

10 THOU, Agni, wast the earliest Angiras, a Seer; thou wast, a God thyself, the Gods' auspicious Friend.
After thy holy ordinance the Maruts, sage, active through wisdom, with their glittering spears, were born.
11 2 O Agni, thou, the best and earliest Angiras, fulfillest as a Sage the holy law of Gods,
Sprung from two mothers, wise, through all existence spread, resting in many a place for sake of living man.
12 3 To Mâtarisvan first thou, Agni, wast disclosed, and to Vivasvân through thy noble inward power.
Heaven and Earth, Vasu! shook at the choosing of the Priest: the burthen thou didst bear, didst worship mighty Gods.

---

18 *The sea*: the ocean of air. 19 *The Bull*: apparently the Sun. The car of the Asvins stands at his head or in front of him, and the Asvins precede him in his course round heaven. But the meaning is not very clear. 20 We are reminded of the old Grecian myth of Eos and Tithonus. Ushas, Dawn, or Morning, is the daughter of personified Heaven, Dyaus, or Dyu.

This hymn, and the four following, are ascribed to Hiraṇyastûpa, son of Angiras. 1 *Thou, Agni, wast the earliest Angiras*: the Angirases are the most important priestly family mentioned in the Veda. See I. 1, 6. *With their glittering spears*: the spears of the Maruts or Storm-Gods are lightning flashes. 2 *The holy law of Gods*: sacrifice to the Gods, which Agni performs. *Sprung from two mothers*: from the two pieces of wood used to produce fire. 3 *Mâtarisvan*: the name of a divine being described in I. 60. 1 as bringing the hidden Agni to Bhrigu, and identified by Sâyaṇa with Vâyu the God of wind. *Vivasvân*: 'the brilliant;' he appears to be the God of daylight and the morning sun, the personification of all manifestations of light. He is said to be the father of Yama, and the Gods are called his offspring. *Vasu*: (good, often used as a name or epithet of Agni. The Vasus as a class of Gods, eight in number, were at first personifications of natural phenomena.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES :

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

18 Your chariot yoked for both alike, immortal, ye of mighty acts,
Travels, O Asvins, in the sea.

19 High on the forehead of the Bull one chariot wheel ye ever keep,
The other round the sky revolves.

20 What mortal, O immortal Dawn, enjoyeth thee? Where lovest thou?
To whom, O radiant, dost thou go?

21 For we have had thee in our thoughts whether anear or far away,
Red-hued and like a dappled mare.

22 Hither, O Daughter of the Sky, come thou with these thy strengthenings,
And send thou riches down to us.

HYMN XXXI. Agni.

THOU, Agni, wast the earliest Angiras, a Seer; thou wast, a God thyself, the Gods' auspicious Friend.
After thy holy ordinance the Maruts, sage, active through wisdom, with their glittering spears, were born.

2 O Agni, thou, the best and earliest Angiras, fulfillest as a Sage the holy law of Gods,
Sprung from two mothers, wise, through all existence spread, resting in many a place for sake of living man.

3 To Mâtarisvan first thou, Agni, wast disclosed, and to Vivasvân through thy noble inward power.
Heaven and Earth, Vasu! shook at the choosing of the Priest: the burthen thou didst bear, didst worship mighty Gods.

---

18 *The sea:* the ocean of air. 19 *The Bull:* apparently the Sun. The car of the Asvins stands at his head or in front of him, and the Asvins precede him in his course round heaven. But the meaning is not very clear. 20 We are reminded of the old Grecian myth of Eos and Tithonus. Ushas, Dawn, or Morning, is the daughter of personified Heaven, Dyaus, or Dyu.

This hymn, and the four following, are ascribed to Hiranyastûpa, son of Angiras. 1 *Thou, Agni, wast the earliest Angiras:* the Angirases are the most important priestly family mentioned in the Veda. See 1. 1, 6. *With their glittering spears*: the spears of the Maruts or Storm-Gods are lightning flashes. 2 *The holy law of Gods:* sacrifice to the Gods, which Agni performs. *Sprung from two mothers*: from the two pieces of wood used to produce fire. 3 *Mâtarisvan:* the name of a divine being described in I. 60. 1 as bringing the hidden Agni to Bhrigu, and identified by Sâyana with Vâyu the God of wind. *Vivasvân:* 'the brilliant;' he appears to be the God of daylight and the morning sun, the personification of all manifestations of light. He is said to be the father of Yama, and the Gods are called his offspring. *Vasu*: (good, often used as a name or epithet of Agni. The Vasus as a class of Gods, eight in number, were at first personifications of natural phenomena.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

18 Your chariot yoked for both alike, immortal, ye of mighty acts,
  Travels, O Asvins, in the sea.
19 High on the forehead of the Bull one chariot wheel ye ever keep,
  The other round the sky revolves.
20 What mortal, O immortal Dawn, enjoyeth thee ? Where lovest thou ?
  To whom, O radiant, dost thou go ?
21 For we have had thee in our thoughts whether anear or far away,
  Red-hued and like a dappled mare.
22 Hither, O Daughter of the Sky, come thou with these thy strengthenings,
  And send thou riches down to us.

HYMN XXXI. Agni.

Thou, Agni, wast the earliest Angiras, a Seer ; thou wast, a God thyself, the Gods' auspicious Friend.
After thy holy ordinance the Maruts, sage, active through wisdom, with their glittering spears, were born.
2 O Agni, thou, the best and earliest Angiras, fulfillest as a Sage the holy law of Gods,
Sprung from two mothers, wise, through all existence spread, resting in many a place for sake of living man.
3 To Mâtarisvan first thou, Agni, wast disclosed, and to Vivasvân through thy noble inward power.
Heaven and Earth, Vasu ! shook at the choosing of the Priest: the burthen thou didst bear, didst worship mighty Gods.

---

18 *The sea* : the ocean of air. 19 *The Bull* : apparently the Sun. The car of the Asvins stands at his head or in front of him, and the Asvins precede him in his course round heaven. But the meaning is not very clear. 20 We are reminded of the old Grecian myth of Eos and Tithonus. Ushas, Dawn, or Morning, is the daughter of personified Heaven, Dyaus, or Dyu.

This hymn, and the four following, are ascribed to Hiranyastûpa, son of Angiras. 1 *Thou, Agni, wast the earliest Angiras:* the Angirases are the most important priestly family mentioned in the Veda. See 1. 1, 6. *With their glittering spears* : the spears of the Maruts or Storm-Gods are lightning flashes. 2 *The holy law of Gods:* sacrifice to the Gods, which Agni performs. *Sprung from two mothers* : from the two pieces of wood used to produce fire. 3 *Mâtarisvan* : the name of a divine being described in I. 60. 1 as bringing the hidden Agni to Bhrigu, and identified by Sâyana with Vâyu the God of wind. *Vivasvân* : 'the brilliant;' he appears to be the God of daylight and the morning sun, the personification of all manifestations of light. He is said to be the father of Yama, and the Gods are called his offspring. *Vasu* : (good, often used as a name or epithet of Agni. The Vasus as a class of Gods, eight in number, were at first personifications of natural phenomena.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

---:o:---

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

---:o:---

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 Agni thou madest heaven to thunder for mankind; thou, yet more pious, for pious Purûravâs.

When thou art rapidly freed from thy parents, first eastward they bear thee round, and, after, to the west.

5 Thou, Agni, art a Bull who makes our store increase, to be invoked by him who lifts the ladle up.

Well knowing the oblation with the hallowing word, uniting all who live, thou lightenest first our folk.

6 Agni, thou savest in the synod when pursued e'en him, far-seeing One! who walks in evil ways.

Thou, when the heroes fight for spoil which men rush round, slayest in war the many by the hands of few.

7 For glory, Agni, day by day, thou liftest up the mortal man to highest immortality,—

Even thou who yearning for both races givest them great bliss, and to the prince grantest abundant food.

8 O Agni, highly lauded, make our singer famous that he may win us store of riches:

May we improve the rite with new performance. O Earth and Heaven, with all the Gods, protect us.

9 O blameless Agni lying in thy Parents' lap, a God among the Gods, be watchful for our good.

Former of bodies, be the singer's Providence: all good things hast thou sown for him, auspicious One!

10 Agni, thou art our Providence, our Father thou: we are thy brethren and thou art our spring of life.

In thee, rich in good heroes, guard of high decrees, meet hundred, thousand treasures, O infallible!

---

4 *Purûravâs:* son of Budha. He is said to hav[illegible] instituted the three sacrificial fires. Agni, to reward him, sent thunder the forerunner of rain. *Freed from thy parents:* produced and separated from the fire-sticks. *Eastward they bear thee:* the fire is first applied to light the Ahavaniya fire and then the Gârhapatya. 5 *A Bull:* exceedingly strong. *With the hallowing word:* [illegible]he exclamation *Vashat:* (may he (Agni) bear it (to the Gods), [illegible]ed at the moment of pouring the sacrificial oil or clarified butte[illegible] [illegible]n the fire. 6 *Agni, thou savest in the synod:* the *vidàtha*, synod [illegible] sacrificial assembly, seems to have been regarded as an inviolable asylum. 7 *Both races:* Gods and men. *The prince:* the Sûri, the noble or eminent man who institutes and pays the charges of the sacrifice. 9 *Thy Parents:* here said to mean Heaven and Earth. *Former of bodies:* giver of children.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

11 Thee, Agni, have the Gods made the first living One for living man, Lord of the house of Nahusha.
Ilâ they made the teacher of the sons of men, what time a Son was born to the father of my race.

12 Worthy to be revered, O Agni, God, preserve our wealthy patrons with thy succours, and ourselves.
Guard of our seed art thou, aiding our cows to bear, incessantly protecting in thy holy way.

13 Agni, thou art a guard close to the pious man; kindled art thou, four-eyed! for him who is unarmed.
With fond heart thou acceptest e'en the poor man's prayer, when he hath brought his gift to gain security.

14 Thou, Agni gainest for the loudly-praising priest the highest wealth, the object of a man's desire. 373
Thou art called Father, caring even for the weak, and, wisest, to the simple one thou teachest lore.

15 Agni, the man who giveth guerdon to the priests, like well-sewn armour thou guardest on every side.
He who with grateful food shows kindness in his house, an offerer to the living, is the type of heaven.

16 Pardon, we pray, this sin of ours, O Agni,—the path which we have trodden, widely straying,
Dear Friend and Father, caring for the pious, who speedest nigh and who inspirest mortals.

17 As erst to Manus, to Yayâti, Angiras, so Angiras! pure Agni! come thou to our hall.
Bring hither the celestial host and seat them here upon the sacred grass, and offer what they love.

18 By this our prayer be thou, O Agni, strengthened, prayer made by us after our power and knowledge.
Lead thou us, therefore, to increasing riches; endow us with thy strength-bestowing favour.

---

11 *Nahusha:* one of the great progenitors of the human race. *Ilâ:* the personification of prayer, and the first teacher of the rules of sacrifice. *What time a Son was born:* this Son is Agni himself. Hiranyastûpa, the Rishi of the hymn, is the son or descendant of Angiras, who, as one of the first introducers of the sacrificial fire and the rites of worship, is regarded as the generator or father of Agni. The meaning of the verse is that Agni was appointed priest, and Ilâ teacher of the rules of divine worship in the earliest time when Agni was first born on earth as sacrificial fire. 13 *Four-eyed:* illuminating the four cardinal points, or looking in all directions. 15 *An offerer to the living:* probably, one who offers food and hospitality to a human being, the *nriyajña*, worship of man, of Manu. Or it may mean, as Ludwig suggests, one who offers a sacrifice that transports the sacrificer at once, living, to heaven. 16 *Yayâti:* a celebrated king, one of the sons of Nahusha.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

11 Thee, Agni, have the Gods made the first living One for living man, Lord of the house of Nahusha.
Ilâ they made the teacher of the sons of men, what time a Son was born to the father of my race.
12 Worthy to be revered, O Agni, God, preserve our wealthy patrons with thy succours, and ourselves.
Guard of our seed art thou, aiding our cows to bear, incessantly protecting in thy holy way.
13 Agni, thou art a guard close to the pious man; kindled art thou, four-eyed! for him who is unarmed.
With fond heart thou acceptest e'en the poor man's prayer, when he hath brought his gift to gain security.
14 Thou, Agni gainest for the loudly-praising priest the highest wealth, the object of a man's desire. 373
Thou art called Father, caring even for the weak, and, wisest, to the simple one thou teachest lore.
15 Agni, the man who giveth guerdon to the priests, like well-sewn armour thou guardest on every side.
He who with grateful food shows kindness in his house, an offerer to the living, is the type of heaven.
16 Pardon, we pray, this sin of ours, O Agni,—the path which we have trodden, widely straying,
Dear Friend and Father, caring for the pious, who speedest nigh and who inspirest mortals.
17 As erst to Manus, to Yayâti, Angiras, so Angiras! pure Agni! come thou to our hall.
Bring hither the celestial host and seat them here upon the sacred grass, and offer what they love.
18 By this our prayer be thou, O Agni, strengthened, prayer made by us after our power and knowledge.
Lead thou us, therefore, to increasing riches; endow us with thy strength-bestowing favour.

---

11 *Nahusha:* one of the great progenitors of the human race.
Ilâ: the personification of prayer, and the first teacher of the rules of sacrifice. *What time a Son was born:* this Son is Agni himself. Hiranyastûpa, the Rishi of the hymn, is the son or descendant of Angiras, who, as one of the first introducers of the sacrificial fire and the rites of worship, is regarded as the generator or father of Agni. The meaning of the verse is that Agni was appointed priest, and Ilâ teacher of the rules of divine worship in the earliest time when Agni was first born on earth as sacrificial fire. 13 *Four-eyed:* illuminating the four cardinal points, or looking in all directions.
15 *An offerer to the living:* probably, one who offers food and hospitality to a human being, the *nriyajña*, worship of man, of Manu. Or it may mean, as Ludwig suggests, one who offers a sacrifice that transports the sacrificer at once, living, to heaven. 16 *Yayâti:* a celebrated king, one of the sons of Nahusha.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

———:o:———

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

———:o:———

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

11 Thee, Agni, have the Gods made the first living One for living man, Lord of the house of Nahusha.
Ilâ they made the teacher of the sons of men, what time a Son was born to the father of my race.

12 Worthy to be revered, O Agni, God, preserve our wealthy patrons with thy succours, and ourselves.
Guard of our seed art thou, aiding our cows to bear, incessantly protecting in thy holy way.

13 Agni, thou art a guard close to the pious man; kindled art thou, four-eyed! for him who is unarmed.
With fond heart thou acceptest e'en the poor man's prayer, when he hath brought his gift to gain security.

14 Thou, Agni gainest for the loudly-praising priest the highest wealth, the object of a man's desire.
Thou art called Father, caring even for the weak, and, wisest, to the simple one thou teachest lore.

15 Agni, the man who giveth guerdon to the priests, like well-sewn armour thou guardest on every side.
He who with grateful food shows kindness in his house, an offerer to the living, is the type of heaven.

16 Pardon, we pray, this sin of ours, O Agni,—the path which we have trodden, widely straying,
Dear Friend and Father, caring for the pious, who speedest nigh and who inspirest mortals.

17 As erst to Manus, to Yayâti, Angiras, so Angiras! pure Agni! come thou to our hall.
Bring hither the celestial host and seat them here upon the sacred grass, and offer what they love.

18 By this our prayer be thou, O Agni, strengthened, prayer made by us after our power and knowledge.
Lead thou us, therefore, to increasing riches; endow us with thy strength-bestowing favour.

---

11 *Nahusha:* one of the great progenitors of the human race.
Ilâ: the personification of prayer, and the first teacher of the rules of sacrifice. *What time a Son was born:* this Son is Agni himself. Hiranyastûpa, the Rishi of the hymn, is the son or descendant of Angiras, who, as one of the first introducers of the sacrificial fire and the rites of worship, is regarded as the generator or father of Agni. The meaning of the verse is that Agni was appointed priest, and Ilâ teacher of the rules of divine worship in the earliest time when Agni was first born on earth as sacrificial fire. 13 *Four-eyed:* illuminating the four cardinal points, or looking in all directions. 15 *An offerer to the living:* probably, one who offers food and hospitality to a human being, the *nriyajña*, worship of man, of Manu. Or it may mean, as Ludwig suggests, one who offers a sacrifice that transports the sacrificer at once, living, to heaven. 16 *Yayâti:* a celebrated king, one of the sons of Nahusha.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

———:o:———

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

———:o:———

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN XXXVI. Agni.

1 WITH words sent forth in holy hymns, Agni we supplicate, the Lord
Of many families who duly serve the Gods, yea, him whom others also praise.

79 2 Men have won Agni, him who makes their strength abound: we, with oblations, worship thee.
80 Our gracious-minded Helper in our deeds of might, be thou, O Excellent, this day.

3 Thee for our messenger we choose, thee, the Omniscient, for our Priest.
The flames of the mighty are spread wide around: thy splendour reaches to the sky.

4 The Gods enkindle thee their ancient messenger,—Varuṇa, Mitra, Aryaman.
That mortal man, O Agni, gains through thee all wealth, who hath poured offerings unto thee.

81 5 Thou, Agni, art a cheering Priest, Lord of the House, men's messenger:
All constant high decrees established by the Gods, gathered together, meet in thee.

82 6 In thee, the auspicious One, O Agni, youthfullest, each sacred gift is offered up:
This day, and after, gracious, worship thou our Gods, that we may have heroic sons.

83 7 To him in his own splendour bright draw near in worship the devout.
Men kindle Agni with their sacrificial gifts, victorious o'er the enemies.

84 8 Vṛitra they smote and slew, and made the earth and heaven and firmament a wide abode.
The glorious Bull, invoked, hath stood at Kaṇva's side: loud neighed the Steed in fraya for kine.

This Hymn and the twelve following are ascribed to Kaṇva, a very celebrated Rishi who is called the son of Ghora and is said to belong to the family of Angiras. 5 The preservation of the whole world rests, according to the Vaidik view, on the sacrifices offered by men, as these give the Gods strength and enable them to perform their duties.
8 *The glorious Bull:* the mighty Agni, strong as a bull and impetuous as a war horse, has aided his favourite Kaṇva in battle.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN XXXVI.

Agni.

1 WITH words sent forth in holy hymns, Agni we supplicate, the Lord
Of many families who duly serve the Gods, yea, him whom others also praise.

2 Men have won Agni, him who makes their strength abound: we, with oblations, worship thee.
Our gracious-minded Helper in our deeds of might, be thou, O Excellent, this day.

3 Thee for our messenger we choose, thee, the Omniscient, for our Priest.
The flames of the mighty are spread wide around: thy splendour reaches to the sky.

4 The Gods enkindle thee their ancient messenger,—Varuṇa, Mitra, Aryaman.
That mortal man, O Agni, gains through thee all wealth, who hath poured offerings unto thee.

5 Thou, Agni, art a cheering Priest, Lord of the House, men's messenger:
All constant high decrees established by the Gods, gathered together, meet in thee.

6 In thee, the auspicious One, O Agni, youthfullest, each sacred gift is offered up:
This day, and after, gracious, worship thou our Gods, that we may have heroic sons.

7 To him in his own splendour bright draw near in worship the devout.
Men kindle Agni with their sacrificial gifts, victorious o'er the enemies.

8 Vṛitra they smote and slew, and made the earth and heaven and firmament a wide abode.
The glorious Bull, invoked, hath stood at Kaṇva's side: loud neighed the Steed in fraya for kine.

This Hymn and the twelve following are ascribed to Kaṇva, a very celebrated Rishi who is called the son of Ghora and is said to belong to the family of Angiras. 5 The preservation of the whole world rests, according to the Vaidik view, on the sacrifices offered by men, as these give the Gods strength and enable them to perform their duties.
8 *The glorious Bull*: the mighty Agni, strong as a bull and impetuous as a war horse, has aided his favourite Kaṇva in battle.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN XXXVI.

Agni.

1 WITH words sent forth in holy hymns, Agni we supplicate, the Lord
Of many families who duly serve the Gods, yea, him whom others also praise.

2 Men have won Agni, him who makes their strength abound : we, with oblations, worship thee.
Our gracious-minded Helper in our deeds of might, be thou, O Excellent, this day.

3 Thee for our messenger we choose, thee, the Omniscient, for our Priest.
The flames of the mighty are spread wide around : thy splendour reaches to the sky.

4 The Gods enkindle thee their ancient messenger,—Varuṇa, Mitra, Aryaman.
That mortal man, O Agni, gains through thee all wealth, who hath poured offerings unto thee.

5 Thou, Agni, art a cheering Priest, Lord of the House, men's messenger :
All constant high decrees established by the Gods, gathered together, meet in thee.

6 In thee, the auspicious One, O Agni, youthfullest, each sacred gift is offered up :
This day, and after, gracious, worship thou our Gods, that we may have heroic sons.

7 To him in his own splendour bright draw near in worship the devout.
Men kindle Agni with their sacrificial gifts, victorious o'er the enemies.

8 Vṛitra they smote and slew, and made the earth and heaven and firmament a wide abode.
The glorious Bull, invoked, hath stood at Kaṇva's side : loud neighed the Steed in fraya for kine.

This Hymn and the twelve following are ascribed to Kaṇva, a very celebrated Rishi who is called the son of Ghora and is said to belong to the family of Angiras. 5 The preservation of the whole world rests, according to the Vaidik view, on the sacrifices offered by men, as these give the Gods strength and enable them to perform their duties.
8 *The glorious Bull:* the mighty Agni, strong as a bull and impetuous as a war horse, has aided his favourite Kaṇva in battle.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN XXXVI. Agni.

1 With words sent forth in holy hymns, Agni we supplicate, the Lord

Of many families who duly serve the Gods, yea, him whom others also praise.

79 2 Men have won Agni, him who makes their strength abound: we, with oblations, worship thee.

80 Our gracious-minded Helper in our deeds of might, be thou, O Excellent, this day.

3 Thee for our messenger we choose, thee, the Omniscient, for our Priest.

The flames of the mighty are spread wide around: thy splendour reaches to the sky.

4 The Gods enkindle thee their ancient messenger,—Varuṇa, Mitra, Aryaman.

That mortal man, O Agni, gains through thee all wealth, who hath poured offerings unto thee.

81 5 Thou, Agni, art a cheering Priest, Lord of the House, men's messenger:

All constant high decrees established by the Gods, gathered together, meet in thee.

82 6 In thee, the auspicious One, O Agni, youthfullest, each sacred gift is offered up:

This day, and after, gracious, worship thou our Gods, that we may have heroic sons.

83 7 To him in his own splendour bright draw near in worship the devout.

Men kindle Agni with their sacrificial gifts, victorious o'er the enemies.

84 8 Vṛitra they smote and slew, and made the earth and heaven and firmament a wide abode.

The glorious Bull, invoked, hath stood at Kaṇva's side: loud neighed the Steed in fraya for kine.

This Hymn and the twelve following are ascribed to Kaṇva, a very celebrated Rishi who is called the son of Ghora and is said to belong to the family of Angiras. 5 The preservation of the whole world rests, according to the Vaidik view, on the sacrifices offered by men, as these give the Gods strength and enable them to perform their duties.

8 *The glorious Bull:* the mighty Agni, strong as a bull and impetuous as a war horse, has aided his favourite Kaṇva in battle.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN XXXVI.

Agni.

1 WITH words sent forth in holy hymns, Agni we supplicate, the Lord

Of many families who duly serve the Gods, yea, him whom others also praise.

2 Men have won Agni, him who makes their strength abound: we, with oblations, worship thee.

Our gracious-minded Helper in our deeds of might, be thou, O Excellent, this day.

3 Thee for our messenger we choose, thee, the Omniscient, for our Priest.

The flames of the mighty are spread wide around: thy splendour reaches to the sky.

4 The Gods enkindle thee their ancient messenger,—Varuṇa, Mitra, Aryaman.

That mortal man, O Agni, gains through thee all wealth, who hath poured offerings unto thee.

5 Thou, Agni, art a cheering Priest, Lord of the House, men's messenger:

All constant high decrees established by the Gods, gathered together, meet in thee.

6 In thee, the auspicious One, O Agni, youthfullest, each sacred gift is offered up:

This day, and after, gracious, worship thou our Gods, that we may have heroic sons.

7 To him in his own splendour bright draw near in worship the devout.

Men kindle Agni with their sacrificial gifts, victorious o'er the enemies.

8 Vṛitra they smote and slew, and made the earth and heaven and firmament a wide abode.

The glorious Bull, invoked, hath stood at Kaṇva's side: loud neighed the Steed in fraya for kine.

This Hymn and the twelve following are ascribed to Kaṇva, a very celebrated Rishi who is called the son of Ghora and is said to belong to the family of Angiras. 5 The preservation of the whole world rests, according to the Vaidik view, on the sacrifices offered by men, as these give the Gods strength and enable them to perform their duties.

8 *The glorious Bull:* the mighty Agni, strong as a bull and impetuous as a war horse, has aided his favourite Kaṇva in battle.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN XXXVI.

Agni.

1 WITH words sent forth in holy hymns, Agni we supplicate, the Lord

Of many families who duly serve the Gods, yea, him whom others also praise.

2 Men have won Agni, him who makes their strength abound: we, with oblations, worship thee.

Our gracious-minded Helper in our deeds of might, be thou, O Excellent, this day.

3 Thee for our messenger we choose, thee, the Omniscient, for our Priest.

The flames of the mighty are spread wide around: thy splendour reaches to the sky.

4 The Gods enkindle thee their ancient messenger,—Varuṇa, Mitra, Aryaman.

That mortal man, O Agni, gains through thee all wealth, who hath poured offerings unto thee.

5 Thou, Agni, art a cheering Priest, Lord of the House, men's messenger:

All constant high decrees established by the Gods, gathered together, meet in thee.

6 In thee, the auspicious One, O Agni, youthfullest, each sacred gift is offered up:

This day, and after, gracious, worship thou our Gods, that we may have heroic sons.

7 To him in his own splendour bright draw near in worship the devout.

Men kindle Agni with their sacrificial gifts, victorious o'er the enemies.

8 Vṛitra they smote and slew, and made the earth and heaven and firmament a wide abode.

The glorious Bull, invoked, hath stood at Kaṇva's side: loud neighed the Steed in fraya for kine.

This Hymn and the twelve following are ascribed to Kaṇva, a very celebrated Rishi who is called the son of Ghora and is said to belong to the family of Angiras. 5 The preservation of the whole world rests, according to the Vaidik view, on the sacrifices offered by men, as these give the Gods strength and enable them to perform their duties.
8 *The glorious Bull:* the mighty Agni, strong as a bull and impetuous as a war horse, has aided his favourite Kaṇva in battle.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

HYMN XXXVI. Agni.

1 With words sent forth in holy hymns, Agni we supplicate, the Lord

Of many families who duly serve the Gods, yea, him whom others also praise.

2 Men have won Agni, him who makes their strength abound: we, with oblations, worship thee.

Our gracious-minded Helper in our deeds of might, be thou, O Excellent, this day.

3 Thee for our messenger we choose, thee, the Omniscient, for our Priest.

The flames of the mighty are spread wide around: thy splendour reaches to the sky.

4 The Gods enkindle thee their ancient messenger,—Varuna, Mitra, Aryaman.

That mortal man, O Agni, gains through thee all wealth, who hath poured offerings unto thee.

5 Thou, Agni, art a cheering Priest, Lord of the House, men's messenger:

All constant high decrees established by the Gods, gathered together, meet in thee.

6 In thee, the auspicious One, O Agni, youthfullest, each sacred gift is offered up:

This day, and after, gracious, worship thou our Gods, that we may have heroic sons.

7 To him in his own splendour bright draw near in worship the devout.

Men kindle Agni with their sacrificial gifts, victorious o'er the enemies.

8 Vritra they smote and slew, and made the earth and heaven and firmament a wide abode.

The glorious Bull, invoked, hath stood at Kanva's side: loud neighed the Steed in fraya for kine.

This Hymn and the twelve following are ascribed to Kanva, a very celebrated Rishi who is called the son of Ghora and is said to belong to the family of Angiras. 5 The preservation of the whole world rests, according to the Vaidik view, on the sacrifices offered by men, as these give the Gods strength and enable them to perform their duties.

8 *The glorious Bull:* the mighty Agni, strong as a bull and impetuous as a war horse, has aided his favourite Kanva in battle.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

9 Seat thee, for thou art mighty; shine, best entertainer of the Gods.

Worthy of sacred food, praised Agni! loose the smoke, ruddy and beautiful to see.

10 Bearer of offerings whom, best sacrificing Priest, the Gods for Manu's sake ordained;

Whom Kaṇva, whom Medhyâtithi made the source of wealth, and Vṛishan and Upastuta.

11 Him, Agni, whom Medhyâtithi, whom Kaṇva kindled for his rite,

Him these our songs of praise, him, Agni, we extol: his power shine out preëminent.

12 Make our wealth perfect thou, O Agni Lord divine: for thou hast kinship with the Gods.

Thou rulest as a King o'er widely-famous strength: be good to us for thou art great.

13 Stand up erect to lend us aid, stand up like Savitar the God: Erect as strength-bestower when we call aloud, with unguents and with priests, on thee.

14 Erect, preserve us from sore trouble; with thy flame burn thou each ravening demon dead.

Raise thou us up that we may walk and live: so thou shalt find our worship mid the Gods.

15 Preserve us, Agni from the fiend, preserve us from malicious wrong.

Save us from him who fain would injure us or slay, Most Youthful, thou with lofty light.

16 Smite down as with a club, thou who hast fire for teeth, smite thou the wicked, right and left.

Let not the man who plots against us in the night, nor any foe prevail o'er us.

---

10 *Medhyâtithi* : Sâyaṇa takes this word to be an epithet of Kaṇva, 'entertainer of guests who are worthy of sacrificial food.' But it appears to be the name of a Ṛishi of Kaṇva's family, the seer of twenty-eight hymns of Books VIII. and IX. *Vṛishan and Upastuta* : rendered by Wilson, after Sâyaṇa, 'Indra and some other worshipper,' are also apparently the names of two other Ṛishis. 13 *Stand up erect* : Agni, as erect, is identified by Sâyaṇa with the *yûpa* or sacrificial post to which the victims, at an animal sacrifice, were bound. Accordingly he takes *añjibhiḥ* to mean 'with unguents' wherewith the post was anointed. This word may however refer to the ornaments—another signification of the word—worn by the ministering priests.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

9 Seat thee, for thou art mighty; shine, best entertainer of the Gods.

Worthy of sacred food, praised Agni! loose the smoke, ruddy and beautiful to see.

10 Bearer of offerings whom, best sacrificing Priest, the Gods for Manu's sake ordained;

Whom Kaṇva, whom Medhyâtithi made the source of wealth, and Vṛishan and Upastuta.

11 Him, Agni, whom Medhyâtithi, whom Kaṇva kindled for his rite,

Him these our songs of praise, him, Agni, we extol: his power shine out preëminent.

12 Make our wealth perfect thou, O Agni Lord divine: for thou hast kinship with the Gods.

Thou rulest as a King o'er widely-famous strength: be good to us for thou art great.

13 Stand up erect to lend us aid, stand up like Savitar the God:
Erect as strength-bestower when we call aloud, with unguents and with priests, on thee.

14 Erect, preserve us from sore trouble; with thy flame burn thou each ravening demon dead.

Raise thou us up that we may walk and live: so thou shalt find our worship mid the Gods.

15 Preserve us, Agni from the fiend, preserve us from malicious wrong.

Save us from him who fain would injure us or slay, Most Youthful, thou with lofty light.

16 Smite down as wlth a club, thou who hast fire for teeth, smite thou the wicked, right and left.

Let not the man who plots against us in the night, nor any foe prevail o'er us.

---

10 *Medhyâtithi*: Sâyaṇa takes this word to be an epithet of Kaṇva, 'entertainer of guests who are worthy of sacrificial food.' But it appears to be the name of a Rishi of Kaṇva's family, the seer of twenty-eight hymns of Books VIII. and IX. *Vṛishan and Upastuta*: rendered by Wilson, after Sâyaṇa, 'Indra and some other worshipper,' are also apparently the names of two other Rishis. 13 *Stand up erect*: Agni, as erect, is identified by Sâyaṇa with the *yûpa* or sacrificial post to which the victims, at an animal sacrifice, were bound. Accordingly he takes *añjibhiḥ* to mean 'with unguents' wherewith the post was anointed. This word may however refer to the ornaments—another signification of the word—worn by the ministering priests.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

9 Seat thee, for thou art mighty; shine, best entertainer of the Gods.

Worthy of sacred food, praised Agni! loose the smoke, ruddy and beautiful to see.

10 Bearer of offerings whom, best sacrificing Priest, the Gods for Manu's sake ordained;

Whom Kaṇva, whom Medhyâtithi made the source of wealth, and Vṛishan and Upastuta.

11 Him, Agni, whom Medhyâtithi, whom Kaṇva kindled for his rite,

Him these our songs of praise, him, Agni, we extol: his power shine out preëminent.

12 Make our wealth perfect thou, O Agni Lord divine: for thou hast kinship with the Gods.

Thou rulest as a King o'er widely-famous strength: be good to us for thou art great.

13 Stand up erect to lend us aid, stand up like Savitar the God: Erect as strength-bestower when we call aloud, with unguents and with priests, on thee.

14 Erect, preserve us from sore trouble; with thy flame burn thou each ravening demon dead.

Raise thou us up that we may walk and live: so thou shalt find our worship mid the Gods.

15 Preserve us, Agni from the fiend, preserve us from malicious wrong.

Save us from him who fain would injure us or slay, Most Youthful, thou with lofty light.

16 Smite down as with a club, thou who hast fire for teeth, smite thou the wicked, right and left.

Let not the man who plots against us in the night, nor any foe prevail o'er us.

---

10 *Medhyâtithi* : Sâyaṇa takes this word to be an epithet of Kaṇva, 'entertainer of guests who are worthy of sacrificial food.' But it appears to be the name of a Rishi of Kaṇva's family, the seer of twenty-eight hymns of Books VIII. and IX. *Vṛishan and Upastuta* : rendered by Wilson, after Sâyaṇa, 'Indra and some other worshipper,' are also apparently the names of two other Rishis. 13 *Stand up erect* : Agni, as erect, is identified by Sâyaṇa with the *yûpa* or sacrificial post to which the victims, at an animal sacrifice, were bound. Accordingly he takes *añjibhiḥ* to mean 'with unguents' wherewith the post was anointed. This word may however refer to the ornaments—another signification of the word—worn by the ministering priests.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

17 Agni hath given heroic might to Kaṇva, and felicity:
Agni hath helped our friends, hath helped Medhyâtithi, hath helped Upastuta to win.

18 We call on Ugradeva, Yadu, Turvaṣa, by means of Agni, from afar;
Agni, bring Navavâstva and Bṛihadratha, Turvîti, to subdue the foe.

19 Manu hath stablished thee a light, Agni, for all the race of men:
Sprung from the Law, oil-fed, for Kaṇva hast thou blazed, thou whom the people reverence.

20 The flames of Agni full of splendour and of might are fearful, not to be approached.
Consume for ever all demons and sorcerers, consume thou each devouring fiend.

HYMN XXXVII. Maruts.

SING forth, O Kaṇvas, to your band of Maruts, unassailable,
Sporting, resplendent on their car:

2 They who, self-luminous, were born together, with the spotted deer,
Spears, swords, and glittering ornaments.

3 One hears, as though 'twere close at hand, the cracking of the whips they hold;
They gather glory on their way.

4 Now sing ye forth the God-given hymn to your exultant Marut host,
The fiercely-vigorous, the strong.

5 Praise ye the Bull among the cows; for 'tis the Maruts' sportive band:
It strengthened as it drank the rain.

---

17 *Agni hath helped our friends:* Sâyaṇa takes *mitrâ'* in the text as *mitrâ'ni*, friends. Benfey and Ludwig consider it to mean, the former Mitra, and the latter the two Mitras, i. e. Mitra and Varuṇa; and they translate respectively 'Agni and Mitra protected,' and 'Agni, as Mitra [and Varuṇa] hath favoured.' 18 Turvaṣa and Yadu are frequently mentioned together as eponymi of tribes of those names. The poet appears to pray for the return of Navavâstva, whoever he may have been, to protect the home attacked by the Dasyus or robbers, and perhaps, also to strengthen his prayer by an appeal to the spirits of departed heroes. 20 *Demons and sorcerers:* Râkshasas and evil spirits who practise sorcery.

For an exhaustive explanation of this and other Hymns to the Maruts, see M. Müller's Vedic Hymns, Part 1. (Sacred Books of the East, XXXII.) 5 *The Bull among the cows:* the band of Storm-Gods preëminent among the clouds as a bull is among cows.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

17 Agni hath given heroic might to Kaṇva, and felicity:
Agni hath helped our friends, hath helped Medhyâtithi, hath helped Upastuta to win.

18 We call on Ugradeva, Yadu, Turvaṣa, by means of Agni, from afar;
Agni, bring Navavâstva and Bṛihadratha, Turvîti, to subdue the foe.

19 Manu hath stablished thee a light, Agni, for all the race of men:
Sprung from the Law, oil-fed, for Kaṇva hast thou blazed, thou whom the people reverence.

20 The flames of Agni full of splendour and of might are fearful, not to be approached.
Consume for ever all demons and sorcerers, consume thou each devouring fiend.

HYMN XXXVII. Maruts.

SING forth, O Kaṇvas, to your band of Maruts, unassailable,
Sporting, resplendent on their car:

2 They who, self-luminous, were born together, with the spotted deer,
Spears, swords, and glittering ornaments.

3 One hears, as though 'twere close at hand, the cracking of the whips they hold;
They gather glory on their way.

4 Now sing ye forth the God-given hymn to your exultant Marut host,
The fiercely-vigorous, the strong.

5 Praise ye the Bull among the cows; for 'tis the Maruts' sportive band:
It strengthened as it drank the rain.

---

17 *Agni hath helped our friends:* Sâyaṇa takes *mitrâ'* in the text as *mitrâ'ni*, friends. Benfey and Ludwig consider it to mean, the former Mitra, and the latter the two Mitras, i. e. Mitra and Varuṇa; and they translate respectively 'Agni and Mitra protected,' and 'Agni, as Mitra [and Varuṇa] hath favoured.' 18 Turvaṣa and Yadu are frequently mentioned together as eponymi of tribes of those names. The poet appears to pray for the return of Navavâstva, whoever he may have been, to protect the home attacked by the Dasyus or robbers, and perhaps, also to strengthen his prayer by an appeal to the spirits of departed heroes. 20 *Demons and sorcerers:* Râkshasas and evil spirits who practise sorcery.

For an exhaustive explanation of this and other Hymns to the Maruts, see M. Müller's Vedic Hymns, Part 1. (Sacred Books of the East, XXXII.) 5 *The Bull among the cows:* the band of Storm-Gods preëminent among the clouds as a bull is among cows.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

———:o:———

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

———:o:———

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 To Rudra Lord of sacrifice, of hymns and balmy medicines,
We pray for joy and health and strength.

5 He shines in splendour like the Sun, refulgent as bright gold is he,
The good, the best among the Gods.

6 May he grant health into our steeds, well-being to our rams and ewes,
To men, to women, and to kine.

7 O Soma, set thou upon us the glory of a hundred men,
The great renown of mighty chiefs.

8 Let not malignities, nor those who trouble Soma, hinder us.
Indu, give us a share of strength.

9 Soma! head, central point, love these; Soma! know these as serving thee,
Children of thee Immortal, at the highest place of holy law.

HYMN XLIV. Agni.

IMMORTAL Jâtavedas, thou many-hued fulgent gift of Dawn,
Agni, this day to him who pays oblations bring the Gods who waken with the morn.

2 For thou art offering-bearer and loved messenger, the chariot-eer of sacrifice:
Accordant with the Asvins and with Dawn grant us heroic strength and lofty fame.

3 As messenger we choose to-day Agni the good whom many love,
Smoke-bannered spreader of the light, at break of day glory of sacrificial rites.

---

6 *May he grant health:* here Rudra appears as *pasupáti,* Lord and guardian of cattle. 8 *Those who trouble Soma:* probably the people of the hills who interfere with the gathering of the Soma plant which has to be sought there. *Indu:* literaly 'drop;' from the same root as Indra, the Rainer; a name of the Moon as rain-giver, and of Soma which is identified with it. 9 *At the highest place of holy law:* at the place where sacrifice is duly performed. 'The whole verse is difficult, possibly a later addition.' Max Müller.

This Hymn and the six following are ascribed to the Rishi Praskanva, the son of Kanva who is the seer of the preceding group. 1 *Immortal Jâtavedas:* Jâtavedas is a common epithet of Agni, the meaning of which is explained in five ways; 1. 'knowing all created beings'; 2. passessing all creatures;' 3. 'known by created beings;' 4. 'possessing riches; 5. possessing wisdom.' 2 *The Asvins:* see I. 3. 1. *Dawn:* the Goddess Ushas; Morning personified.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

4 To Rudra Lord of sacrifice, of hymns and balmy medicines,
We pray for joy and health and strength.

5 He shines in splendour like the Sun, refulgent as bright gold is he,
The good, the best among the Gods.

6 May he grant health into our steeds, well-being to our rams and ewes,
To men, to women, and to kine.

7 O Soma, set thou upon us the glory of a hundred men,
The great renown of mighty chiefs.

8 Let not malignities, nor those who trouble Soma, hinder us.
Indu, give us a share of strength.

9 Soma! head, central point, love these; Soma! know these as serving thee,
Children of thee Immortal, at the highest place of holy law.

HYMN XLIV. Agni.

IMMORTAL Jâtavedas, thou many-hued fulgent gift of Dawn,
Agni, this day to him who pays oblations bring the Gods who waken with the morn.

2 For thou art offering-bearer and loved messenger, the charioteer of sacrifice:
Accordant with the Asvins and with Dawn grant us heroic strength and lofty fame.

3 As messenger we choose to-day Agni the good whom many love,
Smoke-bannered spreader of the light, at break of day glory of sacrificial rites.

---

6 *May he grant health:* here Rudra appears as *paśupáti,* Lord and guardian of cattle. 8 *Those who trouble Soma:* probably the people of the hills who interfere with the gathering of the Soma plant which has to be sought there. *Indu:* literaly 'drop;' from the same root as Indra, the Rainer; a name of the Moon as rain-giver, and of Soma which is identified with it. 9 *At the highest place of holy law:* at the place where sacrifice is duly performed. 'The whole verse is difficult, possibly a later addition.' Max Müller.

This Hymn and the six following are ascribed to the Ṛishi Praskaṇva, the son of Kaṇva who is the seer of the preceding group. 1 *Immortal Jâtavedas:* Jâtavedas is a common epithet of Agni, the meaning of which is explained in five ways; 1. 'knowing all created beings; 2. passessing all creatures;' 3. 'known by created beings;' 4. 'possessing riches; 5. possessing wisdom.' 2 *The Asvins:* see I. 3. 1. *Dawn:* the Goddess Ushas; Morning personified.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

6 That he may send us succour, praise, the Waters' Offspring Savitar:
Fain are we for his holy ways.

7 We call on him, distributer of wondrous bounty and of wealth,
On Savitar who looks on men.

8 Come hither, friends, and seat yourselves; Savitar, to be praised by us,
Giving good gift, is beautiful.

9 O Agni, hither bring to us the willing Spouses of the Gods,
And Tvashṭar, to the Soma draught.

10 Most youthful Agni, hither bring their Spouses, Hotrâ, Bhâratî,
Varûtrî, Dhishaṇâ, for aid.

11 Spouses of Heroes, Goddesses, with whole wings may they come to us
With great protection and with aid.

12 Indrâṇî, Varuṇânî and Agnâyî hither I invite,
For weal, to drink the Soma juice.

13 May Heaven and Earth, the Mighty Pair, bedew for us our sacrifice,
And feed us full with nourishments.

14 Their water rich with fatness, there in the Gandharva's stedfast place,
The singers taste through sacred songs.

---

6 *The Waters' Offspring Savitar:* son or offspring of the Waters, *apâmnápât*, is an epithet more frequently applied to Agni. Sâyaṇa explains it otherwise as 'one who does not cherish (na pâlakam) the water, but dries it up with his heat.' 10 *Hotrâ*, is called the wife of Agni, or the personified invocation? *Bhâratî* is Holy Speech or Prayer: *Varûtrî* is explained as 'she who is to be chosen, the excellent;' and *Dhishaṇâ* is said to be a synonym of Vâk or Vâgdevî, the Goddess of Speech. 11 *With whole wings:* literally, with unclipped wings; that is, swift as birds whose wings have not been cut. 12 *Indrâṇî, Varuṇânî, and Agnâyî:* are respectively the consorts of Indra, Varuṇa, and Agni. 14 *Their water rich in fatness:* the fertilizing rain sent by Heaven and Earth. The meaning appears to be: the holy singers enjoy, as guerdon for their hymns, the kindly rain and other gifts which are sent down from the regions above by the great parents Heaven and Earth. *The Gandharva's stedfast place:* Though in later times the Gandharvas are regarded as a class, in the Rigveda more than one is seldom mentioned. He is commonly designated as 'the heavenly Gandharva,' whose habitation is the sky, and whose especial duty is to guard the heavenly Soma, which the Gods obtain through his permission.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

6 That he may send us succour, praise, the Waters' Offspring Savitar :
Fain are we for his holy ways.

7 We call on him, distributer of wondrous bounty and of wealth,
On Savitar who looks on men.

8 Come hither, friends, and seat yourselves ; Savitar, to be praised by us,
Giving good gift, is beautiful.

9 O Agni, hither bring to us the willing Spouses of the Gods,
And Tvashṭar, to the Soma draught.

10 Most youthful Agni, hither bring their Spouses, Hotrâ, Bhâratî,
Varûtrî, Dhishaṇâ, for aid.

11 Spouses of Heroes, Goddesses, with whole wings may they come to us
With great protection and with aid.

12 Indrâṇî, Varuṇânî and Agnâyî hither I invite,
For weal, to drink the Soma juice.

13 May Heaven and Earth, the Mighty Pair, bedew for us our sacrifice,
And feed us full with nourishments.

14 Their water rich with fatness, there in the Gandharva's stedfast place,
The singers taste through sacred songs.

---

6 *The Waters' Offspring Savitar :* son or offspring of the Waters, *apâmnápât*, is an epithet more frequently applied to Agni. Sâyaṇa explains it otherwise as 'one who does not cherish (na pâlakaṃ) the water, but dries it up with his heat.' 10 *Hotrâ*, is called the wife of Agni, or the personified invocation ? *Bhâratî* is Holy Speech or Prayer : *Varûtrî* is explained as 'she who is to be chosen, the excellent ;' and *Dhishaṇâ* is said to be a synonym of Vâk or Vâgdevî, the Goddess of Speech. 11 *With whole wings :* literally, with unclipped wings ; that is, swift as birds whose wings have not been cut. 12 *Indrâṇî, Varuṇânî, and Agnâyî :* are respectively the consorts of Indra, Varuṇa, and Agni. 14 *Their water rich in fatness :* the fertilizing rain sent by Heaven and Earth. The meaning appears to be : the holy singers enjoy, as guerdon for their hymns, the kindly rain and other gifts which are sent down from the regions above by the great parents Heaven and Earth. *The Gandharva's stedfast place :* Though in later times the Gandharvas are regarded as a class, in the Rigveda more than one is seldom mentioned. He is commonly designated as 'the heavenly Gandharva,' whose habitation is the sky, and whose especial duty is to guard the heavenly Soma, which the Gods obtain through his permission.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 Praise ye, O men, and glorify Indra-Agni in the holy rites:
Sing praise to them in sacred songs.

3 Indra and Agni we invite, the Soma-drinkers, for the fame
Of Mitra, to the Soma-draught.

4 Strong Gods, we bid them come to this libation that stands ready here:
Indra and Agni, come to us.

5 Indra and Agni, mighty Lords of our assembly, crush the fiends:
Childless be the devouring ones.

6 Watch ye, through this your truthfulness, there in the place of spacious view:
Indra and Agni, send us bliss.

HYMN XXII. Asvins and Others.

WAKEN the Asvin Pair who yoke their car at early morn: may they
Approach to drink this Soma juice.

2 We call the Asvins Twain, the Gods borne in a noble car, the best
Of charioteers, who reach the heavens.

3 Dropping with honey is your whip, Asvins, and full of pleasantness:
Sprinkle therewith the sacrifice.

4 As ye go thither in your car, not far, O Asvins, is the home
Of him who offers Soma juice.

5 For my protection I invoke the golden-handed Savitar:
He knoweth, as a God, the place.

---

3 *For the fame of Mitra:* the meaning is not clear. Mitra appears to be regarded as the guardian of the world. Sâyana takes Mitra in the sense of friend, and refers it to the institutor of the sacrifice.
5 *Crush the fiends:* the Râkshasas, demons who go about at night, ensnaring and even devouring human beings, disturbing sacrifices and devout men, and generally hostile to the Aryan race. 6 *In the place of spacious view:* Sâyana explains 'in the station which preëminently makes known the experience of results (of actions) that is in heaven (Svarga).' In the place where what is hidden will be made known.

---

3 *Your whip:* the *madhukasd* or Honey-whip of the Asvins is perhaps the stimulating morning breeze. See Atharva-veda IX. 1, the whole of which hymn is a glorification of this wondrous whip. 5 *Savitar:* the generator or vivifier, is a name of the Sun, in the Veda sometimes identified with and sometimes distinguished from Sûrya.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

15 Thornless be thou, O Earth, spread wide before us for a dwelling-place:
Vouchsafe us shelter broad and sure.

16 The Gods be gracious unto us even from the place whence Vishnu strode
Through the seven regions of the earth!

17 Through all this world strode Vishṇu; thrice his foot he planted, and the whole
Was gathered in his footstep's dust.

18 Vishṇu, the Guardian, he whom none deceiveth, made three steps; thenceforth
Establishing his high decrees.

19 Look ye on Vishṇu's works, whereby the Friend of Indra, close-allied,
Hath let his holy ways be seen.

20 The princes evermore behold that loftiest place where Vishṇu is,
Laid as it were an eye in heaven. 401

21 This, Vishṇu's station most sublime, the singers, ever vigilant,
Lovers of holy song, light up. 402

---

16. *Vishnu:* This God, 'the all-pervading or encompassing,' is not placed in the Veda in the foremost rank of deities, and, though frequently invoked with Indra, Varuṇa, the Maruts, Rudra, Vâyu and the Âdityas, his superiority to them is never stated, and he is even described in one place as celebrating the praise of Indra and deriving his power from that God. The point which distinguishes him from the other Vedic deities is chiefly his striding over the heavens, which he is said to do in three paces, explained as denoting the threefold manifestation of light in the form of fire, lightning and the sun, or as designating the three daily stations of the sun, in his rising, culminating and setting.

The meaning of the stanza is obscure: Wilson, after Sâyaṇa, translates: 'May the Gods preserve us (from that portion) of the earth whence Vishṇu, (aided), by the seven metres, stepped, and notes: 'According to the Taittiriyas, as cited by the scholiast, the Gods with Vishṇu at their head subdued the invincible earth, using the seven meters of the Veda as their instruments. Sâyaṇa conceives the text to allude to the *Trivikrama Avatâra*, in which Vishṇu traversed the three worlds in three steps. The phrase "preserve us from the earth" implies according to the commentary, the hinderance of the sin of those inhabiting the earth.

17 *The whole was gathered in his footstep's dust:* This is the meaning according to Sâyaṇa. Vishṇu was so mighty that the dust raised by his footstep enveloped the whole world, or the earth was formed from the dust of his strides. 20 *The princes:* the Sûris, the wealthy patrons of sacrifice. 21 *Light up:* glorify with their praises.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

———:O:———

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

———:O:———

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

15 Thornless be thou, O Earth, spread wide before us for a dwelling-place:
Vouchsafe us shelter broad and sure.

16 The Gods be gracious unto us even from the place whence Vishṇu strode
Through the seven regions of the earth!

17 Through all this world strode Vishṇu; thrice his foot he planted, and the whole
Was gathered in his footstep's dust.

18 Vishṇu, the Guardian, he whom none deceiveth, made three steps; thenceforth
Establishing his high decrees.

19 Look ye on Vishṇu's works, whereby the Friend of Indra, close-allied,
Hath let his holy ways be seen.

20 The princes evermore behold that loftiest place where Vishṇu is,
Laid as it were an eye in heaven. 401

21 This, Vishṇu's station most sublime, the singers, ever vigilant,
Lovers of holy song, light up. 402

---

16. *Vishṇu*: This God, 'the all-pervading or encompassing,' is not placed in the Veda in the foremost rank of deities, and, though frequently invoked with Indra, Varuṇa, the Maruts, Rudra, Vâyu and the Âdityas, his superiority to them is never stated, and he is even described in one place as celebrating the praise of Indra and deriving his power from that God. The point which distinguishes him from the other Vedic deities is chiefly his striding over the heavens, which he is said to do in three paces, explained as denoting the threefold manifestation of light in the form of fire, lightning and the sun, or as designating the three daily stations of the sun, in his rising, culminating and setting.
The meaning of the stanza is obscure: Wilson, after Sâyana, translates: 'May the Gods preserve us (from that portion) of the earth whence Vishṇu, (aided) by the seven metres, stepped, and notes: 'According to the Taittirîyas, as cited by the scholiast, the Gods with Vishṇu at their head subdued the invincible earth, using the seven meters of the Veda as their instruments. Sâyana conceives the text to allude to the *Trivikrama Avatâra*, in which Vishṇu traversed the three worlds in three steps. The phrase "preserve us from the earth" implies according to the commentary, the hinderance of the sin of those inhabiting the earth.

17 *The whole was gathered in his footstep's dust*: This is the meaning according to Sâyana. Vishṇu was so mighty that the dust raised by his footstep enveloped the whole world, or the earth was formed from the dust of his strides. 20 *The princes*: the Sûris, the wealthy patrons of sacrifice. 21 *Light up*: glorify with their praises.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:O:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:O:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

O Ushas, graciously answer our songs of praise with bounty and with brilliant light.

15 Ushas, as thou with light to day hast opened the twin doors of heaven,

So grant thou us a dwelling wide and free from foes. O Goddess, give us food with kine.

16 Bring us to wealth abundant, sent in every shape, to plentiful refreshing food,

To all-subduing splendour, Ushas, Mighty One, to srtength, thou rich in spoil and wealth.

HYMN XLIX — Dawn.

E'EN from above the sky's bright realm come, Ushas, by auspicious ways:

Let red steeds bear thee to the house of him who pours the Soma juice.

2 The chariot which thou mountest, fair of of shape, O Ushas! light to move,--

Therewith, O Daughter of the Sky, aid men of noble fame to day.

3 Bright Ushas, when thy times return, all quadrupeds, and bipeds stir,

And round about flock wingèd birds from all the boundaries of heaven.

4 Thou dawning with thy beams of light illumest all the radiant realms.

Thee, as thou art, the Kanvas, fain for wealth, have called with sacred songs.

HYMN L. — Sûrya.

403 His bright rays bear him up aloft, the God who knoweth all that lives,

Sûrya, that all may look on him.

79 2 The constellations pass away, like thieves, together with their beams,

Before the all-beholding Snu.

3 His herald rays are seen afar refulgent o'er the world of men,

Like flames of fire that burn and blaze.

04 4 Swift and all beautiful art thou, O Sûrya, maker of the light,

Illuming all the radiant realm.

---

1 *Let red steeds bear thee* : the Scholiast explains *arunápsavah* as the purple cows, the vehicles of morning, that is, the dark-red clouds that accompany the dawn.

1 *The God who knoweth all that live* : *jâtavedasam*, have an epithet of Sûrya the Sun-God.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

---:o:---

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

---:o:---

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

O Ushas, graciously answer our songs of praise with bounty and with brilliant light.

15 Ushas, as thou with light to day hast opened the twin doors of heaven,
So grant thou us a dwelling wide and free from foes. O Goddess, give us food with kine.

16 Bring us to wealth abundant, sent in every shape, to plentiful refreshing food,
To all-subduing splendour, Ushas, Mighty One, to srtength, thou rich in spoil and wealth.

HYMN XLIX. Dawn.

E'EN from above the sky's bright realm come, Ushas, by auspicious ways:
Let red steeds bear thee to the house of him who pours the Soma juice.

2 The chariot which thou mountest, fair of of shape, O Ushas! light to move,--
Therewith, O Daughter of the Sky, aid men of noble fame today.

3 Bright Ushas, when thy times return, all quadrupeds, and bipeds stir,
And round about flock-wingèd birds from all the boundaries of heaven.

4 Thou dawning with thy beams of light illumest all the radiant realm.
Thee, as thou art, the Kanvas, fain for wealth, have called with sacred songs.

HYMN L. Sûrya.

103 His bright rays bear him up aloft, the God who knoweth all that lives,
Sûrya, that all may look on him.

79 2 The constellations pass away, like thieves, together with their beams,
Before the all-beholding Snu.

3 His herald rays are seen afar refulgent o'er the world of men,
Like flames of fire that burn and blaze.

104 4 Swift and all beautiful art thou, O Sûrya, maker of the light,
Illuming all the radiant realm.

---

1 *Let red steeds bear thee*: the Scholiast explains *arunápsavah* as the purple cows, the vehicles of morning, that is, the dark-red clouds that accompany the dawn.

1 *The God who knoweth all that live*: *jâtavedasam*, have an epithet of Sûrya the Sun-God.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

5 Thou goest to the hosts of Gods, thou comest hither to mankind
Hither all light to behold.

6 With that same eye of thine wherewith thou lookest, brilliant Varuṇa,
Upon the busy race of men,

7 Traversing sky and wide mid-air, thou metest with thy beams our days,
Sun, seeing all things that have birth.

8 Seven Bay Steeds harnessed to thy car bear thee, O thou far seeing One,
God, Sûrya with the radiant hair.

9 Sûrya hath yoked the pure bright Seven, the daughters of the car; with these,
His own dear team, he goeth forth.

10 Looking upon the loftier light above the darkness we have come
To Surya, God among the Gods, the light that is most excellent.

11 Rising this day, O rich in friends, ascending to the loftier heaven,
Sûrya, remove my heart's disease, take from me this my yellow hue.

12 To parrots and to starlings let us give away my yellowness,
Or this my yellowness let us transfer to Haritâla trees.

13 With all his conquering vigour this Âditya hath gone up on high,
Giving my foe into mine hand: let me not be my foeman's prey.

---

6 *Varuṇa:* the word is, as Sâyaṇa points out, used here as an appellative (the encompasser) and applied to Sûrya. Sâyaṇa explains it as *anishtanivâraka*, averter of evil. 9 *Sûrya hath yoked the pure bright Seven:* the seven steeds that draw his car, and which, as intimately connected therewith, are called the daughters of the chariot. The number seven has reference to the seven days of the week. 11 This verse and the two following constitute a *tricha* or triplet, the repetition of which, with due formalities, is considered to be curative of disease. Wilson.

12 The yellowness here spoken of is probably the colour of the skin in jaundice. The *hâridravá* of the text is said by Sâyaṇa to mean *haritâladruma*, a haritâla tree; but there seems to be no tree of that name. *Haritâla* means, usually, yellow orpiment, and *hâridrava*, a yellow vegetable powder. The word *hâridrava* is explained in the Petersburg Lexicon as a certain yellow bird. *To parrots and to starlings:* similarly, among the Romans, people with the jaundice were called 'icterici' according to Pliny (H. N. xxx. II), from the fanciful notion that the disease was cured by looking at the icterus, one of the many varieties of the sturnidæ or starling family. The bird was said to die instead of the patient.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

5 Thou goest to the hosts of Gods, thou comest hither to mankind
Hither all light to behold.

6 With that same eye of thine wherewith thou lookest, brilliant Varuna,
Upon the busy race of men,

7 Traversing sky and wide mid-air, thou metest with thy beams our days,
Sun, seeing all things that have birth.

8 Seven Bay Steeds harnessed to thy car bear thee, O thou far seeing One,
God, Sûrya with the radiant hair.

9 Sûrya hath yoked the pure bright Seven, the daughters of the car; with these,
His own dear team, he goeth forth.

10 Looking upon the loftier light above the darkness we have come
To Surya, God among the Gods, the light that is most excellent.

11 Rising this day, O rich in friends, ascending to the loftier heaven,
Sûrya, remove my heart's disease, take from me this my yellow hue.

12 To parrots and to starlings let us give away my yellowness,
Or this my yellowness let us transfer to Haritâla trees.

13 With all his conquering vigour this Âditya hath gone up on high,
Giving my foe into mine hand: let me not be my foeman's prey.

---

6 *Varuṇa:* the word is, as Sâyaṇa points out, used here as an appellative (the encompasser) and applied to Sûrya. Sâyaṇa explains it as *anishtanivâraka*, averter of evil. 9 *Sûrya hath yoked the pure bright Seven:* the seven steeds that draw his car, and which, as intimately connected therewith, are called the daughters of the chariot. The number seven has reference to the seven days of the week. 11 This verse and the two following constitute a *tricha* or triplet, the repetition of which, with due formalities, is considered to be curative of disease. Wilson.

12 The yellowness here spoken of is probably the colour of the skin in jaundice. The *hâridravâ* of the text is said by Sâyaṇa to mean *haritâladruma*, a haritâla tree; but there seems to be no tree of that name. *Haritâla* means, usually, yellow orpiment, and *hâridrava*, a yellow vegetable powder. The word *hâridrava* is explained in the Petersburg Lexicon as a certain yellow bird. *To parrots and to starlings:* similarly, among the Romans, people with the jaundice were called 'icterici' according to Pliny (H. N. xxx. II), from the fanciful notion that the disease was cured by looking at the icterus, one of the many varieties of the sturnidæ or starling family. The bird was said to die instead of the patient.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 Thou by thine insight art most wise, O Soma, strong by thine energies and all-possessing;
Mighty art thou by all thy powers and greatness, by glories art thou glorious, guide of mortals.

3 Thine are King Varuṇa's eternal statutes, lofty and deep, O Soma, is thy glory.
All-pure art thou like Mitra the beloved, adorable, like Aryaman, O Soma.

4 With all thy glories on the earth, in heaven, on mountains, in the plants, and in the waters,—
With all of these, well-pleased and not in anger, accept, O royal Soma, our oblations.

5 Thou, Soma, art the Lord of heroes, King, yea, Vṛitra-slayer thou:
Thou art auspicious energy.

6 And, Soma, let it be thy wish that we my live and may not die:
Praise-loving Lord of plants art thou.

7 To him who keeps the law, both old and young, thou givest happiness,
And energy that he may live.

8 Guard us, King Soma, on all sides from him who threatens us: never let
The friend of one like thee be harmed.

9 With those delightful aids which thou hast, Soma, for the worshipper,—
Even with those protect thou us.

10 Accepting this our sacrifice and this our praise, O Soma, come,
And be thou nigh to prosper us.

11 Well-skilled in speech we magnify thee, Soma, with our sacred songs:
Come thou to us, most gracious One.

12 Enricher, healer of disease, wealth-finder, prospering our store,
Be, Soma, a good Friend to us.

13 Soma, be happy in our heart, as milch-kine in the grassy meads,
As a young man in his own house.

14 O Soma, God, the mortal man who in thy friendship hath delight,
Him doth the mighty Sage befriend.

---

3 *Thine are King Varuṇa's eternal statutes*: thy laws are the same as Varuṇa's, or Varuṇa's laws have their origin in thee.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 Thou by thine insight art most wise, O Soma, strong by thine energies and all-possessing;
Mighty art thou by all thy powers and greatness, by glories art thou glorious, guide of mortals.

3 Thine are King Varuṇa's eternal statutes, lofty and deep, O Soma, is thy glory.
All-pure art thou like Mitra the beloved, adorable, like Aryaman, O Soma.

4 With all thy glories on the earth, in heaven, on mountains, in the plants, and in the waters,—
With all of these, well-pleased and not in anger, accept, O royal Soma, our oblations.

5 Thou, Soma, art the Lord of heroes, King, yea, Vṛitra-slayer thou:
Thou art auspicious energy.

6 And, Soma, let it be thy wish that we my live and may not die:
Praise-loving Lord of plants art thou.

7 To him who keeps the law, both old and young, thou givest happiness,
And energy that he may live.

8 Guard us, King Soma, on all sides from him who threatens us: never let
The friend of one like thee be harmed.

9 With those delightful aids which thou hast, Soma, for the worshipper,—
Even with those protect thou us.

10 Accepting this our sacrifice and this our praise, O Soma, come,
And be thou nigh to prosper us.

11 Well-skilled in speech we magnify thee, Soma, with our sacred songs:
Come thou to us, most gracious One.

12 Enricher, healer of disease, wealth-finder, prospering our store,
Be, Soma, a good Friend to us.

13 Soma, be happy in our heart, as milch-kine in the grassy meads,
As a young man in his own house.

14 O Soma, God, the mortal man who in thy friendship hath delight,
Him doth the mighty Sage befriend.

---

3 *Thine are King Varuṇa's eternal statutes:* thy laws are the same as Varuṇa's, or Varuṇa's laws have their origin in thee.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

———:o:———

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

———:o:———

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 Thou by thine insight art most wise, O Soma, strong by thine energies and all-possessing;
Mighty art thou by all thy powers and greatness, by glories art thou glorious, guide of mortals.

3 Thine are King Varuṇa's eternal statutes, lofty and deep, O Soma, is thy glory.
All-pure art thou like Mitra the beloved, adorable, like Aryaman, O Soma.

4 With all thy glories on the earth, in heaven, on mountains, in the plants, and in the waters,—
With all of these, well-pleased and not in anger, accept, O royal Soma, our oblations.

5 Thou, Soma, art the Lord of heroes, King, yea, Vṛitra-slayer thou:
Thou art auspicious energy.

6 And, Soma, let it be thy wish that we my live and may not die:
Praise-loving Lord of plants art thou.

7 To him who keeps the law, both old and young, thou givest happiness,
And energy that he may live.

8 Guard us, King Soma, on all sides from him who threatens us: never let
The friend of one like thee be harmed.

9 With those delightful aids which thou hast, Soma, for the worshipper,—
Even with those protect thou us.

10 Accepting this our sacrifice and this our praise, O Soma, come,
And be thou nigh to prosper us.

11 Well-skilled in speech we magnify thee, Soma, with our sacred songs:
Come thou to us, most gracious One.

12 Enricher, healer of disease, wealth-finder, prospering our store,
Be, Soma, a good Friend to us.

13 Soma, be happy in our heart, as milch-kine in the grassy meads,
As a young man in his own house.

14 O Soma, God, the mortal man who in thy friendship hath delight,
Him doth the mighty Sage befriend.

---

3 *Thine are King Varuṇa's eternal statutes*: thy laws are the same as Varuṇa's, or Varuṇa's laws have their origin in thee.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 Thou by thine insight art most wise, O Soma, strong by thine energies and all-possessing;
Mighty art thou by all thy powers and greatness, by glories art thou glorious, guide of mortals.

3 Thine are King Varuṇa's eternal statutes, lofty and deep, O Soma, is thy glory.
All-pure art thou like Mitra the beloved, adorable, like Aryaman, O Soma.

4 With all thy glories on the earth, in heaven, on mountains, in the plants, and in the waters,—
With all of these, well-pleased and not in anger, accept, O royal Soma, our oblations.

5 Thou, Soma, art the Lord of heroes, King, yea, Vṛitra-slayer thou:
Thou art auspicious energy.

6 And, Soma, let it be thy wish that we my live and may not die:
Praise-loving Lord of plants art thou.

7 To him who keeps the law, both old and young, thou givest happiness,
And energy that he may live.

8 Guard us, King Soma, on all sides from him who threatens us: never let
The friend of one like thee be harmed.

9 With those delightful aids which thou hast, Soma, for the worshipper,—
Even with those protect thou us.

10 Accepting this our sacrifice and this our praise, O Soma, come,
And be thou nigh to prosper us.

11 Well-skilled in speech we magnify thee, Soma, with our sacred songs:
Come thou to us, most gracious One.

12 Enricher, healer of disease, wealth-finder, prospering our store,
Be, Soma, a good Friend to us.

13 Soma, be happy in our heart, as milch-kine in the grassy meads,
As a young man in his own house.

14 O Soma, God, the mortal man who in thy friendship hath delight,
Him doth the mighty Sage befriend.

---

3 *Thine are King Varuṇa's eternal statutes:* thy laws are the same as Varuṇa's, or Varuṇa's laws have their origin in thee.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 Thou by thine insight art most wise, O Soma, strong by thine energies and all-possessing;
Mighty art thou by all thy powers and greatness, by glories art thou glorious, guide of mortals.

3 Thine are King Varuṇa's eternal statutes, lofty and deep, O Soma, is thy glory.
All-pure art thou like Mitra the beloved, adorable, like Aryaman, O Soma.

4 With all thy glories on the earth, in heaven, on mountains, in the plants, and in the waters,—
With all of these, well-pleased and not in anger, accept, O royal Soma, our oblations.

5 Thou, Soma, art the Lord of heroes, King, yea, Vritra-slayer thou:
Thou art auspicious energy.

6 And, Soma, let it be thy wish that we my live and may not die:
Praise-loving Lord of plants art thou.

7 To him who keeps the law, both old and young, thou givest happiness,
And energy that he may live.

8 Guard us, King Soma, on all sides from him who threatens us: never let
The friend of one like thee be harmed.

9 With those delightful aids which thou hast, Soma, for the worshipper,—
Even with those protect thou us.

10 Accepting this our sacrifice and this our praise, O Soma, come,
And be thou nigh to prosper us.

11 Well-skilled in speech we magnify thee, Soma, with our sacred songs:
Come thou to us, most gracious One.

12 Enricher, healer of disease, wealth-finder, prospering our store,
Be, Soma, a good Friend to us.

13 Soma, be happy in our heart, as milch-kine in the grassy meads,
As a young man in his own house.

14 O Soma, God, the mortal man who in thy friendship hath delight,
Him doth the mighty Sage befriend.

---

3 *Thine are King Varuṇa's eternal statutes*: thy laws are the same as Varuṇa's, or Varuṇa's laws have their origin in thee.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 Thou by thine insight art most wise, O Soma, strong by thine energies and all-possessing;
Mighty art thou by all thy powers and greatness, by glories art thou glorious, guide of mortals.

3 Thine are King Varuṇa's eternal statutes, lofty and deep, O Soma, is thy glory.
All-pure art thou like Mitra the beloved, adorable, like Aryaman, O Soma.

4 With all thy glories on the earth, in heaven, on mountains, in the plants, and in the waters,—
With all of these, well-pleased and not in anger, accept, O royal Soma, our oblations.

5 Thou, Soma, art the Lord of heroes, King, yea, Vṛitra-slayer thou:
Thou art auspicious energy.

6 And, Soma, let it be thy wish that we my live and may not die:
Praise-loving Lord of plants art thou.

7 To him who keeps the law, both old and young, thou givest happiness,
And energy that he may live.

8 Guard us, King Soma, on all sides from him who threatens us: never let
The friend of one like thee be harmed.

9 With those delightful aids which thou hast, Soma, for the worshipper,—
Even with those protect thou us.

10 Accepting this our sacrifice and this our praise, O Soma, come,
And be thou nigh to prosper us.

11 Well-skilled in speech we magnify thee, Soma, with our sacred songs:
Come thou to us, most gracious One.

12 Enricher, healer of disease, wealth-finder, prospering our store,
Be, Soma, a good Friend to us.

13 Soma, be happy in our heart, as milch-kine in the grassy meads,
As a young man in his own house.

14 O Soma, God, the mortal man who in thy friendship hath delight,
Him doth the mighty Sage befriend.

---

3 *Thine are King Varuṇa's eternal statutes*: thy laws are the same as Varuṇa's, or Varuṇa's laws have their origin in thee.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 Thou by thine insight art most wise, O Soma, strong by thine energies and all-possessing;
Mighty art thou by all thy powers and greatness, by glories art thou glorious, guide of mortals.

3 Thine are King Varuṇa's eternal statutes, lofty and deep, O Soma, is thy glory.
All-pure art thou like Mitra the beloved, adorable, like Aryaman, O Soma.

4 With all thy glories on the earth, in heaven, on mountains, in the plants, and in the waters,—
With all of these, well-pleased and not in anger, accept, O royal Soma, our oblations.

5 Thou, Soma, art the Lord of heroes, King, yea, Vṛitra-slayer thou:
Thou art auspicious energy.

6 And, Soma, let it be thy wish that we my live and may not die:
Praise-loving Lord of plants art thou.

7 To him who keeps the law, both old and young, thou givest happiness,
And energy that he may live.

8 Guard us, King Soma, on all sides from him who threatens us: never let
The friend of one like thee be harmed.

9 With those delightful aids which thou hast, Soma, for the worshipper,—
Even with those protect thou us.

10 Accepting this our sacrifice and this our praise, O Soma, come,
And be thou nigh to prosper us.

11 Well-skilled in speech we magnify thee, Soma, with our sacred songs:
Come thou to us, most gracious One.

12 Enricher, healer of disease, wealth-finder, prospering our store,
Be, Soma, a good Friend to us.

13 Soma, be happy in our heart, as milch-kine in the grassy meads,
As a young man in his own house.

14 O Soma, God, the mortal man who in thy friendship hath delight,
Him doth the mighty Sage befriend.

---

3 *Thine are King Varuṇa's eternal statutes*: thy laws are the same as Varuṇa's, or Varuṇa's laws have their origin in thee.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

2 Thou by thine insight art most wise, O Soma, strong by thine energies and all-possessing;
Mighty art thou by all thy powers and greatness, by glories art thou glorious, guide of mortals.

3 Thine are King Varuṇa's eternal statutes, lofty and deep, O Soma, is thy glory.
All-pure art thou like Mitra the beloved, adorable, like Aryaman, O Soma.

4 With all thy glories on the earth, in heaven, on mountains, in the plants, and in the waters,—
With all of these, well-pleased and not in anger, accept, O royal Soma, our oblations.

5 Thou, Soma, art the Lord of heroes, King, yea, Vṛitra-slayer thou:
Thou art auspicious energy.

6 And, Soma, let it be thy wish that we my live and may not die:
Praise-loving Lord of plants art thou.

7 To him who keeps the law, both old and young, thou givest happiness,
And energy that he may live.

8 Guard us, King Soma, on all sides from him who threatens us: never let
The friend of one like thee be harmed.

9 With those delightful aids which thou hast, Soma, for the worshipper,—
Even with those protect thou us.

10 Accepting this our sacrifice and this our praise, O Soma, come,
And be thou nigh to prosper us.

11 Well-skilled in speech we magnify thee, Soma, with our sacred songs:
Come thou to us, most gracious One.

12 Enricher, healer of disease, wealth-finder, prospering our store,
Be, Soma, a good Friend to us.

13 Soma, be happy in our heart, as milch-kine in the grassy meads,
As a young man in his own house.

14 O Soma, God, the mortal man who in thy friendship hath delight,
Him doth the mighty Sage befriend.

---

3 *Thine are King Varuṇa's eternal statutes*: thy laws are the same as Varuṇa's, or Varuṇa's laws have their origin in thee.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

15 Save us from slanderous reproach, keep us, O Soma, from distress :

Be unto us a gracious Friend.

16 Soma, wax great. From every side may vigorous powers unite in thee :

Be in the gathering-place of strength.

17 Wax, O most gladdening Soma, great through all thy rays of light, and be

A Friend of most illustrious fame to prosper us.

18 In thee be juicy nutriments united, and powers and mighty foe subduing vigour,

Waxing to immortality, O Soma : win highest glories for thyself in heaven.

19 Such of thy glories as with poured oblations men honour, may they all invest our worship.

Wealth-giver, furtherer with troops of heroes, sparing the brave, come, Soma, to our houses.

20 To him who worships Soma gives the milch-cow, a fleet steed and a man of active knowledge,

Skilled in home duties, meet for holy synod, for council meet, a glory to his father.

21 Invincible in fight, saver in battles, guard of our camp, winner of light and water,

Born amid hymns, well-housed, exceeding famous, victor, in thee will we rejoice, O Soma.

22 These herbs, these milch-kine, and these running waters, all these, O Soma. thou hast generated.

The spacious firmament hast thou expanded, and with the light thou hast dispelled the darkness.

23 Do thou, God Soma, with thy Godlike spirit, victorious, win for us a share of riches.

Let none prevent thee : thou art Lord of valour. Provide for both sides in the fray for booty.

---

14 *The mighty Sage* : Soma himself. 16 *Be in the gathering place of strength* : be thou the central point and source of all power. 17 *Through all thy rays of light* : through all thy stalks, according to Ludwig who takes Soma to be the plant. Wilson, following Sâyaṇa, translates : 'Increase with all twining plants' 22 *These milch-kine* : the milk which is to be mixed with the Soma juice.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

15 Save us from slanderous reproach, keep us, O Soma, from distress :

Be unto us a gracious Friend.

16 Soma, wax great. From every side may vigorous powers unite in thee :

Be in the gathering-place of strength.

17 Wax, O most gladdening Soma, great through all thy rays of light, and be

A Friend of most illustrious fame to prosper us.

18 In thee be juicy nutriments united, and powers and mighty foe subduing vigour,

Waxing to immortality, O Soma : win highest glories for thyself in heaven.

19 Such of thy glories as with poured oblations men honour, may they all invest our worship.

Wealth-giver, furtherer with troops of heroes, sparing the brave, come, Soma, to our houses.

20 To him who worships Soma gives the milch-cow, a fleet steed and a man of active knowledge,

Skilled in home duties, meet for holy synod, for council meet, a glory to his father.

21 Invincible in fight, saver in battles, guard of our camp, winner of light and water,

Born amid hymns, well-housed, exceeding famous, victor, in thee will we rejoice, O Soma.

22 These herbs, these milch-kine, and these running waters, all these, O Soma, thou hast generated.

The spacious firmament hast thou expanded, and with the light thou hast dispelled the darkness.

23 Do thou, God Soma, with thy Godlike spirit, victorious, win for us a share of riches.

Let none prevent thee : thou art Lord of valour. Provide for both sides in the fray for booty.

---

14 *The mighty Sage* : Soma himself. 16 *Be in the gathering place of strength* : be thou the central point and source of all power. 17 *Through all thy rays of light* : through all thy stalks, according to Ludwig who takes Soma to be the plant. Wilson, following Sāyaṇa, translates : 'Increase with all twining plants' 22 *These milch-kine* : the milk which is to be mixed with the Soma juice.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

15 Save us from slanderous reproach, keep us, O Soma, from distress :
Be unto us a gracious Friend.

16 Soma, wax great. From every side may vigorous powers unite in thee :
Be in the gathering-place of strength.

17 Wax, O most gladdening Soma, great through all thy rays of light, and be
A Friend of most illustrious fame to prosper us.

18 In thee be juicy nutriments united, and powers and mighty foe subduing vigour,
Waxing to immortality, O Soma : win highest glories for thyself in heaven.

19 Such of thy glories as with poured oblations men honour, may they all invest our worship.
Wealth-giver, furtherer with troops of heroes, sparing the brave, come, Soma, to our houses.

20 To him who worships Soma gives the milch-cow, a fleet steed and a man of active knowledge,
Skilled in home duties, meet for holy synod, for council meet, a glory to his father.

21 Invincible in fight, saver in battles, guard of our camp, winner of light and water,
Born amid hymns, well-housed, exceeding famous, victor, in thee will we rejoice, O Soma.

22 These herbs, these milch-kine, and these running waters, all these, O Soma, thou hast generated.
The spacious firmament hast thou expanded, and with the light thou hast dispelled the darkness.

23 Do thou, God Soma, with thy Godlike spirit, victorious, win for us a share of riches.
Let none prevent thee : thou art Lord of valour. Provide for both sides in the fray for booty.

---

14 *The mighty Sage*: Soma himself. 16 *Be in the gathering place of strength*: be thou the central point and source of all power. 17 *Through all thy rays of light*: through all thy stalks, according to Ludwig who takes Soma to be the plant. Wilson, following Sâyaṇa, translates: 'Increase with all twining plants' 22 *These milch-kine*: the milk which is to be mixed with the Soma juice.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

———:o:———

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

———:o:———

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

15 Save us from slanderous reproach, keep us, O Soma, from distress :
Be unto us a gracious Friend.

16 Soma, wax great. From every side may vigorous powers unite in thee :
Be in the gathering-place of strength.

17 Wax, O most gladdening Soma, great through all thy rays of light, and be
A Friend of most illustrious fame to prosper us.

18 In thee be juicy nutriments united, and powers and mighty foe subduing vigour,
Waxing to immortality, O Soma : win highest glories for thyself in heaven.

19 Such of thy glories as with poured oblations men honour, may they all invest our worship.
Wealth-giver, furtherer with troops of heroes, sparing the brave, come, Soma, to our houses.

20 To him who worships Soma gives the milch-cow, a fleet steed and a man of active knowledge,
Skilled in home duties, meet for holy synod, for council meet, a glory to his father.

21 Invincible in fight, saver in battles, guard of our camp, winner of light and water,
Born amid hymns, well-housed, exceeding famous, victor, in thee will we rejoice, O Soma.

22 These herbs, these milch-kine, and these running waters, all these, O Soma, thou hast generated.
The spacious firmament hast thou expanded, and with the light thou hast dispelled the darkness.

23 Do thou, God Soma, with thy Godlike spirit, victorious, win for us a share of riches.
Let none prevent thee : thou art Lord of valour. Provide for both sides in the fray for booty.

---

14 *The mighty Sage* : Soma himself. 16 *Be in the gathering place of strength* : be thou the central point and source of all power. 17 *Through all thy rays of light* : through all thy stalks, according to Ludwig who takes Soma to be the plant. Wilson, following Sâyaṇa, translates : 'Increase with all twining plants' 22 *These milch-kine* : the milk which is to be mixed with the Soma juice.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

15 Save us from slanderous reproach, keep us, O Soma, from distress :
Be unto us a gracious Friend.

16 Soma, wax great. From every side may vigorous powers unite in thee :
Be in the gathering-place of strength.

17 Wax, O most gladdening Soma, great through all thy rays of light, and be
A Friend of most illustrious fame to prosper us.

18 In thee be juicy nutriments united, and powers and mighty foe subduing vigour,
Waxing to immortality, O Soma : win highest glories for thyself in heaven.

19 Such of thy glories as with poured oblations men honour, may they all invest our worship.
Wealth-giver, furtherer with troops of heroes, sparing the brave, come, Soma, to our houses.

20 To him who worships Soma gives the milch-cow, a fleet steed and a man of active knowledge,
Skilled in home duties, meet for holy synod, for council meet, a glory to his father.

21 Invincible in fight, saver in battles, guard of our camp, winner of light and water,
Born amid hymns, well-housed, exceeding famous, victor, in thee will we rejoice, O Soma.

22 These herbs, these milch-kine, and these running waters, all these, O Soma, thou hast generated.
The spacious firmament hast thou expanded, and with the light thou hast dispelled the darkness.

23 Do thou, God Soma, with thy Godlike spirit, victorious, win for us a share of riches.
Let none prevent thee : thou art Lord of valour. Provide for both sides in the fray for booty.

---

14 *The mighty Sage*: Soma himself. 16 *Be in the gathering place of strength*: be thou the central point and source of all power. 17 *Through all thy rays of light*: through all thy stalks, according to Ludwig who takes Soma to be the plant. Wilson, following Sâyaṇa, translates: 'Increase with all twining plants' 22 *These milch-kine*: the milk which is to be mixed with the Soma juice.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

15 Save us from slanderous reproach, keep us, O Soma, from distress :

Be unto us a gracious Friend.

16 Soma, wax great. From every side may vigorous powers unite in thee :

Be in the gathering-place of strength.

17 Wax, O most gladdening Soma, great through all thy rays of light, and be

A Friend of most illustrious fame to prosper us.

18 In thee be juicy nutriments united, and powers and mighty foe subduing vigour,

Waxing to immortality, O Soma : win highest glories for thyself in heaven.

19 Such of thy glories as with poured oblations men honour, may they all invest our worship.

Wealth-giver, furtherer with troops of heroes, sparing the brave, come, Soma, to our houses.

20 To him who worships Soma gives the milch-cow, a fleet steed and a man of active knowledge,

Skilled in home duties, meet for holy synod, for council meet, a glory to his father.

21 Invincible in fight, saver in battles, guard of our camp, winner of light and water,

Born amid hymns, well-housed, exceeding famous, victor, in thee will we rejoice, O Soma.

22 These herbs, these milch-kine, and these running waters, all these, O Soma, thou hast generated.

The spacious firmament hast thou expanded, and with the light thou hast dispelled the darkness.

23 Do thou, God Soma, with thy Godlike spirit, victorious, win for us a share of riches.

Let none prevent thee : thou art Lord of valour. Provide for both sides in the fray for booty.

---

14 *The mighty Sage*: Soma himself. 16 *Be in the gathering place of strength*: be thou the central point and source of all power. 17 *Through all thy rays of light*: through all thy stalks, according to Ludwig who takes Soma to be the plant. Wilson, following Sâyana, translates: 'Increase with all twining plants' 22 *These milch-kine*: the milk which is to be mixed with the Soma juice.

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

9 Even as a herdsman I have brought thee hymns of praise: O Father of the Maruts, give us happiness.
Blessed is thy most favouring benevolence, so, verily, do we desire thy saving help.

10 Far be thy dart that killeth men or cattle: thy bliss be with us, O thou Lord of Heroes.
Be gracious unto us, O God, and bless us and then vouchsafe us doubly-strong protection.

11 We, seeking help, have spoken and adored him: may Rudra, girt by Maruts, hear our calling.
This prayer of ours may Varuna grant, and Mitra, and Aditi and Sindhu, Earth and Heaven.

HYMN CXV. Sûrya.

THE brilliant presence of the Gods hath risen, the eye of Mitra, Varuna and Agni.
The soul of all that moveth not or moveth, the Sun hath filled the air and earth and heaven.

2 Like as a young man followeth a maiden, so doth the Sun the Dawn, refulgent Goddess:
Where pious men extend their generations, before the Auspicious One for happy fortune.

3 Auspicious are the Sun's Bay-coloured Horses, bright, changing hues meet for our shouts of triumph.
Bearing our prayers, the sky's ridge have they mounted, and in a moment speed round earth and heaven.

4 This is the Godhead, this the might of Surya: he hath withdrawn what spread o'er work unfinished.
When he hath loosed his Horses from their station, straight over all Night spreadeth out her garment.

---

9 *Even as a herdsman*: as a herdsman prays for the well-being of his cattle, so the poet prays for the prosperity of those for whom he speaks.

---

2 The exact meaning of the second line is somewhat uncertain. As I have rendered it, in accordance with Ludwig, it reminds one of Shelley's, Man, the imperial shape, then multiplied His generations under the pavilion of the Sun's throne.' Wilson, following Sâyana, paraphrases, 'At which season pious men perform (the ceremonies established for) ages.' Sâyana proposes an alternative rendering by takinig *yugâni* (generations, ages,) to mean 'yokes for, at this season, men seeking to propitiate the gods by the profit which agriculture yields, equip their ploughs. 4 *He hath withdrawn*: that is, says Wilson, 'the cultivator or artisan desists from his labour, although unfinished, upon the setting of the sun has withdrawn (into himself) the diffused (light which has been shed) upon the unfinished task.'

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

9 Even as a herdsman I have brought thee hymns of praise: O Father of the Maruts, give us happiness.
Blessed is thy most favouring benevolence, so, verily, do we desire thy saving help.

10 Far be thy dart that killeth men or cattle: thy bliss be with us, O thou Lord of Heroes.
Be gracious unto us, O God, and bless us and then vouchsafe us doubly-strong protection.

11 We, seeking help, have spoken and adored him: may Rudra, girt by Maruts, hear our calling.
This prayer of ours may Varuṇa grant, and Mitra, and Aditi and Sindhu, Earth and Heaven.

HYMN CXV. Sûrya.

THE brilliant presence of the Gods hath risen, the eye of Mitra, Varuṇa and Agni.
The soul of all that moveth not or moveth, the Sun hath filled the air and earth and heaven.

2 Like as a young man followeth a maiden, so doth the Sun the Dawn, refulgent Goddess:
Where pious men extend their generations, before the Auspicious One for happy fortune.

3 Auspicious are the Sun's Bay-coloured Horses, bright, changing hues meet for our shouts of triumph.
Bearing our prayers, the sky's ridge have they mounted, and in a moment speed round earth and heaven.

4 This is the Godhead, this the might of Sûrya: he hath withdrawn what spread o'er work unfinished.
When he hath loosed his Horses from their station, straight over all Night spreadeth out her garment.

---

9 *Even as a herdsman*: as a herdsman prays for the well-being of his cattle, so the poet prays for the prosperity of those for whom he speaks.

---

2 The exact meaning of the second line is somewhat uncertain. As I have rendered it, in accordance with Ludwig, it reminds one of Shelley's, Man, the imperial shape, then multiplied His generations under the pavilion of the Sun's throne.' Wilson, following Sâyaṇa, paraphrases, 'At which season pious men perform (the ceremonies established for) ages.' Sâyaṇa proposes an alternative rendering by takinig *yugâni* (generations, ages,) to mean 'yokes for, at this season, men seeking to propitiate the gods by the profit which agriculture yields, equip their ploughs. 4 *He hath withdrawn*: that is, says Wilson, 'the cultivator or artisan desists from his labour, although unfinished, upon the setting of the sun has withdrawn (into himself) the diffused (light which has been shed) upon the unfinished task.'

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

——:o:——

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

——:o:——

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

9 Even as a herdsman I have brought thee hymns of praise: O Father of the Maruts, give us happiness.
Blessed is thy most favouring benevolence, so, verily, do we desire thy saving help.

10 Far be thy dart that killeth men or cattle: thy bliss be with us, O thou Lord of Heroes.
Be gracious unto us, O God, and bless us and then vouchsafe us doubly-strong protection.

11 We, seeking help, have spoken and adored him: may Rudra, girt by Maruts, hear our calling.
This prayer of ours may Varuṇa grant, and Mitra, and Aditi and Sindhu, Earth and Heaven.

HYMN CXV. Sûrya.

THE brilliant presence of the Gods hath risen, the eye of Mitra, Varuṇa and Agni.
The soul of all that moveth not or moveth, the Sun hath filled the air and earth and heaven.

2 Like as a young man followeth a maiden, so doth the Sun the Dawn, refulgent Goddess:
Where pious men extend their generations, before the Auspicious One for happy fortune.

3 Auspicious are the Sun's Bay-coloured Horses, bright, changing hues meet for our shouts of triumph.
Bearing our prayers, the sky's ridge have they mounted, and in a moment speed round earth and heaven.

4 This is the Godhead, this the might of Surya: he hath withdrawn what spread o'er work unfinished.
When he hath loosed his Horses from their station, straight over all Night spreadeth out her garment.

---

9 *Even as a herdsman*: as a herdsman prays for the well-being of his cattle, so the poet prays for the prosperity of those for whom he speaks.

---

2 The exact meaning of the second line is somewhat uncertain. As I have rendered it, in accordance with Ludwig, it reminds one of Shelley's, Man, the imperial shape, then multiplied His generations under the pavilion of the Sun's throne.' Wilson, following Sâyaṇa, paraphrases, 'At which season pious men perform (the ceremonies established for) ages.' Sâyaṇa proposes an alternative rendering by takinig *yugâni* (generations, ages,) to mean 'yokes for, at this season, men seeking to propitiate the gods by the profit which agriculture yields, equip their ploughs. 4 *He hath withdrawn*: that is, says Wilson, 'the cultivator or artisan desists from his labour, although unfinished, upon the setting of the sun has withdrawn (into himself) the diffused (light which has been shed) upon the unfinished task.'

THE HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.

FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:

PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

5 In the sky's lap the Sun this form assumeth that Varuṇa and Mitra may behold it.
His Bay Steeds well maintain his power eternal, at one time bright and darksome at another.
6 This day, O Gods, while Sûrya is ascending, deliver us from trouble and dishonour.
This prayer of ours may Varuṇa grant, and Mitra, and Aditi and Sindhu, Earth and Heaven.

HYMN CXVI. Asvins.

I TRIM like grass my song for the Nâsatyas, and send their lauds forth as the wind drives rain clouds.
Who, in a chariot rapid as an arrow, brought to the youthful Vimada, a consort,
2 Borne on by rapid steeds of mighty pinion, or proudly trusting in the Gods' incitements.
That stallion ass of yours won, O Nâsatyas, that thousand in the race, in Yama's contest.
3 Yes, Asvins, as a dead man leaves his riches, Tugra left Bhujyu in the cloud of waters.
Ye brought him back in animated vessels, traversing air, unwetted by the billows.
4 Bhujyu ye bore with winged things, Nâsatyas, which for three nights, three days full swiftly travelled,
To the sea's farther shore, the strand of ocean, in three cars, hundred-footed, with six horses.
5 Ye wrougt that hero exploit in the ocean which giveth no support, or hold, or station,
What time ye carried Bhujyu to his dwelling, borne in a ship with hundred oars, O Asvins.

---

5 *His power eternal*, as maker and ruler of day and night.

This Hymn and five following are ascribed to the Rishi Kakshivân.
1 *Grass:* the sacred grass which is spread on the altar. *Nâsatyas:* a common name of the Asvins. See I. 3. 3. *Vimada:* the Asvins assisted Vimada, who was attacked when returning home with his newly-won bride, whom they carried to his house in their own chariot. Most of the deeds ascribed to the Asvins in this hymn have been mentioned in I. 112. 2 *Stallion ass:* that draws the car of the Asvins. See I. 34. 9. *Yama's contest:* apparently the race instituted by the Gods when Prajâpati (here represented by Yama) gave his daughter Sûryâ in marriage to King Soma, the Moon, as related in Aitareya-Brâhmaṇa, IV. 2. See Ehni, Der Mythus des Yama, p. 160. 3 *Bhujya:* see I. 112. 6. 5 'This,' observes Wilson, 'is a rather unintelligible account of a sea-voyage, although the words of the text do not admit of any other rendering.'

THE

HYMNS OF THE RIGVEDA

TRANSLATED WITH A POPULAR COMMENTARY

BY

RALPH T. H. GRIFFITH, M. A., C. I. E.
FORMER PRINCIPAL OF THE BENARES COLLEGE, AND LATE
DIRECTOR PUBLIC INSTRUCTION N.-W. P. AND OUDH.

—:o:—

Third Edition.

COMPLETE IN TWO VOLUMES.

—:o:—

VOL. I.

BENARES:
PRINTED AND PUBLISHED BY E. J. LAZARUS AND CO.

1920.

5 In the sky's lap the Sun this form assumeth that Varuṇa and Mitra may behold it.
His Bay Steeds well maintain his power eternal, at one time bright and darksome at another.

6 This day, O Gods, while Sûrya is ascending, deliver us from trouble and dishonour.
This prayer of ours may Varuṇa grant, and Mitra, and Aditi and Sindhu, Earth and Heaven.

HYMN CXVI. Asvins.

I TRIM like grass my song for the Nâsatyas, and send their lauds forth as the wind drives rain-clouds.
Who, in a chariot rapid as an arrow, brought to the youthful Vimada, a consort,

2 Borne on by rapid steeds of mighty pinion, or proudly trusting in the Gods' incitements.
That stallion ass of yours won, O Nâsatyas, that thousand in the race, in Yama's contest.

3 Yes, Asvins, as a dead man leaves his riches, Tugra left Bhujyu in the cloud of waters.
Ye brought him back in animated vessels, traversing air, unwetted by the billows.

4 Bhujyu ye bore with winged things, Nâsatyas, which for three nights, three days full swiftly travelled,
To the sea's farther shore, the strand of ocean, in three cars, hundred-footed, with six horses.

5 Ye wrougt that hero exploit in the ocean which giveth no support, or hold, or station,
What time ye carried Bhujyu to his dwelling, borne in a ship with hundred oars, O Asvins.

---

5 *His power eternal*, as maker and ruler of day and night.

This Hymn and five following are ascribed to the Rishi Kakshivân.
1 *Grass:* the sacred grass which is spread on the altar. *Nâsatyas:* a common name of the Asvins. See I. 3. 3. *Vimada:* the Asvins assisted Vimada, who was attacked when returning home with his newly-won bride, whom they carried to his house in their own chariot. Most of the deeds ascribed to the Asvins in this hymn have been mentioned in I. 112. 2 *Stallion ass:* that draws the car of the Asvins. See I. 34. 9. *Yama's contest:* apparently the race instituted by the Gods when Prajâpati (here represented by Yama) gave his daughter Sûryâ in marriage to King Soma, the Moon, as related in Aitareya-Brâhmaṇa, IV. 2. See Ehni, Der Mythus des Yama, p. 160. 3 *Bhujya:* see I. 112. 6. 5 'This,' observes Wilson, 'is a rather unintelligible account of a sea-voyage, although the words of the text do not admit of any other rendering.'

سے سر آئزک نیوٹن صاحب نے ایک غیر فانی معلومات ظاہر کی اور اسی طرح سے مادی دنیا کے پیغمبر شلاً چارلس ڈارون اور میکائیل فیرڈے نے اپنی نادر معلومات کیں - یہ سچے معنوں میں پیغمبر یا رشی تھے - لفظ رشی سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں روحانی امور کا ذاتی تجربہ اور علم ہو - اس کے بعد دوسری بہت بڑی جماعت پیروؤں کی ہے جو اشیاء کے حاصل شدہ اور مروج علم سے تسلی پا لیتے ہیں اور بے سوچے سمجھے ان نتائج کی پیروی کرتے ہیں جو ان اعلےٰ انسانوں نے معلوم کئے ہیں - انہیں خود اعلےٰ مسائل پر غور کرنے کی کافی لیاقت نہیں - یہ اعلےٰ اشخاص ان لوگوں کی مانند ہیں جو کانوں میں کام کرتے ہیں اور قیمتی دھاتیں دریافت کر کے انہیں معمولی انسانوں کے استعمال کے لئے سکہ میں ڈھال کر تیار کر دیتے ہیں جو بعد ازاں مروج ہو جاتے ہیں - انبیا نسل انسان کے لئے خیالات تیار کرنے والے ہیں اور عوام الناس وہ ہیں جو ان کا استعمال کرتے ہیں - کون شخص ہے جو اس بات میں شک کرے کہ "یہ اعلےٰ انسان نسل انسان کی تعلیم کے لئے ایک عظیم اور الٰہی کام کرتے ہیں"- ان کے کام کو صرف کسی گوشہ پاکوٹے کے لئے محدود کام خیال کرنا غلطی ہے وہ نسل انسان کو بچے کی طرح سے ہاتھ پکڑ کر اپنے اونچے معراج پر چڑھانے کی کوشش کرتے ہیں اور مدد غیبی ان کی حامی ہے ؟

مادی دنیا کے بعد ہمیشہ ایک اور دنیا یعنی دل کی دنیا اور

کتابِ مقدس

یعنی

پرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انار کلی۔ لاہور

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

ہاں اے باپ کیونکہ یوں ہی تیرے حضور میں پسندیدہ ہوا + (۲۲) اور میرے باپ نے سب کچھ مجھے سونپا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ بیٹا کون ہے مگر باپ اور باپ کون ہے مگر بیٹا اور وہ جس پر بیٹا ظاہر کیا چاہے + (۲۳) اور شاگردوں کی طرف متوجہ ہو کے اُن سے نرالے میں کہا مبارک وہ آنکھیں جو یہہ چیزیں دیکھتیں کہ تم دیکھتے ہو (۲۴) کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ بہت سے نبیوں اور بادشاہوں نے چاہا کہ جو تم دیکھتے ہو دیکھیں پر نہ دیکھا۔ اور جو کچھ سُنتے ہو سُنیں پر نہ سُنا

(۲۵) اور دیکھو ایک شریعت سکھانے والا اُٹھا اور یہہ کہہ کے اُس کی آزمائش کی کہ اے اُستاد میں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہووں؟ (۲۶) اُس نے اُسے کہا کہ شریعت میں کیا لکھا ہے؟ تو کس طرح پڑھتا ہے؟ (۲۷) اُس نے جواب میں کہا تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنے سارے زور اور اپنی ساری سمجھ سے پیار کر اور جیسا آپ کو ویسا ہی اپنے پڑوسی کو (۲۸) اُس نے اُسے کہا تو نے ٹھیک جواب دیا۔ یہی کر تو جیئے گا (۲۹) پر اُس نے یہہ چاہکے کہ اپنے تئیں راستباز ٹھہرائے یسوع سے کہا کہ میرا پڑوسی کون ہے؟ (۳۰) یسوع نے جواب میں کہا کہ ایک شخص یروشلم سے یریحو کو اُترا جاتا تھا اور ڈاکوؤں میں جا پڑا۔ وہ اُسے ننگا اور گھائل کر کے ادھ مؤا چھوڑ گئے + (۳۱) اتفاقاً ایک کاہن اُس راہ سے جا نکلا۔ اور اُس کو دیکھ کے کنارے سے چلا گیا (۳۲) اسی طرح ایک لاوی بھی اُس جگہہ آکے اُسے دیکھ کر کنارے سے چلا گیا (۳۳) پر ایک مسافر سامری وہاں آیا اور اُسکو دیکھ کے رحم کیا (۳۴) اور اُسکے پاس آکے اُسکے زخموں کو تیل اور مَے ڈالکے باندھا اور اپنے جانور پر ڈالکے سرا میں لے گیا اور اُسکی خبرداری کی (۳۵) اور دوسرے دن جب جانے لگا || دو دینار نکالکے بھٹیارے کو دئے اور کہا کہ اس کی خبرداری کر۔ اور جو کچھ اِس سے زیادہ خرچ ہوگا میں پھر آکے تجھے ادا کروں گا (۳۶) اب اِن تینوں میں سے اُسکا جو ڈاکوؤں میں جا پڑا تھا تو کسکو پڑوسی جانتا ہے؟ (۳۷) اُس نے کہا اُسکو جس نے اُس پر رحم کیا + تب یسوع نے اُسے کہا جا تو بھی ایسا ہی کر

(۳۸) اور ایسا ہوا کہ جب جاتے تھے وہ ایک بستی میں پہنچا۔ اور مرتھا نامی ایک عورت نے اُسے اپنے گھر میں اُتارا + (۳۹) اور مریم نامی اُس کی ایک بہن تھی جو یسوع کے پاؤں پاس بیٹھ کے اُسکا کلام سُنتی تھی (۴۰) پر مرتھا بہت خدمت سے گھبرائی ہوئی اُس کے پاس آئی اور کہا کہ اے خداوند کیا تجھے پروا نہیں کہ میری بہن نے مجھے اکیلا خدمت میں چھوڑا ہے؟ اب اُسے کہہ کہ میری مدد کرے۔ (۴۱) تب یسوع نے جواب میں اُسے کہا۔ مرتھا اے مرتھا تو بہت چیزوں کے واسطے فکر و گھبراہٹ میں ہے۔ (۴۲) پر ایک چیز ضرور ہے سو مریم نے وہ اچھا حصہ چنا ہے جو اُس سے چھین لیا نہ جائیگا +

۱۱ باب

اور ایسا ہوا کہ وہ ایک جگہہ دعا مانگتا تھا۔ جب مانگ چکا ایک نے اُس کے شاگردوں میں سے اُس کو کہا اے خداوند ہم کو دعا مانگنا سکھا جیسا کہ یوحنا نے اپنے شاگردوں کو سکھایا + (۲) اُس نے اُن سے کہا جب تم دعا مانگو تو کہو

اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو + تیری بادشاہت آئے + تیری مراد جیسی آسمان پر زمین پر بھی بر آئے + (۳) ہماری روز کی روٹی ہر روز ہمیں دے (۴) اور ہمارے گناہوں کو بخش۔ کیونکہ ہم بھی ہر ایک کو جو ہمارا قرضدار ہے بخشتے ہیں + اور ہمیں آزمائش میں نہ ڈال۔ بلکہ ہم کو برائی سے چھڑا +

(۵) اُس نے اُن سے کہا تم میں سے کون ہے جس کا ایک دوست ہو اور وہ آدھی رات اُس کے پاس آکے کہے کہ اے دوست مجھے تین روٹی اُدھار دے۔ (۶) کیونکہ میرا دوست سفر سے میرے پاس آیا ہے اور میرے پاس کچھہ نہیں کہ اُس کے آگے رکھوں۔ (۷) اور وہ اندر سے جواب میں کہے کہ مجھے تکلیف نہ دے۔ کہ اب دروازہ بند ہے اور میرے لڑکے میرے ساتھ بچھونے پر ہیں۔ میں اُٹھکر تجھے دے نہیں سکتا + (۸) میں تم سے کہتا ہوں اگرچہ وہ اِس سبب کہ وہ اُسکا دوست ہے اُٹھکر اُسے نہ دیگا مگر اُس کی بے حیائی کے سبب اُٹھیگا اور جتنی درکار ہے اُسے دیگا + (۹) سو میں بھی تمہیں کہتا ہوں مانگو تو تمہیں دیا جائیگا ڈھونڈو تو پاؤگے۔ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے لئے کھولا جائیگا + (۱۰) کیونکہ ہر ایک جو مانگتا ہے لیتا ہے۔ اور جو ڈھونڈھتا ہے پاتا ہے۔ اور جو کھٹکھٹاتا ہے اس کے لئے کھولا جائیگا + (۱۱) تم میں سے کون ایسا باپ ہے کہ جب اُسکا بیٹا روٹی مانگے اُسے پتھر دے؟ یا مچھلی مانگے مچھلی کے بدلے اُسے سانپ دے؟ (۱۲) یا اگر انڈا مانگے اُس کو بچھو دے؟ (۱۳) پس جب تم بُرے ہو کر اپنے لڑکوں کو اچھی چیزیں دینے جانتے ہو تو وہ باپ جو آسمان پر ہے کتنا زیادہ اُن کو جو اُس سے مانگتے ہیں روح القدس دیگا؟

سینہ نبیوں کی ۳۲

+ کئی ایک پرانے نسخوں میں یہہ الفاظ پائے جاتے یعنے اپنے شاگردوں کی طرف متوجہ ہو کے اُس نے کہا میرے باپ وغیرہ

۲۸ متی ۲۸: ۱۸ یوحنا ۳: ۳۵ اور ۵: ۲۷ اور ۱۷: ۲

۲۹ یوحنا ۱: ۱۸ اور ۶: ۴۴ و ۴۶

۳۰ متی ۱۳: ۱۶

۳۱ ۱ پطرس ۱: ۱۰

۳۲ متی ۱۹: ۱۶ اور ۲۲: ۳۵

۳۳ است ۶: ۵

۳۴ احب ۱۹: ۱۸

۳۵ احب ۱۸: ۵ نحم ۹: ۲۹ حزقی ۲۰: ۱۱ و ۱۳: ۲۱ روم ۱۰: ۵

۳۶ لوقا ۱۶: ۱۵

۳۷ زبور ۳۸: ۱۱

۳۸ یوحنا ۴: ۹

|| دیکھو متی ۲۰: ۲

۳۹ یوحنا ۱۱: ۱ اور ۱۲: ۲ و ۳

۴۰ لوقا ۸: ۳۵

۴۱ ۲۲: ۳

۴۲ ۱ قرنتی ۲: ۳۲ وغیرہ

۴۳ زبور

۱ متی

۲ لوقا ۱۸

۳ متی اور ۲۱ مرقس ۱۱ یوحنا ۱۵ یعقوب ۱ ۱ یوحنا

۴ متی

(لفظی سلیس بامحاورہ مستند اُردو ترجمہ)

مُصنّفہ

مہرشی سوامی دیانند سرسوتی

پرکاشک:- آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب گورودت بھون - لاہور

ہیں تھے۔ یہ سب رغبت، نفرت، بھوک، پیاس، خوف، غم، رنج، راحت، پیدائش، موت وغیرہ
ان سے متصف ہونے کے باعث انسان تھے۔

ایشور اور عفو گناہ

معترض۔ ایشور اپنے (بھگتوں) محبوں کے گناہ معاف کرتا ہے یا نہیں؟

مجیب۔ نہیں۔ کیونکہ اگر وہ گناہ معاف کرے۔ تو اس کا عدل معدوم ہو جائے۔ اور سب انسان بڑے بڑے گناہ کرنے لگیں۔ معافی کی بات سنتے ہی انہیں گناہ کرنے میں تامل نہ رہے گا۔ اُلٹا ارتکاب گناہ کا حوصلہ بڑھ جائیگا۔ جیسے اگر راجا جرائم معاف کر دے۔ تو لوگ دلیر ہو ہو کر بیش بیش گناہ کریں گے۔ انہیں یقین ہو گا۔ کہ راجا ہمارے گناہ معاف کر دیگا۔ یا ہاتھ جوڑ کر کسی اور طرح منت سماجت کر کے ہم اپنے گناہ بخشوا لیں گے۔ یہاں تک کہ جو پہلے جرائم کا ارتکاب نہیں کرتے۔ وہ بھی بے خوف ہو کر ارتکاب جرائم کی طرف مائل ہو جائیں گے۔ اس لئے تمام اعمال کا مناسب ثمرہ دینا ہی پرمیشور کا کام ہے۔ معاف کر دینا نہیں۔

روح فاعل مختار ہے

معترض۔ رُوح مختار ہے یا مجبور؟

مجیب۔ فعل کرنے میں مختار ہے اور ایشور کے قانون کے مطابق سزا و جزا حاصل کرنے میں مجبور ہے۔ پاݨنی منی اپنے دیاکرن میں کہتے ہیں۔ کہ فاعل مختار ہی کو کہتے ہیں۔

معترض۔ مختار کسے کہتے ہیں؟

مجیب۔ جس کے اختیار میں جسم۔ (پران) انفاس اور ظاہری و باطنی قوےٰ ہوں۔ (وہ مختار ہے)۔ اگر روح مختار نہ ہو۔ تو وہ گناہ و ثواب کی سزا و جزا کی سزاوار ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جیسے نوکر آقا کے، اور فوج سپہ سالار کے، حکم یا اشارے سے میدان جنگ میں کثیر التعداد اشخاص ہلاک کر دیتی ہے۔ تو بھی نہ نوکر مجرم ہوتا ہے اور نہ فوج۔ ایسے ہی اگر ارواح کے سب اعمال ایشور کی تحریک یا جبر سے معرض ظہور میں آئیں۔ تو ارواح گناہ و ثواب کی ذمہ دار قرار نہیں دی جا سکتیں۔ ان اعمال کے ثمر کا حقدار پرمیشور ہو گا۔ جو ان کا محرک ہے۔ بہشت و دوزخ یعنی راحت و رنج کا مستحق بھی پرمیشور ہو گا۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی ہتھیار سے کسی شخص کو قتل کر دے۔ تو مواخذہ و سزا کا سزاوار ہتھیار نہیں۔ خود قاتل ہوتا ہے۔ ایسے ہی مجبور ہونے کی حالت میں روح گناہ و ثواب کی ذمہ دار نہیں گردانی جا سکتی۔ اس استدلال سے ثابت ہے۔ کہ روح اپنی قدرت کے

کتابِ مقدّس

یعنی

پرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

حوالہ نمبر 399

The Holy Bible in URDU

Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

اُس زمانہ کے لوگوں کو
کوئی نشان نہیں دیا جائیگا

۸ کھائیں۔ اُس نے اُن پر برکت دے کر کہا کہ یہ بھی اُنکے آگے رکھ دو۔ پس وہ کھا کر سیر ہوئے اور بچے ہوئے ٹکڑوں کے سات ٹوکرے اُٹھائے۔

۹، ۱۰ اور لوگ چار ہزار کے قریب تھے۔ پھر اُس نے اُنکو رخصت کیا۔ اور وہ فی الفور اپنے شاگردوں کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر دلمنوتہ کے علاقہ میں گیا۔

۱۱ پھر فریسی نکل کر اُس سے بحث کرنے لگے اور اُسے آزمانے کے لئے

۱۲ اُس سے کوئی آسمانی نشان طلب کیا۔ اُس نے اپنی رُوح میں آہ کھینچ کر کہا (الف) اِس زمانہ کے لوگ کیوں نشان طلب کرتے ہیں؟ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ (ب) اِس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان دیا نہ جائیگا۔

۱۳ اور وہ اُنکو چھوڑ کر پھر کشتی میں بیٹھا اور پار چلا گیا۔

۱۴ اور وہ روٹی لینا بھول گئے تھے اور کشتی میں اُنکے پاس ایک سے

۱۵ زیادہ روٹی نہ تھی۔ اور اُس نے اُنکو یہ حکم دیا کہ خبردار فریسیوں کے خمیر اور

۱۶ ہیرودیس کے خمیر سے ہوشیار رہنا۔ وہ آپس میں چرچا کرنے اور کہنے لگے

۱۷ کہ ہمارے پاس روٹی نہیں۔ مگر یسوع نے یہ معلوم کر کے اُن سے کہا تم کیوں یہ چرچا کرتے ہو کہ ہمارے پاس روٹی نہیں؟ کیا اب تک نہیں

۱۸ جانتے اور نہیں سمجھتے؟ کیا تمہارا دل سخت ہو گیا ہے؟ آنکھیں ہیں اور تم دیکھتے نہیں؟ کان ہیں اور سُنتے نہیں؟ اور کیا تم کو یاد نہیں؟

۱۹ جس وقت میں نے وہ پانچ روٹیاں پانچ ہزار کے لئے توڑیں تو تم نے کتنی ٹوکریاں ٹکڑوں سے بھری ہوئی اُٹھائیں؟ اُنہوں نے اُس سے

۲۰ کہا بارہ۔ اور جس وقت سات روٹیاں چار ہزار کے لئے توڑیں تو تم نے کتنے ٹوکرے ٹکڑوں سے بھرے ہوئے اُٹھائے؟ اُنہوں نے اُس سے

۲۱ کہا سات۔ اُس نے اُن سے کہا کیا تم اب تک نہیں سمجھتے؟

۲۲ پھر وہ بیت صیدا میں آئے اور لوگ ایک اندھے کو اُسکے پاس لائے

۲۳ اور اُسکی منت کی کہ اُسے چھوئے۔ وہ اُس اندھے کا ہاتھ پکڑ کر اُسے گاؤں سے باہر لے گیا اور اُسکی آنکھوں میں تھوک کر اپنے ہاتھ اُس

۲۴ پر رکھے اور اُس سے پوچھا کیا تو کچھ دیکھتا ہے؟ اُس نے نظر اُٹھا کر کہا میں آدمیوں کو دیکھتا ہوں کیونکہ وہ مجھے چلتے ہوئے ایسے دکھائی

۲۵ دیتے ہیں جیسے درخت۔ پھر اُس نے دوبارہ اُسکی آنکھوں پر اپنے ہاتھ رکھے اور اُس نے غور سے نظر کی اور اچھا ہو گیا اور سب چیزیں صاف

۲۶ صاف دیکھنے لگا۔ پھر اُس نے اُسکو اُسکے گھر کی طرف روانہ کیا اور کہا کہ اِس گاؤں کے اندر قدم بھی نہ رکھنا۔

۲۷ پھر یسوع اور اُسکے شاگرد قیصریہ فلپی کے گاؤں میں چلے گئے اور راہ میں اُس نے اپنے شاگردوں سے یہ پوچھا کہ لوگ مجھے کیا کہتے

۲۸ ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا اور بعض ایلیاہ

۲۹ اور بعض نبیوں میں سے کوئی۔ اُس نے اُن سے پوچھا لیکن تم مجھے

۳۰ کیا کہتے ہو؟ پطرس نے جواب میں اُس سے کہا تو مسیح ہے۔ پھر اُس

۳۱ نے اُنکو تاکید کی کہ میری بابت کسی سے یہ نہ کہنا۔ پھر وہ اُنکو تعلیم دینے لگا کہ ضرور ہے کہ ابن آدم بہت دُکھ اُٹھائے اور بزرگ اور سردار کاہن اور فقیہ اُسے رد کریں اور وہ قتل کیا جائے اور تین دن کے بعد جی اُٹھے۔

۳۲ اور اُس نے یہ بات صاف صاف کہی۔ پطرس اُسے الگ لے جا کر

۳۳ اُسے ملامت کرنے لگا۔ مگر اُس نے مڑ کر اپنے شاگردوں پر نگاہ کر کے پطرس کو ملامت کی اور کہا اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو کیونکہ تو خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے۔

۳۴ پھر اُس نے بھیڑ کو اپنے شاگردوں سمیت پاس بُلا کر اُن سے کہا اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو (ج) اپنی خودی سے انکار کرے اور اپنی صلیب

۳۵ اُٹھائے اور میرے پیچھے ہولے۔ کیونکہ جو کوئی اپنی جان بچانا چاہے وہ اُسے کھوئیگا اور جو کوئی میری اور (د) انجیل کی خاطر اپنی جان کھوئیگا

۳۶ وہ اُسے بچائیگا۔ اور آدمی اگر ساری دُنیا کو حاصل کرے اور اپنی

۳۷ جان کا نقصان اُٹھائے تو اُسے کیا فائدہ ہوگا؟ اور آدمی اپنی جان

۳۸ کے بدلے کیا دے؟ کیونکہ جو کوئی اِس (و) زناکار اور خطاکار قوم میں مجھ سے اور میری باتوں سے شرمائیگا ابن آدم بھی جب اپنے باپ کے

باب ۹ ۱ جلال میں پاک فرشتوں کے ساتھ آئیگا تو اُس سے شرمائیگا۔ اور اُس نے اُن سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو یہاں کھڑے ہیں اُن میں سے بعض ایسے ہیں کہ جب تک خدا کی بادشاہی کو قدرت کے ساتھ آیا ہوا نہ دیکھ لیں موت کا مزہ ہرگز نہ چکھینگے۔

۲ چھ دن کے بعد یسوع نے پطرس اور یعقوب اور یوحنا کو ہمراہ لیا اور اُنکو الگ ایک اُونچے پہاڑ پر تنہائی میں لے گیا اور اُنکے سامنے اُسکی

۳ صورت بدل گئی۔ اور اُسکی پوشاک ایسی نورانی اور نہایت سفید

۴ ہو گئی کہ دُنیا میں کوئی دھوبی ویسی سفید نہیں کر سکتا۔ اور ایلیاہ موسیٰ کے ساتھ اُنکو دکھائی دیا اور وہ یسوع سے باتیں کرتے تھے۔

۵ پطرس نے یسوع سے کہا ربی! (ہ) ہمارا یہاں رہنا اچھا ہے۔ پس ہم تین ڈیرے بنائیں۔ ایک تیرے لئے ایک موسیٰ کے لئے۔ ایک ایلیاہ

۶ کیلئے۔ کیونکہ وہ جانتا نہ تھا کہ کیا جواب دے اِسلیئے کہ وہ بہت ڈر گئے تھے۔

۷ پھر ایک بادل نے اُن پر سایہ کر لیا اور اُس بادل میں سے آواز

۸ آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ اُسکی سُنو۔ اور اُنہوں نے یکایک جو چاروں طرف نظر کی تو یسوع کے سوا اور کسی کو اپنے ساتھ پھر نہ دیکھا۔

(الف) یونانی۔ یہ پشت ... کرتی ہے؟ (ب) یونانی۔ اِس پشت (ج) یا اپنے آپ سے (د) یا خوشخبری (و) یونانی۔ پشت (ہ) یونانی۔ جواب میں کہا۔

کتابِ مقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہدنامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی - لاہور

حوالہ نمبر 401

The Holy Bible in URDU

Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X

095YTI ISBN - 9692504808

نے پطرس اور یُوحنّا کو یہ کہہ کر بھیجا کہ جاکر ہمارے کھانے کے لِئے فسح تیّار کرو۔ ۹ اُنہوں نے اُس سے کہا تو کہاں چاہتا ہے کہ ہم تیّار کریں؟ ۱۰ اُس نے اُن سے کہا دیکھو شہر میں داخِل ہوتے ہی تُمہیں ایک آدمی پانی کا گھڑا لِئے ہُوئے مِلیگا۔ ۱۱ جس گھر میں وہ جائے اُسکے پیچھے چلے جانا۔ اور گھر کے مالِک سے کہنا کہ اُستاد تُجھ سے کہتا ہے وہ مہمان خانہ کہاں ہے جس میں ۱۲ مَیں اپنے شاگردوں کے ساتھ فسح کھاؤُں؟ وہ تُمہیں ایک ۱۳ بڑا بالا خانہ آراستہ کِیا ہُؤا دِکھائیگا۔ وہیں تیّاری کرنا۔ اُنہوں نے جاکر جیسا اُس نے اُن سے کہا تھا ویسا ہی پایا اور فسح تیّار کِیا۔

۱۴ جب وقت ہوگیا تو وہ کھانا کھانے بَیٹھا اور رسُول اُسکے ۱۵ ساتھ بَیٹھے۔ اُس نے اُن سے کہا مُجھے بڑی آرزُو تھی کہ دُکھ ۱۶ سہنے سے پہلے یہ فسح تُمہارے ساتھ کھاؤُں۔ کیونکہ مَیں تُم سے کہتا ہُوں کہ اُسے کبھی نہ کھاؤُنگا جب تک وہ خُدا کی بادشاہی ۱۷ میں پُورا نہ ہو۔ پھر اُس نے پیالہ لیکر شُکر کِیا اور کہا کہ اِسکو لیکر ۱۸ آپس میں بانٹ لو۔ کیونکہ مَیں تُم سے کہتا ہُوں کہ انگور کا شِیرہ اب سے کبھی نہ پِیُونگا جب تک خُدا کی بادشاہی نہ آلے۔ ۱۹ پھر اُس نے روٹی لی اور شُکر کرکے توڑی اور یہ کہہ کر اُنکو دی کہ یہ میرا بدن ہے جو تُمہارے واسطے دِیا جاتا ہے۔ میری یادگاری ۲۰ کے لِئے یہی کِیا کرو۔ اور اِسی طرح کھانے کے بعد پیالہ یہ کہہ کر دِیا کہ یہ پیالہ میرے اُس خُون میں نیا عہد ہے جو تُمہارے ۲۱ واسطے بہایا جاتا ہے۔ مگر دیکھو میرے پکڑوانے والے کا ہاتھ ۲۲ میرے ساتھ میز پر ہے۔ کیونکہ اِبنِ آدم تو جیسا اُسکے واسطے مُقرّر ہے جاتا ہی ہے مگر اُس شخص پر افسوس ہے جس کے ۲۳ وسیلہ سے وہ پکڑوایا جاتا ہے! اِس پر وہ آپس میں پُوچھنے لگے کہ ہم میں سے کَون ہے جو یہ کام کریگا؟

۲۴ اور اُن میں یہ تکرار بھی ہُوئی کہ ہم میں سے کَون بڑا سمجھا ۲۵ جاتا ہے؟ اُس نے اُن سے کہا کہ غَیر قَوموں کے بادشاہ اُن پر حکُومت چلاتے ہیں اور جو اُن پر اِختیار رکھتے ہیں خُداوندِ ۲۶ نعمت کہلاتے ہیں۔ مگر تُم ایسے نہ ہونا بلکہ جو تُم میں بڑا ہے وہ چھوٹے کی مانند اور جو سردار ہے وہ خِدمت کرنے والے کی مانند ۲۷ بنے۔ کیونکہ بڑا کَون ہے؟ وہ جو کھانا کھانے بَیٹھا یا وہ جو خِدمت کرتا ہے؟ کیا وہ نہیں جو کھانا کھانے بَیٹھا ہے؟ لیکن مَیں تُمہارے درمیان خِدمت کرنے والے کی مانند ہُوں۔ ۲۸ مگر تُم وہ ہو ۲۹ جو میری آزمایشوں میں برابر میرے ساتھ رہے۔ اور جیسے میرے باپ نے میرے لِئے ایک بادشاہی مُقرّر کی ہے مَیں بھی تُمہارے ۳۰ لِئے مُقرّر کرتا ہُوں۔ تاکہ میری بادشاہی میں میری میز پر کھاؤ پیو بلکہ تُم تختوں پر بَیٹھ کر اِسرائیل کے بارہ قبیلوں کا اِنصاف ۳۱ کروگے۔ شمعُون! شمعُون! دیکھ شَیطان نے تُم لوگوں کو مانگ ۳۲ لِیا تاکہ گیہُوں کی طرح پھٹکے۔ لیکن مَیں نے تیرے لِئے دُعا کی کہ تیرا اِیمان جاتا نہ رہے اور جب تُو رُجُوع کرے تو اپنے بھائیوں کو ۳۳ مضبُوط کرنا۔ اُس نے اُس سے کہا اَے خُداوند! تیرے ساتھ مَیں قید ہونے بلکہ مرنے کو بھی تیّار ہُوں۔ ۳۴ اُس نے کہا اَے پطرس مَیں تُجھ سے کہتا ہُوں کہ آج مُرغ بانگ نہ دیگا جب تک تُو تِین بار میرا اِنکار نہ کرے کہ مُجھے نہیں جانتا۔

۳۵ پھر اُس نے اُن سے کہا کہ جب مَیں نے تُمہیں بٹوے اور جھولی اور جُوتی بغَیر بھیجا تھا تو کیا تُم کِسی چِیز کے مُحتاج رہے ۳۶ تھے؟ اُنہوں نے کہا کِسی چِیز کے نہیں۔ اُس نے اُن سے کہا مگر اب جِسکے پاس بٹوا ہو وہ اُسے لے اور اِسی طرح جھولی بھی اور جِسکے پاس نہ ہو وہ اپنی پوشاک بیچ کر تلوار خریدے۔ ۳۷ کیونکہ مَیں تُم سے کہتا ہُوں کہ یہ جو لِکھا ہے کہ وہ بدکاروں میں گِنا گیا اُسکا میرے حق میں پُورا ہونا ضرُور ہے۔ اِسلِئے کہ جو کُچھ مُجھ ۳۸ سے نِسبت رکھتا ہے وہ پُورا ہونا ہے۔ اُنہوں نے کہا اَے خُداوند! دیکھ یہاں دو تلواریں ہیں۔ اُس نے اُن سے کہا بُہت ہیں۔

۳۹ پھر وہ نِکل کر اپنے دستُور کے مُوافِق زَیتُون کے پہاڑ کو گیا اور ۴۰ شاگرد اُسکے پیچھے ہو لِئے۔ اور اُس جگہ پہنچ کر اُس نے اُن سے ۴۱ کہا دُعا کرو کہ آزمایش میں نہ پڑو۔ اور وہ اُن سے بمشکِل الگ ہو کر کوئی پتّھر کے ٹپّے آگے بڑھا اور گھٹنے ٹیک کر یُوں دُعا کرنے لگا کہ ۴۲ اَے باپ اگر تُو چاہے تو یہ پیالہ مُجھ سے ہٹا لے تو بھی میری مرضی ۴۳ نہیں بلکہ تیری ہی مرضی پُوری ہو۔ اور آسمان سے ایک فرِشتہ ۴۴ اُسکو دِکھائی دِیا۔ وہ اُسے تقوِیت دیتا تھا۔ پھر وہ سخت پریشانی میں مُبتلا ہوکر اَور بھی دِلسوزی سے دُعا کرنے لگا اور اُسکا پسِینہ ۴۵ گویا خُون کی بڑی بڑی بُوندیں ہوکر زمِین پر ٹپکتا تھا۔ جب دُعا سے اُٹھ کر شاگردوں کے پاس آیا تو اُنہیں غم کے مارے سوتے پایا۔ ۴۶ اور اُن سے کہا تُم سوتے کیوں ہو؟ اُٹھ کر دُعا کرو تاکہ آزمایش میں نہ پڑو۔

محدود والمکان ہے۔ محیط کل نہیں۔ تب ہی تو اس کے پاس سے پیغمبر آتے جاتے ہیں۔ ایسا تو خدا نہیں ہو سکتا۔ کہیں محیط کل لکھتے ہیں۔ کہیں محدود والمکان۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قرآن ایک شخص کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ بہت لوگوں کا بنایا ہوا ہے۔ (۶۲)

سورة مائدہ (۶۳) تم پر حرام کیا گیا مردار۔ لہو۔ سور کا گوشت جس پر اللہ کے سوائے اور کچھ پڑھا جائے۔ اور جو مر گیا گھٹ کر اور جو لاٹھی یا پتھر کی ضرب سے یا اوپر سے گر کر اور جو سینگ مارنے سے اور جس کو کھایا ہو درندوں نے۔[1] (منزل ۱۔ پارہ ۶۔ آیت ۳)

محقق۔ کیا اتنی ہی چیزیں حرام ہیں؟ اور بہت سے حیوان حشرات الارض وغیرہ مسلمانوں کے لئے حلال ہیں؟ یہ تمام باتیں انسان کی گھڑت ہیں۔ خدا کی نہیں۔ اس لئے مستند بھی نہیں ہیں۔ (۶۳)

(۶۴) اور قرض دو تم اللہ کو اچھا۔ البتہ میں تمہاری برائی دور کروں گا۔ اور تمہیں بہشتوں میں داخل کروں گا۔[2] (منزل ۲۔ سیپارہ ۶۔ سورة پنجم۔ آیت ۱۱)

محقق۔ واہ جی واہ! مسلمانوں کے خدا کے گھر میں کچھ بھی دولت نہیں رہی ہوگی۔ اگر ہوتی تو قرض کیوں مانگتا؟ اور ان کو کیوں بہکاتا۔ یہ کہہ کر کہ تمہاری برائی دور کر کے تم کو بہشت میں بھیجوں گا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا کے نام سے محمد صاحب نے اپنا مطلب نکالا ہے۔ (۶۴)

(۶۵) بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور عذاب دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اور دیا تم کو جو نہ دیا کسی کو۔[3] (منزل ۲۔ سیپارہ ۶۔ سورة پنجم۔ آیت ۱۷۔ ۱۹)

محقق۔ جس طرح شیطان جس کو چاہتا ہے گنہگار بناتا ہے۔ ویسے ہی مسلمانوں کا خدا بھی شیطان کا کام کرتا ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو پھر بہشت اور دوزخ میں خدا ہی جائے۔ کیونکہ وہ گناہ اور ثواب کا کرنے والا ہے۔ وہ جیو محتاج یا لغیر ہیں۔ جس طرح کہ فوج اپنے سپہ سالار کے زیر حفاظت رہتی اور (اس کے حکم سے) کسی کو مارتی ہے۔ تو اس حالت میں نیکی و بدی سپہ سالار کو ہوتی ہے۔ فوج کو نہیں۔ (۶۵)

(۶۶) اور فرمان برداری کرو اللہ کی اور فرمان برداری کرو رسول کی۔[4] (منزل دوم۔ سیپارہ ہفتم۔ سورة پنجم۔ آیت ۹۱)

محقق۔ دیکھئے یہ بات خدا کے شریک ہونے کی ہے۔ پھر خدا کو لاشریک ماننا فضول ہے۔ (۶۶)

---

[1] حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ

[2] وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ

[3] يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ط ...... وَاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا

[4] وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

محدود المکان ہے محیط کل نہیں۔ تب ہی تو اس کے پاس سے پیغمبر آتے جاتے ہیں۔ ایسا تو خدا نہیں ہو سکتا۔ کہیں محیط کل لکھتے ہیں۔ کہیں محدود المکان۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قرآن ایک شخص کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ بہت لوگوں کا بنایا ہوا ہے۔ (۶۲)

(۶۳) تم پر حرام کیا گیا مردار۔ لہو۔ سور کا گوشت جس پر اللہ کے سوائے اور کچھ پڑھا جائے۔ اور مر گیا گھٹ کر اور جو لاٹھی یا پتھر کی ضرب سے یا اوپر سے گر کر اور جو سینگ مارنے سے اور جس کو کھایا ہو درندوں نے۔[1] (منزل ۱۔ پارہ ۶۔ آیت ۳)

محقق۔ کیا اتنی ہی چیزیں حرام ہیں؟ اور بہت سے حیوان حشرات الارض وغیرہ مسلمانوں کے لئے حلال ہیں؟ یہ تمام باتیں انسان کی گھڑت ہیں۔ خدا کی نہیں۔ اس لئے مستند بھی نہیں ہیں۔ (۶۳)

(۶۴) اور قرض دو تم اللہ کو اچھا۔ البتہ میں تمہاری برائی دور کر دوں گا۔ اور تمہیں بہشتوں میں داخل کروں گا۔[2] (منزل ۲ سیپارہ ۶۔ سورۃ پنجم۔ آیت ۱۱)

محقق۔ واہ جی واہ! مسلمانوں کے خدا کے گھر میں کچھ بھی دولت نہیں رہی ہو گی۔ اگر ہوتی تو قرض کیوں مانگتا؟ اور ان کو کیوں بہکاتا۔ یہ کہہ کر تمہاری برائی دور کر کے تم کو بہشت میں بھیجوں گا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا کے نام سے محمد صاحب نے اپنا مطلب نکالا ہے۔ (۶۴)

(۶۵) بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور عذاب دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اور دیا تم کو جو نہ دیا کسی کو۔[3] (منزل ۲ سیپارہ ۶ سورۃ پنجم۔ آیت ۱۷۔ ۱۹)

محقق۔ جس طرح شیطان جس کو چاہتا ہے گنہگار بناتا ہے۔ ویسے ہی مسلمانوں کا خدا بھی شیطان کا کام کرتا ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو پھر بہشت اور دوزخ میں خدا ہی جائے۔ کیونکہ وہ گناہ اور ثواب کا کرنے والا ہے۔ روحیں محتاج بالغیر ہیں۔ جس طرح کہ فوج اپنے سپہ سالار کے زیر حفاظت رہتی اور (اس کے حکم سے) کسی کو مارتی ہے۔ تو اس حالت میں نیکی و بدی سپہ سالار کو ہوتی ہے۔ فوج کو نہیں۔ (۶۵)

(۶۶) اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی۔[4] (منزل دوم۔ سیپارہ ہفتم۔ سورۃ پنجم۔ آیت ۹۱)

محقق۔ دیکھئے یہ بات خدا کے شریک ہونے کی ہے۔ پھر خدا کو لاشریک ماننا فضول ہے۔ (۶۶)

---

[1] حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ أَكَلَ السَّبُعُ

[2] وَأَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ

[3] يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ..... وَاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا

[4] وَأَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

کھائینگے۔ (۲) پس اُن کی میراث اُنکے بھائیوں کے ساتھ نہ ہوگی بلکہ خداوند ہی اُن کی میراث ہے جیسا اُس نے اُنہیں فرمایا تھا۔

(۳) اور کاہنوں کا حق لوگوں کی طرف سے یعنی اُن سے جو قربانی گذرانتے ہیں بیل یا بھیڑ بکری کی۔ یہ ہوگا کہ وہ کاہن کو شانہ اور کنپٹیاں اور جھوجھ دینگے۔ (۴) اور تو اپنے غلے میں سے اور اپنی مے اور تیل میں سے جو پہلے حاصل ہوتا ہے اور اپنی بھیڑوں کی اون میں سے جو پہلے کتری جائے اُسے دیجیو۔ (۵) کہ خداوند تیرے خدا نے تیرے سارے فرقوں میں سے اُسے چن لیا ہے۔ اُسے اور اُسکے بیٹوں کو تاکہ وہ خداوند کے نام سے ہمیشہ تک خدمت کے لئے کھڑے رہیں۔

(۶) اگر کوئی لاوی تمام اسرائیل کے درمیان تیرے پھاٹکوں میں سے کسی کے اندر سے جہاں وہ بودوباش کرتا تھا آئے اور اُس جگہ جسے خداوند پسند فرمائے سارے دل کی چاہ سے حاضر ہو۔ (۷) تو وہ خداوند اپنے خدا کے نام سے خدمت کیا کرے جس طرح اُسکے سارے بھائی یعنے لاوی کرتے جو خداوند کے حضور وہاں کھڑے رہتے ہیں۔ (۸) وہ برابر حصہ کھانیکو پائینگے۔ سوائے اُسکے جو اُسکے باپ دادوں کی میراث بیچنے سے اُسے حاصل ہو۔

(۹) جب تو اُس سرزمین میں جو خداوند تیرا خدا تجھکو دیتا ہے داخل ہو تو تو وہاں کی گروہوں کے کریہہ کاموں کے مطابق عمل کرنا مت سیکھیو۔ (۱۰) تم میں کوئی پایا نہ جائے جو اپنے بیٹے یا بیٹی کو آگ میں گذر کروائے یا غیب گو یا نجومی یا فال کھولنے والا یا ڈاین بنے۔ (۱۱) نہ منتر پڑھنے والا ہو نہ بار دیو سے سوال کرنے والا اور نہ رمال اور نہ ساحر ہو۔ (۱۲) کیونکہ وہ سب جو ایسے کام کرتے ہیں خداوند کی نفرت کے باعث ہیں۔ اور ایسی کراہتوں کے سبب سے خداوند تیرا خدا اُنکو تیرے آگے سے دور کرتا ہے۔ (۱۳) تو خداوند اپنے خدا کے آگے کامل ہو۔ (۱۴) کیونکہ وہ گروہیں جن کا تو وارث ہوگا نجومیوں اور غیب گوؤں کی طرف کان دھرتی ہیں پر تو جو ہے خداوند تیرے خدا نے تجھکو اجازت نہیں دی کہ ایسا کرے۔

(۱۵) خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کریگا تم اُسکی طرف کان دھریو۔ (۱۶) اُس سب کی مانند جو تو نے خداوند اپنے خدا سے حوریب میں مجمع کے دن مانگا اور کہا کہ ایسا نہ ہو کہ میں خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سنوں اور ایسی شدت کی آگ میں پھر دیکھوں تاکہ میں مر نہ جاؤں۔ (۱۷) اور خداوند نے مجھے کہا کہ اُنہوں نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا۔ (۱۸) میں اُنکے لئے اُنکے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اُسکے منہ میں ڈالونگا۔ اور جو کچھ میں اُسے فرماؤنگا وہ سب اُن سے کہیگا۔ (۱۹) اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکے کہیگا نہ سنیگا تو میں اُس کا حساب اُس سے لونگا۔

(۲۰) لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جسکے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔ (۲۱) اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں؟ (۲۲) تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اُس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اُس نبی نے گستاخی سے کہی ہے تو اُس سے مت ڈر۔

۱۹ باب

جب خداوند تیرا خدا اُن قوموں کو جنکی سرزمین خداوند تیرا خدا تجھکو عنایت کرتا ہے کاٹ ڈالے اور تو اُنکا وارث ہو اور اُنکے شہروں میں اور اُنکے گھروں میں بسے۔ (۲) تو تو اُس سرزمین کے بیچوں بیچ جسے خداوند تیرا خدا تیری میراث کر دیتا ہے تین شہر اپنے لئے جدا کیجیو۔ (۳) تب تو اپنے لئے ایک راہ مقرر کیجیو اور اپنی سرزمین کی اطراف کو جو خداوند تیرا خدا تیری میراث کر دیتا ہے تین حصے کیجیو تاکہ ہر ایک خونی بھاگ کے وہاں

۵ باتیں اِسلئے نہ کہیں کہ مَیں تُمہارے ساتھ تھا۔ مگر اب مَیں اپنے بھیجنے والے کے پاس جاتا ہُوں اور تُم میں سے کوئی مُجھ سے نہیں پُوچھتا کہ تُو کہاں جاتا ہے؟ ۶ بلکہ اِسلئے کہ مَیں نے یہ باتیں تُم سے کہیں تُمہارا دِل غم سے بھر گیا۔ ۷ لیکن مَیں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ میرا جانا تُمہارے لِئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر مَیں نہ جاؤں تو وہ (الف) مددگار تُمہارے پاس نہ آئیگا لیکن اگر جاؤنگا تو اُسے تُمہارے پاس بھیج دُونگا۔ ۸ اور وہ آکر دُنیا کو گُناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصُور وار ٹھہرائیگا۔ ۹ گُناہ کے بارے میں اِسلئے کہ وہ مُجھ پر اِیمان نہیں لاتے۔ ۱۰ راستبازی کے بارے میں اِسلئے کہ مَیں باپ کے پاس جاتا ہُوں اور تُم مُجھے پھر نہ دیکھوگے۔ ۱۱ عدالت کے بارے میں اِسلئے کہ دُنیا کا سردار مُجرم ٹھہرایا گیا ہے۔ ۱۲ مُجھے تُم سے اَور بھی بُہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تُم اُنکی برداشت نہیں کر سکتے۔ ۱۳ لیکن جب وہ یعنی سچّائی کا رُوح آئیگا تو تُمکو تمام سچّائی کی راہ دِکھائیگا۔ اِسلئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہیگا لیکن جو کُچھ سُنیگا وُہی کہیگا اور تُمہیں آیندہ کی خبریں دیگا۔ ۱۴ وہ میرا جلال ظاہر کریگا۔ اِسلئے کہ (ب) مُجھ ہی سے حاصل کرکے تُمہیں خبریں دیگا۔ ۱۵ جو کُچھ باپ کا ہے وہ سب میرا ہے۔ اِسلئے مَیں نے کہا کہ وہ (ج) مُجھ ہی سے حاصل کرتا ہے اور تُمہیں خبریں دیگا۔ ۱۶ تھوڑی دیر میں تُم مُجھے نہ دیکھوگے اور پھر تھوڑی دیر میں مُجھے دیکھ لوگے۔ ۱۷ پس اُسکے بعض شاگردوں نے آپس میں کہا یہ کیا ہے۔ جو وہ ہم سے کہتا ہے کہ تھوڑی دیر میں تُم مُجھے نہ دیکھوگے اور پھر تھوڑی دیر میں مُجھے دیکھ لوگے اور یہ کہ اِسلئے کہ مَیں باپ کے پاس جاتا ہُوں؟ ۱۸ پس اُنہوں نے کہا کہ تھوڑی دیر جو وہ کہتا ہے یہ کیا بات ہے؟ ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا کہتا ہے۔ ۱۹ یِسُوع نے یہ جان کر کہ وہ مُجھ سے سوال کرنا چاہتے ہیں اُن سے کہا کیا تُم آپس میں میری اِس بات کی نسبت پُوچھ پاچھ کرتے ہو کہ تھوڑی دیر میں تُم مُجھے نہ دیکھوگے اور پھر تھوڑی دیر میں مُجھے دیکھ لوگے؟ ۲۰ مَیں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ تُم تو روؤگے اور ماتم کروگے مگر دُنیا خُوش ہوگی۔ تُم غمگین تو ہوگے لیکن تُمہارا غم ہی خُوشی بن جائیگا۔ ۲۱ جب عورت جننے لگتی ہے تو غمگین ہوتی ہے اِسلئے کہ اُسکے دُکھ کی گھڑی آپہنچی لیکن جب بچّہ پَیدا ہو چُکتا ہے تو اِس خُوشی سے کہ دُنیا میں ایک آدمی پَیدا ہُؤا اُس درد کو پھر یاد نہیں کرتی۔ ۲۲ پس تُمہیں بھی اب تو غم ہے مگر مَیں تُم سے پھر مِلونگا اور تُمہارا دِل خُوش ہوگا اور تُمہاری خُوشی کوئی تُم سے چھین نہ لیگا۔ ۲۳ اُس دِن تُم مُجھ سے کُچھ نہ پُوچھوگے۔ مَیں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ اگر باپ سے کُچھ مانگوگے تو وہ میرے نام سے تُمکو دیگا۔ ۲۴ اب تک تُم نے میرے نام سے (د) کُچھ نہیں مانگا۔ مانگو تو پاؤگے تاکہ تُمہاری خُوشی پُوری ہو جائے۔

۲۵ مَیں نے یہ باتیں تُم سے تمثیلوں میں کہیں۔ وہ وقت آتا ہے کہ پھر تُم سے تمثیلوں میں نہ کہُونگا بلکہ صاف صاف تُمہیں باپ کی خبر دُونگا۔ ۲۶ اُس دِن تُم میرے نام سے مانگوگے اور مَیں تُم سے یہ نہیں کہتا کہ باپ سے تُمہارے لِئے درخواست کرُونگا۔ ۲۷ اِسلئے کہ باپ تو آپ ہی تُمکو عزیز رکھتا ہے کیونکہ تُم نے مُجھ کو عزیز رکھا ہے اور اِیمان لائے ہو کہ مَیں باپ کی طرف سے نِکلا۔ ۲۸ مَیں باپ میں سے نِکلا اور دُنیا میں آیا ہُوں۔ پھر دُنیا سے رُخصت ہوکر باپ کے پاس جاتا ہُوں۔ ۲۹ اُسکے شاگردوں نے کہا دیکھ اب تُو صاف صاف کہتا ہے اور کوئی تمثیل نہیں کہتا۔ ۳۰ اب ہم جان گئے کہ تُو سب کُچھ جانتا ہے اور اِسکا مُحتاج نہیں کہ کوئی تُجھ سے پُوچھے۔ اِس سبب سے ہم اِیمان لاتے ہیں کہ تُو خُدا سے نِکلا ہے۔ ۳۱ یِسُوع نے اُنہیں جواب دِیا کیا تُم اب اِیمان لاتے ہو؟ ۳۲ دیکھو وہ گھڑی آتی ہے بلکہ آپہنچی کہ تُم سب پراگندہ ہوکر اپنے اپنے گھر کی راہ لوگے اور مُجھے اکیلا چھوڑ دوگے تو بھی مَیں اکیلا نہیں ہُوں کیونکہ باپ میرے ساتھ ہے۔ ۳۳ مَیں نے تُم سے یہ باتیں اِسلئے کہیں کہ تُم مُجھ میں اِطمینان پاؤ۔ دُنیا میں مُصیبت اُٹھاتے ہو لیکن خاطر جمع رکھو مَیں دُنیا پر غالِب آیا ہُوں۔

۱۷ب ۱ یِسُوع نے یہ باتیں کہیں اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھاکر کہا کہ اَے باپ! وہ گھڑی آپہنچی۔ اپنے بیٹے کا جلال ظاہر کر تاکہ بیٹا تیرا جلال ظاہر کرے۔ ۲ چُنانچہ تُو نے اُسے ہر بشر پر اِختیار دِیا ہے تاکہ جنہیں تُو نے اُسے بخشا ہے اُن سب کو وہ ہمیشہ کی زِندگی دے۔ ۳ اور ہمیشہ کی

یں یا شفیع (ب) یُونانی۔ جو میرا ہے اُس میں سے لیکر (ج) یُونانی۔ جو میرا ہے اُسمیں سے لیتا ہے ۱۰۱ (د) یُونانی۔ تُمہیں پھر دیکھُونگا (ہ) یُونانی۔ میں

وهو مختصر تفسير ترجمان القرآن

للإمام
جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي
المتوفى سنة ٩١١هـ

الجزء الأول

محتوى الجزء الأول: من أول سورة الفاتحة، إلى آخر سورة البقرة

خلا ناداه يا محمد قل ﴿بسم الله الرحمن الرحيم، الحمد لله رب العالمين﴾ حتى بلغ ﴿ولا الضالين﴾ قال: بل لا إلّه إلا الله. فأتى ورقة، فذكر ذلك له فقال له ورقة: «أبشر ثم أبشر فإني أشهد أنك الذي بشر به ابن مريم، وأنك على مثل ناموس موسى، وأنك نبي مرسل».

وأخرج أبو نعيم في الدلائل من طريق ابن اسحق حدثني اسحق بن يسار عن رجل من بني سلمة قال: لما أسلم فتيان بني سلمة، وأسلم ولد عمرو بن الجموح، قالت امرأة عمرو له: هل لك أن تسمع من ابنك ما روي عنه؟ فقال: أخبرني ما سمعت من كلام هذا الرجل. فقرأ عليه ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ إلى قوله ﴿الصراط المستقيم﴾ فقال: ما أحسن هذا وأجمله! وكل كلامه مثل هذا؟ فقال: يا أبتاه وأحسن من هذا، وذلك قبل الهجرة.

وأخرج ابن أبي شيبة في المصنف وأبو سعيد بن الأعرابي في معجمه والطبراني في الأوسط من طريق مجاهد عن أبي هريرة، أن إبليس رنّ حين أنزلت فاتحة الكتاب. وأنزلت بالمدينة.

وأخرج وكيع والفريابي في تفسيرهما وأبو عبيد في فضائل القرآن وابن أبي شيبة في المصنف وعبد بن حميد وابن المنذر في تفسيره وأبو بكر بن الأنباري في كتاب المصاحف وأبو الشيخ في العظمة وأبو نعيم في الحلية من طرق عن مجاهد قال: نزلت فاتحة الكتاب بالمدينة.

وأخرج وكيع في تفسيره عن مجاهد قال: نزلت فاتحة الكتاب بالمدينة.

وأخرج أبو بكر بن الأنباري في المصاحف عن قتادة قال: نزلت فاتحة الكتاب بمكة.

وأخرج ابن الضريس في فضائل القرآن عن أيوب أن محمد بن سيرين كان يقول: يكره أن يقول: أم القرآن. ويقول: قال الله (وعنده أم الكتاب) [الرعد: ٣٩] ولكن ﴿فاتحة الكتاب﴾.

وأخرج الدارقطني وصححه والبيهقي في السنن عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ «إذا قرأتم ﴿الحمد﴾ فاقرأوا ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ إنها أم القرآن، وأم الكتاب، والسبع المثاني ﴿وبسم الله الرحمن الرحيم﴾ إحدى آياتها».

وأخرج البخاري والدارمي في مسنده وأبو داود والترمذي وابن المنذر وابن أبي حاتم وابن أبي مردويه في تفاسيرهم عن أبي هريرة قال: «قال رسول الله ﷺ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ أم القرآن، وأم الكتاب، والسبع المثاني».

وأخرج أحمد في مسنده وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم وابن مردويه في تفاسيرهم عن أبي هريرة عن رسول الله ﷺ أنه قال «لام القرآن هي أم القرآن، وهي فاتحة الكتاب، وهي السبع المثاني، وهي القرآن العظيم».

وأخرج الثعلبي عن عبد الجبار بن العلاء قال: كان سفيان بن عيينة يسمي فاتحة الكتاب: الوافية.

وأخرج الثعلبي عن عفيف بن سالم قال: سألت عبد الله بن يحيى بن أبي كثير عن قراءة الفاتحة خلف الإمام فقال: عن الكافية تسأل؟ قلت: وما الكافية؟ قال ﴿الفاتحة﴾ أما علمت أنها تكفي عن سواها ولا يكفي سواها عنها.

وأخرج أبو الشيخ في الثواب والطبراني وابن مردويه والديلمي والضياء المقدسي في المختارة عن أبي أمامة قال: قال رسول الله ﷺ «أربع أنزلن من كنز تحت العرش لم ينزل منه شي غيرهن: أم الكتاب، وآية الكرسي، وخواتم سورة البقرة، والكوثر.

وأخرج ابن الضريس عن أبي أمامة موقوفاً. مثله.

وأخرج أبو نعيم والديلمي عن أبي الدرداء قال: قال رسول الله ﷺ «فاتحة الكتاب تجزىء ما لا يجزىء شيء من القرآن. ولو أن فاتحة الكتاب جعلت في كفة الميزان، وجعل القرآن في الكفة الأخرى لفضلت فاتحة الكتاب على القرآن سبع مرات».

وأخرج أبو عبيد في فضائله عن الحسن قال: قال رسول الله ﷺ «من قرأ فاتحة الكتاب فكأنما قرأ التوراة، والإنجيل، والزبور، والفرقان».

وأخرج البيهقي في شعب الإيمان عن الحسن قال: أنزل الله مائة وأربعة كتب، أودع علومها أربعة منها: التوراة، والإنجيل، والزبور، والفرقان، ثم أودع علوم التوراة، والإنجيل، والزبور، والفرقان، ثم أودع علوم القرآن المفصل، ثم أودع المفصل فاتحة الكتاب. فمن علم تفسيرها كان كمن علم تفسير جميع الكتب المنزلة.

وأخرج وكيع في تفسيره وابن الأنباري في المصاحف وأبو الشيخ في العظمة وأبو نعيم في الحلية عن مجاهد قال: رنّ ابليس أربعاً: حين نزلت فاتحة الكتاب، وحين لعن، وحين هبط إلى الأرض، وحين بعث محمد ﷺ.

وأخرج ابن الضريس عن مجاهد قال: لما نزلت ﴿**الحمد لله رب العالمين**﴾ شق على إبليس مشقة شديدة، ورن رنة شديدة، ونخر نخرة شديدة. قال مجاهد: فمن أنّ أو نخر فهو ملعون.

وأخرج ابن الضريس عن عبد العزيز بن ربيع قال: لما نزلت فاتحة الكتاب، رن إبليس كرنته يوم لعن.

وأخرج أبو عبيد عن مكحول قال: أم القرآن قراءة، ومسألة، ودعاء.

وأخرج أبو الشيخ في الثواب عن عطاء قال: إذا أردت حاجة فاقرأ بفاتحة الكتاب حتى تختمها. تقضى إن شاء الله.

وأخرج ابن قانع في معجم الصحابة عن رجاء الغنوي قال: قال رسول الله ﷺ «استشفوا بما حمد الله به نفسه قبل أن يحمده خلقه، وبما مدح الله به نفسه. قلنا: وما ذاك يا نبي الله؟ قال (الحمد لله) و(قل هو الله أحد) [الاخلاص: ١] فمن لم يشفه القرآن فلا شفاه الله».

* وأخرج أبو عبيد عن أبي المنهال سيار بن سلامة. أن عمر بن الخطاب سقط عليه رجل من المهاجرين، وعمر يتهجد من الليل يقرأ بفاتحة الكتاب لا يزيد عليها، ويكبر، ويسبح، ثم يركع ويسجد. فلما أصبح الرجل ذكر ذلك لعمر فقال عمر: لأمك الويل. . ! أليست تلك صلاة الملائكة؟ قلت فيه: إن الملائكة إذن

للإمام العلامة ابن منظور

٦٣٠-٧١١هـ

نسقه وعلق عليه ووضع فهارسه

علي شيري

المجلد الحادي عشر

دار إحياء التراث العربي
للطباعة والنشر والتوزيع

فيها شِبْهُ التَّقْوِير . وقد انْقابَتْ ، وتَقَوَّبَتْ ، وتَقَوَّبَ من رأْسه مواضِعُ أَي تَقَشَّر .

والأَسْوَدُ المُتَقَوِّبُ : هو الذي سَلَخَ جِلْدَه من الحَيَّات .

الليث : الجَرَبُ يَقُوِّبُ جِلْدَ البعير ، فترى فيه قُوباً قد انْجَرَدَتْ من الوَبَر ، ولذلك سميت القُوباءُ التي تَخْرُج في جلد الإنسان ، فتُداوَى بالرِّيق ؛ قال :

وهل تُداوَى القُوبا بالرِّيقَهْ

وقال الفراء : القُوباء تؤنث ، وتذكر ، وتُحرَّك ، وتسكَّن ، فيقال : هذه قُوَباءُ ، فلا تصرف في معرفة ولا نكرة ، وتلحق بباب فُقَهاءَ ، وهو نادر . وتقول في التخفيف : هذه قُوباءُ ، فلا تصرف في المعرفة ، وتصرف في النكرة . وتقول : هذه قُوباءٌ ، تَنْصرِفُ في المعرفة والنكرة ، وتُلحقُ بباب طُومارٍ ؛ وأنشد :(١)

بِه عَرَصاتُ الحَيِّ قَوَّبْنَ مَتْنَه ،
وجَرَّدَ ، أَثْباجَ الجَراثِيم ، حاطِبُه

قَوَّبْنَ مَتْنَه أَي أَثَّرْنَ فيه بمَوْطِئهم ومَحَلِّهم ؛ قال العجاج :

من عَرَصاتِ الحَيِّ أَمْسَتْ قُوبا

أَي أَمْسَتْ مُقَوَّبة .

وتَقَوَّبَ جِلْدُه : تَقَلَّعَ عنه الجَرَبُ ، وانْحَلَقَ عنه الشَّعَرُ ، وهي القُوبةُ والقُوَبةُ والقُوباءُ والقُوَباءُ . وقال ابن الأَعرابي : القُوباء واحدةُ القُوبةِ والقُوَبةِ ؛ قال ابن سيده : ولا أَدري كيف هذا ؟ لأَن فُعْلةَ وفُعَلةَ لا يكونان جمعاً لفُعلاء ، ولا هما من أَبنية الجمع ، قال : والقُوَبُ جمع قُوبةٍ وقُوَبةٍ ؛ قال : وهذا بيِّن ، لأَن فُعَلاً جمع لفُعْلة وفُعَلةٍ .

والقُوباءُ والقُوَباءُ : الذي يَظْهَر في الجسد ويخرُج عليه ، وهو داءٌ معروف ، يَتَقَشَّر ويتسِعُ ، يعالج ويُداوى بالريق ؛ وهي مؤنثة لا تنصرف ، وجمعها قُوَبٌ ؛ وقال ابن قَنانٍ الراجز :

يا عَجَباً لِهذه الفَلِيقَهْ !
هَلْ تَغْلِبَنَّ القُوَباءُ الرِّيقَهْ ؟(٢)

الفليقةُ : الداهيةُ . ويروى : يا عَجَباً ، بالتنوين ، على تأْويل يا قوم اعْجَبُوا عَجَباً ؛ وإِن شئتَ جعلته مُنادى منكوراً ، ويروى : يا عَجَبا ، بغير تنوين ، يريد يا عَجَبي ، فأَبدل من الياءِ أَلِفاً ؛ على حدّ قول الآخر :

يا ابْنةَ عَمَّا لا تَلُومي واهْجَعِي

ومعنى رجز ابن قَنانٍ : أَنه تَعَجَّبَ من هذا الحُزاز الخَبيث ، كيف يُزِيلُه الرِيقُ ، ويقال : إِنه مختص بريق الصائم ، أَو الجائع ؛ وقد تُسَكَّنُ الواو منها استثقالاً للحركة على الواو ، فإِن سكنتها ، ذَكَّرْتَ وصَرَفْتَ ، والياء فيه للإِلحاق بِقِرْطاس ، والهمزة مُنْقلبة منها . قال ابن السكيت : وليس في الكلام فُعْلاء ، مضمومةَ الفاء ساكنة العين ، ممدودة الآخر ، إِلَّا الخُشَّاء وهو العظمُ الناتىء وراء الأُذن وقُوباء . قال : والأَصل فيهما تحريك العين ، خُشَشاءُ وقُوَباءُ .

قال الجوهري : والمُزَّاءُ عندي مثلُهما(٣) ؛ فمن قال : قُوَباء ، بالتحريك ، قال في تصغيره : قُوَيْباء ، ومن سَكَّنَ ، قال : قُوَيْبِيٌّ ؛ وأَما قول رؤ بة :

من ساحرٍ يُلْقِي الحَصى في الأَكوابْ
بِنُشْرَةٍ أَثارةٍ كالأَقْوابْ

فإِنه جمع قُوباء ، على اعتقاد حذف الزيادة ، على أَقواب . الأَزهري : قابَ الرجلُ : تَقَوَّب جِلْدُه ، وقابَ يَقُوبُ قَوْباً إِذا هَرَبَ . وقابَ الرجلُ إِذا قَرُبَ . وتقول : بينهما قابُ قَوْسٍ ، وقِيبُ قَوْسٍ ، وقادُ قَوْسٍ ، وقِيدُ قوس أَي قَدْرُ قَوْسٍ . والقابُ : ما بين المَقْبِضِ والسِّيَةِ . ولكل قَوْس قابانِ ، وهما ما بين المَقْبِضِ والسِّيَةِ . وقال بعضهم في قوله عز وجل : ﴿ فكانَ قابَ قَوْسَيْنِ ﴾ أَراد قابَيْ قَوْسٍ ، فَقَلَبَه . وقيل : قابَ قَوْسَين ، طُولَ قَوْسَين . الفراء : قابَ قَوْسَين أَي قَدْرَ قَوْسين ، عربيتين . وفي الحديث : لَقابُ قوسِ أَحدكم ، أَو موضعُ قِدِّه من الجنة ، خيرٌ من الدنيا وما فيها . قال ابن الأَثير : القابُ والقِيبُ بمعنى القَدْرِ ، وعينُها واو من قولهم : قَوَّبوا في الأَرض أَي أَثَّروا فيها بوَطْئِهم ، وجَعَلوا في مَساقيها علامات .

وقَوَّبَ الشيءَ : قَلَعَه من أَصله . وتَقَوَّبَ الشيءُ إِذا انْقَلَعَ من أَصله .

وقابَ الطائرُ بيضَتَه أَي فَلَقَها ، فانْقابت البيضةُ ؛ وتَقَوَّبَتْ بمعنىً .

(١) [البيت لذي الرمة وهو في ديوانه]

(٢) [هكذا في الأصل القوباءُ بالضم على انها فاعل والمعنى يقتضي فتح الهمزة] .

(٣) قوله « والمزاء عندي مثلهما الخ » تصرف في المزاء في بابه تصرفاً آخر فارجع اليه .

للعلامة الشيخ علي بن سلطان محمد القاري المتوفى سنة ١٠١٤هـ

شرح مشكاة المصابيح

للإمام العلامة محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي المتوفى سنة ٧٤١هـ

تحقيق

الشيخ جمال عيتاني

تنبيه:

وضعنا متن المشكاة في أعلى الصفحات، ووضعنا أسفل منها نص «مرقاة المفاتيح» وألحقنا في آخر المجلد الحادي عشر كتاب «الإكمال في أسماء الرجال» وهو تراجم رجال المشكاة للعلامة التبريزي

الجزء الحادي عشر

المحتوى

كتاب الفضائل والشمائل - كتاب المناقب

تراجم رجال المشكاة

منشورات

محمد علي بيضون

لنشر كتب السنة والجماعة

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

حوالہ نمبر 411
متفق عليه.

٦٠٨٨ ـ (٢) وعن زِرِّ بن حُبَيْشٍ، قال: قال عليٌّ رضي الله عنه: والذي فَلَقَ الحبَّةَ

أحكام شريعته وإتقان طريقته ولو بالوحي إليه كما يشير إليه قوله ﷺ: «لو كان موسى حياً لما وسعه إلا اتباعي»(١)، أي مع وصف النبوة والرسالة وإلا فمع سلبهما لا يفيد زيادة المزية، فالمعنى أنه لا يحدث بعده نبي لأنه خاتم النبيين السابقين. وفيه إيماء إلى أنه لو كان بعده نبي لكان علياً، وهو لا ينافي ما ورد في حق عمر صريحاً لأن الحكم فرضي وتقديري فكأنه قال: «لو تصور بعدي نبي لكان جماعة من أصحابي أنبياء ولكن لا نبي بعدي. وهذا معنى قوله ﷺ: لو عاش إبراهيم لكان نبياً»(٢). وأما حديث: علماء أمتي كأنبياء بني إسرائيل. فقد صرح الحفاظ كالزركشي والعسقلاني والدميري والسيوطي أنه لا أصل له، ثم رأيت بعضهم ذكر وزيادة: ولو كان لكنته، لكن قال الخطيب: هذه الزيادة لا نعلم من رواها إلا ابن الأزهر وكان يضع، وقال ابن النجار المتن صحيح والزيادة غير محفوظة الله أعلم بواضعها. **(متفق عليه)** [وفي الرياض أخرجه الشيخان وأخرجه الترمذي وأبو حاتم ولم يقولا: إلا أنه لا نبي بعدي. وعنه قال: خلف رسول الله ﷺ علياً في غزوة تبوك فقال: يا رسول الله تخلفني في النساء والصبيان قال: أما ترضى بأن تكون مني منزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي. أخرجه أحمد ومسلم وأبو حاتم. وعن أسماء بنت عميس قالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول: اللهم إني أقول كما قال أخي موسى: اللهم اجعل لي وزيراً من أهلي أخي علياً أشدد به أزري وأشركه في أمري كي نسبحك كثيراً ونذكرك كثيراً أنك كنت بنا بصيراً. أخرجه أحمد في المناقب. وعن أنس قال: قال رسول الله ﷺ: لعلي في غزوة تبوك: أما ترضى أن يكون لك من الأجر مثل ما لي ولك من المغنم ما لي. وأخرجه الخلعي]. وروى ابن ماجه وأبو بكر الطبري في جزئه عن أبي سعيد ولفظه: علي مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي(٣). وروى الخطيب عن البراء والديلمي في مسند الفردوس عن ابن عباس بلفظ: علي مني بمنزلة رأسي من بدني(٤).

٦٠٨٨ ـ **(وعن زر)** بكسر الزاي وتشديد الراء **(ابن حبيش)** بضم مهملة وفتح موحدة فسكون تحتية فشين معجمة. قال المؤلف: أسدي كوفي عاش في الجاهلية ستين سنة وفي الإسلام ستين وهو من أكابر القراء المشهورين من أصحاب عبد الله بن مسعود، وسمع عمر روى عنه خلق كثير من التابعين وغيرهم. **(قال: قال علي رضي الله عنه: والذي فلق الحبة)** أي

---

(١) لم أجده في الكتب الستة ولا في غيرها. والله تعالى أعلم.
(٢) ذكره السيوطي في الجامع الصغير ٢/ ٤٥٧ حديث رقم ٧٤٥٣.
(٣) لم أجد هذا اللفظ عند ابن ماجه والله تعالى أعلم. والموجود نحوه في الحديث رقم ١٢١.
(٤) مسند الفردوس ٣/ ٦٢ حديث رقم ٤١٧٤.

الحديث رقم ٦٠٨٨: أخرجه مسلم في صحيحه ١/ ٨٦ حديث رقم (١٣١ . ٧٨). والترمذي في السنن ٥/ ٥٩٤ حديث رقم ٣٧١٧. والنسائي ٨/ ١١٥ حديث رقم ٥٠١٨. وأحمد في المسند ١/ ٨٤.

حوالہ نمبر 412

کتابِ مُقدّس

یعنی

پُرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

حوالہ نمبر 412

The Holy Bible in URDU

Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

میں اُتر کر تیرے ساتھ وہاں باتیں کرونگا۔ اور میں اُس رُوح میں سے جو تجھ میں ہے کچھ لے لونگا اور اُن میں ڈالونگا کہ وہ تیرے ساتھ قوم کا بوجھ اُٹھائیں تاکہ تو اکیلا اُسے نہ اُٹھائے (۱۸) اور لوگوں سے کہہ کہ فجر کو اپنے تئیں پاک کرو کہ تم گوشت کھاؤگے۔ اسلیئے کہ تمہارا رونا خداوند کے کانوں میں پہنچا۔ کہ تم کہتے تھے کون ہمیں گوشت کھانیکو دیگا؟ ہم تو مصر ہی میں بھلے تھے۔ سو خداوند تمہیں گوشت دیگا اور تم کھاؤگے (۱۹) اور تم ایک ہی دن نہ کھاؤگے نہ دو دن نہ پانچ دن نہ دس دن نہ بیس دن (۲۰) بلکہ ایک مہینہ کامل کھاؤگے جب تک کہ یہ تمہارے نتھنوں کی راہ نکلے اور تم اُس سے نفرت رکھو۔ کیونکہ تم نے خداوند کی جو تمہارے درمیان ہے تحقیر کی اور اُسکے آگے یوں کہکے روئے کہ ہم مصر سے کیوں باہر آئے (۲۱) تب موسیٰ نے کہا کہ یہ لوگ جن میں میں ہوں چھ لاکھ پیادے ہیں اور تو کہتا ہے کہ میں اُنہیں اتنا گوشت دونگا کہ وہ مہینہ بھر کھائینگے (۲۲) کیا بھیڑ بکری اور گائے بیل کے گلے اُنکے لیئے ذبح کیئے جائینگے تاکہ اُنکے لیئے کفایت ہو؟ یا دریا کی ساری مچھلیاں اُن کے لیئے جمع کیجائینگی تاکہ اُنہیں سیری ہو؟ (۲۳) خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کیا خداوند کا ہاتھ چھوٹا ہو گیا ہے؟ اب تو دیکھیگا کہ میری بات تیرے حق میں پوری ہوگی کہ نہیں (۲۴) تب موسیٰ نے باہر جا کے خداوند کی باتیں قوم سے کہیں اور بنی اسرائیل کے بزرگوں میں سے ستر شخص اکٹھے کیئے اور اُنہیں خیمہ کے آس پاس کھڑا کیا (۲۵) تب خداوند بدلی میں ہو کے اُترا اور اُس سے بولا اور اُس رُوح میں سے جو اُس میں تھی کچھ لیکے اُن ستر بزرگ شخصوں کو دی۔ چنانچہ جب رُوح نے اُن میں قرار پکڑا تو وہ نبوت کرنے لگے اور اُسکے بعد پھر نہ کی (۲۶) اور اُن میں سے دو شخص خیمہ گاہ ہی میں رہ گئے تھے جن میں سے ایک کا نام الداد تھا اور دوسرے کا میداد۔ چنانچہ روح نے اُن میں قرار پکڑا۔ وے بھی اُنہیں میں سے تھے جو لکھے گئے پر اُس خیمے کو نہ گئے تھے اور وہ خیمہ گاہ ہی

میں نبوت کرتے تھے (۲۷) تب ایک جوان نے دوڑ کے موسیٰ کو خبر دی کہ الداد اور میداد خیمہ گاہ میں نبوت کرتے ہیں (۲۸) سو موسیٰ کے خادم نون کے بیٹے یشوع نے جو اُس کے برگزیدوں میں سے تھا موسیٰ سے کہا اے میرے خداوند موسیٰ اُنہیں منع کر (۲۹) موسیٰ نے اُسے کہا کیا تجھے میرے لیئے رشک آتا ہے؟ کاشکہ خداوند کے سارے بندے نبی ہوتے اور خداوند اپنی روح اُن میں ڈالتا (۳۰) سو موسیٰ اور بنی اسرائیل کے بزرگ خیمہ گاہ میں جمع ہوئے۔

(۳۱) تب خداوند کی طرف سے ایک ہوا اُٹھی اور دریا سے بٹیریں اُڑا لائی اور اُنہیں خیمہ گاہ پر اور خیمہ گاہ کے گرداگرد اِدھر اُدھر ایک دن کی راہ تک پھیلا یا ایسا کہ وہ زمین پر دو ہاتھ بلند ہو گئیں (۳۲) تب لوگ اُس سارے دن اور اُس ساری رات اور اُس کے دوسرے دن بھی کھڑے رہے اور بٹیریں جمع کیا کیئے۔ اور جس نے کم سے کم جمع کیں دس خومر جمع کیں اور اُنہوں نے اپنے لیئے خیمہ گاہ کے آس پاس اُنہیں پھیلا دیا (۳۳) اور ہنوز اُن کے دانتوں تلے گوشت تھا پیشتر اُس سے کہ وہ اُسے چابیں خداوند کا غصہ اُن لوگوں پر بھڑکا اور خداوند نے اُن لوگوں کو بڑی مری سے مارا (۳۴) اور اُس نے اُس مقام کا نام قبرات التہاوہ رکھا کیونکہ اُنہوں نے اُن لوگوں کو جنہوں نے حرص کی تھی وہیں گاڑا (۳۵) پھر اُن لوگوں نے قبرات التہاوہ سے حصیرات کو کوچ کیا سو وہ حصیرات میں رہے۔

۱۲ باب

اور مریم اور ہارون نے موسیٰ کا شکوہ اُس کوشی عورت کی بابت کہ اُس نے لی تھی کیا۔ کیونکہ اُس نے ایک کوشی عورت لی تھی (۲) اور بولے کیا خداوند نے فقط موسیٰ ہی سے باتیں کی ہیں؟ کیا اُس نے ہم سے بھی باتیں نہیں کیں؟ چنانچہ خداوند نے سنا (۳) پر وہ مرد موسیٰ سارے لوگوں سے جو روئے زمین پر تھے زیادہ حلیم تھا (۴) سو خداوند نے ناگہاں موسیٰ کو اور

حوالہ نمبر 414

کتابِ مقدس

یعنی

پرانا اور نیا عہد نامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی - لاہور

حوالہ نمبر 414

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

حوالہ نمبر 415

کتابِ مقدس

یعنی

پرانا اور نیا عہدنامہ

پاکستان بائبل سوسائٹی

انارکلی ۔ لاہور

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

حوالہ نمبر 418

پاکستان بائبل سوسائٹی

انار کلی - لاہور

حوالہ نمبر 418

The Holy Bible in URDU
Revised Version

PAKISTAN BIBLE SOCIETY
LAHORE

093 series - 2004 - 1.1M

093TI ISBN - 969250476X
095YTI ISBN - 9692504808

فضل و کرم در کرم است این مقام نسبت بمقامات سابق بس عالی است و جمعیت تمام دارد و نور
دارد که در سابق اثری ازان نبود این مقام باصالت مخصوص به انبیاء اولوالعزم است علیهم الصلوات
و التسلیمات و بتبعیت هر کرا بنوازند و بدولت آن هر کرا مشرف سازند ۵ با کریمان کارها دشوار نیست + اینجا کسے غلط
نکند که درین موطن از صورت و حقیقت شریعت استغنا حاصل میگردد و از احتیاج باتیان احکام شرعیه
زیرا که گوییم شریعت اصل این کار است و بنیاد این معامله است و درخت هر چند بالا رود و سر فراز گردد و دیوار
بلند بر آید و کنگره های عالی بر وی بسته شود از اصل و بنا مستغنی نباشد و احتیاجی فلا از ایشان
دارد مثلا خانه علوی هر چند رفعت پیدا کند و از پستی دورتر رود از خانه سفلی او را چاره نبود و احتیاج
او هرگز زائل نشود اگر فرضا در خانه سفلی خلل راه یابد آن خلل در خانه علوی نیز تاثیر خواهد نمود و زوال
به علو خواهد رسانید پس شریعت همه وقت و همه حال در کار است و باتیان احکام آن همه کس محتاج و حق
سبحانه و تعالی جل شانه معامله ازین موطن نیز بالا رود و کار از تفضل بجای آید بمقامی پیش خواهد آمد
عالی که بالاصالت مخصوص بخاتم الرسل است علیه و علیهم و علی آل کل الصلوات و التسلیمات و التحیات
و بتبعیت و وراثت تا کرا باین دولت مشرف سازند آن کوشک عالی که از غایت رفعت نظر
در آید حضرت صدیق را در انجا بطریق وراثت ما فات داخل می یابد و حضرت فاروق نیز باین دولت
است و از امهات المومنین حضرت خدیجه و حضرت صدیقه را با آن سرور علیه و علی آله و اصحابه الصلوة و التسلام
از ازواج آنجا نیز می بیند والامر الی الله سبحانه مکتوب پنجاه و یکم بخواجه محمد صدیق در بیان
و سلام علی عباده الذین اصطفی اعلم ایها الاخ الصدیق ان کلامه سبحانه مع البشر قد یکون شفاها و ذلک
من الانبیاء علیهم الصلوات و التسلیمات و قد یکون ذلک لبعض الکمل من متابعیهم بالتبعیة و الوراثة ایضا
هذا القسم من الکلام مع واحد منهم سمی محدثا کما کان امیر المومنین عمر رضی الله تعالی عنه و هذا غیر الالهام
القاء فی الروع و غیر الکلام الذی مع الملک انما یخاطب بهذا الکلام الانسان الکامل الجامع
الامر و الخلق و الروح و النفس و العقل و الخیال و الله یختص برحمته من یشاء و الله ذو الفضل
لا یلزم من کون الکلام شفاها ان یکون المتکلم مرئیا للسامع لجواز ان یکون السامع ضعیف البصر
لا یستبان انواره کما قال علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات فی جواب سؤال الرؤیة عنه
اراه و لان فی شفاه خرق الحجب الشهودی لا الوجودی فافهم فان هذه معرفة شریفة قلما تکلم بها

جز مشاہدہ بعضی صفاۃ ظاہر مانند انوار استقامت و آثار کرامت نبود و اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری
کلمہ عموم ہست یا رب گروہی سجانہ بر آن اطلاع بخشند و آگاہ گرداند و در حقیقت معرفت اولیا بر اندازہ معرفت
حق ہست سبحانہ و در حکم عطائیہ مذکور ہست سبحان من لم یجعل الدلیل علی اولیائہ الا من حیث الدلیل علیہ
ولم یوصل الیہم الا من اراد ان یوصل الیہ وَعَزِيْزًا و میشوی گرامی و ارجمند فَلَا يُمَاثَلُ پس
مثل و مانند گروہ نمیشوی تو بحبیبی و کسی بتو وَفَرِيْدًا و میشوی تنہا و یگانہ فَلَا يُشَارَكُ پس
انباز کردہ نمیشوی تو کسی را و کسی ترا وَوَحِيْدًا و میشوی یکی و بے مانند فَلَا يُجَانَسُ پس
ہمجنس و ہمگونہ کردہ نمیشوی تو با کس و کس با تو چنانکہ منقولست کہ وی رضی اللہ عنہ در مرض موت خود
میفرمود - انا من ہواہ عقولکم فلا تقیسونی علی احد ولا تقیسوا احدا علیّ و در حقیقت ہر چہ درین مقالات مذکور
است بیان حال و سلوک طریقت خود فرمودہ است و اشارت بمرتبہ و مقام خود کردہ **بیت** خوشتر آن باشد کہ سر
دلبران + گفتہ آید در لباس دیگران + و قال رضی اللہ عنہ فی ما یخبر عن حالہ و مقامہ **شعر** و ہب لی
الایام رونق صفوہا + فحلا منا ہلہا و طاب المشرب + و غدوت مخطوبا لکل کریمۃ + لا یہتدی فیہا اللبیب
یخطب ترجمہ للشاہ سلمہ اللہ تعالی **غزل** صد شکر کہ ایام بکام ہست مرا + دلبر بر ما بادہ بجام ہست مدام
بادہ ہمگی صاف و حریفان ہم صاف + با اہل صفا عیش مدام ہست مرا + از لطف و کرم بادہ بجام کردند
در جام ہمہ باشد کہ بکام کردند + در ملک حقیقت بعروسان قدم + ہم خطبہ و ہم خطبہ بنام کردند **فَرْدًا**
اَلْفَرْدُ میشوی یگانہ یگانہ **عَنْقَاءُ الْوَقْتِ** تنہا تنہا و طاق طاق **غَيْبُ الْغَيْبِ** ناپدید ناپدید **سِرُّ**
السِّرِّ نہان نہان یعنی در غایت یگانگی و تنہائی و ناپدیدی و نہانی کہ ہیچکس از اولیای وقت مانند
و انباز تو نتواند شد و قدم تو از ہمہ پیشتر و از حقیقت حال تو و از سر تو باحدی از ایشان ہیچکس آگاہ نبود و مقام
تو از ہمہ بالاتر باشد اشارتست بمرتبہ قطب الاقطابی و من کلامہ رضی اللہ عنہ و ارضاہ **شعر** ما فی
الصبابۃ منہل مستعذب + الا ولی فیہ الالذ الاطیب + ما فی الوصال مکانۃ مخصوصۃ + الا ومنزلتی
اعز و اقرب + **بیت** ہر جا کہ بعشق مشرب شیرین ہست + در حضرت وصل رتبہ تمکین ہست + شیرین
تر و والاتر از آن بہر منست + قطبم من و قطب را مراتب این ہست + و حمل غیب الغیب بر وصول بمرتبہ ذات
و اخفی یا اشارت ہست بمقام فنای فنا چنانکہ در بعضی حواشی نوشتہ اند نیز صحیح ہست اما مناسب
سیاق کلام نیست واللہ اعلم + **يُخَيَّلُ لِنَفْسِكَ تَكُوْنُ فَوَارِثُ كُلِّ رَسُوْلٍ**

فَنَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ پس درین هنگام مے باشے تو میراث خوار همه پیغمبران و
صدیقان که آنچه از ایشان مانده از مرتبه علم و دین و منصب ارشاد و هدایت بتو میرسد چه
ولایت ظل نبوت است و تالی آن مرتبه نبوت است و صدیقیت مرتبه ایست تلو مرتبه نبوة که درین دو
مقام مقامی دیگر فاصله نیست چنانکه مشهور است و چون اعلا مراتب ولایت بود آنرا جدا از نبوت ذکر کرده اند
وَبِكَ تُخْتَمُ الْوِلَايَةُ بتو پایان برده میشود یا تمام و کمال کرده شود یا مهر کرده میشود در زمان تو مرتبه
ولایت و کمال تو فوق کمالات همه باشد و قدم تو بر گردن همه افتد وَإِلَيْكَ تَصْدُرُ الْأَبْدَالُ
و بسوی تو باز گشت میکنند بعد از ورود بمقام خود می آیند ابدال که نام طایفه از اولیا است و از کلام
وی رضی الله عنه که در مقالات آینده بیاید معلوم گردد که مرتبه بدل فوق مرتبه ولی است و ابدال را
واجب است که بر قطب بیایند و در ملازمت وی باشند و بگفته وی روند و اوامر و احکام او را در خلق اجرا
نمایند و ازین جهت او را قطب ابدال گویند و قطب ارشاد دیگر است که تعلیم علم الهی و راه نمودن بانکار
اوست و گاهی یکذات هم قطب ابدال بود و هم قطب ارشاد وَبِكَ تُكْشَفُ الْكُرُوبُ و بهمت تو
گشاده میشود و دور کرده میشود اندوهها سخت که دم را گیرد وَبِكَ تُسْقَى الْغُيُوثُ و برکت تو دعاء
تو آب داده میشود خلق را و فرستاده میشود بارانها وَبِكَ تُنْبَتُ الزُّرُوعُ و بتو رویانیده میشود کشتها
وَبِكَ تُدْفَعُ الْبَلَايَا وَالْمِحَنُ عَنِ الْخَاصِّ وَالْعَامِّ و بامداد و اعانت تو دور کرده میشود بلاها و محنتها
از تمام مردم خاص و عام وَأَهْلِ الثُّغُورِ و از خداوندان سرحدها که در میان اهل اسلام و دار الحرب واقعست
مسلمانان در آنجا بجنگ کافران مستعد باشند و نمیگذارند که کفار در دار الاسلام در آیند وَالرَّاعِي
و دور کرده میشود بلاها و محنتها از چرانندگان مواشی یا والیان قوم وَالرَّعَايَا و از جملهها و رعیت
در اصل بمعنی ماشیه که آنرا بچرانند و در عرف بمعنی عامه مردم بیاید و اینجا هر دو معنی محتملست اگر از راعی چراننده
مراد دارند از رعایا اراده مواشی مناسبست و اگر والیان مراد گیرند از رعایا عامه مردم مراد دارند وَالْأَئِمَّةِ وَالْأُمَّةِ
و از پیشوایان قوم و امت ایشان و امت در اصل لغت گروه قوم از هر جنس حیوان و در شرع جماعه که بر ایشان پیغمبری
فرستاده شده باشد وَسَائِرِ الْبَرَايَا و از همه خلقان فَكُنْ شِحْنَةَ الْبِلَادِ وَالْعِبَادِ
پس میباشی تو شحنه شهرها و بندگان و شحنه بکسر شین گماشته سلطان شهری که کفایت مهمات شهر
ضبط وی باشد فَيَنْطَلِقُوا إِلَيْكَ الْأَقْدَامُ بِالسَّعْيِ وَالتَّرْحَالِ پس سیر دو بسوی تو پایهای مردم

وما آل آن رضای حقست با سخط وی وَمَا كَانَ فِيهِ فِتْنَةً وَهِلَاكًا وَمَكْرًا مِنَ اللّٰهِ از خدا
عز وجل وَامْتِحَانًا و در بلا افگندن فَاصْبِرْ حَتّٰى يَكُونَ هُوَ پس صبر کن تا آنکه باشد حق عز وجل
الْفَاعِلُ فِيكَ کار کننده در تو بی اختیار تو فَإِذَا تَجَرَّدَ الْفِعْلُ پس چون برهنه و خالی شود فعل
حق از آمیزش فعل و اختیار تو وَحُمِلْتَ إِلَىٰ هُنَاكَ و بر داشته و برده شوی تو آنجا که در خاطر تو فتاده
و در دل تو افگنده اند وَاسْتَقْبَلَتْكَ فِتْنَةٌ و روی آرد ترا آزمایش و بلا كُنْتَ مَحْفُوظًا
مَحْفُوظًا فِيهَا می باشی تو بر داشته شده و نگهداشته شده در آن فتنه گویا که تو سوار کرده و غالب کرده
میشوی بر فتنه نه بر دارنده آن و زبون و زیر آن و یا محمول عنایت و لطف الٰهی حامل و حافظ تست پس
نگاهداشته میشوی از شر آن لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالَىٰ لَا يُعَاقِبُكَ عَلَىٰ فِعْلِهِ زیرا که خدای تعالیٰ عذاب نمیکند
ترا به فعل خود و بر چیزیکه خود اختیار کرده است برای تو وَإِنَّمَا يَتَطَرَّقُ الْعُقُوبَةُ نَحْوَكَ لِكَوْنِكَ
فِي الشَّيْءِ و راه نمییابد عقوبت و عذاب بسوی تو مگر از جهت وجود تو و بودن تو داخل در چیزی و اختیار
کننده آنچیز را و چون تو از میان رفتی و حق سبحانه تعالیٰ بفعل خود برای تو کاری اختیار کرد و عقاب و عتاب
هرچه باشد چرا که او ده و ویران کسی خراج نگیرد + این بیان که گذشت در اجتناب از حرام و شبه و مباح
بتفصیلی که گذشت حکم کسی است که در مقام تقوی و اقتصار بر ظاهر احکام و اعمال و عمل بمناجات است
اگرچه حظوظ نفس نیز باشد و اما حال ارباب ولایت که از حظ نفس مجتنب اند و بر قدر ضرورت اقتصار و از ند
از آن بالاتر است چنانکه میفرمایند وَإِنْ كُنْتَ فِي حَالَةِ الْحَقِيقَةِ و اگر باشی تو در حالت
حقیقت و عمل بدان غیر مقتصر بر ظاهر اعمال فَهِيَ حَالَةُ الْوِلَايَةِ و اینحالت ولایت و مقام اولیاء
است که در اعلی مرتبه تقوی اند فَخَالِفْ هَوَاكَ پس مخالفت کن هوای نفس ترا و
اتَّبِعِ الْأَمْرَ فِي الْجُمْلَةِ و پیروی کن امر ظاهر و باطن را تمام چنانکه میفرمایند
وَاتِّبَاعُ الْأَمْرِ عَلَىٰ قِسْمَيْنِ پیروی کردن امر را بر دو گونه است أَحَدُهُمَا
أَنْ تَأْخُذَ مِنَ الدُّنْيَا الْقُوتَ الَّذِي هُوَ حَقُّ النَّفْسِ یکی از آن
دو قسم این است که بگیری از دنیا آنچه کفایت کند در قوام بدن که آن حق نفس است و
ترک دادن آن ظلم است بر نفس وَتَتْرُكَ الْحَظَّ و ترک کنی حظ نفس را و زیاده بهره
دادن او را از عیش و تنعم وَتُؤَدِّيَ الْفَرْضَ و ادا کنی فرض را و آنچه ملحقست بدان

از سنن وَتَشْتَغِلُ بِتَرْكِ الذُّنُوبِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ + ومشغول
شوی بگذاشتن گناهان آنچه پیداست از ان مثل ذنوب جوارح و آنچه پوشیده است
مثل گناهان دل یا در خلا یا در ملا و درین کلام اشاره است بر رعایت اهتمام باجتناب معاصی و استقصا
در انواع آن از محرمات و مکروهات تحریمی و تنزیهی و افراد آنها بخلاف استقصا در اقسام نوافل عبادات
که آن بی احتیاط در اجتناب سود ندارد و اگر یکی بود که بر فرایض و سنن رواتب اقتصار نماید و
در اجتناب از محرمات و مکروهات باقصی الغایة بکوشد برسد بمقصود خود از قرب و وصول بجناب حق تعالی
و تقدس اما اگر در اقسام نوافل استقصا کند و ممکن هم نیست کردن آن و در ترک محرمات و مکروهات
تقصیر وارد و این چیزی نیست بر مثال بیماری که در احتراز مبالغه کند و ادویه و معاجین استعمال بکند امید
شفا دارد. اگرچه بعد از مدتی مدید اتفاق افتد بخلاف آنکه ادویه بخورد و پرهیز نکند حالش هر روز
تباه تر گردد و اگر هر دو کند لابد اولی و انفع باشد و اشارت است آنکه منتهی اصحابه اختیار در نوافل عبادات
بدست دارد و اگر اقتصار بر فرایض و سنن نماید از آنجا لیکه دار دهی افتد اگرچه از مرید باز میدارد
چنانچه شیخ در عوارف گفته است وَالْقِسْمُ الثَّانِي مَا كَانَ بِأَمْرٍ بَاطِنٍ
قسم دوم در اتباع امر چیزیست که مامور باشد بامر باطن وَهُوَ أَمْرٌ مِنَ الْحَقِّ
و آن امر حضرت عز و جل يَأْمُرُ عَبْدَهُ وَيَنْهَاهُ + می فرماید بنده خود را
کاری و باز میدارد او را از کاری وَإِنَّمَا يَتَحَقَّقُ هٰذَا الْأَمْرُ فِي
الْمُبَاحِ الَّذِي لَيْسَ لَهُ حُكْمٌ فِي الشَّرْعِ و متحقق میشود و معتبر می
افتد این امر باطن مگر در مباح که نیست مر او را حکم بیان کرده شده در شرع عَلٰى
مَعْنٰى أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ قَبِيلِ النَّهْيِ باینمعنی که آن حکم نیست از قسم آنچه نهی کرده شده
است از ان وَلَا مِنْ قَبِيلِ الْأَمْرِ الْوَاجِبِ و نه آن حکم از قبیل امر واجب
است چه اگر از قبیل منهی عنه یا واجب باشد دعوی امر باطن در وی بخلاف
آن باطل باشد چنانکه قول وی رضی الله تعالی عنه است در بعضی مقالات
دیگر که باید كُلُّ حَقِيقَةٍ رَدَّتْهَا الشَّرِيعَةُ فَهِيَ زَنْدَقَةٌ
یعنی اگر یکی را خلاف حکم شریعت چیزی کشف شود و دعوی امر باطن کند

وانت خادم المولی باشد اِل چاکر و خدمتگار تو و باشی تو خدمتگار خداوند فتعیش فی الدنیا
مد لک پس زندگانی نیکی در دنیا با نعمت داده شده وفی العقبی مکرما مطیبا
فی جنة الماوی و زندگانی نیکی در آخرت گرامی داشته شده و خوشحال گردانیده شده
در بهشتی که جای میگیرند در وی متقیان وارواح شهدا مع الصدیقین والشهداء
والصالحین همراه صدیقان و شهیدان و صالحان و کرامتمند نیکوکاران زیرا که ایشان متبوع
همه اند مقصود اینجا ذکر یا بیان ایشان است

المقالة الثالثة عشر

قال رضی الله عنه لا تختر جلب النعماء ولا دفع البلواء اختیار مکن و برمگزین کشیدن و حاصل
کردن ناز و نعمت را برای خود و نه دفع کردن و راندن سختی و محنت را از خود یعنی سعی مکن به آنکه
بتدبیر و اختیار خود برای نفس منفعتی حاصل کنی یا از وی ضرری دفع نمائی فالنعماء
واصلة الیک ان کانت قسمک زیرا که نعمت رسیده است بتو اگر هست نصیب تو
استجلبتها او کرهتها خواهی طلب کن و بکش آنرا بجود یا ناخوش دار و بران آنرا از خود و
البلوی حالة بک ان کانت قسمک و همچنین بلا و سختی فرود آینده است بتو اگر هست
نصیب تو مقضیة علیک حکم کرده شده است بر تو سواء کرهتها او دفعتها
بالدعاء برابرست که ناخوش داری آنرا یا برانی آنرا بدعا و زاری او صبرت وتجلدت
لرضی المولی یا صبر کنی و بزور جلدی نمائی برای خوشنودی پروردگار بل سلم فی الکل
بلکه گردن بنه حکم قضا و قدر الهی را و بسپار خود را بوی در همه کارها خواه نعمت باشد خواه بلای
فیفعل الفعل فیک تا بکند خداوند تعالی کار خود را در تو فان کانت النعماء فاشتغل
بالشکر پس اگر باشد نعمت پس مشغول شو بسپاس داری و ثنا گوئی مولی وان کانت
البلوی و اگر باشد بلا فاشتغل بالتصبر او الصبر پس مشغول شو یکی ازین دو چیز
بتکلف صبر نمودن یا بی تکلف صبر کردن اگر نفس و طبیعت مخالفت آن نماید او الموافقة
فالرضاء با پسندداری کردن و خوشنود بودن اگر نفس رام شده و سرکشی گذاشته است او التنعم
بها با لذت گرفتن بلوی و بلا از نعمت شناختن اگر محبت غلبه کرده و ذوق بوی
نموده است او العدم والفناء فیها یا نیست شدن و فانی گشتن به بلوی اگر شهود

ورویت میلی ست واده از هستی بوده است عَلٰی قَدْرِ مَا تُعْطِیْ مِنَ الْحَالَاتِ براندازه آنچه داده میشوی از حالتها وَتَنَقُّلُ فِیْهَا وَتُسَیَّرُ فِی الْمَنَازِلِ وازجای بجایی برده میشوی وسیر سلوک کنانید میشوی درمقامات قرب منازل آن فِیْ طَرِیْقِ الْمَوْلیٰ الَّذِیْ اُمِرْتَ بِطَاعَتِهٖ وَالْمُوَالَاتِ ودرراه خداوند گاریکه امر کرده شده بفرمانبرداری ودوستی وپیوستگی وی لِتَتَّصِلَ اِلَی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی تا برسی وبپیوندی بجماعه انبیا ورسل وملأ اعلی از ملائکه وبعضی در حدیث حضرت الرفیق الاعلی ذات مقدس باری تعالی را نیز اراده داشته اند وگفته اند که اطلاق رفیق از رفق بمعنی رحمت ورافت بر وی سبحانه آمده است واین با متعلق ست انشق اخیر که بلا است یا بهر شق نعمت وبلا یعنی بشکر وصبر موافقت ورضا وفنا بمقامی برسی بقرب الی تعالی واصل شوی فَتُقَامَ فِیْ مَقَامِ مَنْ تَقَدَّمَ وَمَضٰی مِنَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ پس استاده کرده میشوی بجای ستادن کسانیکه رفته اند وگذشته اند از صدیقان وشهیدان وصالحان اعنی به قرب اَلْعَلِیِّ الْاَعْلٰی میخواهم در او میبار هم رسیدن با یمنعی وبا مقام قرب پروردگار بلند قدر مرتبت که بلند ترست از همه اشیا بجهه انتهای سلسله علیت وسببیت بوی که فوق وی علتی نیست لِتُعَایِنَ مَقَامَ مَنْ سَبَقَكَ اِلَی الْمَلِیْكِ تا معاینه کنی جا نگاهی را که پیشی کرده اند ترا ورسیده اند بپادشاه عَلَی الْاِطْلَاقِ جَلَّ جَلَالُهٗ وَعَزَّ سُلْطَانُهٗ وَمِنْهُ دُنُوِّ واز درگاه عزت او نزدیک شده اند وَوَجَدُوْا عِنْدَهٗ كُلَّ طَرِیْفَةٍ ویافته اند نزد وی هر نعمتی تو وتازه وشگفت را دو بعضی نسخ کل طریقه واقع شده بمعنی راه وروش فَلَكَ خَيْرًا ویافته اند نعمت ونصیب کامل را وَسُرُوْرًا وَاَمْنًا وَكَرَامَةً وَنِعْمَةً ویافته اند خوشی وامن وبزرگی ونعمتها را دع الْبَلِیَّةَ تَزُوْرُكَ بگذار بلا را که نازل شده است تا زیارت کند ترا خَلِّ عَنْ سَبِیْلِهَا راه گذار او را تا در آید وَلَا تَقِفْ بِدُعَائِكَ فِیْ وَجْهِهَا ومایست بدعای تو در روی او ودر کلام اشارت ست بانکه بلا گویا شخصی ست بزیارت ملاقات تو آمده ونزول کرده بشتاب کاری وحکمتی وآمدن وی خواهد بود ودر بردن وی بگذار تا در آید وظاهر شود که برای چه کار آمده وحکمت در آمدن وی چیست وَلَا تَجْزَعْ مِنْ مَجِیْئِهَا وَفِرَاقِهَا وناشکیبا مکن از آمدن بلیه ونزدیک شدن وی ومترس از آفت وی که آخر نور ایمان وصبر ورضای تو بر بلا غالب خواهد گشت وسرد گردانند وبغلبه قوت ایمان وصبر سلامت خواهی ماند از آفت آن فَلَیْسَتْ نَارُهَا اَعْظَمَ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ وَلَظٰی زیرا که نیست آتش وی بزرگ تر از آتش دوزخ وزبانه آن وَقَدْ ثَبَتَ فِی الْخَبَرِ الْمَرْوِیِّ عَنْ خَیْرِ الْبَرِیَّةِ وحال آنکه بتحقیق ثابت شده است در حدیثی که روایت کرده شده است از بهترین خلق وَخَیْرِ مَنْ اَقَلَّتْهُ الْاَرْضُ

ملے طریقہ وجھی ... بطاہ مہملہ وفا مال نفود ... لطائف منتخب ۱۲

ملے تلظی ... تعجیل زبانہ ... نام دوزخ وآتش زبانہ زدنده از منتخب ۱۲ غیاث ۱۲

حوالہ نمبر 422

دلائل النبوة

ومعرفة أحوال صاحب الشريعة

لأبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي

(٣٨٤ - ٤٥٨) هـ

السفر السادس

يطبع لأول مرة عن عشر نسخ خطية

وثق أصوله وخرج حديثه وعلق عليه

الدكتور عبد المعطي قلعجي

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

نُكر ونحن متوافرون أصحاب محمد ﷺ ان السكينة تنطق على لسان عمر رضي الله عنه.

تابعه زر بن حبيش والشعبي عن علي - رضي الله عنه -

أخبرنا محمد بن الحُسين القطان اخبرنا عبدالله بن جعفر ، حدثنا يعقوب ابن سفيان ، حدثنا مسلم بن إبراهيم ، حدثنا شعبة ، عن قيس بن مسلم ، عن طارق بن شهاب ، قال : كنا نُحَدَّثُ ان عمر بن الخطاب ينطق على لسانِ ملَك .

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ أخبرنا حمزة بن العباس العُقَبي حدثنا عبد الكريم بن الهيثم الدَّيْرَعَاقُوليُّ حدثنا أحمد بن صالح حدثنا ابن وهب .

(ح) واخبرنا أبو عبد الرحمن محمد بن الحسين السُّلمي أخبرنا أبو الحسين محمد بن محمد بن يعقوب الحجاجي الحافظ اخبرنا احمد بن عبد الوارث بن جرير العسال بمصر ، حدثنا الحارث بن مسكين اخبرنا ابن وهب قال: اخبرنا يحيى بن ايوب عن ابن عجلان عن نافع عن ابن عمر ان عمر بعث جيشاً وامَّر عليهم رجلاً يدعى سارية فبينما عمر رضي الله عنه يخطب فجعل يصيح يا ساري الجبلَ ، فقدِم رسولٌ من الجيش فقال يا أمير المؤمنين لقِينا عدوَّنا فهزمونا فإذا صائح يصيح يا ساريَ الجبلَ فأسندنا ظهورنا إلى الجبل فهزمهم الله فقلنا لعمر : كنتَ تَصيح بذلك .

قال ابن عجلان وحدثنا إياس بن معاوية بن قرة بذلك [والله تعالى أعلم][٣] .

حوالہ نمبر 423

سُنَنُ أَبِي دَاوُد

تَصنيف

أبي داود سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني

(٢٠٢ - ٢٧٥هـ)

حكمَ على أحاديثِهِ وآثارِهِ وعلّق عليه

العلاّمة المحدِّث محمّد ناصر الدّين الألباني

طبعة مميّزة بضبط نصّها، مع تمييز

زيادات أبي الحسن القطان، ووضع الحكم على الأحاديث والآثار،

وفهرست الأطراف والكتب والأبواب

اعتنى به

أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع

لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد

الرياض

حوالہ نمبر 423

الطبعة الأولى

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع

هاتف : ٤١١٤٥٣٥ - ٤١١٣٣٥٠
فاكس ٤١١٢٩٣٢ - ص.ب : ٣٢٨١
الرياض الرمز البريدي ١١٤٧١

حوالہ نمبر 423

المسلمون». قال أبو داود: قال بعضهم عن هشام: «تسعَ سنين»، وقال بعضهم: «سبعَ سنين». [«الضعيفة» (١٩٦٥)].

٤٢٨٧ ـ (ضعيف) حدثناهُ هارون بن عبدالله، حدثنا عبدالصمد، عن همّام، عن قتادة، بهذا الحديث، وقال: «تسعَ سنين». قال أبو داود: وقال غير معاذ: عن هشام: «تسعَ سنين». [انظر ما قبله].

٤٢٨٨ ـ (ضعيف) حدثنا ابن المثنى، حدثنا عمرو بن عاصم، حدثنا أبو العوّام، حدثنا قتادة، عن أبي الخليل، عن عبدالله بن الحارث، عن أم سلمة، عن النبي ﷺ، بهذا الحديث، وحديثُ معاذ أتمّ. [انظر ما قبله].

٤٢٨٩ ـ (صحيح) حدثنا عثمان بن أبي شيبة، حدثنا جرير، عن عبدالعزيز بن رُفَيع، عن عبيدالله ابن القبطية، عن أم سلمة، عن النبي ﷺ، بقصة جيش الخسف، فقلت: يا رسول الله، كيف بمن كان كارهاً؟ قال: «يُخسفُ بهم، ولكن يُبْعَث يومَ القيامة على نيته». [م].

٤٢٩٠ ـ (ضعيف) قال أبو داود: حُدِّثت عن هارون بن المغيرة، حدثنا عمرو بن أبي قيس، عن شعيب بن خالد، عن أبي إسحاق قال: قال عليّ رضي الله عنه ـ ونظر إلى ابنه الحسن فقال ـ: إن ابني هذا سيد، كما سمّاه النبي ﷺ، وسَيَخرج من صلبه رجل يُسمَّى باسم نبيكم ﷺ، يُشبهه في الخُلُق ولا يشبهه في الخَلْق، ثم ذكر قصة: يملأ الأرض عدلاً. [«المشكاة» (٥٤٥٨)].

٤٢٩٠ / م ـ (ضعيف) وقال هارون: حدثنا عمرو بن أبي قيس، عن مطرِّف بن طَريف، عن الحسن، عن هلال بن عمرو قال: سمعت علياً رضي الله عنه يقول: قال النبي ﷺ: «يخرج رجل من وراء النهر يقال له الحارث بن حَرّاث، على مقدِّمته رجل يقال له منصور، يُوطِّىء، أو يمكِّن لآل محمدٍ ﷺ، كما مكَّنت قريشٌ لرسول الله ﷺ، وجبَ على كل مؤمنٍ نصره» أو قال «إجابته». [«المشكاة» (٥٤٥٨)].

٣١ ـ كتاب الملاحم

١ ـ باب ما يذكر في قرن المئة

٤٢٩١ ـ (صحيح) حدثنا سليمان بن داود المَهْري، حدثنا ابن وهب، أخبرني سعيد بن أبي أيوب، عن شَراحيل بن يزيد المَعَافري، عن أبي علقمة، عن أبي هريرة ـ فيما أعلم ـ، عن رسول الله ﷺ قال: «إن الله عز وجل يبعثُ لهذه الأمة على رأس كل مئة سنةٍ مَن يُجدِّد لها دينَها». قال أبو داود: رواه عبدالرحمن بن شريح الإسكندراني لم يَجُزْ به شَراحيل. [«الصحيحة» (٥٩٩)].

٢ ـ باب ما يذكر من ملاحم الروم

٤٢٩٢ ـ (صحيح) حدثنا النفيلي، حدثنا عيسى بن يونس، حدثنا الأوزاعي، عن حسان بن عطية قال: مال مكحول وابن أبي زكريا إلى خالد بن مَعدان، ومِلتُ معهم، فحدثَنا عن جُبير بن نُفير عن الهدنة قال: قال جبير: انطلقْ بنا إلى ذي مِخْبَرٍ: رجلٍ من أصحاب النبي ﷺ، فأتيناه، فسأله جبير عن الهُدْنة، فقال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «ستصالحون الرومَ صلحاً آمناً، فتغزون أنتم وهم عدوّاً من ورائكم، فتُنصرون وتَغنَمون وتَسلَمون، ثمَّ ترجعون حتى تنزلوا بمَرْجٍ ذي تُلول، فيرفع رجلٌ من أهل النصرانية الصليبَ فيقول: غلَبَ

الجزء الثاني عشر

أعاد طبعه
دار إحياء التراث العربي
بيروت - لبنان
١٤٠٥ هـ ١٩٨٥ م

الأخفش: معاندين مسابقين. الزجاج: أى ظانين أنهم يعجزوننا لأنهم ظنوا أن لا بعث، وظنوا أن الله لا يقدر عليهم؛ وقاله قتادة. وكذلك معنى قراءة ابن كثير وأبى عمرو «مُعَجِّزِين» بلا ألف مشددا. ويجوز أن يكون معناه أنهم يعجزون المؤمنين فى الإيمان بالنبي عليه السلام و بالآيات؛ قاله السُّدى. وقيل: أى ينسبون من اتبع محمدا صلى الله عليه وسلم إلى العجز؛ كقولهم: جهّلته وفسّقته. ﴿أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾.

قوله تعالى: وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّآ إِذَا تَمَنَّىٰٓ أَلْقَى ٱلشَّيْطَٰنُ فِىٓ أُمْنِيَّتِهِۦ فَيَنسَخُ ٱللَّهُ مَا يُلْقِى ٱلشَّيْطَٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ ٱللَّهُ ءَايَٰتِهِۦ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٢﴾

فيه ثلاث مسائل.

الأولى — قوله تعالى: ﴿تَمَنَّىٰ﴾ أى قرأ وتلا. و﴿أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ﴾ أى قراءته وتلاوته. وقد تقدم فى البقرة[1]. قال ابن عطية: وجاء عن ابن عباس أنه كان يقرأ: «وما أرسلنا من قبلك من رسول ولا نبى ولا محدَّث» ذكره مسلمة بن القاسم بن عبد الله، ورواه سفيان عن عمرو بن دينار عن ابن عباس. قال مسلمة: فوجدنا المُحدَّثين[2] معتصمين بالنبوّة — على قراءة ابن عباس — لأنهم تكلموا بأمور عالية من أنباء الغيب خَطَرات، ونطقوا بالحكمة الباطنة فأصابوا فيما تكلموا وعُصموا فيما نطقوا؛ كعمر بن الخطاب فى قصة سارية[3]، وما تكلم به من البراهين العالية.

---

(١) راجع جـ ٢ ص ٥.

(٢) المحدثون (بفتح الدال وتشديدها) قال ابن الأثير: إنهم الملهمون، والملهم هو الذى يلقى فى نفسه الشيء فيخبر به حدسا وفراسة، وهو نوع يختص به الله عز وجل من يشاء من عباده الذين اصطفى مثل عمر؛ كأنهم حدّثوا بشيء فقالوه.

(٣) هو سارية بن زنيم بن عبد الله. وكان من قصته أن عمر رضى الله عنه أمره على جيش وسيره إلى فارس سنة ثلاث وعشرين، فوقع فى خاطر سيدنا عمر وهو يخطب يوم الجمعة أن الجيش المذكور لاقى العدوّ وهم فى بطن وادٍ وقد هموا بالهزيمة، وبالقرب منهم جبل، فقال فى أثناء خطبته: يا سارية، الجبل الجبل! ورفع صوته، فألقاه الله فى سمع سارية فانحاز بالناس إلى الجبل وقاتلوا العدوّ من جانب واحد، ففتح الله عليهم. (راجع ترجمته فى كتب الصحابة).

دوره کامل ۶ جلدی

مثنوی معنوی

تألیف :

جلال الدین مولوی محمد بن الحسین البلخی ثم الرومی

از روی چاپ

رینولد الین نیکلسون

شامل فهارس :

اسامی رجال و نساء، امکنه و قبایل - کتب - آیات قرآن

و فهرست قصص و حکایات

پس از مقابله با نسخ خطی و چاپی معتبر دنیا و تصحیح متن

روی مبارکت را بهنگام وعظ نمی بینیم و شنیدن رسول و صحابه آن ناله‌را و سؤال و جواب مصطفی با ستون صریح

استن حنانه از هجر رسول — ناله میزد همچو ارباب عقول
گفت پیغمبر چه خواهی ای ستون — گفت جانم از فراقت گشت خون
۲۱۷۰ مسندت من بودم از من تاختی — بر سر منبر تو مسند ساختی
پس رسولش گفت کای نیکو درخت — ای شده با سرّ تو همراز بخت
گر همیخواهی ترا نخلی کنند — شرقی و غربی ز تو میوه چنند
یا در آن عالم حقت سروی کند — تا تر و تازه بمانی تا ابد
گفت آن خواهم که دائم شد بقاش — بشنو ای غافل کم از چوبی مباش
۲۱۷۵ آن ستونرا دفن کرد اندر زمین — تا چو مردم حشر گردد یوم دین
تا بدانی هرکرا یزدان بخواند — از همه کار جهان بیکار ماند
هرکرا باشد ز یزدان کار و بار — یافت بار آنجا و بیرون شد ز کار
وانك اورا نبود از اسرار داد — کی کند تصدیق او نالهٔ جماد
گوید آری نی ز دل بهر وفاق — تا نگویندش که هست اهل نفاق
۲۱۸۰ گر نیندی واقفان امر کن — در جهان رد گشته بودی این سخن
صد هزاران ز اهل تقلید و نشان — افکند شان نیم وهمی در گمان
که بظن تقلید و استدلالشان — قائمست و جمله پر و بالشان
شبههٔ انگیزد آن شیطان دون — در فتند این جمله کوران سر نگون
پای استدلالیان چوبین بود — پای چوبین سخت بی تمکین بود
۲۱۸۵ غیر آن قطب زمان دیده‌ور — کز ثباتش کوه گردد خیره‌سر
پای نابینا عصا باشد عصا — تا نیفتد سرنگون او بر حصا